


اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

فتاویٰ عالمگیریہ

اہتمام

سلطان ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

نگرانی

الشیخ نظام الدین برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس علماء

معاونِ نظرِ ثانی

حضرت شاہ عبد الرحیم والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہما اللہ علیہما

عربی متن مع اردو ترجمہ نمبر دار احکام کے ساتھ

پیشکش: مجلسِ منتظمہ اشاعتِ فتاویٰ عالمگیریہ




فتاوی عالمگیری مترجم، اردو مع عربی، نمبروار احکام کیساتھ

(جلد ۱۱)

مترجم ــــــ حضرت مولانا ابو السعید محمد صادق بن حافظ قادری

کتابت ــــــ خوشنویس راجہ غلام رسول راولپنڈی

طباعت ــــــ عکسی

تعداد اشاعت ــــــ ایک ہزار

ناشر ــــــ ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ

نظر ثانی ــــــ اراکین مجلس منتظمہ و ممتاز علماء کرام و مفتیان عظام

کاغذ ــــــ اعلی سفید،

تاریخ اشاعت ــــــ ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ بمطابق اپریل ۱۹۷۸ء

مطبع ــــــ المکتبہ پریس شارع فاطمہ جناح لاہور

مقام اشاعت ــــــ سہگل آباد۔ ضلع جہلم پاکستان،

طبع شدہ کی قیمتیں علاوہ محصول ڈاک

(جلد ۱) طہارت کی بحث، عنوانات ۹۴، احکام ۱۳۳۶، قیمت ۳۰۔۰۰ — (جلد ۲) نماز کی بحث، عنوانات ۱۲۳، احکام ۲۶۱۹، قیمت ۷۰۔۰۰

(جلد ۳) زکوٰۃ کی بحث، " ۳۲، " ۵۳۴، " ۱۷۔۰۰ — (جلد ۴) روزہ کی بحث، " ۲۹، " ۵۱۰، " ۱۷۔۰۰

(جلد ۵) حج کی بحث، " ۳۳، " ۱۰۱۹، " ۵۰۔۰۰ — (جلد ۱۲) حدود کی بحث، " ۳۰، " ۸۵۵، " ۳۸۔۰۰

(جلد ۱۳) احکام المرتدین، " ۱۳، " ۳۹۰، " ۳۰۔۰۰ — (جلد ۱۵) جنایات یعنی قصاص و دیت کی بحث " ۱۹، " ۹۸۸، " ۴۶۔۰۰

(جلد ۱۴) ذکر مصحف و مسجد، " ۲، " ۱۹۵، " ۱۲۔۰۰ — (جلد ۱۱) نظر ثانی … [illegible] … " ۱۳، " ۴۴۴، " ۲۶۔۰۰

(جلد ۶) نکاح باب ۱ تا ۵، " ۲، " ۵۰۷، " ۴۸۔۰۰ — در اردو دان سبھی ارباب ذوق فہم [illegible] ۲۲۔۰۰

مذکورہ کتب کا ایک سیٹ ۶۰۰۔۰۰

[illegible] جلد [illegible] تدوین ۔

سکولوں اور کالجوں کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ

محکمہ تعلیم سے منظور شدہ بموجب چٹھی نمبر 71 -10-2/ 2 - GM/97001/96904 - ایجوکیشن ڈائریکٹر ریجن راولپنڈی پنجاب -

" " " 71 -4-13 /A-D. S.C/2 - M/28386/28056 ڈائریکٹر محکمہ تعلیم صوبہ سرحد -

" " " 71 -7-14 / 1974/19650/ E/F.P.U-B/11-B ایجوکیشن ڈائریکٹر ریجن کراچی -

" " " 72 - 12 - 13 /33145/ 33035 / ناظم تعلیمات حکومت آزاد کشمیر مظفرآباد -

العارض :- قاضی محمد عرفان چغتائی، بی اے ایل ایل بی، مقام میانہ موہڑہ، ڈاک خانہ فریال، ضلع راولپنڈی

ملنے کا پتہ :- مولانا محمد صادق صاحب ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ سہگل آباد۔ ضلع جہلم۔ پاکستان۔

طابع : عبد الرشید — المکتبہ پریس شارع فاطمہ جناح لاہور




اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

فتاویٰ عالمگیریہ

جلد ۱۱

کتاب الحدود والسرقۃ

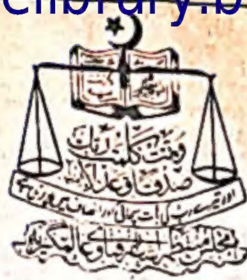
الحادی عشر کتاب الحدود والسرقہ اور چوری کی بحث

شرعی مقررہ سزاؤں کے احکام

عربی متن مع اُردو ترجمہ نمبروار احکام کے ساتھ

پیشکش: مجلس منتظمہ اشاعت "فتاویٰ عالمگیریہ"



فہرست فتاوی عالمگیری مترجم جلد ۱۱ کتاب الحدود

(شرعی مقررہ سزاؤں کی بحث)

شرعی حد کا مفہوم، رکن، شرط اور حکم، زنا کا مفہوم، رکن، شرط اور ثبوت۔ موجب حد و غیر موجب حد وطی اور زنا پر شہادت، شراب نوشی کی حد، حدِ قذف، تعزیر، چوری اور اس کا ظہور، قطع ید کی حد کے قابل چیزیں، مال کا محفوظ قرار مانا، قطع عضو کا اثبات اور کیفیت، مسروقہ مال میں چور کا نیا امر واقع کرنا، اور رہزنوں کے احکام

ابحاث ۲ ، ابواب ۱۰ ، عنوانات ۲۰ ، تعداد شق ۸۵۵



حوالہ	تفسیر الحد	الباب الاول فی تفسیرہ شرعا ورکنہ وشرطہ وحکمہ	دفعات و شق نمبر

وتمت كلمت ربك صدقا وعدلا
اور تیرے رب کی بات سچائی اور انصاف میں پوری ہے
مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوة والسلام علی سیدنا محمد سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ وعلی عباد اللہ الصالحین، اجمعین،

کتاب الحدود والسرقة

دفعات ۴۵۴ تا ۴۷۳ - عنوانات ۲۰ - تعداد شق ۸۵۵

کتاب الحدود

دفعات ۴۵۴ تا ۴۶۷ - عنوانات ۱۴ - تعداد شق ۵۳۲

وفیہ ستة ابواب

الباب الاول فی تفسیرہ شرعا ورکنہ وشرطہ وحکمہ

دفعات ۴۵۴ تا ۴۵۷ - عنوانات ۴ - تعداد شق ۴

۴۵۴- تفسیر الحد

تعداد شق ۱

۱ والحد فی الشریعة العقوبة المقدرة حقا للہ تعالی حتی لا یسمی القصاص حدا لانہ حق العبد ولا التعزیر لعدم التقدیر — کذا فی الهدایة

لـہ یہ منتخبہ بحث فتاوی عالمگیری عربی میں بحث نمبر ۱۲۷۱ پر ہے اس کے متعلق فہرست فتاوی عالمگیری کا مترجم ج ۱ کا ص ۶ ملاحظہ ہو (مترجم) سلـہ (۱) اسلامی تعلیمات کی رو سے جرم کا مرتکب شخص ایک طرف اپنے خالق کی نافرمانی کرتا ہے اور دوسری طرف مخلوقِ خدا کی حق تلفی چنانچہ بعض جرائم کی سزا شریعت نے مقرر کردی ہے اور بعض کی سزا حکومتِ مجاز کی صوابدید پر چھوڑ دی گئی ہے پھر جن جرائم کی سزائیں شریعت میں مقرر ہیں ان میں سے بعض میں حق اللہ تعالیٰ کو اور بعض میں حق العبد کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے اور اس لحاظ سے اسلامی شریعت میں جرم و سزا، حدود کفارات، قصاص اور تعزیر پر مشتمل ہیں (ب)، حدود (۱) اسلامی شریعت میں جس جرم کی سزا مقرر ہے اور اس میں حق اللہ تعالیٰ کی اہمیت کو غالب رکھا گیا ہے اسے "حد" کہا جاتا ہے جس کی جمع حدود ہے مثلاً چوری پر قطع ید کی حد، رہزنی پر قطع عضو کی حد، زنا پر سو کوڑوں یا سنگسار کرنے کی حد، زنا کی تہمت پر اسی کوڑوں کی حد، شراب نوشی پر اسی کوڑوں کی حد۔ ان میں سے پہلی چار حدیں قرآن و سنت میں منصوص ہیں۔ اور شراب نوشی کو قرآن مجید میں حرام قرار دیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جرم کے مرتکب کو سزا دی اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اجماع سے شراب نوشی کی حد میں اسی درے مقرر ہوئے۔ یہ حدود بحیثیت حق اللہ تعالیٰ نافذ کی جاتی ہیں چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ شرعی حدود اللہ تعالیٰ کا حق ہیں۔ کفارہ کی سزائیں عبادت اور عقوبت کی جامع ہیں اور حدود عقوبات خالصہ ہیں۔ اور لکھا ہے کہ زنا کی حد سے نسب کی حفاظت، چوری کی حد سے مال

دفعات وشق نمبر	پہلا باب - حد کی شرعی تفسیر، اسکا رکن، شرط اور حکم	حد کی تفسیر	حوالہ



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا رب ہے۔ اور درود وسلام ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سب رسولوں کے سردار ہیں اور انکی آل پر، انکے اصحاب پر، اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سب پر ہو۔

شرعی حدود اور چوری کی بحث ¹ﮥ

دفعات ۴۵۴ تا ۴۷۳ - عنوانات ۲۰ - تعداد شق ۸۵۵

حدود کی بحث

دفعات ۴۵۴ تا ۴۶۷ - عنوانات ۱۴ - تعداد شق ۵۳۲

حدود کی بحث میں چھ ابواب ہیں

پہلا باب - حد کی شرعی تفسیر، اسکا رکن، اسکی شرط اور اسکا حکم

دفعات ۴۵۴ تا ۴۵۷ - عنوانات ۴ تعداد شق ۴

۴۵۴- حد کے مفہوم کی وضاحت

اور اس میں ۱ شق ہے

۱ شریعت میں "حد" سے مراد ایسی مقررہ سزا ہے جو اللہ تعالیٰ کے حق (کی اہمیت کو غالب رکھنے) کی وجہ سے ہو۔ پس قصاص کو حد سے موسوم نہیں کیا جاتا۔ اس لئے کہ وہ بندے کے حق (کو غالب رکھنے) کی وجہ سے ہے۔ اور تعزیر کو بھی حد نہیں کہا جاتا اس لئے کہ اس کی مقدار مقرر نہیں ہے ²ﮥ — ہدایہ

کی حفاظت، شراب نوشی کی حد سے عقل کی حفاظت اور حد قذف سے عزت کی (مؤثر طور پر) حفاظت کی گئی ہے الخ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۲- اور بروایت ابوھریرہؓ نسائی شریف ج ۲ ص ۲۵۶ میں، بروایت ابن عمرؓ بحوالہ ابن ماجہ مشکوۃ شریف ج ۳ ص ۴۴ میں، و تفسیر ابن کثیر مترجم پ ۱۸ ص ۳۳ میں مروی حدیث کے مفہوم میں ہے کہ (شرعی حدود میں سے) ایک حد کا زمین میں قائم ہونا زمین والوں کے لئے چالیس رات کی بارش (یعنی باران رحمت) سے بہتر ہے اور بحوالہ الحلیہ ابونعیم ج ا ص ۲۴۷ منقول ہے کہ حضرت عمیر بن سعد انصاری رضؓ جنکے لئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھے تمنا کے لئے کہا جائے تو مجھے تو یہ پسند ہے کہ مجھے حضرت عمیرؓ جیسے آدمی مل جائیں تاکہ ان سے مسلمانوں کے کاموں میں مدد لوں۔ اور جب عہد فاروقی بن سعدؓ حمص کی گورنری چھوڑ کر گھر مقیم ہوئے اور کچھ عرصہ بعد خلیفہ کی طرف سے حارثؓ نامی قاصد خیریت دریافت کرنے بھیجا گیا تو حضرت عمیر بن سعدؓ انصاری نے خلیفہ اور مسلمانوں کی حالت دریافت فرماتے ہوئے اہم سوال یہ کیا کہ "کیا شرعی حدیں لگائی جاتی ہیں"، اور جب قاصد نے جواب میں ہاں کہی تو دست بدعا ہوتے ہوئے فرمایا کہ اے اللہ تعالیٰ تو عمرؓ کی اعانت فرما کیونکہ جہاں تک مجھے علم ہے وہ تجھ سے محبت رکھتے ہیں۔

(۲) شرعی حدود انتہائی مؤثر سزائیں ہیں۔ یہ سزائیں ایسی نہیں ہیں کہ جرائم پیشہ لوگ سزا یافتہ ہونے کے باوجود ان سزاؤں کو کھیل سمجھیں اور

حوالہ	تفسیر الحد	الباب الاول فی تفسیرہ شرعا ورکنہ وشرطہ وحکمہ	دفعات وشق نمبر

۱/۴۵۴ جیلخانے میں بیٹھکر از سر نو ارتکاب جرم کے لئے منصوبے باندھیں۔ بلکہ شرعی سزائیں تو ایسی عبرتناک ہیں کہ ان کی دھاک انسان کو جرم کے قریب بھٹکنے سے باز رکھتی ہے۔ یہ حدود ارتکاب جرم اور اعادہ جرم کا حقیقی انسداد کرکے انسانیت کو تہذیب سکھاتی اور امن عامہ کا مؤثر ذریعہ قرار پاتی ہیں۔ اور اس حقیقت پر اُس دور کی تاریخ اور اُس سرزمین کے حالات شاہد ہیں جہاں شرعی حدود نافذ ہوئیں۔

(۳) **مگر** شرعی حدود جس قدر مؤثر اور عبرتناک ہیں اسی قدر ان کے نفاذ کی شرائط انتہائی محتاط ہیں۔ حدود کے نفاذ کی شرطیں، قابلِ حد جرم کے ارتکاب کی تکمیل، اس جرم کے ثبوت کی تکمیل، اسلامی قانون شہادت، اور بالخصوص حدود کے لئے ضابطہ شہادت میں اتنی احتیاط برتی گئی ہے اور پھر ملزم کو شبہ کا فائدہ دینے کی اتنی گنجائش رکھی گئی ہے کہ شرعی حد عملاً نافذ ہونے کی نوبت شاذ و نادر اور اس سے سزایافتہ افراد کی تعداد اقل القلیل ہی ہوتی ہے۔ اور اس کے باوجود اثرات اور ثمرات دور رس ہوتے ہیں۔ جیساکہ شرعی حدود نافذ شدہ ممالک کے کوائف گواہ ہیں۔

(۴) **تاہم** جب کبھی کسی قابلِ حد جرم کے مجرم پر حسبِ شرائطِ شرعی حد واجب ہو جائے تو پھر کوئی فرد یا جماعت یا حکومت یا صاحبِ حق اسے معاف کرنے یا اس حد میں تغیر و تبدل یا کمی بیشی کرنے کا مجاز نہیں۔ بلکہ قابل حد مجرم کی مخلصانہ توبہ سے بھی اخروی عذاب سے معافی تو ہو سکتی ہے مگر دنیا میں لازم شدہ حد اس سے ساقط نہیں ہو سکتی۔ حکم نمبر ۱ب/۴۵۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ البتہ رہزنی کا مرتکب گرفتاری سے قبل صحیح معنوں میں تائب ہو جائے تو اس کے متعلق حکم نمبر ۵، ۱۷ تا ۱۹/۴۷۳ ملاحظہ ہوں۔ نیز شرعی حد کی معافی کے لئے سفارش کرنا یا سفارش سننا بھی جائز نہیں ہے۔ چنانچہ سورۃ نور آیت ۲ میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ "میرا حکم نافذ کرنے میں نرمی مت دکھاؤ" اور ردالمحتار میں ہے کہ چونکہ شرعی حد کتاب و سنت پر مبنی مقرر سزا ہے اور قابلِ حد جرم کا مقدمہ حاکم مجاز کے ہاں پیش ہو چکنے کے بعد معافی کے لئے سفارش کرنا امر واجب کے ترک کا مطالبہ کرنا ہے پس یہ جائز نہیں ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حد کے متعلق حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی سفارش رد کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ "أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ" (بخاری، مسلم بحوالہ مشکوۃ ج ۲ صـ ۳۱۴) یعنی اے اسامہؓ تم ایسی سزا معاف کرانے کے لئے سفارش کرتے ہو جو اللہ کی حدود (یعنی اس کی مقرر کردہ سزاؤں) میں سے ہے"۔ البتہ حاکم مجاز کے ہاں مقدمہ پہنچنے اور اسکے ہاں ثبوت پیش ہونے سے پہلے سفارش جائز ہے اس لئے کہ حد قائم کرنے کا وجوب محض اس جرم کے ارتکاب سے نہیں ہوتا بلکہ حاکم مجاز کے ہاں ثبوت فراہم ہونے سے ہوتا ہے۔ پس اس سے بظاہر حکم یہی ہے کہ حاکم مجاز کے ہاں مقدمہ پیش ہونے کے بعد اسکے سامنے اس جرم کا ثبوت فراہم ہونے سے پہلے سفارش کا جواز ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ صـ ۱۹۳ وهكذا فی البحرالرائق ج ۵ صـ ۲ اور بروایت حضرت عائشہؓ صحیح بخاری میں مروی حدیث میں ہے کہ حضور صلعم نے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ پہلی قومیں اسلئے (بھی) ہلاک ہوئیں کہ جب ان میں عزت والا کوئی شخص چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد جاری کرتے۔ ماخوذ از صحیح بخاری ج ۲ صـ ۱۰۰۳ وکذا فی النسائی ج ۲ صـ ۲۵۶ اور تفسیر کبیر میں مروی ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن ایک ایسا حاکم لایا جائیگا جس نے (جرم کی حدیں) خدا کی مقرر کردہ حد سے ایک کوڑا کم کر دیا تھا تو اسے پوچھا جائیگا کہ یہ حرکت تو نے کیوں کی۔ وہ عرض کریگا کہ آپ کے بندوں پر رحم کھا کر۔ ارشاد ہوگا اچھا تو ان کے حق میں مجھ سے زیادہ رحیم تھا چنانچہ اسے دوزخ میں لے جانے کا حکم ہوگا۔ اسی طرح ایک اور حاکم لایا جائیگا جس نے (کسی قابل حد جرم کی سزا میں) از روئے حد ایک کوڑے کا اضافہ کر دیا تھا اس سے پوچھا جائیگا کہ تو نے یہ کس لئے کیا تھا۔ وہ عرض کرے گا کہ تاکہ لوگ آپ کی نافرمانیوں سے باز رہیں۔ تو ارشاد ہوگا، اچھا تو انکے معاملہ میں مجھ سے زیادہ حکیم تھا۔ چنانچہ اسے بھی دوزخ میں لے جانے کا حکم ہوگا۔ ماخوذ از تفسیر کبیر المسمی بمفاتیح الغیب لعلامہ فخرالدین عمر رازی م ۶۰۴ھ ج ۶ صـ ۲۲۵۔

حوالہ	حد کی تفسیر	پہلا باب - حد کی شرعی تفسیر، ارکان، شرط اور حکم	دفعات/شق نمبر

کے اسباب ۴۵۴/۱ -(۵) نیز ردالمحتار میں ہے کہ حدود کے بیان میں زنا کا ذکر پہلے ہے اس لئے کہ اس کا تعلق نسل انسانی کی حفاظت سے ہے۔ اس کے اسباب کا وقوع اکثر اور اس کی حد قطعی اور یہ جرم شراب نوشی سے بھی زیادہ قبیح اور از روئے عذاب زیادہ غلیظ ہے۔ نیز شراب نوشی کی حد کی قطعیت زنا کی حد کی طرح نہیں ہے اس لئے اس کا ذکر زنا کی حد کے بیان کے بعد مگر حد قذف سے پہلے ہے اس لئے کہ شرابی یقینی مجرم ہے اور قاذف میں صدق کا احتمال موجود ہے۔ چوری کی حد کا بیان اس کے بعد ہے اس لئے کہ اموال نفوس کی ذیل میں ہیں اور چوری (دہزنی) کی حدود کا تعلق اموال کی حفاظت سے ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ صـ۱۹۳، صـ۲۲۳۔ چنانچہ حدِ زنا کا بیان حکم نمبر ۴۵۸ تا ۴۶۴ میں، حدالشرب کا بیان حکم نمبر ۴۶۵ میں، حدالقذف کا بیان حکم ۴۶۶ میں، حدِ سرقہ کا بیان حکم نمبر ۴۶۸ تا ۴۷۱ میں، اور رہزنی کی حد کا بیان حکم نمبر ۴۷۳ میں ہے اور کتاب الحدود میں سرقہ کی حد کو باب السرقۃ کی بجائے کتاب السرقۃ کے عنوان سے ذکر کرنے کے متعلق حکم نمبر ۴۶۸/۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۴۵۴/۱ کے حاشیہ "د" کا ۲ ملاحظہ ہو۔

(ج) **قصاص** - اسلامی شریعت میں جس جرم کی سزا مقرر ہے اور اس میں حق العبد کی اہمیت کو زیادہ ملحوظ رکھا گیا ہے۔ انہیں قصاص (اور جنایات) کہا جاتا ہے (مگر ج کی جنایات کے متعلق حکم نمبر ۳۰۸ تا ۳۱۳ ملاحظہ ہوں) مثلاً قتل و ضرب وغیرہ میں قصاص کی سزا بطور حق العبد نافذ کی جاتی ہے اسی لئے اس میں صاحبِ حق یعنی مقتول کے ولی یا اس مضروب یا مجروح یا عضو تلف شدہ شخص کو شریعت اختیار دیتی ہے کہ وہ حاکم مجاز کے فیصلہ کے بموجب قصاص یعنی بدلہ لے لے اور چاہے تو مجرم کو معاف کر دے۔ جیساکہ البحرالرائق ج ۵ صـ۲ میں ہے اور قصاص و جنایات کے احکام فتاوی عالمگیری کی بحث ۵۵ میں ہیں۔ نیز حکم نمبر ۴۵۱/۱ کے حاشیہ کا د ۲ ملاحظہ ہو۔

(د) **تعزیر** - (۱) اسلامی شریعت نے جن جرائم کی سزا مقرر نہیں کی بلکہ حکامِ مجاز کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا کہ وہ جرم، مجرم، زمانہ اور ماحول کے مطابق کسی جرم کی سزا خود طے کریں اور جاری کریں ایسی سزاؤں کو تعزیر کہا جاتا ہے جس کی جمع تعزیرات ہے۔ تعزیرات کے متعلق یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حکومت شرعی قواعد کو ملحوظ رکھتے ہوئے اہل رائے کے مشورہ سے تعزیری سزائیں مقرر کر دے جیساکہ مجالس قانون ساز تعزیری سزائیں طے کرتی ہیں۔ تاکہ قاضی و جج صاحبان تعزیری جرائم پر مقررہ تعزیری سزائیں جاری کریں تعزیرات میں حسب دستور حکومت کو کمی بیشی کرنے یا معاف کرنے یا اس قانون میں رد و بدل کرنے کا اختیار حاصل رہتا ہے۔ تعزیر کا ذکر حکم نمبر ۴۶۷ میں ملاحظہ ہو۔

(۲) قابلِ حد جرم یا قابلِ قصاص جرم کی جن صورتوں میں جرم ثابت ہو مگر کسی خاص شرط کی کمی یا شبہ کی وجہ سے وہ حد یا قصاص ساقط ہو جائے یا قابلِ قصاص جرم کی صورت میں مجرم کو صاحبِ حق معاف کر دے تو ان صورتوں میں حکومت مجاز ہے کہ دوسرے لوگوں کی حفاظت کے حق کی بنا پر ایسے مجرم کو تعزیری سزا دے۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۴۶۷/۱۵، ۴۷۰/ا ب کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تفسیرہ شرعا ورکنہ وشرطہ وحکمہ — رکن الحد وشرطہ وحکمہ	حوالہ
۴۵۵	**رکن الحد** — تعداد شق ۱[1]	
۱	ورکنہ اقامۃ الامام او نائبہ فی الاقامۃ	کذا فی محیط السرخسی
۴۵۶	**حد کی شرط** — تعداد شق ۱[2]	
۱	وشرطہ کون من یقام علیہ صحیح العقل سلیم البدن وکونہ من اھل الاعتبار والانتذار حتی لا یقام علی المجنون والسکران والمریض وضعیف الخلقۃ الا بعد الصحۃ والافاقۃ	کذا فی محیط السرخسی
۴۵۷	**حد کا حکم** — تعداد شق ۱[3]	
۱	وحکمہ الاصلی الانزجار عما یتضرر بہ العباد وصیانۃ دار الاسلام عن الفساد والطھرۃ من الذنب لیست بحکم اصلی لاقامۃ الحد لانھا تحصل بالتوبۃ لا باقامۃ الحد ولھذا یقام الحد علی الکافر ولا طھرۃ لہ	کذا فی التبیین

[1] چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ شرعی حدود اللہ تعالی کا حق ہیں اس کا نفاذ شرع کا نائب یعنی حاکم مجاز یا اسکا نائب مجاز ہی کرسکتا ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۴۴۔ نیز حکم نمبر ۱/۴۵۵، ۴۳/۴۶۳، ۳/۴۶۵ کا دوسرا حاشیہ اور حکم نمبر ۱۷/۲۶۷ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[2] حکم نمبر ۳۳/۴۶۱، ۴۲، ۴۹، ۵۱، ۶۱/۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[3] حکم نمبر ۱/۴۵۷، ۱۰/۴۶۱، ۷۶/۴۶۳، ۴، ۵، ۱۱/۴۶۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ (مترجم)

[4] حکم نمبر ۴۱ تا ۴۶/۴۶۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[5] حکم نمبر ۵۱، ۵۲/۴۶۲، ۱/۴۷۱ کا پانچواں حاشیہ، ۲۲/۴۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[6] حکم نمبر ۱/۴۵۴ کے حاشیہ کا ب ۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پہلا باب ۔ حد کی شرعی تعفیر اسکا رکن، شرط اور حکم ـــــ حد کے رکن، شرط اور حکم کا بیان	حوالہ
۴۵۵ ۱	**حد کا رکن** اور اس میں ۱ شق ہے حد قائم کرنے کے لئے رکن یہ ہے کہ امام وقت (یعنی مسلمانوں کا حاکم مجاز) حد قائم کرے یا وہ شخص حد قائم کرے جو حد قائم کرنے میں امام وقت کا نائب ہو [۱]	محیط سرخسی
۴۵۶ ۱	**حد کی شرط** اور اس میں ۱ شق ہے حد قائم کرنے کے لئے شرط یہ ہے کہ جس شخص پر حد قائم کی جائے وہ صحیح العقل ہو، سلیم البدن ہو اور وہ ایسا ہو کہ عبرت حاصل کر سکنے اور (انجام بد سے) ڈر حاصل کر سکنے والوں میں سے ہو۔ پس جو شخص پاگل ہو [۲] یا نشہ کی حالت میں ہو [۳] یا مریض ہو [۴] یا ضعیف الخلقہ (یعنی بہت کمزور) ہو تو اس پر اس کی صحت وافاقہ کے بعد ہی حد قائم کی جائے گی [۵]	محیط سرخسی
۴۵۷ ۱	**حد کا حکم** اور اس میں ۱ شق ہے (د) (شرعی) حد کا اصلی حکم یہ ہے کہ جس امر سے بندوں کو ضرر پہنچتا ہو [۶] اس سے باز رکھنا اور دار الاسلام کو فساد سے بچانا ہے [۷] (ب) (قابلِ حد گناہ کی حد قائم ہونے سے) اس گناہ سے پاک ہونا حد قائم کرنے کا اصلی حکم نہیں ہے اس لئے کہ گناہ سے پاک ہونے کا تعلق توبہ سے ہے حد قائم ہونے سے نہیں۔ اور اسی لئے (دار الاسلام میں رہنے والے) کافر پر بھی حد قائم کی جاتی ہے۔ حالانکہ وہ (محض حد کی وجہ سے) گناہ سے پاک نہیں ہو جاتا۔ [۸]	تبیین

[۷] چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ حدود کی مشروعیت کا علم قابل حد جرائم کے ارتکاب کے لئے اور حد کا قیام ایسے جرائم کے اعادہ کے لئے باعث رکاوٹ ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صفحہ ۱۹۳ (مترجم) [۸] درمختار میں ہے کہ توبہ کرنے سے حد ساقط نہیں ہوتی۔ مفہوم ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۲۴ (مترجم)

حوالہ	الزنا	الباب الثانی ۔ فی الزنا	دفعات وشق نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الثانی فی الزنا

دفعات ۴۵۸ تا ۴۶۱ عنوانات ۴ تعداد شق ۴۴

۴۵۸ الزنا

تعداد شق ۵

دفعات وشق نمبر	الزنا	حوالہ
۱	وهو قضاء الرجل شهوته محرما فی قبل المرأة الخالی عن الملكين و شبهتهما و شبهة الاشتباه او تمكين المرأة لمثل هذا الفعل	هکذا فی النهاية
۲	حتی ان وطء المجنون و الصبی العاقل لا یکون زنا لان فعلهما لا یوصف بالحرمة	کذا فی محیط السرخسی
۳	وكذا اذا وطی الرجل جارية ابنه اوجارية مكاتبه اوجارية عبده المأذون المديون او الجارية من المغنم بعد الاحراز فی دار الاسلام فی حق الغازی لا یکون زنا لشبهة ملك اليمين	هکذا فی النهاية
۴	وكذا اذا وطی امرأة تزوجها بغير شهود او امة تزوجها بغير اذن مولاها او وطی عبد امرأة تزوجها بغير اذن مولاه او وطی الرجل امة تزوجها على حرة لشبهة ملك النكاح	هکذا فی النهاية
۵	وكذا اذا وطی الابن جارية ابيه على انها تحل له لشبهة الاشتباه	هکذا فی النهاية

۱ حکم نمبر ۱/۲۵۲ کے حاشیہ نمبر ۱، ۵، ۱۱۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ حکم نمبر ۲۳۲/۴۶۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ حکم نمبر ۱/۴۵۹، ۳/۴۶۲، ۱۰۳/۴۶۲، ۵۶/۴۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں نیز البحر الرائق میں ہے کہ فرج کی قید سے دبر میں وطی کرنا زنا موجب حد ہونے سے خارج ہوگیا۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۲۔ البتہ حکم نمبر ۶۱/۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ دونوں طرح کی ملکیت یعنی ملک الیمین اور ملک نکاح۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۲۰۳/۴۵۸، ۲۵/۴۲۳ ملاحظہ ہوں۔ نیز ان شبہات کے احکام کے متعلق حکم نمبر ۴۶۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ اور درمختار و رد المحتار میں ہے کہ اگر عورت نے مرد کو ایسا ہی فعل کرنے دیا تو (دیگر شرائط حد پائے جانے کی صورت میں) اس پر بھی حد لازم ہوگی۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۱۹۵۔ نیز حکم نمبر ۵۹، ۶۰، ۸۰/۴۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعہ و شق نمبر	دوسرا باب - زنا کے احکام / زنا کا مفہوم	حوالہ

وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا

مجلس منتظمہ فتاوی عالمگیریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دوسرا باب - زنا کے احکام

دفعات ۴۵۸ تا ۴۶۱ عنوانات ۴ تعداد شق ۴۴

دفعہ و شق نمبر	متن	حوالہ
۴۵۸	**زنا کا مفہوم** اور اس میں ۵ شقیں ہیں	
۱	زنا[1] سے مراد یہ ہے کہ مرد اپنی شہوت حرام طور پر ایسی عورت[2] کے فرج[3] میں پوری کرے۔ جو دونوں[4] طرح کی ملکیت یا دونوں طرح کی ملکیت کے شبہ یا شبہ اشتباہ سے خالی ہو یا عورت اپنے سے ایسا ہی فعل کرنے دے [5]	نہایہ
۲	حتی کہ (مذکورہ تعریف کی بنا پر) پاگل آدمی اور سمجھدار بچے کی وطی زنا قرار پائے گی۔ اس لئے کہ ان دونوں کے فعل کو حرام نہیں قرار دیا جاتا [6]	محیط سرخسی
۳	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر مرد نے اپنے بیٹے کی باندی، یا اپنے مکاتب غلام کی باندی، یا اپنے ماذون[7] مقروض غلام کی باندی سے وطی کی۔ تو (مذکورہ صورتوں میں وطی کرنا) زنا نہ قرار پائے گا۔ اس لئے کہ ملک یمین (یعنی ملکیت) کا شبہ موجود ہے [8]	نہایہ
۴	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر کسی مرد نے ایسی عورت سے وطی کی جس سے اس مرد نے گواہوں کے بغیر نکاح کیا تھا یا اس نے ایسی باندی سے وطی کی جس سے اس مرد نے اس باندی کے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تھا یا کسی غلام نے ایسی عورت سے وطی کی جس سے اس غلام نے اپنے آقا کی اجازت کے بغیر [9] نکاح کیا تھا یا کسی مرد نے ایسی باندی سے وطی کی جس سے اس مرد نے اپنی آزاد بیوی موجود ہونے کے باوجود نکاح کیا تھا (تو ان مذکورہ سب صورتوں میں وطی کرنا زنا نہ قرار پائے گا) اس لئے کہ ملک نکاح کا شبہ موجود ہے [10]	نہایہ
۵	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر بیٹے نے اپنے باپ کی باندی سے اس اشتباہ سے وطی کر لی کہ وہ اس کے لئے حلال ہے تو (مذکورہ وطی کرنا) زنا نہ قرار پائے گا۔ اس لئے شبہ اشتباہ موجود ہے [11]	نہایہ

[6] وھکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۴۔ نیز حکم نمبر ۳۳ ج/۴۶۱، ۴۲، ۵۱ تا ۵۵/۴۶۳، ۳۲، ۳۵/۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] ماذون غلام کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۹/۲۶۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] حکم نمبر ۲۲، ۶۲/۴۶۳ ملاحظہ ہو۔ نیز شبہات کے متعلق مزید احکام حکم نمبر ۴۶۳ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)
[9] اسلئے کہ آزاد بیوی کے ہوتے ہوئے باندی سے نکاح جائز نہیں ہوتا۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی مصری ج ۱ ص ۲۷۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [10] جیسا کہ حکم نمبر ۳۴/۴۶۳ میں ہے۔ نیز اس کے متعلق مزید احکام حکم نمبر ۴۶۳ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) [11] حکم نمبر ۶۲/۴۶۳ ملاحظہ ہو۔ نیز شبہات کے متعلق مزید احکام حکم ۴۶۳ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)۔

دفعات شق نمبر	الباب الثانی فی الزنا — رکن الزنا وشرطہ وثبوتہ	حوالہ
۴۵۹-	**رکن الزنا** تعداد شق ۱	
۱	ورکنہ التقاء الختانین ومواراۃ الحشفۃ لان بذلک یتحقق الایلاج والوطء	کذا فی محیط السرخسی
۴۶۰-	**شرط الزنا** تعداد شق ۱	
۱	وشرطہ العلم بالتحریم حتی لولم یعلم بالحرمۃ لم یجب الحد للشبہۃ	کذا فی محیط السرخسی
۴۶۱-	**ثبوت الزنا** تعداد شق ۳۷	
۱	ویثبت الزنا عند الحاکم ظاہرا بشہادۃ اربعۃ یشہدون علیہ بلفظ الزنا لابلفظ الوطء والجماع	کذا فی التبیین

۱ اسکے متعلق حکم نمبر ۳۴، ۱/۴۵۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ درالمحتار میں ہے کہ دارالاسلام میں ہونا دیگر احکام میں علم کے قائمقام ہوتا ہے مگر حد واجب ہونے کے لئے ایسا نہیں ہے۔ ماخوذ از درالمحتار ج ۳ ص ۱۹۵ وھکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۴ (مترجم) ۳ البحر الرائق میں ہے کہ قرآن مجید میں زنا کے ثبوت کے لئے چار گواہوں کی شرط ہے اور اس میں پردہ داری کا تحقق ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۵ نیز حکم نمبر ۴/۴۶۱، ۹۲/۴۲۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ درمختار درالمحتار میں ہے کہ ایسے چار گواہ مرد ہوں۔ اسلئے کہ حد قائم کرنے کے لئے عورتوں کی گواہی کو دخل نہیں۔ ماخوذ از درمختار درالمحتار ج ۳ ص ۱۹۶ وھکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۵۔ نیز حکم نمبر ۳ب، ۲۰ل/۴۶۱، ۱۰/۴۶۵، ۵/۴۶۶۔ نیز ۹/۴۶۷، ۳۹/۴۶۸، ۲۹/۴۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ گواہی کے متعلق حکم نمبر ۷/۴۶۷ کا حاشیہ ۳، ۴ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۲د/۴۶۱ ملاحظہ ہو اور درمختار درالمحتار میں ہے کہ اگر مذکورہ فعل کا مرتکب خفیۃ اور متخوف ہو تو اسکی پردہ داری مندوب ہے اور اس صورت میں اسکے اس فعل کی گواہی دینا غیر اولی ہونا چاہیے لیکن اگر وہ دونوں (فاعل اور مفعول

دفعات و شق نمبر	دوسرا باب - زنا کے احکام / زنا کا رکن، اس کی شرط اور اس کا ثبوت ہونا	حوالہ
۴۵۹-	**زنا کا رکن** اور اس میں ۱ شق ہے	
۱	زنا کا رکن یہ ہے کہ مرد اور عورت کی شرمگاہیں مل جائیں اور مرد کے ذکر کا سر (عورت کے فرج میں چھپ جائے۔ اس لئے کہ دخول اور وطی اسی قدر سے متحقق قرار پاتی ہے ؎۱	محیط سرخسی
۴۶۰-	**زنا قرار پانے کے لئے شرط** اور اس میں ۱ شق ہے	
۱	زنا قرار پانے کی شرط یہ ہے کہ وہ اس فعل کے حرام ہونے کا علم رکھتا ہو۔ پس اگر کسی کو اس فعل کے حرام ہونے کا علم نہیں تو اس پر (زنا کی) حد لازم نہ ہو گی اس لئے کہ شبہ موجود ہے ؎۲	محیط سرخسی
۴۶۱-	**زنا کا ثابت ہونا** اور اس میں ۳۷ شقیں ہیں	
۱	زنا، حاکم مجاز کے ہاں بطور ظاہر چار ؎۳ ایسے (مرد) ؎۴ گواہوں کی گواہی ؎۵ سے ثابت ہوتا ہے جو زنا کی شہادت زنا کے لفظ سے دیں (صرف) وطی کرنے اور جماع کرنے کے لفظ سے زنا کی شہادت دینا (زنا کے ثبوت کے لئے) معتبر نہیں ہے ؎۶	تبیین

یا ان میں سے کوئی ایک منتہک (یعنی ہتک کرنے والا) اور تعدی کرنے والا ہو تو پھر گواہی دینا واجب ہے تاکہ خدا کی زمین معاصی اور فواحش سے پاک ہو۔ مفہوم ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۱۹۸۔ ملخصاً (مترجم) ؎۶ چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ اس فعل کے حرام ہونے پر دلالت کرنے والا لفظ "زنا" کا لفظ ہے۔ وطی اور جماع کا لفظ یہ دلالت نہیں کرتا۔ پس اس گواہی میں زنا کا لفظ شرط ہے۔ اور اس سے بظاہر یہ حکم اخذ ہوتا ہے کہ اگر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ "اس نے حرام وطی کی"، تب بھی اس سے زنا ثابت نہ ہوگا۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۵۔ نیز حکم نمبر ۲، ۳/۴۶۱، ۴۸/۴۶۴ ملاحظہ ہوں۔ اور گواہی سے دیگر قابل حد جرائم ثبوت کے متعلق احکام حکم نمبر ۱/۴۶۵، ۴/۴۶۶، ۸، ۹/۴۶۷، ۲۱، ۴۹/۴۶۸، ۲۹/۴۷۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ نیز زنا کی حد کیلئے دعوی شرط نہیں اسکے متعلق حکم نمبر ۲۵/۴۶۴ کا حاشیہ ملاحظہ ہو اور دیگر قابل جرائم کی حد کے لئے دعوی اور مطالبہ کے متعلق حکم نمبر ۲/۴۶۲ کا پانچواں حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

صفحہ و شق نمبر	الباب الثانی فی الزنا — ثبوت الزنا	حوالہ
۳۶۱ - ۲۰	اذا شهد اربعة على رجل بالزنا في مجلس واحد فالقاضي يسألهم عن الزنا ما هو واين زنى فاذا بينوا ما هو زنا حقيقة وقالوا رأيناه ادخل كالميل في المكحلة الآن يسألهم عن كيفية الزنا ثم اذا بينوا كيفية الزنا يسألهم عن الوقت ثم اذا بينوا وقتا لا يصير به العهد متقادما يسألهم المزني بها ثم يسألهم عن المكان ثم اذا بينوا المكان والقاضي يعرفهم بالعدالة يسأل المشهود عليه عن احصانه فان قال انا محصن او يشهد الشهود على احصانه ان انكر سأله الحاكم عن الاحصان فاذا وصفه على الوجه رجمه وان لم يصفه وقد ثبت احصانه بالبينة سأل الشهود عن الاحصان فاذا وصفوه على الوجه يجب رجمه	

[1] ثبوت کے متعلق حکم نمبر ۱/۳۵۰ ، ۲۵ ، ۲۶/۳۶۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] چنانچہ رد المحتار میں مندرجہ حکم کا مفہوم یہ ہے کہ ان چاروں گواہوں کا قاضی کی ایک مجلس میں جمع ہونا اور اسی ایک مجلس میں گواہی دینا لازم ہے۔ ورنہ ان پر حد قذف لازم ہوگی۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۱۹۶ نیز حکم نمبر ۵ ، ۶/۳۶۴ ملاحظہ ہو اور زنا کے اقرار کی صورت میں احکام حکم نمبر ۴/۳۶۱ سے شروع ہوتے ہیں۔ (مترجم) [3] حکم نمبر ۱/۳۶۱ کا پہلا اور دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] رد المحتار میں ہے کہ قاضی وجوبا سوال کریگا اور زنا کی ماہیت کے متعلق سوال کا مفاد یہ ہے کہ ممکن ہے گواہ شرمگاہوں کے محض مل جانے کو ہی (موجب حد) زنا قرار دیتا ہو یا وہ ہر حرام وطی کو زنا قرار دیتا ہو۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۱۹۷ اور البحر الرائق میں ہے کہ زنا کی ماہیت کے متعلق سوال اسلئے بھی ہے کہ ممکن ہے اس نے زنا سے مراد موجب حد زنا کے علاوہ زنا مراد لیا ہو۔ اسلئے کہ حدیث شریف میں آنکھوں کا زنا مذکور ہے (حالانکہ اس سے حد لازم نہیں) نیز بعض لوگ ہر حرام وطی کو موجب حد زنا قرار دیتے ہیں۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۵۔ اور اگر گواہ زنا کی ماہیت اور اس کی کیفیت نہ بیان کریں تو اس کے متعلق حکم نمبر ۳/۳۶۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] البحر الرائق میں ہے کہ زنا کے بیان میں یہ اضافہ حد کے دفاع کے لئے ہے ورنہ زنا کی ماہیت دریافت کر لینا کافی ہے۔ تاہم فقہاء کے ظاہر کلام کی رو سے حکم کا انعقاد اس بیان پر موقوف ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۶ وھکذا فی الدر المختار ورد المحتار ج ۳ ص ۱۹۷ (مترجم) [6] رد المحتار میں ہے کہ زنا کی ماہیت کے سوال کے بعد کیفیت اور مکان کا سوال عطف الخاص علی العام احتیاطا ہے تاکہ معلوم ہو کہ اس خاص زنا میں اس کی شرعی ماہیت متحقق ہوئی ہے یا نہ۔ نیز لکھا ہے کہ زنا کی کیفیت کا سوال اسلئے بھی ہے کہ ممکن ہے اسپر جبر کیا گیا ہو۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۱۹۷۔ اور جبر کی صورت میں حکم نمبر ۱۱/۳۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] درمختار ورد المحتار میں ہے کہ وقت کے متعلق اسلئے کہ ممکن ہے اس نے یہ فعل بچپن میں کیا ہو (اور اس کے متعلق حکم نمبر ۲/۳۵۸ ملاحظہ ہو) یا اس نے یہ فعل بلوغ کے بعد کیا ہو اور وہ (زنا جسپر شہادت دی گئی ہے) عرصہ دراز پہلے کا واقعہ ہو۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۱۹۷۔ نیز زمانہ دراز گذر جانے سے مانع شہادت مانع حد

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - زنا کے احکام — زنا کا ثابت ہونا	حوالہ
۴۶۱ - ۲	(ل) جب کسی مرد [1] کے زنا پر ایک مجلس [2] میں چار مردوں [3] نے گواہی دی تو قاضی (یعنی حاکم مجاز) ان سے زنا کی ماہیت اور مقام (وغیرہ) کے متعلق دریافت کرے گا [4]۔ جب گواہوں نے زنا کی حقیقت بیان کر دی اور کہا کہ ہم نے اسے یوں دخول کرتے دیکھا جیسے سرمہ دانی میں سلائی [5]۔ تو پھر قاضی ان سے (اس) زنا کی کیفیت [6] دریافت کرے گا۔ جب انہوں نے کیفیت بیان کر دی تو قاضی ان سے زنا کے وقت [7] کے متعلق دریافت کرے گا جب انہوں نے ایسا وقت بیان کر دیا جو گذرا ہوا زمانہ دراز نہیں قرار پاتا تو قاضی ان سے اس عورت [8] کے متعلق دریافت کرے گا جس سے زنا کیا گیا۔ پھر قاضی ان سے اس زنا کے مکان [9] کے متعلق دریافت کرے گا۔ جب انہوں نے زنا کی جگہ بیان کر دی اور قاضی ان گواہوں کی عدالت (یعنی ان کے معتبر ہونے) کے متعلق معرفت رکھتا ہے [10] تو قاضی مشہود علیہ (یعنی جس مرد کے زنا پر گواہی دی گئی ہے اس) سے اسکے محصن [11] ہونے کے متعلق دریافت کرے گا۔ اگر اس نے خود کہا کہ وہ محصن ہے یا اس کے انکار کی صورت میں (معتبر) گواہوں نے اس کے محصن ہونے پر گواہی دی [12] تو قاضی (محصن ہونے پر اس کے اقرار کی صورت میں) اس سے احصان کے مفہوم کے متعلق دریافت کرے گا۔ پس اگر اس نے ٹھیک ٹھیک بیان کر دیا تو قاضی اس زانی کو رجم کرنے کا حکم دے گا [13] (ب) اور اگر اس نے محصن ہونے کا مفہوم بیان نہ کیا اور اس کا محصن ہونا گواہی سے ثابت ہو گیا تو قاضی گواہوں سے احصان کے مفہوم کے متعلق دریافت کرے گا [14]۔ پس جب (معتبر) گواہوں نے ٹھیک ٹھیک بیان کر دیا تو اس زانی کو رجم کرنا واجب ہو جائے گا [15]	

ہونے کے متعلق حکم نمبر $\frac{85}{464}$ مع حاشیہ نیز حکم نمبر $\frac{30}{464}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) [8] زانیہ عورت کے متعلق حکم نمبر $\frac{1}{458}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [9] البحر الرائق میں ہے کہ جگہ کا سوال اسلئے کہ ممکن ہے وہ زنا دار الحرب میں ہوا ہو اور پھر اسپر حد قائم نہ ہو گی۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۵ حکم نمبر $\frac{43-44}{463}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) [10] اگر قاضی مذکورہ معرفت نہ رکھتا ہو تو اسکے متعلق حکم نمبر $\frac{2\ د}{461}$ مع حواشی ملاحظہ ہو - اور البحر الرائق میں کہ اگر قاضی ان گواہوں کی عدالت (یعنی ان کے معتبر ہونے) کے متعلق علم رکھتا ہو تو اسپر یہ واجب نہیں کہ وہ ان گواہوں کی عدالت کے متعلق سوال کرے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۶ مگر حد قائم کرنے کے لئے قاضی کا علم حجت نہیں ہوتا اسکے متعلق حکم نمبر $\frac{37}{461}$ اور حد قذف کی صورت میں $\frac{150}{466}$ اور تعزیر کی صورت میں $\frac{3}{467}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں اور معتبر گواہی اور معتبر گواہ کے متعلق حکم $\frac{7}{267}$ کا تیسرا اور چوتھا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [11] محصن ہونے کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{2\ تا\ 19}{462}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) [12] اور اگر اس نے محصن ہونے کا اقرار نہ کیا اور نہ گواہوں نے اس کے محصن ہونے پر گواہی دی تو اسکے متعلق حکم نمبر $\frac{2\ ج}{461}$ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر $\frac{18}{461}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [13] اگر زنا کا مرتکب شخص غیر محصن یعنی غیر شادی شدہ ہو اور اسکا زنا حاکم مجاز کے ہاں معتبر شہادت یا خود مجرم کے اقرار سے ثابت ہو جائے تو اسے زنا کی حد میں سو کوڑوں کی سزا کا حکم ہے۔ جیسا کہ بحوالہ الکافی حکم نمبر $\frac{30}{462}$ میں ہے اور اگر زنا کا مرتکب شخص محصن یعنی شادی شدہ ہو اور اسکا زنا حاکم مجاز کے ہاں معتبر شہادت یا خود مجرم کے اقرار سے ثابت ہو جائے تو اسے زنا کی حد میں رجم یعنی سنگسار کرنیکا حکم ہے۔ جیسا کہ بحوالہ المحیط حکم نمبر $\frac{2}{461}$ بحوالہ التبیین حکم نمبر $\frac{17}{461}$ میں ہے۔ زنا کی حد میں محصن زانی و زانیہ کیلئے رجم کے حکم پر جمہور اسلاف کا اتفاق رہا ہے سوائے خوارج کے کسی کا اختلاف منقول نہیں۔ البتہ اب تقریباً چودہ صدیاں گذرنے کے بعد اس دور کے بعض حضرات کی رائے اسکے خلاف ہے چنانچہ مورخہ ۵ اگست ۱۹۷۱ء بمطابق ۸ اشعبان المعظم ۱۳۹۱ھ بروز جمعۃ المبارک باشاعت روزنامہ نوائے وقت ایک پڑھے لکھے معاصر صاحب کی جو رائے زانی کے رجم کے متعلق شائع ہوئی ہے اسمیں لکھا ہے کہ سو دروں والی آیت پانچویں سال ہجرت میں نازل ہوئی تھی اس سے پہلے حضور بائبل کی سزا نافذ کیا کرتے تھے۔ یعنی زانی کو سنگسار کر دیتے تھے" نیز لکھا ہے کہ "میری ذاتی رائے یہ ہے کہ دروں کی سزا نے رجم کے حکم کو منسوخ کر دیا" انتہی بلفظہ - اسلاف کے ہاں رجم کے حکم کے متعلق تفصیلی دلائل تو متعلقہ کتب میں ہی ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔ البتہ صاحب موصوف نے جن معلومات کا ذکر کر کے اسلاف کے خلاف اپنی رائے کا اظہار کیا ہے یہ معلومات قرآن مجید میں تو مذکور نہیں۔ ان معلومات کو صاحب موصوف نے قرآن مجید کے علاوہ مثلاً احادیث اور تاریخی روایات وغیرہ سے اخذ کیا ہو گا چنانچہ رجم کے حکم کے متعلق بھی مستند احادیث، معتبر روایات اور مختلف تحقیقات ... ملاحظہ ہوں (بقیہ ... صفحہ پر)

دفعات شق نمبر	الباب الثانی فی الزنا	ثبوت الزنا	حوالہ

۲/۳۶۱ ۱- (۱) صحیح بخاری مطبوعہ اصح المطابق ج ۲ صفحہ ۱۰۰۶ میں بروایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ مروی روایت کے مفہوم میں ہے کہ توریت میں زانی کے لئے رجم کا حکم موجود تھا۔ مگر بعد کے پڑھے لکھے لوگوں نے اس حکم کو چھپایا اور اسکی جگہ ہلکی سزائیں مثلاً منہ کالا کرنا وغیرہ تجویز کیا الخ۔ (ب) اسلام میں سورۃ نساء کی آیت ۱۵ کے بموجب زانیہ کے لئے گھر میں بند رکھنے کی سزا کا حکم ہوا مگر ساتھ ہی یہ ارشاد بھی ہوا کہ " اَوْ یَجْعَلَ اللّٰہُ لَھُنَّ سَبِیْلًا " یعنی یا اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی سبیل یعنی سزا کا کوئی اور طریقہ مقرر کردے گا۔ (ج) چنانچہ سورہ نور کی آیت ۲ میں (محض) زانی وزانیہ کے لئے زنا کی حد میں سو سو کوڑوں کی سزا کا حکم ہوا اور محصن یعنی شادی شدہ زانی وزانیہ کے لئے قرآن مجید میں حکم بیان نہ ہوا (د) البتہ احادیث میں بموجب تفسیر ابن کثیر مترجم پارہ ۱۸ صفحہ ۳۳، صفحہ ۳۴ بحوالہ صحیح مسلم، سنن نسائی، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجۃ اور مسند احمد، بروایت حضرت عبادۃ بن الصامتؓ مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ " خذوا عنی خذوا عنی قد جعل اللہ لھن سبیلا البکر بالبکر جلد مائۃ وتغریب عام والثیب بالثیب جلد مائۃ والرجم الحدیث یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے علم کی بات لے لو۔ مجھ سے علم کی بات لے لو اللہ تعالیٰ نے اس سبیل کو بیان فرما دیا اور وہ یہ ہے کہ غیر شادی شدہ زانی وزانیہ کے لئے سو سو کوڑے اور سال بھر کی جلا وطنی ہے اور شادی شدہ زانی وزانیہ کے لئے سو سو کوڑے اور رجم کرنا ہے۔ الخ (س) اور صحیح مسلم مطبوعہ اصح المطابق ج ۲ صفحہ ۶۵ میں حضرت عبادۃ بن الصامتؓ کی مذکورہ مفہوم کی روایت کے ابتداء میں یہ بھی مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ کے چہرہ انور پر ایک خاص قسم کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ ایک دن آپ پر ایسی ہی کیفیت طاری ہوئی اور اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ ارشاد فرمایا کہ خذوا عنی الحدیث۔ اس روایت میں اس سبیل کی تفصیل میں غیر محصن زانی وزانیہ کے لئے سو سو کوڑوں اور محصن زانیہ وزانیہ کے لئے رجم کا ذکر ہے۔ البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل و آپ کے خلفاءؓ و دیگر صحابہؓ کے تعامل کی بنا پر رجم کی حد کے ساتھ از روئے حد کوڑوں کی سزا جمع نہ ہونے کے متعلق، اور جلا وطنی کی مذکورہ سزا کا حاکم مجاز کی صوابدید پر منحصر ہونے کے متعلق حکم نمبر ۴۰ (ا، ب)/۴۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔

(ش) صحیح بخاری ج ۲ کتاب التفسیر صفحہ ۶۵۷ میں مذکورہ آیت اَوْ یَجْعَلَ اللّٰہُ لَھُنَّ سَبِیْلًا۔ کی تفسیر میں رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول منقول ہے کہ وہ سبیل، شادی شدہ زانی وزانیہ کے لئے رجم کرنا اور غیر شادی شدہ زانی وزانیہ کے لئے سو سو کوڑوں کی حد ہے۔ الخ۔ تو ان احادیث و تفسیری روایات سے معلوم ہوا کہ توریت میں زانی کے لئے رجم کا حکم امت محمدیہ کے حق میں بھی باقی رکھا گیا۔ جیسا کہ توریت میں قتل عمد کی سزا بقولہ تعالیٰ " وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ الآیۃ صفحہ ۴۵ مائدہ کچھ تفصیل کے ساتھ اس امت کے حق میں بھی باقی رکھی گئی۔ یا جیسا کہ بنی اسرائیل کے لئے قتل مرتد کی سزا بقولہ تعالیٰ " فَتُوْبُوْا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ " الآیۃ صفحہ ۵۴ بقرہ۔ کچھ تفصیل کے ساتھ اس امت کے حق میں بھی باقی رکھی گئی۔ اسی طرح توریت میں زانی کے لئے رجم کا حکم کچھ تفصیل کے ساتھ محصن زانی کے لئے اس امت کے حق میں بھی باقی رکھا گیا۔ پس معلوم ہوا کہ رجم کی حد وحی غیر متلو کے بموجب لازم ہے۔

۲- صحیح بخاری ج ۲ صفحہ ۱۰۰۸ میں بروایت حضرت ابو ھریرۃؓ مروی حدیث کے مفہوم میں ہے کہ ایک غیر شادی شدہ مرد نے شادی شدہ عورت سے زنا کیا۔ زانی مرد کے باپ نے معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور دونوں فریقوں نے درخواست کی کہ ہمارے درمیان کتاب کے مطابق فیصلہ فرمائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں تم میں کتاب اللہ تعالیٰ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجرموں کے اقرار کی بنا پر غیر شادی شدہ زانی کو سو کوڑے اور سال بھر کی جلا وطنی کی سزا اور شادی شدہ زانیہ کے لئے رجم کا فیصلہ فرمایا اور رجم کی حد نافذ کرنے کے لئے حضرت انیسؓ کو مامور فرمایا الخ جلا وطنی کی مذکورہ سزا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل و بعض خلفاءؓ و دیگر صحابہؓ کے تعامل کی بنا پر حاکم مجاز کی صوابدید پر منحصر ہونے کے متعلق حکم نمبر ۴۰ ب/۴۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ پس اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ

حوالہ	زنا کا ثبوت	دوسرا باب - زنا کے احکام	دفعات متن نمبر

۲/۲۶۱ وسلم نے زنا کے مرتکب محصن کے لئے زنا کی حد میں رجم کے حکم کو کتاب اللہ تعالیٰ کا حکم قرار دیا اور اس سے معلوم ہوا کہ محصن زانی کے لئے رجم کی حد بموجب وحی غیر متلو بطور اللہ تعالیٰ کے حکم کے لازم ہے۔

۳- ابوداؤد مطبوعہ نولکشور ج ۲ صفحہ ۲۵۳ میں بروایت حضرت جابر رضہ مروی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زانی کو زنا کی حد میں سو کوڑے لگوائے پھر آپ کو خبر دی گئی کہ وہ زانی محصن یعنی شادی شدہ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے رجم کا حکم فرمایا چنانچہ اسے رجم کیا گیا۔ الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوڑوں کی حد غیر محصن زانی کے لئے اور رجم کی حد محصن زانی کے لئے مقرر ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ رجم کی حد کوڑوں کی حد کے حکم کے باوجود باقی ہے۔

۴- صحیح مسلم مطبوعہ اصح المطابع ج ۲ صفحہ ۶۷، صفحہ ۶۸ میں بروایت بریدہ رضہ مروی روایت کے مفہوم میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعز بن مالک رضہ کو ان کے اقرار کی بنا پر زنا کی حد میں رجم کا حکم فرمایا چنانچہ انہیں رجم کیا گیا۔ اس کے دو تین دن بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ماعز رضہ کے لئے استغفار کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہ ان کے لئے بخشش مانگی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیشک ماعز رضہ نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ توبہ امت کے لئے تقسیم کی جائے تو کفایت کر جائے۔ پھر قبیلہ غامد کی عورت کا واقعہ پیش آیا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے اقرار کی بنا پر زنا کی حد میں اسے رجم کرنے کا حکم فرمایا اور لوگوں نے رجم کیا۔ اس رجم میں حضرت خالد بن ولید رضہ بھی شامل تھے آپ کے چہرے پر اس عورت کے خون کا چھینٹا پڑ گیا۔ جس کی وجہ سے آپ نے اس عورت کے متعلق کوئی سخت جملہ کہدیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے خالد ایسا نہ کہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس خاتون نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ایسی توبہ (ظالمانہ) ٹیکس لینے والا بھی کرتا تو اس کی بھی بخشش ہو جاتی۔ اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی الخ۔ اس روایت سے منجملہ دیگر احکام کے یہ بھی معلوم ہوا کہ زانی کے لئے کوڑوں کی سزا والی آیت جس کا نزول مبینہ طور پر ۵ھ میں ہوا اس سن کے بعد بھی زنا کی حد میں رجم کی سزا نافذ کی جاتی رہی۔ کیونکہ حضرت خالدؓ بن ولید رضہ کا مذکورہ رجم میں شامل ہونے کا واقعہ ۵ھ سے کئی سال بعد کا ہے جیسا کہ معتمد تاریخی کتب مثلاً ہدایہ ج ۴ صفحہ ۲۳۷، صفحہ ۲۳۸، ابن عساکر، کنز العمال ج ۷ صفحہ ۳۰، تاریخ ابن خلدون مترجم حصہ اول صفحہ ۱۵۳ اور تاریخ ابن ہشام مترجم صفحہ ۲۹۶، صفحہ ۲۹۷ سے ماخوذ حوالہ جات کا ماحصل یہ ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضہ ۸ھ میں اسلام لائے تھے۔ جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضا سے فارغ ہو چکے تھے۔ اور مدینہ منورہ تشریف لا چکے تھے۔ کہ صفر ۸ھ میں حضرت خالدؓ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اور جب رمضان المبارک ۸ھ میں مکہ مکرمہ فتح ہوا تو حضرت خالدؓ بن ولیدؓ اسلامی لشکر میں تھے اور آپ ہی کے دستہ نے اسفل مکہ میں بنی بکر کے شریروں کو شکست فاش دی تھی۔ پس اس سے واضح ہے کہ ۵ھ میں زنا کی حد سے متعلق کوڑوں کی سزا والی آیت نازل ہو چکنے کے باوجود بعد میں بھی حسب تفصیل محصن زانی کے لئے زنا کی حد میں رجم کی سزا باقی رہی۔

۵- مشکوٰۃ مترجم ج ۲ صفحہ ۷، صفحہ ۸ میں بحوالہ الدارمی، ابن ماجہ، اور ترمذی بروایت خلیفہ حضرت عثمان رضہ محصن زانی کی حد کے متعلق، حدیث مروی ہے۔ حضرت عثمان رضہ نے یہ حدیث اپنے عہد خلافت میں اپنے گھر کے محاصرہ کے دوران مکان کے اوپر سے لوگوں کے سامنے بیان کی جس کا مفہوم یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (بطور حد وقصاص) کسی مسلمان کا خون بہانا، تین امور کے سوا حلال نہیں وہ تین امور یہ ہیں۔ وہ محصن یعنی شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کا ارتکاب کرے یا وہ اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جائے یا وہ کسی کو ناحق قتل کر دے۔ اس روایت کے الفاظ الدارمی سے منقول ہیں۔ الخ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے اسلامی احکام کی طرح اپنی امت کو شادی شدہ زانی وزانیہ کے لئے زنا کی حد میں رجم کی سزا کی تعلیم دی۔

حوالہ	ثبوت الزنا	الباب الثانی فی الزنا	دفعات شق نمبر

٢ / ٦١م ٦- ترمذی مطبوعہ نولکشور ج ١ صـ١٨٣ میں محصن زانی وزانیہ کے متعلق زنا کی حد میں رجم کے حکم پر مشتمل حضرت عبادۃ بن الصامت رضؓ کی مروی حدیث نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بعض اہل علم صحابہ رضؓ مثلاً حضرت علی بن ابی طالب رضؓ، حضرت ابی ابن کعب رضؓ حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ وغیرہ کے ہاں محصن زانی وزانیہ کے لئے زنا کی حد میں رجم کے ساتھ کوڑے بھی ہیں اور دیگر اہل علم صحابہ رضؓ مثلاً حضرت ابوبکر الصدیق رضؓ حضرت عمر رضؓ اور امام سفیان ثوریؒ، امام ابن مبارکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ وغیرہ کے ہاں محصن زانی وزانیہ کے لئے زنا کی حد میں رجم کے ساتھ کوڑوں کی سزا بطور حد جمع نہیں ہے۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعز رضؓ وغیرہ کو زنا کی حد میں رجم کا حکم فرمایا اور کوڑوں کا حکم نہیں فرمایا، الخ- اس سے معلوم ہوا کہ محصن زانی کے لئے زنا کی حد میں رجم کے ساتھ کوڑوں کی حد جمع کرنے میں تو اختلاف ہے۔ مگر محصن زانی وزانیہ کے لئے رجم کی حد متفق علیہ ہے۔

٧- صحیح بخاری ج ٢ صـ١٠٠٨، صـ١٠٠٩ میں بروایت عبداللہ بن عباس رضؓ خلیفہ دوم حضرت فاروق اعظم رضؓ کا خطبہ مروی ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ "مجھے خدشہ ہے کہ ایک زمانہ گذرنے کے بعد لوگ یوں کہنے لگ جائیں کہ ہم زانی کے لئے رجم کا حکم کتاب اللہ تعالیٰ میں نہیں پاتے اور پھر وہ اللہ تعالیٰ کے فریضہ کو چھوڑ کر گمراہ ہو جائیں- خوب جان لو کہ زانی اگر محصن (یعنی شادی شدہ) ہو اور (معتبر) گواہی یا خود اس کے (معتبر) اقرار سے زنا ثابت ہو جائے تو اسے زنا کی حد میں رجم کرنا حق ہے۔ اور خوب جان لو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور آپ کے بعد ہم نے رجم کیا" الخ- اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی نہ صرف محصن زانی وزانیہ کے لئے رجم کی حد باقی رہی بلکہ اس کے متعلق سخت تاکید کی جاتی رہی۔

٨- الصحیح البخاری ج ٢ کتاب التفسیر صـ٦٥٧ میں آیت "اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا" کی تفسیر و تشریح میں رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول منقول ہے کہ "الرجم للثیب و الجلد للبکر الخ- یعنی وہ سبیل شادی شدہ زانی وزانیہ کے لئے رجم کرنا اور غیر شادی شدہ زانی وزانیہ کے لئے سو سو کوڑوں کی حد ہے۔ الخ- تو رئیس المفسرین حضرت ابن عباس رضؓ سے منقول اس اہم قول سے معلوم ہوا کہ محصن زانی وزانیہ کے لئے زنا کی حد میں رجم کی سزا مقرر ہے۔

٩- معتبر تفاسیر میں زنا کی سزا کے متعلق سورۃ نور کی آیت کی ذیل میں مفسرین رحؒ نے صراحت کی ہے کہ محصن یعنی شادی شدہ زانی وزانیہ کے لئے رجم یعنی سنگسار کرنے کی حد مقرر ہے۔ مثلاً

(١) تفسیر روح المعانی لعلامۃ شہاب الدین سید محمود آلوسی مفتی بغدادؒ ج ١٨ صـ٧٨، صـ٧٩ مطبوعہ مطبع رشیدیہ میں محصن زانی وزانیہ کے زنا کی حد میں رجم کے متعلق لکھا ہے کہ "فعل فی زمانہ علیہ الصلوۃ و السلام مرات"، نیز لکھا ہے کہ "وقد اجمع الصحابۃ ومن تقدم من السلف و علماء الامۃ وائمۃ المسلمین علی ان المحصن یرجم بالحجارۃ حتی یموت وانکار الخوارج ذلک باطل" الخ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عہد میں رجم کی حد کئی بار نافذ فرمائی- نیز صحابہ رضؓ، سلف صالحینؒ علماء امت رحؒ اور امراء اسلام کے اجماع و تعامل سے متفقہ طور پر محصن زانی وزانیہ کے لئے رجم کی حد ثابت ہے۔ صرف خوارج نے انکار کیا اور وہ باطل ہے الخ۔

(٢) تفسیر البحر المحیط لعلامۃ اثیر الدین ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن حیان اندلسیؒ میں محصن زانی کے لئے زنا کی حد میں رجم کی سزا کے متعلق لکھا ہے "وقد ثبت الرجم بالسنۃ المستیقنۃ عمل بہ بعد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم خلفاء الاسلام ابو بکر رضؓ وعمر رضؓ وعلی ومن الصحابۃ جابر رضؓ والوھریرۃ رضؓ وبریدۃ الاسلمیؓ وزید بن خالد رضی اللہ عنہم اجمعین- یعنی محصن زانی وزانیہ کے لئے زنا کی حد میں رجم کی سزا قطعی سنت سے ثابت ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے خلفاء حضرت ابوبکر صدیق رضؓ، حضرت عمر فاروق رضؓ

دفعات/شق نمبر	دوسرا باب - زنا کے احکام	زنا کا ثبوت	حوالہ

۲/۴۶۱ حضرت علی مرتضیٰ رضؓ اور دیگر صحابہ رضؓ جیساکہ حضرت جابر رضؓ، حضرت ابوھریرۃ رضؓ، حضرت بریدۃ الاسلمی رضؓ اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنھم نے اسپر عمل کیا - الخ -

(۳) تفسیر مدارک المسمی بمدارک التنزیل وحقائق التأویل لعلامۃ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی رح علی حاشیہ تفسیر خازن مطبوعہ میمنیہ مصر ج ۳ ص۳۱۳ میں لکھا ہے کہ "اذ حکم المحصن الرجم" یعنی زنا کا مرتکب اگر محصن یعنی شادی شدہ ہو تو اس کے لئے زنا کی حد میں رجم کا حکم مقرر ہے - الخ

(۴) تفسیر جلالین لعلامۃ جلال الدین محمد بن احمد محلی رح مطبوعہ مطبع ہاشمی میرٹھ ص۲۹۲ میں ہے کہ "لرجمھا بالسنۃ" یعنی محصن زانی کے لئے زنا کی حد میں رجم کی سزا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے الخ

(۵) تفسیر خازن المسمی لباب التأویل فی معانی التنزیل لعلامۃ محی السنۃ علاؤالدین علی بن محمد بن ابراھیم البغدادی الصوفی المعروف بالخازن مطبوعہ مطبع میمنیہ مصر ج ۳ ص۳۱۳ میں لکھا ہے کہ "ان کان الزانی محصنا فعلیہ الرجم" یعنی اگر زنا کا مرتکب شخص محصن یعنی شادی شدہ ہو تو زنا کی حد میں اس کی سزا رجم ہے - الخ -

۱۰ - چنانچہ مذکورہ نوعیت کی احادیث، آثار صحابہ رضؓ، تفسیری روایات وحوالہ جات کی بنا پر فقہاء احناف رحؒ کی تحقیق میں رجم کی حد منسوخ نہیں ہوئی بلکہ محصن زانی وزانیہ کے لئے زنا کی حد میں رجم کی سزا مقرر ہے جیساکہ

(۱) بحوالہ المحیط وبحوالہ التبیین فتاوی عالمگیری میں بموجب حکم نمبر ۲، ۱۷/۴۶۱ میں ہے (۲) جیساکہ مؤطا امام محمد رح ص۳۰۵ میں ہے کہ "ھذا قول ابی حنیفۃ رح والعامۃ من فقھائنا" یعنی حضرت امام ابوحنیفہ رح اور ہمارے عام فقہاء رحؒ کے بموجب محصن زانی وزانیہ کے لئے زنا کی حد میں رجم کی سزا کا حکم ہے

(۳) جیساکہ فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص۴۶۲ میں ہے (۴) اور جیساکہ ہدایہ ج ۲ ص۲۲۵ میں (۵) کنز الدقائق ص۱۶۵ میں (۶) البحر الرائق ج ۵ ص۵ میں (۷) الجوھرۃ النیرۃ ج۲ ص۲۳۹ میں (۸) شرح وقایہ ج ۲ ص۲۵۴ میں (۹) خلاصۃ الفتاوی ج ۴ ص۴۶۶ (۱۰) درمختار مع رد المحتار ج ۳ ص۲۰۰ میں اور دیگر متون وشروح میں ہے -

پس جو حکم اسلامی شریعت میں تقریباً چودہ صدیوں تک متقدمین ومتأخرین جمہور ماہرین اسلام کی مسلمہ تحقیق میں متفق علیہ رہا ہو اسے اس دور کے کسی فرد یا جماعت کی ذاتی رائے کے اختلاف سے متاثر نہیں کیا جاسکتا -

البتہ اسلام میں اس حد کے نفاذ میں انتہائی احتیاط ملحوظ رکھی گئی ہے - اسلام کا قانون شہادت جو ویسے ہی محتاط تر ہے - حدود کی بحث میں تو محتاط ترین ہے اور رجم کی حد کے ثبوت کے لئے قواعد شہادت کتنے سخت ہیں اس جرم کے ثبوت کے لئے شرائط کتنی کڑی ہیں - اور اس میں مجرم کو شبہہ کا فائدہ کتنا زیادہ دیا گیا ہے - ان امور کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۵۴ کے حاشیہ "ب" کا ۳ اور تفصیلی احکام کے متعلق حکم نمبر ۴۶۱ ملاحظہ ہوں - نیز زنا کی حد میں محصن یعنی شادی شدہ ہونے کے پورے مفہوم کے متعلق حکم ۲ تا ۱۹/۴۶۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۱۴ حکم نمبر ۱۸/۴۶۱، ۱۰، ۱۲/۴۶۲، ۵۸/۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۱۵ اور غیر محصن زانی کی حد کے متعلق حکم نمبر ۳۰/۴۶۲ نیز حکم نمبر ۱۸/۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات تنقیح	الباب الثانی فی الزنا — ثبوت الزنا	حوالہ
۴۶۱ - ۲	وان قال انا غیر محصن ولم یشهد الشهود علی احصانه جلد وان لم یعرف[۱] القاضی بالعدالة[۲] حبس المشهود علیه الی ان تظهر عدالتهم	کذا فی المحیط
۳	الاربعة اذا شهدوا علیه بالزنا فسئلوا عن کیفیته و ماهیته وقالوا لا نزید لك علی هذا لم تقبل شهادتهم ولکن لا حد علیهم لتکامل عددهم فان تکامل عدد الشهود مانع من وجوب الحد کما لو شهد علیه اربعة من النساء وکذلك ان وصف بعضهم دون بعض فلا یقام علیه الحد ولا علی الشهود ایضا	کذا فی المبسوط
۴	ویثبت الزنا باقراره	کذا فی البحر الرائق
۵	ولا یعتبر اقراره عند غیر القاضی ممن لا ولایة له فی اقامة الحدود ولو کان اربع مرات حتی لا تقبل الشهادة علیه بذلك	کذا فی التبیین
۶	ولابد ان یکون الاقرار صریحا ولا یظهر کذبه فلا یحد الاخرس لو اقر بکتابة او اشارة وکذا لا تقبل الشهادة علیه لاحتمال ان یدعی شبهة	کذا فی النہر الفائق

[۱] اور اگر اس نے محصن ہونے کا اقرار کیا یا گواہوں نے اس کے محصن ہونے پر گواہی دی تو اس کے متعلق حکم نمبر ۲ و ب / ۴۶۱ ملاحظہ ہو۔ اور محصن ہونے کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲ تا ۱۹ / ۴۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] زنا کی حد میں کوڑوں کی سزا کے متعلق حکم نمبر ۳۰ / ۴۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] گواہوں کی عدالت (یعنی انکا معتبر ہونا) ظاہر ہونے کے متعلق درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ اگر قاضی کو ان گواہوں کی گواہی معتبر ہونے کا علم نہ ہو تو خفیة اور علانیة ان گواہوں کا مقبول الشهادة ہونا معلوم کرے گا۔ خفیة یہ کہ ان گواہوں کی فہرست اور پتہ لکھکر انہیں جاننے والے کو بھیجے گا جو گواہ کے نام کے ساتھ لکھے گا کہ وہ مقبول الشهادة ہے۔ ایسی تصدیق کا تصدیق کنندہ مزکی کہلاتا ہے۔ اور علانیة یہ کہ قاضی اس گواہ اور اس کے مزکی کو جمع کرے گا اور کہے گا کہ یہ وہ گواہ ہے جس کے مقبول الشهادة ہونے کی تو نے تصدیق کی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ امام صاحب کے ہاں دیگر احکام میں گواہ کے معتبر قرار پانے کے لئے یہ امر کفایت کرجاتا ہے کہ وہ مسلمان ہے اس کا فسق ظاہر نہیں ہے (جیسا کہ حکم نمبر ۷ / ۲۶۷ کے دوسرے حاشیہ میں ہے) مگر حدود میں صرف اتنا بالاتفاق کافی نہیں ہے (بلکہ خفیة اور علانیة گواہ کا معتبر قرار پانا ضروری ہے) اور ایسا کرنا حد کے دفاع کے لئے ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۱۹۷۔ نیز حکم نمبر ۶ / ۴۶۵ کا چھٹا حاشیہ اور حکم نمبر ۲ و / ۴۶۱ کا دسواں حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] البحر الرائق میں ہے کہ یہ قید احتیاط کے طور پر نہیں بلکہ اس پر تہمت کی وجہ سے تعزیر کے طور پر ہے مگر مقروض کو اس وقت تک قید نہیں کیا جاتا جبتک گواہوں کی عدالت ظاہر نہ ہو۔ اس لئے کہ قرض کی صورت میں قید آخری سزا ہے۔ پس وہ ثبوت سے پہلے جائز نہیں۔ اور حدود میں ایسا نہیں ہے بلکہ حدود میں قید سے سخت تر ...

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - زنا کے احکام — زنا کا ثابت ہونا	حوالہ
۴۶۱ -	(ج) اگراس (زانی) نے کہاکہ میں غیر محصن ہوں اور گواہوں نے اس کے محصن ہونے پر گواہی نہ دی [1] تو اسے کوڑوں کی سزا دی جائے گی [2] (د) اور اگر قاضی کو ان گواہوں کی عدالت (یعنی ان کے معتبر ہونے) کے متعلق علم نہ ہو تو قاضی اس آدمی کو جس کے زنا پر گواہی دی گئی ہے گواہوں کی عدالت ظاہر ہونے [3] تک قید رکھے گا [4]	محیط
۳	(و) اگر چار مرد گواہوں نے کسی مرد پر زنا کی گواہی دی اور جب ان سے (مجلس قضا میں) زنا کی کیفیت اور ماہیت دریافت کی گئی تو انہوں نے کہاکہ ہم تجھے اس پر مزید کچھ نہیں بتائیں گے تو ان گواہوں کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔ لیکن ان گواہوں پر حد (قذف) بھی لازم نہ ہوگی۔ کیونکہ گواہوں کی (مطلوبہ) تعداد پوری ہے اور گواہوں کی تعداد کا پورا ہونا حدِ قذف واجب ہونے کے لئے مانع ہے [5] (ب) جیساکہ اگر کسی مرد پر چار عورتوں نے گواہی دی تو یہی حکم ہے [6] (ج) اور اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ ان چار گواہوں میں سے بعض نے (مذکورہ) کیفیت اور ماہیت بیان کی اور بعض نے بیان نہ کی تو اس آدمی پر (زنا کی) حد قائم نہ کی جائے گی اور ان گواہوں پر بھی حد (قذف) لازم نہ ہوگی۔	مبسوط
۴	زنا کا ثبوت (قاضی کے ہاں [7]) اس مرد کے اپنے اقرار سے بھی ہو جاتا ہے [8]	بحرالرائق
۵	کسی شخص نے قاضی کے علاوہ ایسے آدمی کے سامنے زنا کا اقرار کیا جسے حدیں قائم کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ تو ایسا اقرار معتبر نہیں قرار دیا جاتا۔ خواہ اس نے مذکورہ اقرار چار بار کیا ہو حتی کہ اس شخص کے مذکورہ اقرار پر گواہی مقبول نہیں ہے [9]	تبیین
۶	(زنا کے معتبر اقرار میں) یہ ضروری ہے کہ وہ اقرار صریح (یعنی واضح) ہو اور اس کا جھوٹ ہونا ظاہر نہ ہو پس اگر گونگے آدمی نے اپنی تحریر یا اشارہ سے زنا کا اقرار کیا تو اس پر (زنا کی) حد نہ لگائی جائے گی [10] اسی طرح اس کے اس اقرار پر گواہی بھی قبول نہ کی جائے گی۔ اس لئے کہ اس کا احتمال ہے کہ وہ شبہ کا مدعی ہو۔	نہر فائق

سزا بھی ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۹ وھکذا فی رد المحتار نیز لکھا ہے کہ اگر تعزیراً دو حد جمع ہونے کا اعتراض کیا جائے تو اس کا جواب اس حکم سے ہے جس میں کہا گیا ہے کہ درے لگانا اور جلا وطن کرنا جمع نہیں کئے جاتے مگر سیاسۃ اور تعزیراً ایسا کیا جا سکتا ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۱۹۷ ھکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۱۰ ، ۱۱ اور جیساکہ حکم نمبر ۴۰/۴۴۲ میں ہے۔ نیز حکم نمبر ۲ و/۴۶۱ مع دسواں حاشیہ، حکم نمبر ۲ ب/۴۶۵ مع حواشی، ۹۹/۴۶۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] حکم نمبر ۲/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] حکم نمبر ۱/۴۶۱ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] حکم نمبر ۵/۴۶۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] اقرار سے ثابت شدہ زنا کے احکام حکم نمبر ۵/۴۶۱ سے شروع ہوتے ہیں۔ اور گواہی سے ثابت شدہ زنا کے احکام حکم نمبر ۱/۴۶۱ سے شروع ہوتے ہیں اور اقرار سے مزید قابلِ حد جرائم ثابت ہونے کے متعلق حکم نمبر ۲۴، ۲۷/۴۶۱ ، ۱، ۲۹/۴۶۵ ، ۴، ۶/۴۶۲ ، ۲۱، ۲۳/۴۶۸ ، ۲۸/۴۷۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[9] حکم نمبر ۲۲ ب ۲/۴۶۸ نیز حکم نمبر ۲۹/۴۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) [10] چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ گونگے شخص پر حد لازم نہیں۔ نہ اس کے اقرار سے اور نہ دوسرے کی گواہی سے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۶ اور در مختار و رد المحتار میں ہے کہ اس لئے کہ ممکن ہے کہ اس کا گونگا نہ ہونے کی صورت میں حد ساقط کرنے والا کوئی امر ظاہر ہو جائے۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ ص ۱۹۸۔ نیز حکم ۷/۴۶۱ ، ۲۱، ۴۱/۴۹۳ ، ۷/۴۶۵ ، ۳۱/۴۶۶ ، ۳۲/۴۶۸ ، ۲۲/۴۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب الثانی فی ثبوت الزنا	حوالہ
۴۶۱/۱۷	فاذا اقر اربع مرات نظر فی حاله فان عرف انه صحیح العقل وانه ممن یجوز اقراره یسئل عن الزنا بما هو وکیف هو وبمن زنی واین زنی لاحتمال الشبهة فی ذلک	کذا فی محیط السرخسی
	قیل لا یسأله عن الزمان لان تقادم العهد یمنع الشهادة دون الاقرار والاصح انه یسئل لاحتمال انه زنی فی صباه فاذا بین ذلک وظهر زناه سأله عن الاحصان فاذا قال انه محصن سأله عن الاحصان ما هو فان وصفه بشرائطه حکم برجمه	کذا فی التبیین
۱۸	وان قال المقر لست بمحصن وشهد علیه الشهود بالاحصان رجمه الامام	کذا فی المحیط
۱۹	وندب تلقینه لعلک قبلت او لمست او وطئت بشبهة وقال فی الاصل لعلک تزوجتها او وطئتها بشبهة والمقصود ان یلقنه ما یکون دارئا کائنا ما کان	کذا فی البحر الرائق
۲۰	وان شهد اربعة علی رجل بالزنا فاقر مرة حد عند محمد وعند ابی یوسف لا وهو الاصح	کذا فی الکافی
	هذا اذا کان الاقرار بعد القضاء اما اذا کان قبل القضاء فیسقط الحد اتفاقا	هکذا فی فتح القدیر

۱؎ زمانہ دراز کے واقعہ پر شہادت و حد کے متعلق حکم نمبر ۸۵/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ محصن ہونے کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲تا۱۶/۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۳؎ حکم نمبر ۱۸/۴۶۱ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۴؎ حکم نمبر ۱۰، ۱۲/۴۶۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۵؎ حکم نمبر ۱۷/۴۶۱ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۶؎ درمختار و رد المحتار میں ہے کہ اگر کسی کے زنا پر قاضی نے فیصلہ دیا اور قاضی کا وہ فیصلہ گواہوں کی گواہی پر تھا اس کے اقرار کی بنا پر نہ تھا۔ پھر اس نے ایک بار یا دو بار یا تین بار زنا کا اقرار کر لیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) امام ابویوسفؒ کے ہاں اسے حد نہ لگائی جائے گی اور اس میں امام محمدؒ کا اختلاف ہے حد نہ لگائی جانے کی وجہ یہ ہے کہ زنا پر شہادت کے لئے عدم اقرار شرط ہے اور حدود کے فیصلہ پر عمل اس فیصلہ کا حصہ ہے (حکم نمبر ۲۵ ج/۴۶۲ کا حاشیہ، ۲۷/۴۶۸ ملاحظہ ہوں) پس فیصلہ کے بعد (اور حد جاری ہونے سے قبل) اس

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - زنا کے احکام زنا کا ثابت ہونا	حوالہ
۴۶۱-۱۷	(د) (زنا کا) اقرار کرنے والے نے (مذکورہ طریق سے) چار بار اقرار کرلیا تو حاکم مجاز اس کی حالت پر نظر کرے۔ پس اگر وہ یہ جان لے کہ وہ صحیح العقل ہے۔ اور وہ ان میں سے ہے جن کا اقرار جائز قرار پاتا ہے تو وہ حاکم اس سے زنا کی ماہیت اور اسکی کیفیت کے متعلق دریافت کرے اور اس سے یہ دریافت کرے کہ اس نے کس سے زنا کیا اور کہاں کیا۔ اس لئے کہ اس میں شبہ کا احتمال ہے۔	محیط سرخسی
	(ب) بعض کا قول ہے کہ (زنا کے اقرار کی صورت میں) قاضی اس سے زمانۂ زنا کے متعلق سوال نہ کرے اس لئے کہ زمانۂ دراز کا گذر جانا شہادت کیلئے مانع ہے۔ اقرار کے لئے مانع نہیں ہے [1]۔ اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ زمانۂ زنا کے متعلق سوال کرے اس لئے کہ اس کا احتمال ہے کہ اس نے وہ زنا بچپن میں کیا ہو (ج) پس اگر اقرار کرنے والے نے زمانہ بیان کردیا اور اس کا زنا کرنا ظاہر ہوگیا تو حاکم مجاز اس سے اس کے محصن [2] ہونے کے متعلق دریافت کرے گا۔ پس جب اس نے کہا کہ وہ محصن ہے [3] تو اس سے احصان کے متعلق دریافت کرے گا کہ اس کی ماہیت کیا ہے۔ پھر جب اس نے احصان کا مفہوم ٹھیک ٹھیک اس کے شرائط کے ساتھ بیان کردیا تو حاکم مجاز اس کے رجم کرنے کا حکم دے گا۔	تبیین
۱۸	اگر (مذکورہ صورت میں) زنا کا اقرار کرنے والے نے کہا کہ میں محصن نہیں ہوں اور (معتبر) گواہوں نے اس کے محصن ہونے پر گواہی دی تو حاکم مجاز اسے رجم کرے گا [4]	محیط
۱۹	زنا کا اقرار کرنے والے کو یہ تلقین کرنا مندوب ہے کہ شاید تو نے (محض) بوسہ لیا ہے یا چھوا ہے یا تو نے شبہ میں وطی کی ہے۔ اور الاصل میں اسے یوں تلقین کرنا بھی منقول ہے کہ شاید تو نے اس سے نکاح کیا ہے، یا تو نے شبہ سے وطی کی ہے۔ اور اس سے مقصود یہ ہے کہ اسے ایسی بات کی تلقین کرے جو حد کے دفاع کا کام دے خواہ وہ تلقین کچھ ہو [5]	بحر رائق
۲۰	(ل) اگر چار مردوں نے کسی مرد کے زنا پر گواہی دی پھر اس مرد نے ایک مرتبہ خود اقرار کرلیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) امام محمدؒ کے ہاں اسے حد لگائی جائے گی اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں اسے حد نہ لگائی جائے گی اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے [6]	کافی
	(ب) یہ (مذکورہ اختلاف) اس صورت میں ہے کہ اس نے حاکم کے فیصلہ کے بعد اقرار کیا اور اگر اس فیصلہ سے قبل اقرار کیا تو بالاتفاق اس سے حد ساقط ہوجائے گی [7]	فتح قدیر

[6] اقرار گویا فیصلہ سے قبل اقرار ہے اقرار پائے جانے کی وجہ سے شہادت کا اعتبار نہیں اور چونکہ اقرار کا نصاب بھی (چار بار نہ ہونے کی وجہ سے) مکمل نہیں لہٰذا حد لازم نہیں۔ مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۱۹۹ چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ حدود میں اقرار اور شہادت جمع نہیں ہوتے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۷ نیز حکم نمبر ۲۱، ۲۲ / ۴۶۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[7] حکم نمبر ۲۰ و / ۴۶۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات تنقیح	الباب الثانی فی الزنا — ثبوت الزنا	حوالہ
۴۶۱-۲۱	اربعة شهدوا علی رجل بالزنا فاقر الرجل بعد شهادتهم ثم انکره لم یقر اربع مرات لاحد علیه	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۲	اذا شهد علیه اربعة بالزنا وقضی بذلك علیه ثم اقر اربعا اقیم علیه الحد	هکذا فی الحاوی القدسی
	ولو رجع یصح رجوعه وبه أخذ الطحاوی	کذا فی الغیاثیة
۲۳	ولو اقر بالزنا بعد الشهادة لایحد هولاء الشهود وان کانوا اقل من اربع	کذا فی العتابیة
۲۴	وان رجع المقر عن اقراره قبل اقامة الحد او فی وسطه قبل رجوعه وخلی سبیله	کذا فی الهدایة
۲۵	والمرأة والرجل فی قبول الرجوع سواء	کذا فی السراج الوهاج
۲۶	وکذا فی ظهور الزنا عند القاضی بالبینة والاقرار	کذا فی فتح القدیر
۲۷	ولو هرب الرجل ولم یرجع لم یتعرض له ولو ثبت علی الزنا ورجع عن الاحصان قبل منه ولم یرجم وجلد	کذا فی الایضاح
۲۸	واذا ثبت حد الزنا علی رجل بشهادة الشهود وهو محصن او غیر محصن فکما اقیم علیه بعضه هرب فطلبه الشرط فاخذوه فی فوره اقیم علیه بقیة الحد	کذا فی المبسوط
	وان کان بعد ایام سقط	کذا فی العتابیة
۲۹	والذمی والعبد فی الاقرار بالزنا کالحر المسلم ماذونا کان او محجورا	کذا فی المبسوط

۱ حکم نمبر ۲۰ و ۲۲/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ چنانچہ درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ (حسب شرائط) چار بار کے اقرار سے وہ شہادت باطل ہو جائے گی اور پھر اس کے اقرار کی بنا پر حکم ہوگا۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۱۹۹، نیز حکم نمبر ۱۲، ۲۰، ۲۱/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ حکم نمبر ۴، ۲۰/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ حکم نمبر ۲/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۵ حکم نمبر ۴، ۲۷/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶ چنانچہ درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ اس کا بھاگ جانا فعلی رجوع ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۱۹۹ (مترجم) ۷ حکم نمبر ۲۴، ۲۸/۴۶۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۸ حکم نمبر ۲۴، ۲۷/۴۶۱ ملاحظہ ہوں اور درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ اگر کسی نے حد مکمل ہونے سے پہلے یا حد سے پہلے پھر زنا کیا یا شراب نوشی کی حد کی صورت میں پھر شراب پی تو اسے اس کے آخری جرم کے بعد سے اسے اس جرم کی مکمل حد لگائی جائے گی اور اس جرم کی پہلی بقیہ یا پوری حد اس جنس کے بعد کے جرم کی حد میں داخل ہو جائے گی اور اگر کسی نے

دفعات متن نمبر	دوسرا باب - زنا کے احکام — زنا کا ثابت ہونا	حوالہ
۲۶۱-۲۱	چار گواہوں نے ایک شخص پر زنا کی گواہی دی پھر ان کی گواہی کے بعد اس شخص نے اقرار کر لیا اور پھر انکار کر دیا البتہ چار بار اقرار نہ کیا تو (اس صورت میں) اسپر حد لازم نہ ہوگی ؎۱	قاضیخان
۲۲	(د) جب کسی شخص پر چار مرد گواہوں نے زنا کی گواہی دی اور ان کی گواہی کی بنا پر (حاکم مجاز نے) اسپر فیصلہ صادر کر دیا پھر اس نے چار بار (حسب شرائط) اقرار کر لیا تو اسپر حد قائم کی جائے گی ؎۲	حاوی قدسی
	(ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے (اقرار سے) رجوع کر لیا تو اس کا رجوع صحیح قرار پائے گا۔ طحاوی نے اسی حکم کو اختیار کیا ہے ؎۳	غیاثیہ
۲۳	اگر گواہوں کی گواہی کے بعد اس شخص نے زنا کا اقرار کر لیا تو ان گواہوں پر حدِ (قذف) نہ آئے گی خواہ وہ گواہ، چار سے کم ہوں ؎۴	عتابیہ
۲۴	اگر کسی شخص نے زنا کے (حسب شرائط) اقرار کے بعد اور اسپر حد قائم ہونے سے پہلے یا حد قائم ہونے کے دوران اپنے اقرار سے رجوع کر لیا تو اس کا وہ رجوع قبول کر لیا جائے گا اور اسے آزاد کر دیا جائے گا ؎۵	ہدایہ
۲۵	(زنا کے اقرار کے بعد اس سے رجوع کرنے میں) مرد ہو یا عورت ہو۔ اس کے رجوع کے قبول ہونے میں حکم برابر ہے۔	سراج وہاج
۲۶	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح قاضی کے ہاں گواہی یا اقرار سے زنا ثابت ہونے میں مرد اور عورت کے لئے حکم برابر ہے۔	فتح قدیر
۲۷	(د) اگر (زنا کا) اقرار کرنے والا مرد بھاگ گیا اور اس نے (اقرار سے) رجوع نہ کیا تو اس سے تعرض نہ کیا جائے گا ؎۶ (ب) اور وہ زنا کے اقرار پر ثابت رہا اور البتہ اس نے محصن ہونے (کے اقرار سے) رجوع کر لیا تو اس کا یہ رجوع قبول کر لیا جائے گا۔ اسے رجم نہ کیا جائے گا اور اسے کوڑوں کی سزا دی جائے گی ؎۷	ایضاح
۲۸	(د) جب کسی شخص پر گواہوں کی گواہی سے زنا کی حد ثابت ہوئی اور وہ زانی محصن ہے یا غیر محصن ہے پھر جونہی اسپر بعض حد جاری ہوئی وہ بھاگ نکلا پھر پولیس نے اس کا پیچھا کیا اور جلد ہی اسے گرفتار کر لیا تو اس پر بقیہ حد قائم کی جائے گی ؎۸	مبسوط
	(ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ کئی دنوں کے بعد گرفتار ہو تو اس سے بقیہ حد ساقط ہو گئی ؎۹	عتابیہ
۲۹	زنا کے اقرار کے احکام میں ذمی اور غلام شخص بھی آزاد مسلم کی طرح ہے - خواہ وہ غلام ماذون ہو یا ماذون نہ ہو ؎۱۰	مبسوط

پہلے جرم کی حد لگنے کے بعد اس جنس کا جرم کا اعادہ کیا تو حد پھر لگے گی۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۳۰ - نیز حکم نمبر ۱۲۷ و / ۲۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۹ جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے کہ اگر وہ مذکورہ صورت میں عرصہ بعد پکڑا گیا تو پھر (بقیہ) حد قائم نہ کی جائے گی۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۱۹۹ - نیز حکم نمبر ۸۶ تا ۸۹ / ۲۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۱۰ ذمی شخص کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷ / ۱۸۱ کا حاشیہ اور ماذون شخص کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۹ / ۲۶۱ ملاحظہ ہو۔ نیز ۳۰ / ۲۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثانی فی الزنا — ثبوت الزنا	حوالہ
۲۶۱/۴-۳۰	ولا تشترط حضرة المولی فی الاقرار وتشترط فی الشهادة لان له طعن الشهود	هکذا فی خزانة المفتین
۳۱	وان اقر الخصی بالزنا او شهدت علیه الشهود حد	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۲	وکذا العنین	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۳	الاعمی اذا اقر بالزنا حد ولو اقر انه زنی بمجنونة او صبیة یجامع مثلها فعلیه الحد ولو اقرت انها زنت بمجنون او صبی فلا حد علیها	کذا فی الایضاح
۳۴	واذا اقر انه زنی بامرأة لا یعرفها حد	کذا فی فتح القدیر
۳۵	وکذا اذا اقر انه زنی بفلانة وهی غائبة یحد استحسانا	کذا فی فتح القدیر
۳۶	قال محمدؒ فی الجامع الصغیر رجل اقر اربع مرات انه زنی بفلانة وفلانة تقول تزوجنی او اقرت المرأة بالزنا بفلان اربع مرات وفلان یقول تزوجتها فلا حد علی واحد منهما وعلیه المهر	کذا فی المحیط
۳۷	وعلم القاضی لیس بحجة فی الحدود باجماع الصحابةؓ وان کان القیاس یقتضی اعتباره	کذا فی الکافی

۱ه حکم نمبر ۲۹/۲۶۱ ، ۹۴، ۹۵/۲۶۴ ، ۶۲، ۷۸/۲۶۸ اور ۳۲/۲۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ه حکم نمبر ۳۳/۲۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ه حکم نمبر ۱/۲۵۶ مع پہلا حاشیہ و حکم نمبر ۴۳، ۴۴/۲۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ه حکم نمبر ۲/۲۵۸ ، ۵۱/۲۶۳ مع حاشیہ ، ۶۱/۲۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ه جیساکہ ردالمحتار میں ہے کہ کیونکہ اس نے زنا کا اقرار کیا ہے اور حد ساقط کرنے والا کوئی امر نہیں پایا گیا اس لئے کہ انسان اپنے لئے حلال عورت، بیوی یا باندی کے متعلق یہ نہیں کہتا کہ وہ اسے پہچانتا نہیں ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص ۱۹۸ اور اگر اس کے اقرار کی بجائے اسپر گواہ گواہی دیں کہ اس نے ایسی عورت سے زنا کیا ہے جسے وہ نہیں پہچانتے تو اسپر حد لازم نہ ہونے کے متعلق حکم نمبر ۸/۲۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۸۹/۲۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶ه جیساکہ ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ قیاس کا تقاضا تو یہ ہے کہ اس مرد پر حد لازم نہ ہو کیونکہ ممکن ہے کہ وہ عورت حاضر ہو تو انکار کر دے اور حد قذف کا دعوی کر دے یا وہ عورت اس سے نکاح کا دعوی کر دے اور حق مہر

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - زنا کے احکام — زنا کا ثبوت ہونا	حوالہ
۴۶۱-۳۰	(و) (غلام زنا کا اقرار کرے تو اس کے) اقرار کی صحت کے لئے اس غلام کے آقا کی حاضری شرط نہیں ہے (ب) اور غلام پر زنا کا ثبوت گواہی سے ہو تو اس) گواہی میں اس غلام کے آقا کی حاضری شرط ہے اس لئے کہ اس کے آقا کو گواہوں میں طعن کا حق ہے [۱]	خزانۃ المفتین
۳۱	اگر خصی مرد نے (حسب شرائط) زنا کا اقرار کیا یا گواہوں نے اسپر (زنا کی) شہادت دی تو اسے حد لگائی جائے گی	قاضیخان
۳۲	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح عنین (نامرد) کے لئے بھی یہی حکم ہے (یعنی اگر اس نے زنا کا حسب شرائط اقرار کیا یا گواہوں نے اس کے زنا پر شہادت دی تو اسپر حد لازم ہوگی) [۲]	قاضیخان
۳۳	(و) اندھے شخص نے جب زنا کا (حسب شرائط) اقرار کیا تو اسے حد لگائی جائے گی (ب) اور اگر اس نے یہ اقرار کیا کہ اس نے پاگل عورت سے زنا کیا ہے یا اس نے ایسی بچی سے زنا کیا ہے کہ اس جیسی سے مجامعت کی جا سکتی ہو (اور دیگر شرائط حد پائی گئیں) تو اسپر حد لازم ہے [۳] (ج) اور اگر کسی عورت نے یہ اقرار کیا کہ اس نے پاگل سے یا بچہ سے زنا کیا ہے تو اس عورت پر حد لازم نہ ہوگی [۴]	ایضاح
۳۴	اگر کسی مرد نے یہ اقرار کیا کہ اس نے کسی ایسی عورت سے زنا کیا ہے جسے وہ پہچانتا نہیں تو اسے حد لگائی جائے گی [۵]	فتح قدیر
۳۵	اسی طرح اگر کسی مرد نے یہ اقرار کیا کہ اس نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے اور وہ عورت غائب ہو تو اس مرد پر از روئے استحسان حد لگائی جائے گی [۶]	فتح قدیر
۳۶	امام محمدؒ نے جامع صغیر میں ذکر کیا ہے کہ کسی مرد نے چار بار اقرار کیا کہ اس نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے اور وہ عورت یہ کہتی ہو کہ اس مرد نے مجھ سے نکاح کیا ہوا ہے۔ یا کسی عورت نے چار بار اقرار کیا کہ اس نے فلاں مرد سے زنا کیا ہے اور وہ مرد یہ کہتا ہو کہ میں نے اس عورت سے نکاح کیا ہوا ہے تو (ان صورتوں میں) ان دونوں میں سے کسی ایک پر بھی حد لازم نہ ہوگی اور اس مرد پر حق مہر لازم ہو گا [۷]	محیط
۳۷	(کسی قابل حد جرم کے لئے) قاضی کا علم حد قائم کرنے کے لئے حجت قرار نہیں پاتا۔ اسپر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع ہے۔ اگرچہ قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ قاضی کا مذکورہ علم معتبر قرار دیا جائے [۸]	کافی

طلب کرلے اور حد کی صورت میں اس عورت کا مذکورہ حق باطل ہو جاتا ہے مگر استحسان یہ ہے کہ اس مرد پر حد لازم ہو۔ کیونکہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ والی حدیث میں یوں ہی وارد ہے۔ کیونکہ حضرت ماعز رضؓ کے اقرار پر اس عورت کے غائب ہونے کے باوجود زنا کی حد لگائی گئی تھی ماخوذ از منح المحتارج ۳ صفحہ ۱۹۸ اور اگر اس کے اقرار کی بجائے اسپر گواہ یہ گواہی دیں کہ اس نے فلانہ سے زنا کیا ہے اور وہ فلانہ غائب ہو تو اسپر حد لازم ہونے کے متعلق حکم نمبر ۲۵/۴۶۴ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۸۹/۴۶۴، ۹، ۳۶/۴۶۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۷] حکم نمبر ۹، ۲۵/۴۶۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں اور گواہی سے ثابت شدہ زنا کی صورت میں حکم نمبر ۸۲، ۸۳/۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۸] اور حد قذف کی صورت میں حکم نمبر ۱۵۰/۴۶۶ اور تعزیر کی صورت میں حکم نمبر ۳/۴۶۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی کیفیۃ الحد واقامتہ — کیفیۃ الحد واقامتہ	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	# الباب الثالث فی کیفیۃ الحد واقامتہ	
	دفعات ۴۶۲ تا ۴۶۲ عنوان ۱ تعداد شق ۵۳	
۴۶۲-	## کیفیۃ الحد واقامتہ تعداد شق ۵۳	
۱	اذا وجب الحد وکان الزانی محصنا رجمہ بالحجارۃ حتی یموت ویخرجہ الی ارض فضاء	کذا فی الھدایۃ
۲	واحصان الرجم ان یکون حرا عاقلا بالغا مسلما قد تزوج امرأۃ حرۃ نکاحا صحیحا ودخل بہا وھما علی صفۃ الاحصان	کذا فی الکافی
۳	فلا یکون محصنا بالخلوۃ الموجبۃ للمھر والعدۃ ولا یکون محصنا بالجماع فی النکاح الفاسد ولا بالجماع فی النکاح الصحیح اذا کان قال لھا ان تزوجتک فانت طالق لانھا تطلق بنفس العقد فجماعہ ایاھا بعد ذلک یکون زنا الا انہ لا یجب بہ الحد لشبھۃ اختلاف العلماء وکذا ان تزوج المسلم مسلمۃ بغیر شھود فدخل بھا	ھکذا فی المبسوط

۱؎ زنا کی حد کی شرائط وغیرہ کے متعلق احکام حکم نمبر ۴۵۴ تا ۴۶۱ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ محصن قرار پانے کے متعلق احکام حکم نمبر ۲ تا ۱۹/۴۶۲ میں ملاحظہ ہوں۔ اور اگر حد واجب ہو جائے اور زانی غیر محصن ہو تو اس کے متعلق حکم نمبر ۳۰/۴۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ جیسا کہ رد المحتار میں ہے کہ وسیع جگہ میں حد قائم کی جائے گی۔ جہاں رجم کرنے کی گنجائش ہو تاکہ پتھر مارنے والوں میں سے بعض کے پتھر بعض کو نہ لگیں ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۰۰ (مترجم) ۴؎ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ احصان باقی رہنے کے لئے اس نکاح کا باقی رہنا ضروری نہیں ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی (آزاد) مرد نے کسی (آزاد) عورت سے نکاح کیا پھر اس سے دخول کیا پھر اسے طلاق دے دی یا وہ نکاح اس عورت کی موت یا عورت کے ارتداد کی وجہ سے زائل ہو گیا اور پھر اس مرد نے زنا کا ارتکاب کیا تو (دیگر شرائط حد پانے پر) اسے رجم کیا جائے گا۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۰۶۔ نیز کسی کے ارتداد سے اس کا اپنا احصان

دفعات و شق نمبر	تیسرا باب ـ حد اور اسے قائم کرنے کی کیفیت کے احکام حد اور اسے قائم کرنے کی کیفیت کا بیان	حوالہ



بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

تیسرا باب ـ حد اور اسے قائم کرنیکی کیفیت کے احکام

دفعات ۴۶۲ تا ۴۶۲ عنوان ۱ تعداد شق ۵۳

۴۶۲ـ زنا کی حد اور اسے قائم کرنے کی کیفیت

اور اس میں ۵۳ شقیں ہیں

شق	متن	حوالہ
۱	جب کسی شخص پر (حسب شرائط) زنا کی حد واجب ہوگئی اور زانی محصن [۲] ہو تو اسے پتھروں سے رجم (یعنی سنگسار) کیا جائیگا ـ حتیٰ کہ وہ مرجائے (ب) اور اسے (حد قائم کرنے کے لئے) فضا (یعنی کھلی زمین) میں لایا جائے [۳]	ہدایہ
۲	زانی کو رجم کرنے کے لئے جس احصان کا اعتبار ہے وہ یہ ہے کہ وہ آزاد، عاقل، بالغ اور مسلمان ہو ـ اس نے کسی آزاد عورت سے صحیح [۴] نکاح کیا ہو ـ اور اس سے دخول [۵] بھی کیا ہو درآنحالیکہ وہ دونوں (مذکورہ) صفتِ احصان [۶] پر قائم ہوں ـ	کافی
۳	(۱) پس (احصان میں مذکورہ قیود کی بنا پر کوئی آدمی اپنی بیوی سے محض) ایسی خلوت کی بنا پر محصن نہ قرار پائیگا جو خلوت، حق مہر اور عدت کو واجب کرنے کا باعث بن جاتی ہے (ب) اور کوئی آدمی) ایسے جماع سے بھی محصن نہ قرار پائیگا جو جماع نکاحِ فاسد میں ہوا ہو (ج) اور کوئی آدمی) ایسے جماع سے بھی محصن نہ قرار پائے گا جو جماع ایسے (صحیح) نکاح میں ہوا ہو جسمیں اس نے اس عورت سے یہ کہا تھا کہ اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق ہے ـ اس لئے کہ (اگرچہ) وہ عورت محض عقدِ نکاح سے طلاق یافتہ قرار پا جائے گی اور اسکے بعد اس عورت سے اس آدمی کا جماع زنا قرار پائیگا مگر ایسے زنا کی وجہ سے حد واجب نہ ہوگی اسلئے کہ علماء کے اختلاف کی وجہ شبہ موجود ہے (د) اسی طرح اگر کسی مسلمان نے کسی مسلمان عورت سے بغیر گواہوں [۷] کے نکاح کیا اور پھر اس سے دخول کیا تو اس (زنا) سے وہ محصن نہ قرار پائیگا (اور ان سب صورتوں میں اس پر رجم کی حد لازم نہ ہوگی) ـ	مبسوط

باطل ہونے کے متعلق حکم نمبر ۶/۴۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] معتبر دخول کے متعلق حکم نمبر ۴/۴۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ـ [۶] رجم میں صفت احصان کے متعلق احکام حکم نمبر ۱۹۱ تا ۲/۴۶۲ ملاحظہ ہوں ـ اور حدِ قذف میں احصان کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۶/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [۷] بغیر گواہوں کے نکاح کے مختلف فیہ ہونے کی وجہ سے شبہ کے متعلق حکم نمبر ۳۳ب/۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی کیفیة الحد واقامته — کیفیة الحد واقامته	حوالہ
٤-٤/٦٢	والمعتبر فی الدخول الایلاج فی القبل علی وجه یوجب الغسل	کذا فی الکافی
٥	وشرط صفة الاحصان فیهما عند الدخول حتی ان المملوکین اذا کان بینهما وطء بنکاح صحیح فی حالة الرق ثم عتقا لم یکونا محصنین وکذا الکافران وکذا الحر اذا تزوج امة او صغیرة او مجنونة ووطئها وکذا المسلم اذا تزوج کتابیة ووطئها وکذا لو کان الزوج موصوفا باحدی هذه الصفات وهی حرة عاقلة بالغة مسلمة بان اسلمت قبل ان یطاءها الزوج ثم وطئها الزوج الکافر قبل ان یفرق بینهما فانها لاتکون محصنة بهذا الدخول	کذا فی الکافی
	ولو دخل بها بعد الاسلام والعتق والافاقة یصیر محصنا	کذا فی المبسوط للامام السرخسی
٦	ولا تشترط العفة عن الزنا فی هذا الاحصان	کذا فی المبسوط للامام السرخسی
٧	ولو کانت تحته حرة مسلمة وهما محصنان فارتدا معا والعیاذ بالله بطل احصانهما فاذا اسلما لا یعود احصانهما حتی یدخل بها بعد الاسلام	کذا فی فتح القدیر

۱؎ دخول سے غسل واجب ہونے کے احکام حکم نمبر ٣٤ میں ملاحظہ ہوں۔ نیز حکم نمبر ١/٢٥٨ مع حاشیہ ٣، ٦٨/٢٦٣ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٢؎ حکم نمبر ٦/٢٦٢ ملاحظہ ہو (مترجم) ٣؎ چنانچہ اس صورت کے متعلق رد المحتار میں ہے کہ قبل العتق وطی سے صفت احصان حاصل نہیں ہوتی اور اگر آزاد مکلف مسلم نے اپنی منکوحہ کافرہ یا مجنونہ یا صغیرہ سے دخول کیا تو مرد اور عورت دونوں میں سے کوئی بھی محصن نہ قرار پائے گا اور اگر اس عورت کے اسلام لانے یا جنون سے افاقہ یا اس کے بلوغ کے بعد دخول کیا تو پھر محصن قرار پائیں گے اسی طرح اگر زوج بچہ یا مجنون یا کافر ہو اور وہ آزاد مکلفہ عورت سے دخول کرے تو محصن نہ قرار پائیں گے اور پھر زنا پر رجم نہ ہوگا۔ اور مسلمہ کا زوج کافر ہونے کی صورت یہ ہے کہ وہ دونوں میاں بیوی کافر تھے پھر عورت اسلام لے آئی تو قاضی اس کے خاوند کو اسلام پیش کرے گا اور اس کے انکار کی وجہ سے ان میں تفریق کا حکم دے گا اور اس کے انکار کی بنا پر قاضی کے حکم تفریق سے پہلے وہ خاوند بیوی ہیں پس قبل اس کے کہ قاضی اس خاوند کو اسلام پیش کرے اس کے خاوند نے

دفعات/شق نمبر	تیسرا باب - حد اور اسے قائم کرنے کی کیفیت کے احکام — حد اور اسے قائم کرنے کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۴-۴۶۲	اور (مذکورہ احکام میں) دخول سے مراد یہ ہے کہ عورت کے فرج میں ایسا دخول ہو جس سے غسل واجب ہو جاتا ہے [۱]	کافی
۵	(د) اور احصان کی صفت (مذکورہ ۲/۴۶۲) کے لئے شرط ہے کہ وہ ان دونوں میں دخول کے وقت موجود ہو [۲] حتیٰ کہ اگر دو مملوکوں (یعنی غلام اور باندی) میں صحیح نکاح کے ساتھ غلامی کی حالت میں وطی ہوئی اور پھر وہ آزاد کر دئیے گئے تو وہ (مذکورہ وطی سے) محصن نہ قرار پائیں گے (ب) اسی طرح دو کافروں کا حکم بھی یہی ہے (ج) اسی طرح جب کسی آزاد آدمی نے باندی سے یا چھوٹی لڑکی سے یا پاگل عورت سے نکاح کر کے اس سے وطی کی (تو اس وطی سے وہ محصن نہ قرار پائے گا (د) اسی طرح جب کسی مسلمان نے کسی کتابیہ عورت سے نکاح کر کے اس سے وطی کی (تو اس سے محصن نہ قرار پائے گا) (س) اسی طرح اگر خاوند میں مذکورہ صفات میں سے کوئی امر موجود ہو اور عورت آزاد عاقلہ بالغہ اور مسلمہ ہو مثلاً عورت اپنے (کافر) خاوند کی وطی سے پہلے اسلام لے آئی پھر اس کے کافر خاوند نے ان دونوں میں تفریق (یعنی علیحدگی کے حکم) سے پہلے اس سے وطی کی تو وہ عورت اس وطی کی وجہ محصنہ نہ قرار پائے گی۔	کافی
	(ص) اور اگر (مذکورہ صورتوں میں) اسلام لانے کے بعد یا آزاد ہونے کے بعد یا پاگل پن سے افاقہ کے بعد اس عورت سے دخول کیا تو (پھر) وہ محصن قرار پائے گا [۳]	مبسوط سرخسی
۶	اس احصان (یعنی زنا کی حد کے لئے معتبر احصان) میں زنا سے پاکدامن ہونا شرط نہیں ہے [۴]	مبسوط سرخسی
۷	اگر کسی مسلمان مرد کے تحت (نکاح میں) آزاد مسلمان عورت ہو اور وہ دونوں محصن ہوں پھر وہ دونوں العیاذ باللہ مرتد ہو جائیں تو ان دونوں کا احصان باطل قرار پائے گا۔ پھر جب وہ دونوں از سرِ نو مسلمان ہو جائیں تو ان کا احصان نہ لوٹے گا۔ حتیٰ کہ وہ اسلام لانے کے بعد اس بیوی سے دخول کر لے (تو پھر وہ محصن قرار پائیں گے) [۵]	فتح قدیر

اس عورت سے وطی کی تو اس دخول سے وہ محصنہ نہ قرار پائے گی۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۰۶ (مترجم) [۴] اس احصان کی دیگر شرائط کے متعلق حکم نمبر ۲ تا ۱۹/۴۶۲ ملاحظہ ہوں۔ اور حد قذف لازم ہونے کے لئے مقذوف کے احصان میں عفت شرط ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۶/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم)
[۵] رد المحتار میں ہے کہ اگر ان دونوں میں سے ایک مرتد ہو گیا تو اس کے حکم کے متعلق امام محمدؒ سے منقول ہے کہ اگر عورت مرتد ہو کر دار الحرب چلی ہو گئی اور قید کی گئی تو اس کے خاوند کا احصان باطل نہ قرار پائے گا۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ احصان باقی رہنے کے لئے اس نکاح کا باقی رہنا ضروری نہیں ہے اور اس عورت کا وہ احصان باطل قرار پائے گا خواہ مسلمان ہو کر لوٹے کیونکہ ارتداد سے سابقہ احصان باطل ہو گیا البتہ اسلام لانے کے بعد جب شرائط نیا احصان قرار پا سکتا ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۰۶۔ نیز حکم نمبر ۲/۴۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی کیفیة الحد واقامته — کیفیة الحد واقامته	حوالہ
۴۶۲-۸	واذا ارتد بعد وجوب الحد ثم اسلم يجلد ولا يرجم وكذا لا يجلد اذا كان الواجب هو الجلد[1]	كذا فى العتابية
۹	ولو زال الاحصان بعد ثبوته بالجنون والعته يعود محصنا اذا افاق وعند ابى يوسف رح لا يعود حتى يدخل بامرأته بعد الافاقة	كذا فى البحر الرائق
۱۰	ويثبت الاحصان بالاقرار أو بشهادة رجلين او رجل وامرأتين	كذا فى خزانة المفتين
۱۱	وان انكر الدخول بعد وجود سائر الشرائط فاذا جاءت امرأته بولد فى مدة يتصور ان يكون منه جعل واطئا شرعا	هكذا فى التبيين
۱۲	الشهادة على الاحصان كالشهادة على المال يثبت بالشهادة على الشهادة	كذا فى الايضاح
۱۳	الزانى لو كان عبدا مسلما لذمى فشهد ذميان انه اعتقه قبل الزنا وقد استجمع سائر شرائط الاحصان لا تقبل شهادتهما	كذا فى الكافى
۱۴	امرأة الرجل اذا اقرت انها امة هذا الرجل فزنى الرجل يرجم وان اقرت بالرق قبل ان يدخل بها ثم زنى الرجل بها لا يرجم استحسانا	كذا فى محيط السرخسى

[1] فتاوی عالمگیری مطبوعہ امیریہ مصر ومیمنیہ مصر ومجیدیہ ہند میں فتاوی عتابیہ (یعنی جوامع الفقہ المعروف بالفتاوی العتابیة لاحمد بن محمد بن عمر العتابی الحنفی زین الدین رح) سے ماخوذ اس عبارت میں یوں ہی حکم درج ہے۔ اس صورت میں بموجب حکم نمبر ۲/۴۶۲ رجم کی حد تو محصن نہ رہنے کی وجہ سے نہ ہوگی لیکن اگر کوڑے ہی لازم تھے تو اس کا ہٹانا ممکن ہے قبل ارتداد محصن وغیر محصن کی لازم شدہ حدود میں فرق کو بعد ارتداد ملحوظ رکھنے کی بنا پر ہو۔ واللہ اعلم بالصواب اور فتاوی قاضیخان میں ہے کہ اگر کسی مسلمان پر شراب نوشی یا نشہ کی حد لازم ہوئی پھر وہ مرتد ہوگیا پھر دار الحرب (یعنی مملکت کفار) میں چلے جانے سے پہلے وہ اسلام لے آیا تو اس سے مذکورہ حد کا مواخذہ نہ ہوگا۔ اس لئے کہ کفر مذکورہ حد کے لئے ابتداءً مانع ہے اور اسی لئے ذمی اور مستامن پر یہ حد لازم نہیں ہوتی (حکم نمبر ۳۰/۴۶۵ ، ۴۷/۴۶۳ ملاحظہ ہوں) پس مذکورہ حد لازم ہونے کے بعد کفر کا عارضہ مذکورہ حد کی بقا کے لئے بھی مانع ہوگا۔ اسی طرح اگر وہ مرتد مسلمانوں کے حاکم مجاز کی قید میں تھا کہ اس نے مذکورہ جرم کا ارتکاب کیا تو اسے شراب نوشی اور نشہ کی حد کا مواخذہ نہ کیا جائے گا اور اس سے دوسری حدود کا مواخذہ کیا جائے گا اس لئے کہ وہ اس کے سبب کی حرمت کا معتقد ہے (چنانچہ در مختار و رد المحتار ج ۳ صفحہ ۱۹۵ میں ہے کہ زنا ہر دین و ملت میں حرام رہا ہے۔ نیز حکم ۸/۴۶۵ کا حاشیہ ملاحظہ ہو) اور حاکم مجاز اسے حد لگانے پر قادر ہے جبکہ وہ حاکم مجاز کے قبضہ میں ہے اور اگر وہ شخص دیگر قابل حد جرم کے ارتکاب کے وقت حاکم مجاز کے قبضہ میں نہ تھا پھر وہ دار الحرب چلے جانے سے پہلے اسلام لے آیا تو اس سے وہ حد بھی ہٹادی جائے گی۔ نیز لکھا ہے کہ جب کسی مسلمان نے اللہ تعالی کی حدود میں سے کسی قابل حد جرم مثلاً زنا، چوری یا رہزنی کا ارتکاب کیا پھر وہ مرتد ہوگیا یا اس نے مرتد ہوکر مذکورہ جرم کا ارتکاب کیا پھر وہ دار الحرب میں چلا گیا پھر مسلمان ہوکر آگیا تو اس سے وہ حدود ہٹادی جائیں گی۔ لیکن چوری کی صورت میں وہ اس مال کا ضامن ہوگا اور رہزنی کی صورت میں اگر اس نے کسی کا خون بہایا تھا تو اس کا قصاص اس پر لازم ہوگا۔ اسلئے کہ بندوں کے حق کے لئے مرتد سے مواخذہ کیا جاتا ہے۔ الخ ماخوذ از فتاوی قاضیخان

دفعات شق نمبر	تیسرا باب - حد اور اسے قائم کرنے کی کیفیت کے احکام / حد اور اسے قائم کرنے کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۴۶۲ - ۸	(ا) جب (رجم کی) حد واجب ہونے کے بعد وہ شخص مرتد ہو گیا۔ پھر وہ اسلام لے آیا تو اسے جلد (یعنی کوڑوں کی سزا) دی جائیگی اور اسے رجم (یعنی سنگسار) نہ کیا جائیگا [1]۔ (ب) اسی طرح اگر کسی شخص پر کوڑوں کی حد واجب ہوئی (اور پھر وہ مرتد ہو کر مسلمان ہو گیا) تو اسے کوڑوں کی وہ حد نہ لگائی جائیگی [2]۔	عتابیہ
۹	(ا) کسی شخص کا احصان ثابت تھا پھر اسکے پاگل پن اور مخبوط الحواس ہونے کی وجہ سے اس کا احصان زائل ہو گیا پھر اسے افاقہ ہوا تو اسکا محصن ہونا لوٹ آئے گا (ب) اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں (مذکورہ صورت میں) جبتک وہ افاقہ کے بعد اپنی بیوی سے دخول نہ کرے اسکا محصن ہونا نہ لوٹے گا۔	بحر رائق
۱۰	احصان کا ثابت ہونا اسکے اقرار سے ہوتا ہے یا دو مردوں کی گواہی سے یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے ہوتا ہے [3]۔	خزانۃ مفتین
۱۱	اگر کسی شخص نے سبھی شرائط موجود ہونے کے باوجود دخول سے انکار کیا تو اگر اسکی بیوی سے اتنی مدت کے اندر بچہ پیدا ہو جس مدت میں وہ بچہ اس شخص سے ہونا متصور ہو سکتا ہو تو وہ شخص از روئے شرع اپنی بیوی سے وطی کرنے والا قرار پائے گا [4]۔	تبیین
۱۲	محصن ہونے پر گواہی دینا مال پر گواہی دینے کی طرح ہے۔ یہ گواہی پر گواہی سے ثابت ہو جاتا ہے [5]۔	ایضاح
۱۳	زانی اگر کسی ذمی شخص کا مسلمان غلام ہو اور دو ذمی یہ گواہی دے دیں کہ اس (غلام کے ذمی مالک) نے اس غلام کو اسکا ارتکاب زنا سے قبل آزاد کر دیا تھا اور اس زانی میں احصان کی دیگر شرطیں پائی جائیں تو (اسکے محصن قرار پانے کیلئے) ان دو ذمیوں کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔	کافی
۱۴	(ا) کسی مرد کی عورت نے اقرار کیا کہ وہ اس کی باندی ہے۔ پھر اس مرد نے زنا کا ارتکاب کیا تو اس مرد کو (دیگر شرائط حد پائے جانے کی صورت میں محصن قرار دیکر) رجم کیا جائے گا (ب) اور اگر اس عورت نے اس مرد کے دخول سے پہلے اس مرد کی باندی ہونے کا اقرار کیا پھر اس مرد نے زنا کیا تو از روئے استحسان اس مرد کو (غیر محصن قرار دیکر) رجم نہ کیا جائیگا [6]۔	محیط سرخسی

[1] علی حاشیہ عالمگیری ج ۳ ص ۵۸۳ و ھکذا فی رد المحتار ج ۳ ص ۴۱۹۔ نیز رد المحتار میں ہے کہ اگر کسی مسلمان نے کسی کا مال لیا یا قابل قصاص جرم یا قذف کا ارتکاب کیا پھر مرتد ہو گیا یا اس نے مرتد ہو کر مذکورہ جرم کا ارتکاب کیا پھر وہ دار الحرب چلا گیا پھر اس نے توبہ کر لی تو اس سے مذکورہ جرم کا مؤاخذہ کیا جائیگا اور اگر اس نے دار الحرب چلے جانے کے بعد مذکورہ جرم کا ارتکاب کیا پھر وہ اسلام لے آیا تو اس سے مذکورہ جرم کی حد کا مؤاخذہ نہ ہوگا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۴۱۹ (مترجم)

[2] حکم نمبر $\frac{۸ ا}{۴۶۲}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[3] جیسا کہ درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۲۳ میں ہے۔ نیز حکم $\frac{۱۶،۱۲}{۴۶۲}$ ملاحظہ ہوں اور گواہوں اور گواہی کے متعلق حکم نمبر $\frac{۷}{۴۶۲}$ کا تیسرا اور چوتھا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] چنانچہ درمختار و رد المحتار میں ہے کہ اس مرد کے زنا سے پہلے اس کی بیوی نے اس سے بچہ جنا تو بچہ کی نسب اس مرد سے ثابت ہونے کے حکم سے یہ قرار پائے گا کہ اس مرد نے بیوی سے دخول کیا ہے۔ نیز رد المحتار میں ہے کہ خواہ اسکی بیوی نے اس مرد کے زنا کے بعد چھ ماہ سے کم عرصہ میں بچہ جنا تو اس سے یہ جان لیا جائے گا کہ زنا کے وقت وہ مرد نے بیوی سے وطی کرنے والا قرار پا چکا تھا (پس وہ محصن قرار پائے گا) ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۲۳ (مترجم)

[5] حکم نمبر $\frac{۵۱}{۴۶۴}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] حکم نمبر $\frac{۲}{۴۶۲}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فی کیفیة الحد واقامته — کیفیة الحد واقامته	حوالہ
۱۵-۴/۲۶۲	رجل تزوج امرأة بغیر ولی فدخل بها قال ابو یوسف[1] لایکونان بذلک محصنین لان هذا النکاح غیر صحیح قطعا لاختلاف العلماء[2] والاخبار فیه	کذا فی محیط السرخسی
۱۶	وینبغی للقاضی ان یسأل الشهود عن الاحصان ما هو فان قالوا فیما وصفوا تزوج امرأة حرة ودخل بها فعلی قول ابی حنیفة رحمه الله وابی یوسف[3] یکتفی بقولهم دخل بها خلافا لمحمد[4] واجمعوا علی انه لایکتفی بقولهم مسها او لمسها واجمعوا علی انه یکتفی بقولهم جامعها وباضعها وفی البقالی انه یکتفی بقولهم اغتسل منها	کذا فی المحیط
	ولو قال اتاها او قربها لا یکتفی بذلک	کذا فی المبسوط
۱۷	وفی المنتقی ابراهیم عن محمد لو خلا رجل بامرأته ثم طلقها فقال الزوج وطئتها وقالت المرأة لم یطأنی فان الزوج یکون محصنا باقراره والمرأة لا تکون محصنة لانکارها	کذا فی المحیط
۱۸	وکذلک لو دخل بها وطلقها وقال هی حرة مسلمة وقالت المرأة کنت نصرانیة	کذا فی المحیط
۱۹	وان اتی امرأة فی دبرها لایکون محصنا	کذا فی المضمرات

[1] کسی عورت سے اس کے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کے مختلف فیہ ہونے کی وجہ سے شبہ کے متعلق حکم نمبر ۳۳ب/۲۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو چنانچہ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ اس میں اختلاف کی وجہ سے شبہ ہے۔ یعنی ایسے نکاح کی صحت کے متعلق علماء کا اختلاف اور روایات مختلف ہیں۔ پس یہ نکاح ایسا ہے کہ اس کی صحت قطعی نہیں ہے اور اس میں اختلاف کی وجہ سے شبہ موجود ہے پس ایسے نکاح سے وہ محصن نہ قرار پائیں گے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۲۳ اور اختلاف العلماء سے شبہ کا فائدہ دینے کی نظیر حکم نمبر ۳ج/۲۶۲ میں ملاحظہ ہو (مترجم) [2] اللمس کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷۹/۲۶۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۲ب/۲۶۱، ۱۲،۱۰/۲۶۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] حکم نمبر ۲/۲۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

تیسرا باب - حدادر اسے قائم کرنے کی کیفیت کے احکام

دفعات شق نمبر	حد اور اسے قائم کرنے کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۴۶۲-۱۵	کسی مرد نے کسی عورت سے اس کے ولی (کی اجازت) کے بغیر نکاح کیا پھر اس سے دخول کیا تو امام ابو یوسفؒ کے ہاں اس دخول سے دونوں محصن نہ قرار پائیں گے - کیونکہ یہ نکاح ایسا ہے کہ بحالت قطعی صحیح نہیں ہے[1] اس لئے کہ اس کے متعلق علماء کا اختلاف اور روایات مختلف ہیں -	محیط سرخسی
۱۶	(ا) قاضی (یعنی حاکم مجاز) کو چاہیئے کہ وہ (احصان پر گواہی دینے والے) گواہوں سے احصان کے متعلق دریافت کرے کہ احصان کیا ہوتا ہے پس اگر انہوں نے اپنے بیان میں کہا کہ اس نے آزاد عورت سے نکاح کیا اور اس سے دخول کیا تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے بموجب ان گواہوں کا یوں کہنا کہ " دخل بھا " (یعنی اس نے اس سے دخول کیا) احصان ثابت ہونے کے لئے کافی قرار دیا جائے گا اور امام محمدؒ کا اس میں اختلاف ہے (ب) اس پر اجماع ہے کہ ان گواہوں کا یوں کہنا کہ " مسہا و لمسہا "[2] (یعنی اس نے اسے چھوا اور ہاتھ لگایا) احصان ثابت ہونے کے لئے کافی نہ قرار دیا جائے گا (ج) اور اس پر (بھی) اجماع ہے کہ ان کا یوں کہنا کہ " جامعہا و باضعہا " (یعنی اس نے اس سے جماع کیا)[3] احصان ثابت ہونے کے لئے کافی قرار پائے گا (د) اور ابقانی میں ہے کہ ان گواہوں کا یوں کہنا " اغتسل منہما " (یعنی اس نے اس سے غسل کیا) احصان ثابت ہونے کے لئے کافی قرار پائے گا -	محیط
	(س) اگر احصان پر گواہی دینے والے نے یوں کہا کہ " اتاھا او قربہا " (یعنی وہ مرد اس عورت کے ہاں آیا یا اس کے قریب ہوا) تو اس کا یوں کہنا (محصن قرار دینے کے لئے) کافی نہ قرار پائے گا -	مبسوط
۱۷	المنتقی ابراہیمؒ میں امام محمدؒ سے منقول ہے کہ اگر کسی مرد نے اپنی عورت سے خلوت کی اور پھر اسے طلاق دے دی اور خاوند نے کہا کہ میں نے اس سے وطی کی ہے اور عورت نے کہا کہ اس نے مجھ سے وطی نہیں کی تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) وہ خاوند اپنے اقرار کی وجہ سے محصن قرار پائے گا اور وہ عورت اپنے انکار کی وجہ سے محصنہ نہیں قرار پائے گی -	محیط
۱۸	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کسی مرد نے اپنی عورت سے دخول کیا پھر اسے طلاق دے دی اور کہا وہ عورت آزاد اور مسلمان تھی اور اس عورت نے کہا کہ میں (اس وقت) نصرانیہ تھی (تو وہ مرد اپنے اقرار کی وجہ سے محصن اور وہ عورت اپنے انکار کی وجہ سے غیر محصنہ قرار پائے گی)[4]	محیط
۱۹	اور اگر کسی مرد نے (اپنی) عورت سے اس کے دبر میں وطی کی تو اس وطی سے وہ محصن نہ قرار پائے گا[5]	مضمرات

[5] حکم نمبر ۴/۴۶۲ و حکم نمبر ۶۹/۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثالث فی کیفیة الحد واقامته — کیفیة الحد واقامته	حوالہ
٤٦٢-٢٠	ویستحب للامام ان یأمر جماعة المسلمین ان یحضروا اقامة الرجم	کذا فی الشمنی
٢١	وینبغی للناس ان یصفوا عند الرجم کصفوف الصلوة وکلما رجم قوم تأخروا وتقدم غیرهم فرجموا	کذا فی البحر الرائق والسراج الوهاج
٢٢	ولا بأس لکل من یرمی ان یتعمد بقتله الا اذا کان ذا رحم محرم منه فانه لا یستحب له ان یتعمد بقتله	کذا فی فتاوی قاضیخان
٢٣	اذا وجب الرجم بالشهادة یجب البدأة من الشهود ثم من الامام ثم من الناس حتی لو امتنع الشهود عن الابتداء سقط الحد عن المشهود علیه ولا یحدون لان امتناعهم لیس صریحا فی رجوعهم	کذا فی فتح القدیر
٢٤	وکذا اذا امتنع واحد منهم	کذا فی التبیین
٢٥	وموت الشهود او احدهم مسقط وکذا اذا غابوا او غاب احدهم فی ظاهر الروایة وکذا یسقط الحد باعتراض ما یخرج عن اهلیة الشهادة کما لو ارتد احدهم او عمی او خرس او فسق او قذف فحد ولا فرق فی ذلک بین کونه قبل القضاء او بعده قبل اقامة الحد ولو کان بعضهم مقطوع الایدی او مریضا لا یستطیع الرمی وحضروا یرمی القاضی ولو قطعت بعد الشهادة امتنعت الاقامة	کذا فی فتح القدیر

١ــه حکم نمبر ٢٧/٤٦٢ ملاحظہ ہو (مترجم) ٢ــه حکم نمبر ٢٧/٤٦٢ ملاحظہ ہو (مترجم) ٣ــه جیساکہ البحر الرائق میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اسکے علاوہ لوگ گھبرا جائیں گے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ٥ ص٨ نیز حکم نمبر ٥١/٢٥٩ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور درمختار و رد المحتار میں ہے کہ اگر وہ ذو رحم محرم زانی کے رجم میں اس کے قتل کا ارادہ کرے تو وہ اس وجہ سے اس کی میراث سے محروم نہ قرار پائے گا۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ٣ ص٢٠١ اور ذو رحم محرم کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ٤٩/٢٩١ ملاحظہ ہو (مترجم) ٤ــه اور اقرار سے واجب شدہ رجم کی حد قائم کرنے کے آغاز کے متعلق حکم ٢٨/٤٦٢ اور رجم کے علاوہ حد قائم کرنے کے آغاز کے متعلق حکم نمبر ٢٦/٤٦٢ ملاحظہ ہو (مترجم) ٥ــه رد المحتار میں ہے کہ حاکم مجاز بعض اوقات گواہوں میں ایسی بات دیکھ لیتا ہے جو حد ہٹانے کا موجب قرار پاتی ہے۔ (پس حاکم مجاز رجم کرے) ماخوذ از رد المحتار ج ٣ ص٢٠٠ اور البحر الرائق میں ہے کہ گواہوں کی گواہی کی بنا پر واجب شدہ رجم میں گواہوں کے آغاز کے بعد اگر حاکم مجاز کی طرف سے رجم نہ ہو تو قیاس یہی ہے کہ وہ حد ساقط ہو جائیگی ماخوذ از البحر الرائق ج ٥ ص٩۔ اور رد المحتار میں بحوالہ الکافی لکھا ہے کہ اگر کسی حاکم مجاز نے رجم کا فیصلہ دیا اور پھر وہ رجم سے پہلے معزول ہو گیا یا تبدیل ہو گیا اور اس کی جگہ کوئی حاکم مقرر ہوا تو وہ مذکورہ رجم کا حکم نہ دیگا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ٣ ص٢٠٣ نیز حکم نمبر ٢٦، ٢٧/٤٦٢ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٦ــه جیساکہ درمختار و رد المحتار میں ہے کہ حدود میں حد کا جاری کرنا اس کے فیصلہ کا حصہ ہوتا ہے پس اگر ثبوت کے بعد اور حد جاری ہونے سے پہلے کوئی مانع عارضہ آگیا تو گویا فیصلے سے پہلے عارضہ آگیا اور فیصلہ حاصل نہیں ہوا (جیساکہ مذکورہ صورت میں گواہوں میں گواہی کی اہلیت نہ رہنے

حوالہ	تیسرا باب۔ حد اور اسے قائم کرنے کی کیفیت کے احکام — حد اور اسے قائم کرنیکی کیفیت کا بیان	دفعات متن نمبر
شمنی	حاکم وقت کے لئے مستحب ہے کہ وہ مسلمانوں کی ایک جماعت کو حکم دے کہ وہ رجم کی حد قائم کرنے کے لئے حاضر ہوں[1]	۲۶۲-۲۰
بحر الرائق، سراج الوہاج	رجم کرتے وقت لوگوں کو چاہیئے کہ وہ نماز کی صفوں کی طرح صفیں بنالیں اور جب ایک گروہ رجم کر چکے تو وہ پیچھے ہٹ آئے پھر ان کے علاوہ (دوسرے لوگ) آگے بڑھیں اور رجم کریں۔[2]	۲۱
قاضیخان	اسمیں کوئی حرج نہیں کہ ہر وہ شخص جو زانی کو رجم کرے وہ اسے قتل کرنے کے ارادے سے پتھر مارے لیکن اگر وہ اس کا ذی رحم محرم ہو تو اس کے لئے یہ مستحب نہیں ہے کہ وہ (اسے رجم کے لئے پتھر مارنے میں) اس کے قتل کا ارادہ کرے[3]	۲۲
فتح قدیر	جب (زنا کے مرتکب کو) رجم کرنا گواہوں کی گواہی سے واجب ہوا ہو تو یہ واجب ہے کہ رجم (یعنی پتھر مارنے) کا آغاز[4] گواہوں سے ہو پھر حاکم[5] وقت کی طرف سے اور پھر عام لوگوں کی طرف سے رجم ہو۔ حتی کہ اگر ان گواہوں نے رجم شروع کرنے سے انکار کر دیا تو اس زانی سے حد ساقط ہو جائے گی۔ البتہ ان گواہوں پر حد (قذف) لازم نہ ہوگی۔ اس لئے کہ رجم شروع کرنے سے انکار، انکار شہادت سے رجوع کر لینے میں واضح نہیں ہے۔	۲۳
تبیین	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب ان گواہوں میں سے کسی ایک نے رجم شروع کرنے سے انکار کر دیا (تو اس زانی پر حد زنا اور ان گواہوں پر حد قذف نہیں ہے)۔	۲۴
فتح قدیر	(ا) (گواہی سے واجب رجم کے) سب گواہوں کا وفات پا جانا یا ان گواہوں میں سے کسی ایک کا وفات پا جانا وہ حد ساقط کر دیتا ہے (ب) اسیطرح اگر وہ سب گواہ غائب ہوگئے یا ان میں سے کوئی ایک گواہ غائب ہو گیا تو ظاہر روایت میں یہی حکم ہے (کہ وہ حد ساقط ہو جائے گی) (ج) اور اسی طرح (گواہی سے واجب شدہ حد کے گواہ میں) ایسا عارضہ پیش آنا حد کو ساقط کر دیتا ہے جو عارضہ گواہ کو گواہی کی اہلیت سے خارج کر دیتا ہے۔ مثلاً اگر ان گواہوں میں سے کوئی گواہ مرتد ہو گیا یا وہ اندھا ہو گیا یا گونگا ہو گیا یا فاسق ہو گیا یا اس نے قذف کیا اور اسپر حد قذف لگائی گئی اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ (اس گواہ میں) وہ عارضہ قاضی کے فیصلہ سے پہلے پیش آیا یا قاضی کے اس فیصلہ کے بعد اور وہ حد قائم ہونے سے پہلے پیش آیا (حکم برابر ہے)[6] (د) اگر مذکورہ گواہوں میں سے بعض کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہوں یا وہ ایسا مریض ہو کہ وہ پتھر نہ مار سکتا ہو اور سبھی گواہ حاضر ہوئے ہوں تو (رجم کے آغاز کیلئے) قاضی پتھر مارے اور اگر کسی گواہ کا ہاتھ اس کی گواہی کے بعد کاٹا گیا تو (اسکی گواہی سے واجب شدہ) حد کا قائم کرنا ممنوع ہو جائیگا[7]	۲۵

عارضہ کا ذکر ہے، نیز لکھا ہے کہ گواہوں کی موت، یا انکے غائب ہونے کی صورت میں رجم کی حد تو اسلئے ساقط ہوگی کہ رجم کا آغاز گواہوں سے ہونا ضروری ہے (جیسا کہ حکم نمبر ۲۳، ۲۶ / ۴۶۲ میں ہے) کیونکہ اس کا احتمال ہے کہ وہ حاضر ہوں تو رجوع کر لیں۔ مگر محصن زانی کے علاوہ کی حد میں گواہوں کی موت یا ان کے غائب ہونے کی صورت میں بھی حد لازم ہوگی جیسا کہ کافی الحاکم میں ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ۳ صـ۲۰۔ نیز حکم نمبر ۲۰ و ۱ / ۴۶۱ ، ۲۷، ۵۲، ۵۳ / ۴۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ ۷ جیسا کہ درمختار و ردالمحتار میں ہے۔ اور ردالمحتار میں ہے کہ اگر زنا پر گواہی سے پہلے ان گواہوں کے ہاتھ کٹے ہوئے ہوں تو چونکہ ان کے غیر قادر ہونے کی وجہ سے رجم کے آغاز کا استحقاق ان سے متعلق نہیں ہوا لہذا ان کی موجودگی میں حاکم مجاز رجم کا آغاز کریگا اور اگر زنا پر گواہی کے بعد ان گواہوں کے ہاتھ کٹ گئے تو چونکہ (گواہی کے وقت) انکے قادر ہونے کی وجہ سے رجم کے آغاز کا استحقاق ان سے متعلق ہو چکا تھا لہذا رجم میں ان کی طرف سے آغاز نہ ہونے سے وہ حد ساقط ہو جائیگی۔ نیز مریض ہو جانے کے متعلق بھی یہی حکم ہے۔ نیز لکھا ہے کہ ہاتھ کٹنے سے مراد کسی فاسقانہ جنایت کی حد کے بغیر ہاتھ کٹنا ہے۔ ورنہ فسق کی وجہ سے وہ شہادت کی اہلیت سے خارج ہو جائیں گے (اور پھر وہ حد ساقط ہو جائیگی) ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ صـ۲۰۔ نیز حکم نمبر ۵۲، ۵۳ / ۴۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات نمبر	الباب الثالث فی کیفیة الحد واقامته کیفیة الحد واقامته	حوالہ
۴۶۲ -	وعن ابی یوسف[1] آخرا موتھم وغیبتھم لا یبطل الحد وبه نأخذ	کذا فی الحاوی القدسی
	اذا کان المشھود علیه غیر محصن فقد قال الحاکم الشھید فی الکافی اقیم علیه الحد فی الموت والغیبة ویبطل فیما سواھما	ھکذا فی غایة البیان
۲۶	واجمعوا علی ان فی سائر الحدود سوی الرجم لا تجب البداءة لا من الشھود ولا من الامام	کذا فی الذخیرة
۲۷	القاضی اذا امر الناس برجم الزانی وسعھم ان یرجموه وان لم یعاینوا اداء الشھادة وروی ابن سماعة[2] عن محمد[3] انه قال ھذا اذا کان القاضی فقیھا عدلا اما اذا کان فقیھا غیر عدل اوکان عدلا غیر فقیه لا یسعھم ان یرجموه حتی یعاینوا اداء الشھادة	کذا فی الظھیریة
۲۸	وان کان مقرا ابتدأ الامام ثم الناس	کذا فی الکافی
۲۹	ویغسل ویکفن ویصلی علیه	کذا فی الکافی
۳۰	وان کان غیر محصن فحده مائة جلدة ان کان حرا وان کان عبدا جلده خمسین بامر الامام یضربه بسوط لا عقدة علیه ضربا متوسطا بین الجارح المبرح وغیر المؤلم ولا یجوز التعدی عن حد تدارء الشرع	کذا فی الکافی
۳۱	وینبغی ان یقیم الحد من یعقل وینظر	کذا فی الایضاح

[1] شہادت سے ثابت شدہ رجم میں ابتدا کے متعلق حکم نمبر ۲۳/۴۶۲ اور اقرار سے واجب شدہ رجم میں ابتدا کے متعلق حکم ۲۸/۴۶۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] حکم نمبر ۲۰ تا ۲۲/۴۶۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر ۲۶/۴۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] چنانچہ درمختار میں ہے کہ اگر اقرار سے واجب شدہ رجم میں حاکم مجاز کی طرف سے رجم کا آغاز نہ ہو تو لوگوں کیلئے حلال نہ ہوگا کہ وہ رجم کریں خواہ حاکم مجاز دوسروں کو حکم دے اور رد المحتار میں ہے کہ اس لئے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ "لوگو! زنا دو ہیں۔ پوشیدہ اور اعلانیہ۔ پوشیدہ زنا یہ ہے اس زنا پر گواہ گواہی دیں بس اس سے لازم شدہ رجم میں پہلے گواہ رجم شروع کریں پھر حاکم مجاز اور پھر دوسرے لوگ رجم کریں۔ اور اعلانیہ زنا یہ ہے کہ حمل سے زنا ظاہر ہو یا زنا کرنے والا خود زنا کا اعتراف کرے اور اس سے لازم شدہ رجم میں حاکم مجاز رجم کا آغاز کرے اور لکھا ہے کہ اقرار کی صورت میں حاکم مجاز سے رجم کا آغاز اسلئے ہے کہ لوگوں پر واضح ہو جائے کہ حاکم مجاز نے حد اور فیصلہ کرنے کی شرطوں میں میں تساہل نہیں کیا۔ اور اگر حاکم مجاز رجم کا آغاز نہ کرے تو ظہور شبہ کی وجہ سے حد ساقط ہو جائیگی۔ مگر چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے حق میں مذکورہ شبہ منتفی ہے۔ لہذا حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کے رجم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم

دفعات شق نمبر	تیسرا باب۔ حد اداء قائم کرنے کی کیفیت کے احکام — حد اداء قائم کرنے کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۴۶۲ -	(س) امام ابو یوسفؒ سے ایک اور روایت یہ ہے کہ (گواہی سے واجب شدہ حد کو) گواہوں کا وفات پا جانا یا انکا غائب ہو جانا اس حد کو باطل نہیں کرتا اور ہم اسی حکم کو اختیار کرتے ہیں ۔	حاوی قدسی
	(س) اگر زنا کا مرتکب غیر محصن ہو تو (اسکے متعلق) الحاکم الشہیدؒ نے الکافی میں کیا ہے کہ (گواہی سے واجب شدہ حد کے) گواہ کے وفات پا جانے یا اس کے غائب ہو جانے کی صورت میں اس پر وہ حد قائم کی جائے گی اور ان دو صورتوں کے علاوہ (دیگر عوارض) کی صورت میں وہ حد باطل ہو جائے گی ۔	غایہ بیان
۲۶	اس پر اجماع ہے کہ رجم کے علاوہ باقی سبھی حدود قائم کرنے میں گواہوں اور حاکم وقت میں سے کسی پر حد کی ابتدا کرنا واجب نہیں ہے [۱]	ذخیرہ
۲۷	قاضی نے جب لوگوں کو زانی کے رجم کا حکم [۲] دیا تو لوگوں کیلئے اس زانی کو رجم کرنے کی گنجائش حاصل ہو جائیگی خواہ ان لوگوں نے ادائے شہادت کا معائنہ (خود) نہ کیا ہو ۔	
	(ب) ابن سماعہؒ نے امام محمدؒ سے آپ کا یہ قول روایت کیا ہے کہ یہ حکم تب ہے جبکہ وہ قاضی (یعنی حاکم مجاز فقیہ (یعنی احکام اسلام کا ماہر) اور عادل ہو ۔ اور اگر وہ قاضی فقیہ غیر عادل ہو یا وہ عادل غیر فقیہ ہو تو لوگوں کے لئے تب تک اس زانی کو رجم کرنے کی گنجائش نہیں ہے جب تک وہ ادائے شہادت کا معائنہ خود نہ کریں ۔	ظہیریہ
۲۸	اگر زنا کا ارتکاب کرنے والے نے زنا کا خود اقرار کیا [۳] ہو اور (حسب شرائط بنا بر اقرار حد لازم ہوئی ہو) تو رجم کرنے میں آغاز حاکم مجاز [۴] کرے اور پھر لوگ رجم کریں ۔	کافی
۲۹	رجم شدہ زانی کو غسل اور کفن دیا جائے گا اور اسپر نماز جنازہ پڑھی جائے گی ۔	کافی
۳۰	(ا) اگر (زنا کی حد واجب ہو جائے اور) وہ زانی غیر محصن ہو تو اس کی حد سو کوڑے ہیں [۵] بشرطیکہ وہ آزاد ہو (ب) اور اگر وہ زانی غلام ہو تو اس کی حد پچاس کوڑے ہیں [۶] (ج) اس (زانی کو کوڑوں کی سزا) حاکم مجاز کے حکم سے مارنے والا ایسے کوڑے سے مارے جسپر گھنڈی نہ ہو اور وہ ایسی ضرب لگائے جو درمیانہ درجہ کی ہو نہ ایسی کہ وہ ضرب سخت زخم پہنچائے اور نہ ایسی کہ وہ غیر تکلیف دہ ہو (د) اور جو حد شرع نے مقرر کی ہے اس سے زیادتی جائز نہیں ہے [۷]	کافی
۳۱	اور چاہیئے کہ (حد واجب ہونے پر بحکم حاکم مجاز) ایسا شخص حد قائم کرے جو عقل اور نظر رکھتا ہو [۸]	الیضاح

کا رجم نہ کرنا حد ساقط ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا۔ ماخوذ از در مختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۰ اور حاشیہ شرح وقایہ میں ہے کہ سنن ابی داؤد وغیرہ میں ہے کہ غامدیہ عورت نے زنا کا اقرار کیا تو اس کے رجم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکری ماری تھی پھر لوگوں سے فرمایا کہ اسے پتھروں سے مارو اور اسکے چہرے کو بچاؤ۔ ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ ج ۲ ص ۲۵۴ وھکذا فی سنن ابی داؤد مطبوعہ نولکشور ج ۲ ص ۲۵۴ کذا فی الجوہرۃ النیرۃ ج ۲ ص ۲۴۰ وھکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۹ ۔ حکم نمبر ۲۶/۴۶۲ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۲۲/۴۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] اور اگر وہ محصن ہو تو اسکی حد کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۶۲ ملاحظہ ہو۔ اور کوڑوں کی حد کے متعلق در مختار ورد المحتار میں بحوالہ الجوہرہ لکھا کہ اگر حد میں کسی کو ایکدن پچاس کوڑے پے در پے مارے اور پھر دوسرے دن پچاس کوڑے پے در پے مارے تو زیادہ صحیح حکم کے بموجب کفایت کر جائیگا۔ اور ہر روز ایک دو کوڑے مار دینے سے قیام حد جائز نہیں قرار پایا ماخوذ از در مختار ورد المحتار ج ۲ ص ۲۰۳ ۔ [۶] نیز غلام کی حد اور تعزیری سزا کے متعلق حکم نمبر ۳/۴۶۲ ، ۲۸/۴۲۵ ، ۶/۴۲۲ ، ۱۸۰/۴۶۷ ، ۳۰/۴۲۸ ، ۳۲/۴۸۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۷] حکم نمبر ۳۰،۳۱/۴۶۲ ، نیز حکم نمبر ۴۰/۴۶۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۸] حکم نمبر ۳۰ ج/۴۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	كيفية الحد واقامته	حوالہ
	الباب الثالث فی کیفیۃ الحد واقامتہ	
۳۲-۴/۶۲	الرجل والمرأۃ فی ذلک سواء فان کان کل منهما محصنا رجما اولا فعلی کل الجلد او احدهما محصنا فعلی المحصن الرجم و علی الآخر الجلد وکذلک فی ظهور الزنا عند القاضی بالبینۃ والاقرار	کذا فی فتح القدیر
۳۳	ویجرد الرجل فی الحد والتعزیر ویضرب فی ازار واحد وکذا فی حد الشرب فی ظاهر الروایۃ ولا یجرد فی حد القذف ولکن ینزع عنه الحشو والفرو	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۴	ولا تجرد المرأۃ الا عن الفرو والحشو	کذا فی الاختیار شرح المختار
	فان لم یکن علیها غیر ذلک لا ینزع	کذا فی العتابیۃ
۳۵	وتضرب جالسۃ وان حفر لها فی الرجم جاز وان ترکه لا یضر	کذا فی الاختیار شرح المختار
	لکن الحفر احسن ویحفر الی الصدر ولا یحفر للرجل وهذا هو ظاهر الروایۃ	کذا فی غایۃ البیان
۳۶	ویضرب الرجل قائما فی جمیع الحدود	کذا فی الاختیار شرح المختار
۳۷	ولا یمد فی شیئ من الحدود ولا یمسک ولا یربط لکنه یترک قائما الا ان یعجزهم فیشد	کذا فی محیط السرخسی
۳۸	قد قیل المد ان یلقی علی الارض ویمد کما یفعل فی زماننا وقیل ان یمد السوط فیرفعه الضارب فوق رأسه و قیل ان یمد بعد الضرب وذلک کله لا یفعل لانه زیادۃ علی المستحق	کذا فی الهدایۃ

[1] البتہ قیام حد کی کیفیت میں عورت کے مخصوص احکام کے متعلق حکم نمبر ۳۴ تا ۳۵، ۴۲ تا ۴۷ / ۴۶۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] الحشو کے متعلق حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ وہ کپڑا جس میں روئی بھری ہوئی ہو یا اسکی مانند ہو۔ ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج ۲ صفحہ ۴۲۷ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۳۳ تا ۳۹ / ۴۶۲ ملاحظہ ہو اور شراب نوشی کی حد کے متعلق حکم نمبر ۲۷ / ۴۶۵، حد قذف کے متعلق حکم نمبر ۳ / ۴۶۶ اور تعزیر کے کوڑوں کے متعلق حکم نمبر ۱۸ تا ۲۵ / ۴۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم)
[3] مد کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۳۸ / ۴۶۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [4] حکم نمبر ۳۰ د / ۴۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

حوالہ	تیسرا باب - حد اور اسے قائم کرنیکی کیفیت کے احکام — حد اور اسے قائم کرنیکی کیفیت کا بیان	دفعات شق نمبر
فتح قدیر	(۱) زنا کی حد میں مرد اور عورت کے لئے حکم برابر ہے [۱]۔ پس اگر وہ دونوں محصن ہوں تو دونوں کو رجم کیا جائے اور اگر وہ دونوں محصن نہ ہوں تو ہر ایک کو (آزاد ہونے کی صورت میں سو اور غلام ہونے کی صورت میں پچاس) درّے مارے جائیں اور اگر ان میں سے ایک محصن ہو اور دوسرا غیر محصن ہو تو محصن کے لئے رجم اور غیر محصن کے لئے درّوں کی حد لازم ہوگی (ب) اور اسی طرح حاکم مجاز کے ہاں زنا کا ظاہر ہونے میں خواہ گواہوں کی گواہی سے ہو یا زانی کے اقرار سے ہو یہی حکم ہے (یعنی مرد اور عورت کے لئے حکم برابر ہے)	۳۲
قاضیخان	(۱) حد اور تعزیر کی سزا میں مرد کے (دیگر) کپڑے اتار دئے جائیں گے اور اسے ایک تہبند (یا پاجامہ) پہنے ہونے کی حالت میں (حد کی) سزا دی جائے گی۔ (ب) اسی طرح ظاہر روایت کے بموجب شراب خوری کی حد میں بھی یہی حکم ہے۔ (ج) حد قذف میں اس کے کپڑے نہیں اتارے جائیں گے البتہ حشو [۲] (یعنی گدا) اور فرو (یعنی پوستین) کو اتار دیا جائے گا۔	۳۳
اختیار شرح مختار	(۱) عورت کو (حد یا تعزیر کی سزا دینے کے لئے) اس کے کپڑے نہ اتارے جائیں گے مگر گدا اور پوستین ہو تو وہ اتار دیا جائے گا۔	۳۴
عتابیہ	(ب) اگر اس عورت کے جسم پر پوستین یا گدا کے سوا اور کپڑے نہ ہوں تو (پھر پوستین یا گدا) نہ اتارا جائے گا۔	
اختیار شرح مختار	(۱) عورت کو (حد یا تعزیر کی) سزا بٹھا کر دی جائے گی اور اگر رجم کی صورت میں اس کے لئے گڑھا کھود دیا گیا جائز ہے۔ اور اگر نہ کھودا گیا تو اس میں بھی کوئی ضرر نہیں۔	۳۵
غایہ بیان	(ب) لیکن (عورت کے لئے رجم کی صورت میں) گڑھا کھودنا اچھا ہے اور یہ گڑھا سینہ تک گہرا کھودا جائے (ج) اور مرد کے لئے گڑھا نہ کھودا جائے اور ظاہر روایت کے بموجب یہی حکم ہے	
اختیار شرح المختار	مرد کو تمام حدود میں کھڑا کر کے سزا دی جائے۔	۳۶
محیط سرخسی	اور کسی حد میں مدّ [۳] نہ کیا جائے۔ نہ اسے پکڑ کر تھاما جائے اور نہ رسی سے باندھا جائے بلکہ اسے کھڑا چھوڑا جائے لیکن اگر وہ (ایسا کرنے میں) لوگوں کو عاجز کر دے تو اسے مضبوطی سے باندھ دیا جائے۔	۳۷
ہدایہ	(۱) مدّ (کرنے کے مفہوم) کے متعلق بعض کا قول یہ ہے کہ اسے زمین پر ڈالا جائے اور کھینچا جائے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں کیا جاتا ہے (ب) بعض کا قول یہ ہے کہ مارنے والا کوڑے کو کھینچے اور اسے اپنے سر سے اوپر کی بلندی تک لے جائے (ج) بعض کا قول یہ ہے کہ مارنے والا کوڑا مارنے کے بعد کھینچے (د) اور یہ سب مذکورہ امور نہ کئے جائیں اس لئے کہ ایسا کرنا قدر مستحق میں زیادتی کرنا ہے [۴]	۳۸

دفعات نمبر	الباب الثالث فى كيفية الحد واقامته — كيفية الحد واقامته	حواله
٤٦٢-٣٩	ويضرب متفرقا على جميع اعضائه ماخلا الفرج والوجه والرأس [1]	كذا فى العتابية
٤٠	ولا يجمع بين جلد ورجم فى المحصن وبين جلد ونفى فى البكر وان رأى الامام فى ذلك مصلحة غرّب بقدر مايرى ذلك وذلك تعزير وسياسة لاحد ولا يختص بالزنا بل يجوز فى كل جناية والرأى فيه الى الامام	كذا فى الكافى
	وفسر التغريب فى النهاية بالحبس وهو احسن واسكن للفتنة من نفيه الى اقليم آخر	كذا فى البحر الرائق وهكذا فى التبيين
٤١	والمريض اذا وجب عليه الحد ان كان الحد رجما يقام عليه للحال وان كان جلدا لايقام عليه حتى يتماثل اى يبرأ ويصح الا اذا كان مريضا وقع اليأس من برئه فحينئذ يقام عليه	كذا فى الظهيرية
	[2] ولو كان المرض لايرجى زواله كالشلل او كان خداجا ضعيف الخلقة فعندنا يضرب بعثكال فيه مائة شمراخ فيضرب دفعة ولابد من وصول كل شمراخ الى بدنه ولذا قيل لابد حينئذ ان تكون مبسوطة	كذا فى فتح القدير

ے ۱ چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ ایک ہی عضو پر حد کی سزا دینا بعض اوقات اسکے تلف کا باعث بن جاتا ہے اور یہ حد اسے تلف کرنے کے لئے نہیں اسے زجر کرنے کے لئے ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۳۶ اور البحر الرائق میں ہے کہ چہرے، فرج اور سر کا استثنا بنا بر روایت ہے۔ نیز اسلئے کہ چہرہ مجمع محاسن ہے۔ سر مجمع حواس ہے اور فرج پر ضرب بعض اوقات موجب تلف ہو جاتی ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۹ نیز حکم نمبر ۲۷/۴۲۵، ۳/۴۲۲، ۲۰/۴۲۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) ے ۲ جیساکہ ہدایہ شریف میں مع بین السطور بحوالہ عنایہ لکھا ہے کہ اسلئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعزؓ و غامدیہ عورتؓ کو رجم کی حد لگائی تو کوڑے نہیں لگوائے۔ ماخوذ از ہدایہ مع بین السطور ج ۲ ص ۲۲۹ اور ترمذی شریف میں حضرت عبادۃؓ بن صامت کی روایت (جو کہ حکم نمبر ۲/۴۶۱ کے حاشیہ ص ۱۳ کے (۱) میں مذکور ہے اس) کے متعلق لکھا ہے کہ بعض اہل علم کے ہاں شادی شدہ زانی وزانیہ پر زنا کی حد میں صرف رجم لازم ہے لیکن ساتھ کوڑوں کی سزا نہیں ہے اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعزؓ کیلئے زنا کی حد میں رجم کا حکم فرمایا تھا اور کوڑوں کا حکم نہیں فرمایا تھا اور یہی حکم حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، دیگر کئی صحابہؓ اور حضرت سفیان ثوریؒ، حضرت ابن المبارکؒ حضرت امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے ہاں ہے۔ ماخوذ از ترمذی شریف مطبوعہ نولکشور ج ۱ ص ۱۸۳ نیز حکم نمبر ۴۰/۴۲۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	تیسرا باب - حد اور اسے قائم کرنیکی کیفیت کے احکام — حد اور اسے قائم کرنیکی کیفیت کا بیان	حوالہ
۳۹-۴۶۲	(حدود تعزیر کی سزا کے کوڑوں میں) مضروب کے فرج (یعنی ذکر اور فرج) اور چہرے اور سر کو چھوڑ کر باقی تمام بدن پر متفرق ضربیں لگائی جائیں [۱]	عنایہ
۴۰	(ا) محصن کو (زنا کی حد لگانے میں) کوڑوں کی حد اور رجم کی حد کو جمع نہ کیا جائے گا [۲] (ب) اور غیر شادی شدہ (یعنی غیر محصن) کو کوڑے مارنے اور نفی یعنی گھر سے دور کرنے کو جمع نہ کیا جائے گا اور اگر حاکم وقت اسمیں مصلحت سمجھے تو بقدر تقاضائے مصلحت اسے تغریب (یعنی وطن سے جدا یا قید کرنے) کی سزا دے اور ایسا کرنا تعزیراً اور سیاسۃً ہوگا از روئے حد نہ ہوگا اور ایسا کرنا محض زنا کی سزا سے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر جرم میں ایسا کرنا جائز ہے اور اس کا مدار حاکم وقت کی رائے پر ہے [۳]	کافی
	(ج) تغریب کی تفسیر النہایہ میں (جلا وطن کرنے کی بجائے) قید کرنا بیان کیا گیا ہے اور یہ تفسیر زیادہ اچھی ہے [۴] اور مجرم کو دوسرے ملک میں جلا وطن کر دینے کی بجائے اسے قید کر دینا، فتنہ کو نسبتاً زیادہ دبا دینے والا ہے	بحرالرائق تبیین
۴۱	(ا) مریض پر اگر حد واجب ہوئی تو اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ، اگر رجم کرنے کی حد واجب ہوئی تو فی الحال قائم کر دی جائے گی (ب) اور اگر کوڑے مارنے کی حد واجب ہوئی تو اس پر وہ حد قائم نہ کی جائے گی حتیٰ کہ وہ بیماری سے صحت پائے یعنی شفا پا کر بالکل تندرست (کی طرح) ہو جائے لیکن اگر وہ مریض ایسا ہو کہ اس کی صحت سے (بظاہر) مایوسی ہو گئی ہو تو ایسی صورت حال میں اس پر وہ حد قائم کر دی جائے گی [۵]	ظہیریہ
	(ج) اگر اسکی بیماری ایسی ہو کہ اسکے زائل ہونے کی امید نہ ہو مثلاً شلل [۶] (یعنی سوکھا کی بیماری سے بیکار ہو جانا) یا وہ شخص خداج [۷] ضعیف الخلقت (یعنی پیدائشی طور پر ناقص) ہو تو ہمارے ہاں اسے ایسے عثکال (یعنی کسی جھالردار ٹہنی یا گچھا) سے مارا جائیگا جسمیں سو چھوٹی شاخیں ہوں پس وہ مٹھا اسے ایک بار مارا جائے گا اور (اسمیں) یہ ضروری ہے کہ اس کی ہر شاخ اس کے بدن پر پہنچے اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ اس صورت میں ان چھوٹی شاخوں کا پھیلا ہوا ہونا ضروری ہے [۸]	فتح قدیر

[۳] جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ تغریب (یعنی قید یا جلا وطنی) کی سزا (لازمی نہیں)، امام (یعنی حاکم مجاز) کی رائے پر بقدر مصلحت ہے اور یہ سزا تعزیراً وسیاسۃً ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صفحہ ۲۲۹، صفحہ ۲۳۳۔ نیز حکم نمبر ۲/۴۶۱ د کا دوسرا حاشیہ، ۱/۴۴۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۴] حکم نمبر ۶/۴۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] حکم نمبر ۱/۴۵۶ مع تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] شلل یعنی سوکھ جانا، بیکار ہو جانا۔ ماخوذ از المنجد اردو صفحہ ۲۵۲ (مترجم) [۷] الخداج یعنی النقصان۔ رجل مخدج الید ای ناقصہا۔ قاموس۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی قاموس میں ہے کہ خداج نقصان کو کہتے ہیں اور مخدج ہاتھ والا آدمی یعنی ناقص ہاتھ والا۔ اور المنجد میں ہے کہ خداج یعنی چیز کا ناقص ہونا۔ ناتمام ہونا۔ مفہوم ماخوذ از المنجد اردو صفحہ ۳۰۶ (مترجم) [۸] جیسا کہ البحر الرائق میں ہے اور لکھا ہے کہ یہ حکم احمدؒ اور ابن ماجۃ کی اس روایت کی بنا پر ہے جس میں ایک ایسے ہی ضعیف شخص کو زنا کی حد کے کوڑے لگانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ کو یوں ہی حکم دیا تھا۔ نیز لکھا ہے کہ عثکال اور عثکول کھجور کے گچھے کو کہتے ہیں اور شمراخ اسکی چھوٹی شاخ کو کہتے ہیں۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ صفحہ ۱۱۔ اور المنجد اردو میں ہے کہ عثکال ہودج کی جھالر اور کھجور کے گچھے کو کہتے ہیں۔ ماخوذ از المنجد اردو صفحہ ۲۲۵ (مترجم)

دفعات نمبر	الباب الثالث فی کیفیة الحد واقامته — کیفیة الحد واقامته	حوالہ
۴۶۲-۴۲	والنفساء فی اقامة الحد علیها بمنزلة المریضة	کذا فی الظهیریة
۴۳	والحائض بمنزلة الصحیحة حتی لا ینتظر خروجها من الحیض	کذا فی الظهیریة
۴۴	الحامل اذا زنت لا تحد حالة الحمل سواء کان حدها جلدا او رجما لکن تحبس الحامل ان کان ثبت زناها بالبینة الی ان تلد ثم اذا ولدت ینظر ان کانت محصنة ترجم حین تضع ولدها وهذا ظاهر الروایة وان کانت غیر محصنة ترکت حتی تخرج من نفاسها ثم یقام علیه الحد	کذا فی غایة البیان
۴۵	وان ثبت الحد بالاقرار لا تحبس لکن یقال لها اذا وضعت فارجعی فاذا وضعت ورجعت فانها یقام الرجم علیها اذا کان للولد من یقوم بارضاعه وان لم یکن ینتظر الی ان ینفطم ولدها	کذا فی الظهیریة
۴۶	ولو اطالت فی التأخیر وتقول لم اضع بعد او شهدوا علی امرأة بالزنا فقالت انا حبلی تری النساء ولا یقبل قولها فان قلن هی حامل اجلها حولین فان لم تلد رجمها	کذا فی فتح القدیر
۴۷	اذا شهدوا علیه بالزنا فادّعت انها عذراء او رتقاء فنظرت الیها النساء فقلن هی کذلک یدرأ عنها الحد ولا حد علی الشهود ایضا	کذا فی غایة البیان
۴۸	وکذلک المجبوب	کذا فی غایة البیان

۱ اور مریض پر حد واجب ہو تو اس کے متعلق حکم نمبر ۴۱/۴۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ اگر حاملہ پر رجم کی حد اسکے اقرار کی وجہ سے واجب ہوئی تو اس کے متعلق حکم نمبر ۴۵/۴۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ جیسا کہ البحر الرائق میں ہے اور لکھا ہے تاکہ وہ عورت بھاگ نہ جائے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۱۱ (مترجم) ۴ جیسا کہ البحر الرائق میں ہے اور لکھا ہے کہ اس پر حد جاری کرنے میں تاخیر بچہ کی رعایت کی وجہ سے تھی اور پیدائش کے بعد وہ اس سے الگ ہوگیا۔ اور امام ابوحنیفہؒ سے ایک روایت میں بچہ کی ضرورت ختم ہونے تک تاخیر کا حکم بھی ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۱۱ کذا فی الدر المختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۲۰۵ (مترجم) ۵ حکم نمبر ۴۲/۴۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶ اور اگر حاملہ پر حد زنا ثابت ہوئی تو اسکے متعلق حکم نمبر ۴۴/۴۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۷ اگر حاملہ پر کوڑوں کی حد اسکے اقرار کی وجہ واجب ہوتی ہو تو اس کے بچہ جننے

تیسرا باب - حدود اسے قائم کرنیکی کیفیت کے احکام

دفعات شق نمبر	حد اور اسے قائم کرنیکی کیفیت کا بیان	حوالہ
۴۶۲-۴۲	وہ جو عورت جو نفاس کی حالت میں ہو اور اسپر حد قائم کرنی ہو تو وہ مریضہ کے حکم میں ہے [1]	ظہیریہ
۴۳	وہ عورت جو حیض کی حالت میں ہو (اور اسپر حد قائم کرنی ہو تو) وہ صحتمند عورت کے حکم میں ہے۔ اس کیلئے (قیام حد میں) حیض سے پاک ہونے کا انتظار نہ کیا جائے گا۔	ظہیریہ
۴۴	(ا) وہ عورت جو حاملہ ہو اور اس نے زنا کیا ہو تو اسپر حمل کی حالت میں حد نہیں قائم کی جائے گی۔ خواہ اسپر کوڑوں کی حد واجب ہوئی ہو یا رجم کی (ب) البتہ اگر حاملہ کا زنا گواہوں کی گواہی [2] سے ثابت ہوا ہو تو اسے بچہ جننے تک قید میں [3] رکھا جائیگا۔ پھر جب وہ بچہ جن چکے تو دیکھا جائے گا اور اگر وہ محصنہ ہو تو بچہ جننے کے بعد اس پر رجم کی حد جاری کر دی جائے گی [4]۔ یہ حکم ظاہر روایت کے بموجب ہے اور اگر وہ غیر محصنہ ہو تو اسے نفاس سے پاک ہونے تک [5] چھوڑا جائے گا (یعنی اس حد کا نفاذ، نفاس سے فارغ ہونے تک ملتوی رہیگا) اور پھر اسپر کوڑوں کی وہ حد قائم کی جائیگی	غایہ بیان
۴۵	اور (مذکورہ صورت میں) اگر اس حاملہ پر زنا کی حد (رجم) اس کے اقرار سے [6] ثابت ہوئی ہو تو اسے قید نہ رکھا جائے گا۔ لیکن اسے کہا جائے گا کہ جب وہ بچہ جن چکے تو لوٹے پس جب وہ بچہ جننے کے بعد واپس حاضر ہوئی تو اسپر رجم کی حد جاری کی جائے گی بشرطیکہ کوئی ایسا شخص موجود ہو جو اس بچہ کے لئے دودھ پلانے کا انتظام کرے اور اگر کوئی ایسا شخص نہ ہو تو (اسپر حد جاری کرنے کے لئے) انتظار کیا جائے گا حتیٰ کہ اس بچہ کا دودھ چھٹے [7]	ظہیریہ
۴۶	اگر اس عورت نے (یعنی جسپر اس کے اقرار کیوجہ زنا کی حد واجب ہوئی وہ حاملہ تھی اور اسپر حد قائم ہونے میں اس لئے تاخیر تھی کہ اس کے بچہ جننے کا انتظار تھا مگر اسنے اس) تاخیر میں طول دیا اور یہ کہتی رہی کہ میں نے (ابھی) بچہ نہیں جنا۔ یا کسی عورت پر گواہوں نے زنا کی گواہی دی اور اس عورت نے کہا کہ میں حاملہ ہوں تو (ان دونوں صورتوں میں) اس کا قول قبول نہ کیا جائے گا بلکہ اسے عورتیں دیکھیں گی پس اگر انہوں نے کہا کہ وہ حاملہ ہے تو اسے دو سال کی مہلت دی جائے گی پھر اگر اس نے (دو سال میں بھی) بچہ نہ جنا تو اس پر رجم کی حد جاری کی جائے گی۔	فتح القدیر
۴۷	جب گواہوں نے کسی عورت پر زنا کی شہادت دی اور اس عورت نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ باکرہ ہے (یعنی اس کا پردہ بکارت موجود ہے) یا اس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ رتقاء (یعنی ناقابل جماع) ہے۔ پس عورتوں نے اسے دیکھا اور کہا کہ وہ ایسی ہی ہے (جیسا کہ اس نے دعویٰ کیا) تو اس سے وہ حد رفع ہو جائے گی [8] اور ان گواہوں پر بھی (قذف کی) حد لازم نہ ہوگی [9]	غایہ بیان
۴۸	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ (وہ شخص جس پر زنا کی شہادت دی گئی) وہ ایسا تھا کہ اس کا ذکر کٹا ہوا تھا (تو اس سے وہ حد رفع ہو جائے گی [10]	غایہ بیان

اور نفاس کے بعد حد قائم کرنے کے متعلق حکم ۴۲، ۴۴/۴۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] رتقاء کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۸/۴۶۱ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [9] حکم نمبر ۳/۴۶۱، ۱۰۷، ۱۳۱/۴۶۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [10] حکم نمبر ۳/۳۴، ۸/۴۶۱، ۴/۴۶۳، ۲۸، ۲۹/۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث فی کیفیة الحد واقامته — کیفیة الحد واقامته	حوالہ
۴۶۲-۴۹	ویقبل علی العذراء والرتقاء والاشیاء التی یعمل فیها بقول النساء قول امرأة واحدة قال فی الفتاوی الولوالجیة والمثنی احوط	کذا فی غایة البیان
۵۰	ولا یقیم المولی الحد علی عبده الا باذن الامام	کذا فی الهدایة
۵۱	ولا یقام الحد فی الحر الشدید والبرد الشدید	کذا فی التتارخانیة
۵۲	وکذا لا یقام القطع عند شدة الحر والبرد	کذا فی السراج الوهاج
۵۳	رجل اتی بفاحشة ثم تاب واناب الی الله تعالی فانه لا یعلم القاضی بفاحشة	کذا فی الظهیریة

۱؎ حکم نمبر $\frac{۸}{۴۶۱}$ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ اور ہدایہ میں مزید لکھا ہے کہ اسلئے کہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ چار چیزوں کا تعلق وقت کے حاکم مجاز سے ہے اور ان چار چیزوں میں حدود کا بھی ذکر ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صفحہ ۲۲۸۔ اور رد المحتار میں ہے کہ اگر آقا نے حاکم مجاز کی اجازت کے بغیر اپنے غلام پر حد جاری کی تو ظاہر حکم یہی ہے کہ وہ کفایت نہ کریگی۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۰۲۔ حکم نمبر $\frac{۱}{۴۵۵}$، $\frac{۶،۴۳}{۴۶۲}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۳؎ حکم نمبر $\frac{۱}{۴۷۱}$ کا پانچواں حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۴؎ حکم نمبر $\frac{۱}{۴۷۱}$ کا پانچواں حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات متن نمبر	تیسرا باب ۔ حد اور اسے قائم کرنیکی کیفیت کے احکام　　حد اور اسے قائم کرنے کی کیفیت کا بیان	حوالہ
۴۶۲-۴۹	(د) باکرہ عورت (کے باکرہ ہونے) اور رتقاء عورت (کے رتقاء ہونے) اور وہ امور جنہیں عورتوں ہی کے قول پر عمل ہوتا ہے ان سب میں ایک عورت کا قول قبول کرلیا جائے گا (ب) اور فتاوی الولوالجیہ میں ہے کہ دو عورتوں کے قول کی صورت میں زیادہ احتیاط ہے ۔	غایۃ البیان
۵۰	غلام پر اس کا آقا حد قائم نہیں کرسکتا ۔ لیکن حاکم مجاز کی اجازت سے کرسکتا ہے [۲]	ہدایہ
۵۱	سخت گرمی اور سخت سردی میں حد قائم نہیں کی جائے گی [۳]	تتارخانیہ
۵۲	اسی طرح سخت گرمی ، یا سخت سردی میں قطع عضو کی حد قائم نہیں کی جاتی گی [۴]	سراج وہاج
۵۲	کسی شخص سے بے حیائی کا فعل سرزد ہوا پھر اس نے توبہ کی اور رجوع الی اللہ تعالی کیا تو وہ اس بُرے فعل کو قاضی (یعنی حاکم مجاز) کے علم میں نہ لائے ۔	ظہیریہ

دفعات و شق نمبر		حوالہ
		
	بسم اللہ الرحمن الرحیم	
	# الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لایوجبہ	
	دفعات ۴۶۳ تا ۴۶۳ - عنوان ۱ - تعداد شق ۸۷	
۴۶۳ -	## الوط موجب الحد وغیر موجب الحد تعداد شق ۸۷	
۱	الوط المؤجب للحد ھو الزنا[1]	کذا فی الکافی
۲	فان تمحض حراما یجب الحد وان تمکنت فیہ الشبھۃ لایجب الحد[2]	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳	والشبھۃ مایشبہ الثابت ولیس بثابت	کذا فی الکافی
۴	وھی انواع[3] (شبھۃ فی الفعل) وتسمی شبھۃ اشتباہ وھی ان یظن غیرہ لیل الحل دلیلا وھو یتحقق فی حق من اشتبہ علیہ دون من لم یشتبہ علیہ ولابد من الظن لیتحقق الاشتباہ[4] فان ادعی انہ ظن انہا حلال لہ لم یحد وان لم یدع حد	کذا فی الکافی
۵	(و شبھۃ فی المحل) وتسمی شبھۃ حکمیۃ وذ القیام دلیل الحل فی المحل و امتنع عملہ لمانع فتعتبر شبھۃ فی حق الکل ولا یتوقف ثبوتہا علی ظن الجانی ودعواہ الحل	کذا فی الکافی

۱ زنا کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۴۵۸ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ شبہ کے متعلق حکم نمبر ۴۵۸، ۴۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ شبہ کی قسمیں حکم نمبر ۱ تا ۷ / ۴۶۳ میں اور ان کی مثالیں حکم ۴۵۸ میں اور حکم نمبر ۴۶۳ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ چنانچہ شبہ فی الفعل کے متعلق رد المحتار میں ہے کہ اسے اس فعل وطی کے حرام ہونے میں شبہ ہوگیا اور اس وطی کے محل یعنی موطؤہ کے حرام ہونے میں شبہ نہ ہو بلکہ محل کا حرام ہونا قطعی ہو۔ اور اسکی مثال کے متعلق لکھا ہے کہ جیسا کہ کوئی شخص یہ ظن کرلے کہ اسکی بیوی کی باندی اسکے لئے حلال ہے بایں وجہ کہ اس سے خدمت لینا حلال ہے اور وہ یہ گمان غالب کرلے کہ یہ بھی ایک خدمت لینا ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۰۹ اور جیسا کہ حکم نمبر ۱۱ / ۴۶۳ میں ہے اور شبہ فی الفعل کی مزید مثالوں کے متعلق حکم نمبر ۹ تا ۲۱ / ۴۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ چنانچہ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ اسمیں اعتبار فی نفسہ ظن کا نہیں دعوی ظن کا ہے۔ اسلئے کہ ظن ایک باطنی امر ہے۔ قاضی کو اسکا علم صاحب ظن کے دعوی سے ہی ممکن ہے۔ پس اگر اسے (مذکورہ) ظن تھا

دعوی ظن نہ کیا تو اسے حد لگائی جائے گی اور اگر اسے ظن نہ تھا اور اس نے (مذکورہ) ظن کا دعوی کیا تو اسے حد نہ لگائی جائیگی۔ اور اگر فاعل و مفعول دونوں میں سے کسی ایک نے دعوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

چوتھا باب۔ موجب حد اور غیر موجب حد وطی کے احکام

دفعات ۴۶۳ تا ۴۶۳ - عنوان ۱ - تعداد شق ۸۲

۴۶۳- موجب حد و غیر موجب حد وطی

اور اسمیں ۸۲ شقیں ہیں

۱ جس وطی سے حد واجب ہوتی ہے وہ زنا ہے [۱] — کافی

۲ پس اگر کسی نے محض حرام (زنا) کا ارتکاب کیا تو حد واجب ہوگی اور اگر اس زنا کے حرام ہونے میں کسی شبہ [۲] نے جگہ پائی تو حد واجب نہ ہوگی۔ — قاضیخان

۳ شبہ اسے کہتے ہیں جو ایک ثابت شدہ امر کے مشابہ ہو اور (فی نفسہ) ثابت نہ ہو [۳] — کافی

۴ شبہ کی کئی قسمیں ہیں۔ اس کی ایک قسم شبہ فی الفعل [۴] ہے اور اسے شبہ اشتباہ بھی کہتے ہیں اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ حلال ہونے کی دلیل کے غیر کو حلال ہونے کی دلیل ہونے کا گمانِ غالب کرے۔ اور یہ شبہ اس شخص کے حق میں متحقق ہوگا جسے اس کا اشتباہ ہوا اور یہ شبہ ایسے شخص کے حق میں متحقق نہ ہوگا جسے اس کا اشتباہ نہ ہوا نیز شبہ اشتباہ کے تحقق کے لئے گمانِ غالب کا پایا جانا ضروری ہے۔ پس اگر اس شخص نے یہ دعوی کیا کہ اس کا گمانِ غالب یہ تھا کہ وہ اس کے لئے حلال ہے تو اسپر حد لازم نہ ہوگی۔ اور اگر اس نے یہ دعوی نہ کیا تو اسے حد لگائی جائے گی [۵] — کافی

۵ شبہ کی ایک قسم شبہ فی المحل [۶] ہے اور اسے شبہ حکمیہ بھی کہتے ہیں۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ حلال ہونے کی کوئی دلیل محل میں قائم ہو مگر اسکا عمل کسی مانع کی وجہ سے ممنوع ہوگیا ہو۔ یہ شبہ سبکے حق میں معتبر قرار پائیگا اور اس کا ثبوت اس پر موقوف نہ ہوگا کہ مجرم کو حلال ہونے کا ظن ہو اور وہ اس کے حلال ہونے کے ظن کا دعوی کرے۔ — کافی

ظن کیا دوسرے نے نہ کیا تو دونوں کو حد نہ لگائی جائے گی اس لئے کہ جب ایک جانب کے فعل میں شبہ متمکن ہوگیا تو وہ دوسری جانب بھی بضرورۃ متعدی ہو جائیگا۔ ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۳ ص ۲۱۰۔ حکم $\frac{۱۳ ، ۱۰ ، ۶۱}{۴۶۳}$ میں قاعدہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۶] چنانچہ شبہ فی المحل کے متعلق ردالمحتار ج ۳ ص ۲۰۷ میں ہے کہ المحل یعنی موطوءہ جس سے وطی کی گئی اور شبہۃ المحل ای شبہۃ فی حل المحل یعنی اسے موطوءہ کے حلال ہونے کا شبہ ہوا۔ اور ص ۲۰۹، ۲۱۰ میں ہے کہ اس میں محل کے حلال ہونے کی دلیل سے شبہ قرار پاتا ہے۔ پس اس میں حلال سمجھنے کے ظن غالب کا ہونا ضروری نہیں۔ اسلئے شبہۃ المحل کی صورت میں خواہ حلال سمجھنے کا ظن غالب کرے یا نہ کرے اسپر حد زنا نہ ہوگی الخ۔ چنانچہ شبہۃ فی المحل کی مثال کے متعلق البحرالرائق میں ہے کہ مثلاً بیٹے یا پوتے کی باندی سے وطی کرنے میں شبہۃ فی المحل موجود ہے۔ اسلئے کہ روایت اَنْتَ وَمَالُکَ لِاَبِیْکَ (یعنی تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے) کی وجہ سے شبہ فی المحل موجود ہے پس خواہ اسکے گمان غالب میں وہ حرام ہو۔ حد لازم نہ ہوگی۔ مفہوم ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص ۱۱

اور شبہ فی المحل کی مزید مثالوں کے متعلق حکم نمبر $\frac{۲۲ تا ۳۱ ، ۶۲}{۴۶۳}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لا یوجبه — الوطی موجب الحد وغیر موجب الحد	حوالہ
۴۶۳-۶	فالحد یسقط بالنوعین والنسب یثبت فی الثانی ان ادعی الولد ولا یثبت فی الاول وان ادعاه ویجب مهر المثل فی النوع الاول	کذا فی الکافی
۷	(وشبهة فی العقد) فان العقد اذا وجد حلالا کان او حراما متفقا علی تحریمه او مختلفا فیه علم الواطی انه محرم او لم یعلم لا یحد عند ابی حنیفة" وعندهما اذا نکح نکاحا مجمعا علی تحریمه فلیس ذلك بشبهة ویحد ان علم بالتحریم والالا	کذا فی الکافی
۸	قال الامام الاسبیجابی" الاصل انه متی ادعی شبهة واقام البینة علیها سقط الحد فبمجرد الدعوی یسقط ایضا الاالاکراه لا یسقط الحد حتی یقیم البینة علی الاکراه	کذا فی البحر الرائق
۹	والشبهة فی الفعل فی وطء المطلقة ثلاثا فی العدة ولو طلقها ثلاثا ثم راجعها ثم وطئها بعد مضی المدة یحد اجماعا وام الولد اذا اعتقها سیدها والمختلعة والمطلقة علی مال فی العدة بمنزلة المطلقة ثلاثا فی العدة لثبوت الحرمة اجماعا ووطء امة ابیه وامه	کذا فی الکافی
۱۰	وکذا وطء جاریة جده وجدته وان علیا	هکذا فی فتح القدیر

۱؎ چنانچہ درمختار ردالمحتار میں ہے کہ شبہ فی المحل کی صورت میں وطی کرنے والا اگر اس (بچہ) کی نسب کا دعوی کرے تو شبہ فی المحل کی صورت میں نسب ثابت ہوگی اور شبہ فی الفعل کی صورت میں نسب ثابت نہ ہوگی اسلئے کہ وہ محض زنا ہے۔ صرف اس کے ظن کی وجہ سے فضلا من اللہ اس سے حد ساقط ہے۔ ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۳ ص ۲۱۱۔ نیز حکم نمبر ۲۲/۴۶۳، ۲۴/۴۶۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ چنانچہ شبہ فی العقد کے متعلق درمختار ردالمحتار میں ہے کہ جسمیں صورۃ عقد نکاح پایا جائے نہ کہ حقیقۃ کیونکہ حقیقی عقد نکاح شبہ کی تعریف سے خارج ہے ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۳ ص ۲۱۱ اور شبہ کی تعریف کے متعلق حکم نمبر ۳/۴۶۳ اور حقیقی نکاح کی صورت میں کسی عارض کی وجہ سے حرام وطی کے متعلق حکم نمبر ۳۵/۴۶۳ اور شبہ فی العقد کی مثالوں کے متعلق حکم نمبر ۳۲ تا ۳۴/۴۶۳ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۷۹، ۸۱/۴۶۳ کے حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ جیسا کہ درمختار میں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے جبر کرنے کا الزام دینا دوسرے کے فعل کا دعوی ہے۔ اسلئے اسکا ثابت کرنا لازم ہوگا۔ ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۳ ص ۲۰۰۔ نیز حکم نمبر ۱۱/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ شبہ فی الفعل کی تعریف اور اسکے حکم کے متعلق ۴/۴۶۳ ملاحظہ ہو اور مذکور صورت کے متعلق ہدایہ میں ہے کہ جس آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور دوران عدت اس سے وطی کی اور کہا کہ میرا ظن غالب یہ تھا کہ

دفعات شق نمبر	چوتھا باب۔ موجب حد اور غیر موجب حد وطی کے احکام موجب حد و غیر موجب حد وطی کا بیان	حوالہ
۶-۴۶۳	پس شبہ کی ان دونوں قسموں (مذکورہ $\frac{۵،۴}{۴۶۳}$) میں (زنا کی) حد ساقط ہو جاتی ہے اور بچہ کی نسب دوسری قسم (یعنی شبہ فی المحل) میں ثابت ہوتی ہے بشرطیکہ وہ بچہ کے لئے دعویٰ کرے اور پہلی قسم (یعنی شبہ فی الفعل) میں بچہ کی نسب ثابت نہیں ہوتی اگرچہ اس کا دعویٰ کرے [1] البتہ پہلی قسم (یعنی شبہ فی الفعل) کی صورت میں مہر مثل واجب ہوگا۔	کافی
۷	شبہ کی ایک اور قسم شبہ فی العقد [2] ہے (ا) پس جب عقد نکاح پایا گیا خواہ حلال ہو یا حرام ہو۔ اس کے حرام ہونے پر فقہاءؒ کا اتفاق ہو یا اختلاف ہو۔ اس کے حرام ہونے کو وطی کنندہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو (عقد نکاح کی وجہ سے) امام ابوحنیفہؒ کے ہاں اس پر زنا کی حد نہ لگائی جائے گی (ب) اور امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اگر کسی نے ایسا نکاح کیا جس کے حرام ہونے پر (فقہاءؒ کا) اتفاق ہے تو اس صورت میں شبہ متحقق نہیں ہے۔ پس اگر وہ اس کے حرام ہونے کا علم رکھتا تھا تو اس پر (اس زنا کی وجہ سے) حد لگائی جائے گی ورنہ نہیں۔	کافی
۸	امام اسبیجابیؒ نے کہا ہے کہ (مذکورہ احکام میں) اصول یہ ہے کہ جب کسی نے شبہ کا دعویٰ کیا اور اس پر گواہی قائم کی تو اس سے (زنا کی) حد ساقط ہو جائے گی۔ نیز اگر اس نے صرف شبہ کا دعویٰ کیا (گواہی قائم نہ کی) تب بھی اس سے (زنا کی) حد ساقط ہو جائے گی [3] لیکن جبر ہونے کے محض دعویٰ کی صورت میں اس سے حد ساقط نہ ہوگی جب تک کہ جبر پر گواہی قائم نہ کرے [4]	بحرالرائق
۹	(ا) (شبہ فی الفعل کی مثال جیسے) تین طلاق دی ہوئی (بیوی) سے دوران عدت وطی کرنا شبہہ فی الفعل [5] ہے (پس اس صورت میں حلال سمجھنے کے دعویٰ ظن کے بعد اس پر حد لازم نہ ہوگی) اور اگر کسی آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں پھر اس کے ساتھ رجوع کر لیا پھر (عدت کی) مدت گذرنے کے بعد اس سے وطی کی تو اسے حد لگائی جائے گی اس پر اجماع ہے [6]۔ (ب) اور ام ولد [7] کو جب اسکے آقا نے آزاد کر دیا اور خلع والی [8] عورت اور طلاق علی المال والی عورت سے دوران عدت ان (سے وطی کرنے) کا حکم ایسا ہی ہے جیسا کہ تین طلاق دی ہوئی (سے دوران عدت وطی کرنے) کا حکم ہے اس لئے کہ ان (سب سے وطی کرنے) کی حرمت کا ثبوت اجماعاً ہے [9] (ج) اور باپ یا ماں کی باندی سے وطی کرنا (بھی شبہ فی الفعل ہے۔ حلال سمجھنے کے دعویٰ ظن کے بعد اس پر حد لازم نہ ہوگی) [10]	کافی
۱۰	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح دادا یا دادی کی باندی اور خواہ ان سے اوپر (اپنے اصل مثلاً پردادا پردادی وغیرہ) کی باندی سے وطی کرنے کا حکم یہی ہے (ان صورتوں میں حلال سمجھنے کے دعویٰ ظن کے بعد حد لازم نہ ہوگی) [11]	فتح قدیر

وہ مجھ پر حرام ہے" تو اسے (زنا کی) حد لگائی جائے گی اور لکھا ہے کہ اگر اس نے یہ کہا کہ میرا ظن غالب یہ تھا کہ وہ میرے لئے حلال ہے، تو اسے حد نہ لگائی جائے گی۔ اس لئے کہ نسب، حبس اور نفقہ وغیرہ کی وجہ سے اثر ملک قائم ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص $\frac{}{۲۳۵}$۔ وکذا فی البحر الرائق نیز لکھا ہے کہ تین طلاقوں کا مطلق ذکر کرنا تین اکٹھی یا متفرق سبھی کو شامل ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص $\frac{}{۱۳}$ وھکذا فی الدر المختار و رد المختار ج ۳ ص $\frac{}{۲۱۰}$ (مترجم) [6] فالبا اسلئے کہ اس صورت میں شبہ متحقق نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب (مترجم) [7] ام ولد کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{۲}{۲۲۲}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] اسکے متعلق رد المحتار میں ہے کہ خلع والی یعنی خلع علی المال والی اور اگر مال کے بغیر خلع ہوا تو پھر شبھۃ فی المحل قرار پائیگا۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص $\frac{}{۲۱۱}$ (مترجم) [9] چنانچہ اسکے متعلق ہدایہ میں ہے کہ ام ولد کو جب اسکا آقا آزاد کر دے اور خلع والی اور طلاق علی المال والی بمنزلہ تین طلاق والی کے ہیں۔ اسلئے کہ ان سے وطی کے حرام ہونے پر اجماع ہے۔ اور دوران عدت بعض آثار بھی قائم ہیں۔ اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ مذکورہ بعض آثار ملک قائم ہیں مثلاً وجوب نفقہ، باہر نکلنے سے منع کا اختیار وغیرہ۔ ماخوذ از ہدایہ وحاشیہ ہدایہ ج ۲ ص $\frac{}{۲۳۶}$۔ اور تین طلاق والی کے متعلق حکم نمبر $\frac{۹،۱}{۴۶۳}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [10] حکم نمبر $\frac{۴}{۴۶۴}$ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [11]

[illegible]

تعداد شق نمبر	الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ — الوطی موجب الحد وغیر موجب الحد	حوالہ
۴۶۲ - ۱۱	وفی وطء امة زوجته وسیده وفی وطء المرهونة فی حق المرتهن فی روایة کتاب الحدود وهو المختار	کذا فی الکافی / کذا فی التبیین
۱۲	والمستعیر للرهن فی هذا بمنزلة المرتهن	کذا فی فتح القدیر
۱۳	وان ادعی احدهما الظن ولم یدع الآخر ذلك لم یحدا حتی یقرا انهما علما بالحرمة	کذا فی الکافی
۱۴	ولو کان احدهما غائبا فقال الحاضر علمت انها علی حرام حد الحاضر	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۵	وان وطی امة اخیه او عمه وقال ظننت انها تحل لی حد وکذا سائر المحارم سوی الولاد	کذا فی الکافی
۱۶	وکذا اذا وطی جاریة ذات محرم من امرأته	کذا فی السراج الوهاج
۱۷	ولو وطی الجاریة المستعارة یلزمه الحد وان قال ظننت انها تحل لی	کذا فی محیط السرخسی
۱۸	وکذا لو وطی الجاریة المستأجرة للخدمة وجاریة الودیعة	هکذا فی السراج الوهاج
۱۹	وکذا الرجل اذا زنی بامرأة الاب او الجد یحد وان قال ظننت انها تحل لی	کذا فی فتاوی قاضیخان

[1] چنانچہ اسکے متعلق درمختار و رد المحتار میں ہے کہ مرہونہ سے وطی کرنے کو امام محمدؒ نے کتاب الحدود میں شبہ فی الفعل کے مسائل کی ذیل میں ذکر کیا ہے اور کتاب الرہن میں شبہ فی المحل کے مسائل کی ذیل میں ذکر کیا ہے۔ ماخوذ رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۱۰ نیز حکم نمبر ۴/۲۴۳ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [2] جیساکہ درمختار ج ۳ صفحہ ۲۱۰ میں ہے۔

[3] چنانچہ اس کے متعلق رد المحتار میں ہے کہ "للرهن" (یعنی رہن کے لئے) میں لام تعلیل کے لئے ہے تعدیہ کے لئے نہیں ہے۔ پس مفہوم یہ ہے کہ کسی شخص نے رہن رکھنے کے لئے کوئی باندی مانگ کر لی اور لام تعدیہ کا ہوتا تو مفہوم یوں ہوتا کہ کسی شخص نے رہن رکھی ہوئی باندی مانگ کر لی۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۱۱ (مترجم) [4] جیساکہ حکم نمبر ۴/۲۴۳ کے دوسرے حاشیہ میں ہے (مترجم) [5] جیساکہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ چونکہ ان صورتوں میں ایک دوسرے کے مال میں ملکیت اور فعل کا شبہ نہیں ہو سکتا۔ پس حلال سمجھنے کا اس کا دعوی غیر معتبر ہے۔ اور چونکہ اس صورت میں حلال سمجھنے کے دعوی کے باوجود حد لگائی جانے کا حکم ہے اور زنا کی شرط میں ہے کہ اس کے حرام ہونے کا علم رکھتا ہو جیساکہ

صفحات و متن نمبر	چوتھا باب - موجب حد اور غیر موجب حد وطی کے احکام .... موجب حد و غیر موجب حد وطی کا بیان	حوالہ
۴۶۳-۱۱	(ل) اور (مذکورہ حکم کی طرح) اپنی بیوی کی باندی یا اپنی مالکہ کی باندی سے وطی کرنا (بھی شبہ فی الفعل ہے اسمیں حلال سمجھنے کے دعوی ظن کے بعد حد لازم نہیں ہے) (ب) اور (اسی طرح) رہن رکھی ہوئی باندی سے رہن رکھنے والے کا وطی کرنا (بھی شبہ فی الفعل ہے) یہ حکم کتاب الحدود کی روایت کے بموجب ہے [1]	کافی
	(ج) یہی (مذکورہ) حکم مختار ہے [2]	تبیین
۱۲	رہن کے لئے مانگ کر لینے والے کا حکم اسمیں (یعنی وطی کرنے میں) رہن رکھنے والے کے حکم کی طرح ہے [3]	فتح قدیر
۱۳	(ل) (اگر شبہ فی الفعل سے وطی کی صورت میں) ان دونوں میں سے ایک نے (حلال سمجھنے کے) ظن غالب کا دعوی کیا اور دوسرے نے دعوی نہ کیا تو ان دونوں کو حد نہ لگائی جائے گی [4] حتی کہ وہ دونوں یہ اقرار کریں کہ وہ دونوں اس وطی کے حرام ہونے کا علم رکھتے تھے (تو پھر ان دونوں کو حد لگائی جائے گی)	کافی
۱۴	اگر (وطی بشبہ فی الفعل کی صورت میں) ان دونوں میں سے ایک حاضر ہو اور دوسرا غائب ہو اور اس حاضر شخص نے یہ کہا کہ "مجھے معلوم تھا کہ وہ مجھ پر حرام ہے" تو اس حاضر شخص کو حد لگائی جائے گی۔	قاضیخان
۱۵	(ل) اگر کسی آدمی نے اپنے بھائی یا چچا کی باندی سے وطی کی اور یہ کہا کہ "میرا ظن غالب یہ تھا کہ وہ میرے لئے حلال ہے"، تو اسے حد لگائی جائے گی [5] (ب) یہی (مذکورہ) حکم رشتہ ولادت [6] کے سوا سب محرموں کے متعلق ہے۔	کافی
۱۶	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کسی نے اپنی بیوی کے کسی محرم کی باندی سے وطی کی (تو حلال سمجھنے کے دعوی ظن کے باوجود اسے حد لگائی جائے گی) [7]۔	سراج وہاج
۱۷	اگر کسی نے عاریۃ لی ہوئی (یعنی مانگی ہوئی) باندی سے وطی کی تو اس پر حد لازم ہوگی اگرچہ وہ یہ کہے کہ "میرا ظن غالب یہ تھا کہ وہ میرے لئے حلال ہے"	محیط سرخسی
۱۸	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی نے خدمت کے لئے اجرت پر رکھی ہوئی باندی سے وطی کی یا امانت رکھی ہوئی باندی سے وطی کی (تو حلال سمجھنے کے ظن غالب کے دعوی کے باوجود اسے حد لگائی جائیگی) [8]	سراج وہاج
۱۹	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر کسی آدمی نے اپنے باپ یا دادا کی بیوی سے زنا کیا تو اسے حد لگائی جائے گی اگرچہ وہ یہ کہے کہ "میرا ظن غالب یہ تھا کہ وہ میرے لئے حلال ہے" [9]	قاضیخان

[1] حکم نمبر ۱/۴۶۳ میں ہے چنانچہ تعارض کو رفع کرتے ہوئے) لکھا ہے کہ اس کے حلال سمجھنے کے دعوی کا مفہوم یہ ہے کہ وہ جانتا ہے کہ زنا حرام ہے مگر (اسکا دعوی ہے کہ) اس کے ظن غالب میں یہ زنا حرام نہیں ہے تاکہ حد واجب ہونے کی اس شرط سے معارضہ نہ ہو جس میں کہا گیا ہے کہ زنا حرام ہونے کا علم حد واجب ہونے کے لئے شرط ہے۔ ماخوذ از درمختار و شرح المحتار ج ۳ ص ۲۱۳ (مترجم) [6] جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے۔ اور رد المحتار میں ہے کہ "سوی الولاد" یعنی "رشتہ ولادت کے سوا اور مراد یہ ہے کہ اصول و فروع کے رشتے کے سوا"، البتہ اصول کی صورت میں حد کا لازم نہ ہونا ثابت ہوگا کہ حلال سمجھنے کا (دعوی) ظن غالب ہو۔ ماخوذ از درمختار و شرح المحتار ج ۳ ص ۲۱۳۔ حکم نمبر ۱۰ (ج، ۱)/۴۶۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں اور فروع کی صورت کے متعلق حکم نمبر ۵/۴۶۳ کا پہلا حاشیہ اور ۲۲/۴۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] حکم نمبر ۱۵/۴۶۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] حکم نمبر ۳۲ ل/۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [9] اور باپ یا دادا کی باندی سے وطی کرنے کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۴۶۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لا یوجبه — الوطی موجب الحد وغیر موجب الحد	حوالہ
۲۰-۴/۶۲۳	والمرأة لو مکنت من عبدها تحد	کذا فی العتابیة
۲۱	وکذا رب الدین وطی جاریة المدیون من الترکة	کذا فی العتابیة
۲۲	والشبهة فی المحل فی وطء امة ولده وولد ولده سواء کان ولده حیا او میتا ثم ان حبلت وولدت یثبت النسب من الاب ولا یجب العقر وان لم تحبل فعلی الاب العقر ولا یثبت الملک له فیها والجد کالاب لکن لا یثبت نسبه عند قیام الاب	کذا فی الکافی هکذا فی العتابیة کذا فی الکافی
۲۳	وفی وطء المعتدة بالکنایات ووطء الامة المبیعة فی حق البائع قبل التسلیم	کذا فی الکافی
۲۴	وکذا فی وطء جاریة مکاتبه او عبده المأذون له وعلیه دین یحیط بماله ورقبته ووطء الجاریة المهورة قبل التسلیم فی حق الزوج ووطء الجاریة المشترکة بینه وبین غیره	هکذا فی التبیین
۲۵	اذا اعتق احد الشریکین الجاریة فان ضمن لشریکه ثم وطی لا یحد وان وطئها الشریک یحد وان سعت فان وطئها المعتق یحد وان وطئها الشریک الاخر لا یحد	کذا فی خزانة المفتین
۲۶	وکذلک الجواب فیما اذا کان جمیع الامة له وقد اعتق نصفها ثم وطی بعد ذلک لاحد علیه فی قولهم جمیعا	کذا فی المحیط

ؕ۱ جیسا کہ البحر الرائق میں ہے اور لکھا ہے کہ غریم (یعنی جس نے قرض دے رکھا ہے) اپنے مقروض کے عین ترکہ کا مالک نہیں بنتا بلکہ ترکہ کی قیمت سے اس کا حق ادا کیا جاتا ہے۔ اور اگر غریم مقروض کے عین ترکہ کا مالک قرار پاتا تو اسکی اجازت کے بغیر ترکہ کی باندی کی فروخت جائز نہ ہوتی۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۱۳ (مترجم) ؕ۲ شبہہ فی المحل کی تعریف اور اس کے حکم کے متعلق ۵/۴۶۳ مع حاشیہ۔ نیز حکم نمبر ۳/۴۵۸ کا دوسرا حاشیہ اور ۱۲و/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم) ؕ۳ جیسا کہ درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۰۸ میں ہے۔ نیز حکم نمبر ۶/۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؕ۴ طلاق بالکنایہ یعنی غیر صریح طلاق اس کے احکام فتاوی ہذا کی بحث ۸ کتاب الطلاق کے باب ۲ کی فصل ۵ میں ہیں (مترجم) ؕ۵ جیسا کہ البحر الرائق میں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے

دفعات/شق نمبر	چوتھا باب. موجب حد اور غیر موجب حد وطی کے احکام	
	موجب حد وغیر موجب حد وطی کا بیان	حوالہ
۶۴۳-۴:۲۰	اگر عورت نے اپنے غلام کو (برضا اپنے ساتھ) وطی کرنے دی تو اسپر حد لازم ہوگی (خواہ حلال سمجھنے کے ظنِ غالب کا دعویٰ کرے)	عتابیہ
۲۱	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر قرض خواہ نے مقروض کے ترکہ کی باندی سے وطی کی (تو اس پر حد لازم ہوگی۔ خواہ وہ اسے حلال سمجھنے کے ظنِ غالب کا دعویٰ کرے)[1]	عتابیہ
۲۲	(ا) (شبہ فی المحل کی مثال جیسے) ولد کی باندی سے وطی کرنا شبہ فی المحل ہے[2]	کافی
	(ب) خواہ (مذکورہ صورت میں) اسکا ولد زندہ ہو یا وفات پا چکا ہو۔	عتابیہ
	(ج) پھر اگر (مذکورہ صورت میں) وہ حاملہ ہوگئی اور اس نے بچہ جنا تو اس بچہ کی نسب باپ سے ثابت ہوگی اور عقر واجب نہ ہوگا اور اگر وہ حاملہ نہ ہوئی تو باپ پر عقر واجب نہ ہوگا اور اس کے لئے اس باندی کی ملک ثابت نہ ہوگی (د) اور دادا (مذکورہ حکم میں) باپ کی طرح ہے لیکن باپ کے ہوتے اس کی نسب دادا سے ثابت نہ ہوگی[3]	کافی
۲۳	(ا) اور (شبہہ فی المحل کی مثال جیسے) طلاق بالکنایہ[4] دیکر اس عورت سے دورانِ عدت وطی کرنا[5] (ب) یا بیچنے والے کا بیچی ہوئی باندی سے (مشتری کو) سپرد کرنے سے پہلے وطی کرنا (بھی شبہہ فی المحل ہے)	کافی
۲۴	(ا) اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اپنے مکاتب[6] غلام کی باندی سے وطی کرنے کی صورت میں ہے (ب) یا اپنے ایسے غلام کی باندی سے وطی کرنا جو کاروبار[7] کے لئے اجازت یافتہ ہو اور اسپر اتنا قرض ہو کہ وہ اس غلام کے مال اور خود اس غلام کی قیمت کو گھیرے ہوتے ہو (ج) یا اس کا اپنی ایسی باندی سے وطی کرنا جو اس نے اپنی بیوی کے حق مہر میں دے دی ہے اور ابھی اسے بیوی کے سپرد نہیں کیا (د) یا ایسی باندی سے وطی کرنا جو اسمیں اور ایک اور شخص میں مشترک[8] ہے (تو ان سب صورتوں میں شبہ فی المحل کی وجہ سے اسپر حد لازم نہ ہوگی)	تبیین
۲۵	(شبہ فی المحل کی مثال جیسے دو آدمیوں میں مشترکہ باندی کی صورت میں) جب ایک شریک[9] نے اس باندی سے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو اگر اس نے دوسرے شریک کو بقیہ کا تاوان دے دیا پھر اس باندی سے وطی کی تو اسپر حد لازم نہ ہوگی اور (اس صورت میں) اگر اس کے دوسرے شریک نے اس باندی سے وطی کی تو اسے حد لگائی جائے گی۔ اور اگر اس (نصف آزاد) باندی نے (بقیہ نصف کی آزادی کے لئے)[10] سعی کی تو اگر نصف آزاد کرنے والے نے اس باندی سے وطی کی تو اسے حد لگائی جائے گی اور (اس صورت میں) اگر اس کے دوسرے شریک نے اس باندی سے وطی کی تو اسے حد نہ لگائی جائیگی	خزانۃ المفتین
۲۶	اور (مذکورہ حکم کی طرح) یہی جواب اس صورت میں ہے جب ایک باندی (بغیر شرکتِ غیر) پوری اس کی ہو اور اس نے اسکا نصف آزاد کر دیا ہو پھر اسکے بعد اس سے وطی کی ہو تو سب کے قول کے بموجب اسپر حد لازم نہ ہوگی۔	محیط

کہ طلاق بالکنایہ کے بائن ہونے کے متعلق صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں وہ طلاق رجعی ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں ایسا نہیں ہے اور یہی حکم مختار ہے تاہم شبہہ فی المحل کی وجہ سے حد لازم نہ ہوگی مفہوم ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص۱۱ (مترجم) [6] مکاتب کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۲۰۸، ۲/۲۳۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] ماذون غلام کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۱/۲۰۸ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
[8] مشترک باندی کے مزید احکام کے متعلق حکم نمبر ۲۵/۲۶۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [9] محض مشترکہ باندی کے متعلق حکم نمبر ۲۴/۲۶۳ ملاحظہ ہو (مترجم)
[10] مستسعی کے متعلق حکم نمبر ۳/۲۳۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات حکم نمبر	الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لا یوجبه — الوطی موجب الحد وغیر موجب الحد	حوالہ
۲۷-۴۶۳	واذا اعتق امته وهو یطؤها ثم نزع و عاد فی ذلك المجلس لا یحد	کذا فی خزانة المفتین
۲۸	ولو ارتدت المرأة والعیاذ بالله[1] وحرمت علیه او حرمت بجماع امها او ابنتها او بمطاوعة ابن الزوج ثم جامعها وقال علمت انها علی حرام لاحد علیه	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۹	وكذا لو تزوج خمسا فی عقدة او تزوج الخامسة فی نكاح الاربع او تزوج باخت امرأته او بامها فجامعها وقال علمت انها علی حرام او تزوج متعة لا یجب الحد فی هذه الوجوه وان قال علمت انها علی حرام	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۰	ولو وطی رجل من الغانمین جاریة من المغنم قبل القسمة بعد ان خرجت الغنائم الی دار الاسلام[2] فلا حد علیه وان قال علمت انها علی حرام	کذا فی السراج الوهاج
۳۱	وكذلك ان كان فی دار الحرب ایضا	کذا فی السراج الوهاج
۳۲	والشبهة فی العقد فی وطء محرم تزوجها فانه لاحد علیه عند ابی حنیفة رح ولكن یوجع عقوبة ان علم بذلك وعندهما یحد ان علم بالحرمة وان لم یعلم فلاحد علیه	کذا فی الکافی

[1] حکم نمبر ۳۲،۳۲،۵ / ۴۶۳ کے حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۶۹ / ۴۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم)
[3] شبہ فی العقد کی تعریف اور اس کے حکم کے متعلق حکم نمبر ۵ / ۴۶۳ مع حواشی نیز حکم نمبر ۳۲ ۵ / ۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] جیسا کہ ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ یہ حکم (مذکورہ) ایسی سب محرم عورتوں کے متعلق ہے جن سے نکاح حرام ہوتا ہے خواہ وہ نسب کی وجہ سے حرام ہو یا رضاعت (یعنی دودھ پی لینے کی وجہ سے جس کی تفصیل اور اس کے احکام بحث رضاعت کی بحث میں ہیں) یا صہریت (یعنی دامادی کے رشتہ) کی وجہ سے حرام ہو۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص ۲۱۱ اور ایسی باندی کے متعلق حکم نمبر ۳۵ ب / ۴۶۳ ملاحظہ ہو۔ نیز حج میں عورت کے محرم کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۴۹ / ۲۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] هكذا فی الهداية اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ اس حکم میں امام ابو حنیفہ رح کی طرح امام سفیان ثوری رح اور امام زفر رح کا قول بھی یہی ہے اور صاحبین رح کا اختلاف ہے الخ۔ ماخوذ از ہدایہ و حاشیہ ہدایہ ج ۲ ص ۲۳۸ (مترجم)

دفعات شق نمبر	چوتھا باب ۔ موجب حد اور غیر موجب حد وطی کے احکام ۔ موجب حد و غیر موجب حد وطی کا بیان	حوالہ
۴۶۳-۲۷	اور (شبہ فی المحل کی مثال جیسے) جب کوئی آدمی اپنی باندی سے وطی کر رہا تھا کہ اسنے اسے آزاد کر دیا اور اس سے جدا ہو گیا پھر اس نے اسی مجلس میں اس سے وطی کی تو اسے حد نہ لگائی جائے گی ۔	خزانۃ المفتین
۲۸	اور (شبہ فی المحل کی مثال جیسے) اگر کوئی عورت العیاذ باللہ مرتدہ ہو گئی اور اس وجہ سے خاوند پر حرام ہو گئی یا کوئی عورت اس وجہ سے خاوند پر حرام ہو گئی کہ اس کے خاوند نے اسکی ماں یا بیٹی سے جماع کر لیا یا اس عورت نے خاوند کے بیٹے سے مطاوعت کی (یعنی اسے وطی کرنے دی) پھر (ان مذکورہ صورتوں میں) اس کے خاوند نے اس سے جماع کیا اور یہ کہا کہ "میں جانتا تھا کہ وہ مجھ پر حرام ہے" تو اس پر حد لازم نہ ہوگی ۔	قاضیخان
۲۹	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی آدمی نے ایک عقد میں پانچ عورتوں سے نکاح کیا یا کسی نے اپنے نکاح میں چار عورتوں کے ہوتے ہوئے پانچویں سے نکاح کیا یا کسی نے اپنی بیوی کی بہن سے نکاح کیا یا کسی نے اپنی بیوی کی ماں سے نکاح کیا پھر (ان مذکورہ صورتوں میں) اس آدمی نے اس سے جماع کیا اور یہ کہا کہ "میں جانتا تھا کہ وہ مجھ پر حرام ہے" یا کسی آدمی نے کسی عورت سے بطور متعہ نکاح کیا (اور پھر اس سے جماع کیا) تو ان سب صورتوں میں اس پر حد واجب نہ ہوگی اگرچہ وہ یہ کہے کہ "میں جانتا تھا کہ وہ مجھ پر حرام ہے" ۔[1]	قاضیخان
۳۰	اور (شبہ فی المحل کی مثال جیسے) اگر جہاد کے غنائم (دار الحرب سے دار الاسلام نکال لانے کے بعد اور ان کی تقسیم سے پہلے مال غنیمت کی باندیوں میں سے کسی باندی سے کسی غازی نے وطی کی تو اس پر حد لازم نہ ہوگی اگرچہ اس نے کہا کہ "میں جانتا تھا کہ وہ مجھ پر حرام ہے" ۔[2]	سراج وہاج
۳۱	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ وہ غازی دار الحرب میں تھا (اور اس نے مذکورہ فعل کیا تو شبہ فی المحل کی وجہ سے اس پر حد لازم نہ ہوگی)	سراج وہاج
۳۲	(ا) اور (شبہ فی العقد[3] کی مثال جیسے وہ) محرم[4] (عورت جس سے نکاح جائز نہیں ہو سکتا) سے نکاح کر کے وطی کرنا شبہ فی العقد ہے ۔ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اسپر (زنا کی) حد لازم نہیں ہے ۔ لیکن اسے (تعزیرا) دردناک سزا دی جائے گی بشرطیکہ اسے اس کے حرام ہونے کا علم ہو[5] (ب) اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اسے حد لگائی جائے گی بشرطیکہ اسے اس کے حرام ہونے کا علم ہوا اور اگر اسے اس کے حرام ہونے کا علم نہیں ہے تو اسپر حد لازم نہیں ہے ۔	کافی

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لا یوجبه — الوطی موجب الحد وغیر موجب الحد	حواله
۴۶۳-	وبه اخذ الفقیه ابو اللیث رح وعلیه الفتوی قال الاسبیجابی رح والصحیح قول ابی حنیفة رح	كذا فی المضمرات كذا فی النهر الفائق
۳۳	ومنكوحة الغیر ومعتدته ومطلقة الثلاث بعد التزوج كالمحرم وان كان النكاح مختلفا فیه كالنكاح بلا شهود او بلا ولی فلا حد علیه اتفاقا لتمكن الشبهة عند الكل	كذا فی الكافی
۳۴	وكذا اذا تزوج امة علی حرة او تزوج مجوسیة او امة بلا اذن سیدها او تزوج العبد بلا اذن سیده فلا حد علیه اتفاقا.	كذا فی الكافی

ا۔ امام ابوحنیفہؒ اور صاحبینؒ کے مذکورہ اختلاف کے متعلق البحر الرائق میں مندرجہ تفصیل کا ماحصل یہ ہے کہ مذکورہ عقد (یعنی محرم سے نکاح) میں شبہ جگہ پاتا ہے یا نہ اور اس کا مدار اسپر ہے کہ یہ عقد وارد علی المحل ہے یا نہ۔ امام ابوحنیفہ رح کے ہاں اس میں نفس نکاح کا محل ہے اس لئے کہ ان کے ہاں محل قرار پانا قبولیت حلت سے نہیں قبولیت مقصد سے ہے اور چونکہ مذکورہ نکاح میں فی الجملہ قبولیت مقصد موجود ہے اس لئے کہ اگرچہ وہ محرم اس کے لئے حلال نہیں مگر بنات آدم قابل توالد ہیں اور اسی لئے اس آدمی کے غیر کا نکاح اس عورت سے صحیح ہو سکتا ہے۔ پس فی الجملہ قبولیتِ مقصد کی وجہ سے محلیت موجود ہے اور عقد علی المحل میں شبہ جگہ پاتا ہے لہذا اس صورت میں حرام ہونے کا علم ہونے کی صورت میں حد لازم نہیں البتہ ارتکاب حرام کی وجہ سے تعزیر ہے۔ (اور حاشیہ شرح وقایہ مع عمدۃ الرعایہ ج ۲ ص۲۶۱ میں ہے کہ جیساکہ (بغیر مجبوری) خنزیر کا گوشت کھانے کی وجہ سے حد نہیں تعزیر ہے اور اس موضوع پر مولٰنا عبدالحی لکھنوی رح نے ایک مستقل رسالہ بنام "القول الجازم بسقوط الحد بنکاح المحارم" بھی لکھا ہے) اور صاحبینؒ کے ہاں مذکورہ عقد وارد علی المحل نہیں ہے۔ اس لئے کہ ان کے ہاں محل قرار پانا (قبولیت مقصد سے نہیں) حکم تصرف یعنی قبولیت حلت سے ہے اور چونکہ محرم سے حرمت دائمی ہے اور یہ عقد صورۃ ہے حقیقۃً نہیں ہے لہذا یہ نکاح لغو ہے جیساکہ کوئی آدمی کسی مذکر سے نکاح کرے۔ پس مذکورہ عقد میں دائمی حرمت کی وجہ سے محلیت موجود نہیں اور عقد علی غیر المحل میں شبہ جگہ نہیں پاتا لہذا اسے حرام ہونے کا علم ہونے کی صورت میں اسپر حد لازم ہے۔ مفہوم ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص۱۵ وھکذا فی رد المحتار ج ۳ ص۲۱۲ نیز رد المحتار میں ہے کہ حاصل الکلام یہ ہے کہ محرم سے عقد و وطی کسی طرح بھی حلال قرار نہیں پاتی کیونکہ یہ زنا محض ہے اور اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اس میں نسب اور عدت ثابت نہ ہو مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس صورت میں حد دور کرنے والا شبہ بھی جگہ نہ پائے اور اس سے امام ابوحنیفہ رح کے قول کو ترجیح ملتی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ مذکورہ صورت میں اگر اسے حرام ہونے کا ظن غالب تھا تو امام ابوحنیفہ کے ہاں حد نہیں ہے (تعزیر ہے) اور صاحبینؒ کے ہاں اس پر حد ہے اور اگر (مذکورہ صورت میں) اسے حلال ہونے کا ظن غالب تھا تو اس پر بالاجماع حد لازم نہ ہوگی۔ اور تعزیر ہوگی۔ اور اگر اسے حلال ہونے کا اعتقاد تھا تو اسکی تکفیر کی جائے گی۔ مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص۲۱۲، ص۲۱۳ اور البحر الرائق میں ہے کہ یہ مسائل دلالت کرتے ہیں کہ جس نے اللہ تعالی کی حرام کردہ شیئ کو بطور ظن غالب حلال جانا تو اسکی تکفیر نہ کی جائے گی۔ البتہ اگر کسی نے اللہ تعالی کی حرام کردہ شیئ کو حلال سمجھنے کا اعتقاد رکھا تو اسکی تکفیر کی جائے گی اور اس کی نظیر مثلاً قرطبیؒ نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے نجومیوں اور رملیوں کی طرح امر عادی کے تجربہ کی وجہ سے مستقبل کے کسی واقعہ کے متعلق ظن غیب کیا تو جائز ہوگا البتہ دعوی علم غیب ممنوع ہے۔ اور اس سے بظاہر حکم یہ ہے کہ ظن غیب کا دعوی حرام ہے کفر نہیں ہے۔ البتہ علم غیب کا دعوی کفر ہے۔ جس کی مزید وضاحت مرتدین کے احکام میں آئے گی ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص۱۶ وكذا فی رد المحتار

دفعات شق نمبر	چوتھا باب۔ موجبِ حد اور غیر موجبِ حد وطی کے احکام / موجب حد وغیر موجب حد وطی کا بیان	حوالہ
۴۶۳-	(ج) فقیہ ابو اللیث ؒ نے اسی (مذکورہ $\frac{۳۲ب}{۴۶۳}$) حکم کو اختیار کیا ہے اور اسی حکم پر فتوی ہے۔ (د) فقیہ اسبیجابی ؒ نے کہا ہے کہ (اسمیں) صحیح قول امام ابو حنیفہ ؒ کا ہے [1]	مضمرات نہر فائق
۳۳	(و) غیر کی منکوحہ یا غیر کی معتدہ یا تین طلاق دی ہوئی (اپنی بیوی) سے (بغیر حلالہ) نکاح کا حکم محرّم کے حکم کی طرح ہے [2] (ب) اور اگر نکاح مختلف فیہ ہو مثلاً کسی نے بغیر گواہوں کے یا بغیر (اجازت) ولی کے نکاح کیا (اور وطی کی) تو اس پر بالاتفاق حد لازم نہ ہوگی اس لئے کہ (ان صورتوں میں) سب کے ہاں شبہ (فی العقد) جگہ پاتا ہے [3]	کافی
۳۴	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح جب کسی آدمی نے آزاد عورت (سے نکاح) کی موجودگی میں باندی سے نکاح کیا یا کسی مجوسی (آتش پرست مشرکہ) عورت سے نکاح کیا یا باندی سے اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کیا یا غلام نے اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو (ان سب صورتوں میں) اس پر بالاتفاق حد لازم نہ ہوگی [4]	کافی

[1] ج ۳ ص ۲۱۲ (مترجم) [2] اور محرّم کے متعلق حکم نمبر $\frac{۳۲}{۴۶۳}$ مع حواشی ملاحظہ ہو جس میں حرام ہونے کا علم ہونے کی صورت میں امام ابو حنیفہ ؒ کے ہاں حد نہیں تعزیر ہے اور صاحبین ؒ کے ہاں حد ہے (مترجم) [3] چنانچہ حاشیہ شرح وقایہ مع عمدۃ الرعایہ میں ہے کہ صاحبین ؒ کے ہاں ہر وہ نکاح جس کی صحت اور فساد مختلف فیہ ہے اس میں وطی سے حد لازم نہیں ہے اگرچہ وہ اسے حرام کہے مثلاً بغیر گواہوں کے نکاح یا بغیر (اجازت) ولی کے نکاح یا متعہ اور متعین مدت کے لئے نکاح وغیرہ اور ہر ایسا نکاح جس کا حرام ہونا متفق علیہ ہے اسمیں وطی سے حد ساقط نہیں ہوتی بشرطیکہ وہ اسے حرام کہے۔ نیز قیل کے ساتھ لکھا ہے کہ بعض کے ہاں صاحبین کا اختلاف (یعنی حد ساقط نہ ہونا) صرف ان عورتوں سے نکاح اور وطی کے متعلق ہے جن سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔ ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ مع عمدۃ الرعایہ ج ۲ ص ۲۶۲ چنانچہ رد المحتار میں بحوالہ البحر، وبحوالہ فتح القدیر عن ابن المنذر، اور بحوالہ الکافی للحاکم لکھا ہے کہ صاحبین ؒ کا مذکورہ اختلاف صرف ذوات الارحام کی صورت میں ہے جن سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے ماخوذ رد المحتار ج ۳ ص ۲۱۲، ص ۲۱۳ اور البحر الرائق میں ہے کہ غیر کی منکوحہ یا غیر کی معتدہ۔ الی قولہ۔ یا مجوسیہ الخ وغیرہ سے نکاح کے بعد وطی کی صورت میں زیادہ ظاہر روایت کے بموجب بالاتفاق حد لازم نہیں تعزیر ہے اور حاشیہ البحر الرائق میں بحوالہ الفتح لکھا ہے کہ الکافی میں حافظ الدین ؒ نے مجوسیہ وغیرہ کی صورت میں (صاحبین کے ہاں بھی) حد ساقط ہونے کی علت یہ لکھا ہے۔ صاحبین ؒ کے ہاں شبہ کا جگہ نہ پانا اور پھر حد کا لازم ہو جانا ہے کہ اس کا حرام ہونا مجمع علیہ ہو اور وہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو اور (الکافی میں مذکورہ) اس علت کا تقاضا ہے کہ غیر کی منکوحہ، غیر کی معتدہ اور اپنی مطلقہ الثلاث کی صورت میں بھی صاحبین ؒ کے ہاں حد لازم نہ ہو اس لئے کہ انکا حرام ہونا بھی ہمیشہ کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ جس طرح مجوسیہ اسلام لے آئے تو نکاح سے حلال ہو سکتی ہے اسی طرح غیر کی منکوحہ وغیرہ بھی طلاق مل جانے اور عدت گذر جانے کے بعد نکاح سے حلال ہو سکتی ہے البتہ ذوات الارحام میں ایسا نہیں ہو سکتا الخ پھر صاحب حاشیہ البحر نے بحوالہ النہر لکھا ہے کہ الکافی کی یہ عبارت جسمیں "غیر کی منکوحہ وغیرہ کا حکم محرّم کے حکم کی طرح کہا گیا ہے" اس عبارت میں کوئی لفظ رہ گیا ہے یا اختصار ہے فلیتنبہ۔ ماخوذ از البحر الرائق وحاشیہ البحر الرائق ج ۵ ص ۱۶ واللہ اعلم بالصواب (مترجم) [4] حکم نمبر $\frac{۴}{۴۵۸}$ و حکم نمبر $\frac{۳۳ب}{۴۶۳}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لایوجبه — الوطی موجب الحد وغیر موجب الحد	حــوالہ
۳۵۔۴۶۳	اذا کان الوطء بملك النکاح او بملك یمین والحرمة بعارض امر فذلك لا یوجب الحد نحو الحائض والنفساء والصائمة والمحرمة والموطؤة بشبهة والتی ظاهر منها او آلی منها وکذلك الامة المملوکة اذا کانت محرمة علیه بسبب الرضاع او الصهریة او باعتبار ان ذات محرم منها فی نکاحه او هی مجوسیة او مرتدة فلاحد علیه وان علم بالحرمة	کذا فی المحیط
۳۶	استأجر امرأة لیزنی بها او لیطأها او قال خذی هذه الدراهم لاطأك او قال مکنی بکذا ففعلت لم یحد وزاد فی النظم و لها مهر مثلها و یوجعان عقوبة و یحبسان حتی یتوبا وقالا یحدان کما لو اعطاها مالا بغیر شرط بخلاف ما اذا قال خذی هذه الدراهم لاتمتع بك لان المتعة کانت سبب الاباحة فی الابتداء فبقیت شبهة	کذا فی التمرتاشی
۳۷	ولو قال امهرتك کذا لازنی بك لم یجب الحد	کذا فی الکافی
۳۸	جاریة الرجل اذا جنت جنایة عمد اثم زنی بها ولی الجنایة لاحد علیه عند الکل وان کانت الجنایة خطاء فزنی بها ولی الجنایة قال ابو حنیفة علیه الحد اختار مولاها الدفع او الفداء وقال صاحباه ان اختار الدفع لاحد علیه وان اختار الفداء علیه الحد	کذا فی فتاوی قاضیخان

۱ حکم نمبر $\frac{1}{302}$، $\frac{1}{297}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ ظہار کے متعلق احکام فتاوی عالمگیری کی بحث کتاب الطلاق کے باب ۹ میں ہیں (مترجم) ۳ ایلا کے متعلق احکام فتاوی عالمگیری کی بحث کتاب الطلاق کے باب ۸ میں ہیں (مترجم) ۴ چنانچہ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ اگر کسی نے ایسی باندی سے وطی کی جو اسپر دودھ پینے یا دامادی کے رشتہ کی وجہ سے الخ حرام تھی تو امام ابوحنیفہؒ کے ہاں اسپر حد لازم نہیں ہے خواہ وہ کہے کہ اسے اسکے حرام ہونے کا علم تھا۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری مصری ج ۳ ص ۴۶۸، حکم نمبر $\frac{32}{344}$ کا دوسرے حاشیہ میں رد المحتار کا حوالہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ جیسا کہ البحر الرائق میں ہے اور لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے ہاں زنا کیلئے عورت اجرت پر لیکر اس سے وطی کرنے پر حد لازم نہیں ہوتی اسلئے کہ کلام اللہ میں حق مہر کو اجرت نام رکھا گیا ہے (سورہ نساء آیت ۲۴) اور عقد علی المحل سبب شبہ ہے

دفعات شق نمبر	چوتھا باب - موجب حد اور غیر موجب حد وطی کے احکام موجب حد و غیر موجب حد وطی کا بیان	حوالہ
۳۵-۴۶۳	(و) جب کسی نے ملک نکاح (یعنی اپنی بیوی) یا ملک یمین (مثلاً اپنی باندی ہونے) کی وجہ سے وطی کی درانحالیکہ (اس سے وطی) کسی امر عارض کی وجہ سے حرام تھی تو اس وطی سے حد لازم نہ ہو گی - مثلاً وہ حیض یا نفاس کی حالت میں تھی یا وہ روزہ سے تھی یا وہ احرام [1] کی حالت میں تھی یا اس سے شبہ میں وطی کی گئی یا اس سے ظہار [2] یا ایلاء [3] کیا ہوا تھا (اور اس سے وطی کی) (ب) اسی طرح کسی نے اپنی اس مملوکہ باندی سے وطی کی جو اس پر دودھ پینے کی وجہ سے یا دامادی کے رشتہ کی وجہ سے حرام تھی یا اس لئے حرام تھی کہ اس کی ذات محرم اس کے نکاح میں تھی یا وہ باندی مجوسیہ تھی یا وہ مرتدہ تھی (اور اس سے وطی کی) تو ان سب صورتوں میں) اسپر حد لازم نہ ہو گی خواہ اسے علم ہو کہ وہ اسپر حرام تھی [4]	محیط
۳۶	(د) کسی آدمی نے کوئی عورت اس لئے اجرت پر حاصل کی کہ وہ اس سے زنا کرے یا وطی کرے - یا اس نے اس عورت سے یہ کہا کہ "یہ رقم لے تاکہ میں تجھ سے وطی کروں" یا اس نے اس سے یہ کہا کہ "اس رقم کے بدلے مجھے وطی کرنے دے" اور (ان صورتوں میں) اس عورت نے ایسا کر لیا تو اس وطی کی وجہ سے اسے حد نہ لگائی جائے گی - اور النظم میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس کو مہر مثل ملے گا - اور ان دونوں کو (تعزیراً) دردناک سزا دی جائے گی اور ان دونوں کو قید کیا جائے گا - حتی کہ (آئندہ کے لئے) توبہ کریں [5] (ب) اور (مذکورہ صورتوں کے متعلق) صاحبینؒ کے ہاں ان دونوں کو (زنا کی) حد لگائی جائے گی جیسا کہ اگر کسی آدمی نے کسی عورت کو بغیر کسی شرط مال دیا (اور اس سے زنا کیا تو اسے حد لگائی جائیگی (ج) اور اس حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ اگر کسی آدمی نے کسی عورت سے یہ کہا کہ "تو یہ رقم لے تاکہ میں تجھ سے متعہ کروں" تو ایسی وطی پر حد لازم نہ ہو گی) اس لئے کہ متعہ کرنا ابتدائے اسلام میں (وطی کے لئے) سبب اباحت تھا پس شبہ باقی ہے (اور حد لازم نہیں) [6]	تمرتاشی
۳۷	اگر کسی آدمی نے کسی عورت سے یوں کہا کہ "میں نے تجھے اتنا مہر دیا تاکہ تجھ سے زنا کروں" (اور پھر اس سے وطی کی) تو اس پر حد واجب نہ ہو گی [7]	کافی
۳۸	(و) کسی آدمی کی باندی نے جان بوجھ کر کوئی جنایت [8] کی پھر ولی جنایت نے اس باندی سے زنا کیا تو سب کے ہاں اس ولی جنایت پر (اس زنا کی وجہ سے) حد لازم نہ ہو گی [9] (ب) اگر اس باندی کی وہ جنایت (جان بوجھ کر نہ تھی بلکہ) خطاءً تھی پھر ولی جنایت نے اس سے زنا کیا تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اس پر حد لازم ہو گی - خواہ اس باندی کے آقا نے اس ولی جنایت کو وہ باندی دینا اختیار کیا یا اس نے اس جنایت کا فدیہ دینا اختیار کیا اور صاحبینؒ کے ہاں اگر آقا نے ولی جنایت کو وہ باندی دینا اختیار کیا تو اس ولی جنایت پر حد لازم نہیں ہے اور اگر آقا نے اس کا فدیہ دینا اختیار کیا تو ولی جنایت پر (اس زنا کی وجہ سے) حد لازم ہو گی -	قاضیخان

جیسا کہ یوں کہے کہ میں نے تجھے اتنا حق مہر دیا تاکہ تجھ سے زنا کروں" مگر خدمت کیلئے عورت اجرت پر لیکر اس سے زنا کرنے کی صورت میں بالاتفاق حد لازم ہے اسلئے کہ عقد مستوفی بالوطی نہیں اور عقد علی المحل پر شبہ کا تحقق اس محل پر قرار پاتا ہے دوسرے محل پر نہیں - ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۱۸ حکم نمبر ۳۷۰۲/۴۶۳ ، ۱۸/۴۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] یعنی مذکورہ اباحت کی بنا پر شبہ جگہ پاکر حد لازم نہ ہو گی گو اب متعہ اور مقررہ مدت کیلئے نکاح کرنا باطل ہے چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ متعہ یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی عورت سے یہ کہے کہ "میں تجھ سے اتنے عرصہ کیلئے اس مال پر نکاح متعہ کرتا ہوں اور ایسا نکاح باطل ہے کیونکہ اس کی اباحت منسوخ ہو چکی پر صحابہؓ کا اجماع ہے"۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۳۰۸ نیز حکم نمبر ۲۰۰/۲۶۲ کے حاشیہ میں البحر الرائق کا حوالہ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] حکم نمبر ۳۶۱۲/۴۶۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [8] جنایت یعنی قتل کرنا، عضو نقصان کرنا (اور اسکے مزید احکام بھی ہیں) ماخوذ از فتاوی عالمگیری بحث ۵۵ باب ۱ (مترجم) [9] جیسا کہ البحر الرائق میں ہے اور لکھا ہے کہ اگر اس باندی کی وہ جنایت موجب قصاص تھی بایں صورت کہ اس نے جان بوجھ کر کسی انسان کو قتل کر دیا تھا اور وہ ولی جنایت (یعنی اس مقتول کے قریبی وارث بنے اس باندی سے زنا کیا تو اس ولی جنایت پر زنا کی حد لازم نہ ہو گی اور اسپر عقر لازم ہوگا وجہ یہ ہے کہ بعض اہل علم کا قول ہے کہ مذکورہ صورت میں ولی جنایت اس باندی کا مالک قرار پاتا ہے پس شبہ متحقق ہوتا ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵

دفعات شق نمبر	الباب الرابع فى الوطء الذى يوجب الحد والذى لا يوجبه — الوطى موجب الحد وغير موجب الحد	حوالہ
۴۹۳-۳۹	اذا قبل الرجل اجنبية عن شهوة او نظر الى فرجها بشهوة ثم تزوج بامها او ابنتها فدخل بها لاحد عليه وان قال علمت انها على حرام فى قول ابى حنيفة رح ولا يبطل احصانها بهذا الوطى حتى يحد قاذفه	كذا فى فتاوى قاضيخان
۴۰	اذا قبل الرجل ام امرأته او ابنتها او قبلت المرأة ابن زوجها او اباه حتى حرمت عليه ثم ان زوجها وطئها لاحد عليه وان قال علمت انها على حرام	هكذا فى التتارخانية
۴۱	فى الاصل لا يؤخذ الاخرس بحد الزنا ولا بشئ من الحدود وان اقر به باشارة او كتابة او شهدت به الشهود عليه	كذا فى المحيط
۴۲	والذى يجن ويفيق اذا زنى فى حال افاقته أخذ بالحد فان قال زنيت فى حال جنونى لا يحد كالبالغ اذا قال زنيت وانا صبى	كذا فى المحيط
۴۳	من زنى فى دار الحرب او فى دار البغى ثم خرج الينا لا يقام عليه الحد	كذا فى الهداية
۴۴	لو دخلت سرية دار الحرب فزنى رجل منهم لم يحد وكذا امير العسكر لا يقيم الحدود والقصاص وان كان الخليفة قد غزا بنفسه او امير مصر كان يقيم الحد على اهله غزا بجنده يقيم الحدود والقصاص فى دار الحرب وهذا اذا زنى بالعسكر فاما اذا لحق باهل الحرب وفعل ذلك لا يقام عليه الحد۔ قالوا وانما يقيم هذا الامير الحد فى عسكره اذا كان يأمن على الذى يقيم عليه الحد ان لا يرتد ولا يلحق بالكفار واما اذا كان يخاف عليه الارتداد واللحاق فانه لا يقيم عليه الحد حتى ينفصل عن دار الحرب ويصير فى دار الاسلام	كذا فى الكافى — كذا فى الظهيرية

[۱] کیونکہ ایسی صورتوں میں حرمت مصاہرہ قرار پاتی ہے اور حرمت مصاہرہ کے متعلق احکام فتاوی عالمگیری کی بحث [۲] کتاب النکاح کے باب ۳ کی قسم دوم میں ہیں (مترجم) [۳] اس کے متعلق حکم نمبر ۷/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] حکم نمبر ۶/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] حکم نمبر ۱/۴۵۶ مع پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] حکم نمبر ۲/۴۵۸ ، ۳۳ ج/۴۶۱ ، ۴۹، ۵۱ تا ۵۵/۴۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۶] چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ بموجب روایت دار الحرب میں حدود قائم نہیں کی جاتیں اور اس کے دار الاسلام میں آنے کے بعد بھی یہی حکم ہے۔ اس لئے کہ جرم کا مرتکب ہوتے وقت وہ غیر موجب للحد تھا اور بین السطور ہدایہ میں ہے کہ اگرچہ اس نے دار الاسلام میں آ کر حاکم مجاز کے سامنے زنا کا اقرار کیا (حد لازم نہ ہوگی) ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۳۰

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب - موجب حد وغیر موجب حد وطی کے احکام — موجب حد وغیر موجب حد وطی کا بیان	حوالہ
۴۶۳-۳۹	جب کسی آدمی نے کسی اجنبی عورت کا بوسہ شہوت سے لیا یا اس کے فرج کو شہوت سے دیکھا [۱] پھر اس کی ماں یا بیٹی سے نکاح کر کے دخول کیا تو اس پر حد لازم نہ ہوگی اگرچہ اس نے یہ کہا کہ "میں جانتا تھا کہ وہ (حرمت مصاہرہ کی وجہ سے) مجھ پر حرام ہے" یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب ہے اور ایسی وطی سے اس کا محصن ہونا باطل نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ اس پر قذف کرنے والے کو حد قذف لگائی جائے گی [۲]	قاضیخان
۴۰	جب کسی آدمی نے اپنی بیوی کی ماں یا اپنی بیوی کی بیٹی کا بوسہ شہوت سے لیا یا بیوی نے اپنے خاوند کے بیٹے کا یا خاوند کے باپ کا بوسہ (شہوت سے) لیا حتیٰ کہ وہ اس وجہ سے اپنے خاوند پر حرام ہو گئی پھر اس کے خاوند نے اس سے وطی کی تو اس کے خاوند پر حد لازم نہ ہوگی اگرچہ اس نے یہ کہا کہ "میں جانتا تھا کہ وہ مجھ پر حرام ہے"۔	تتارخانیہ
۴۱	الاصل میں ہے کہ گونگا شخص زنا کی حد یا کسی اور حد میں نہ پکڑا جائے گا خواہ وہ اشارہ سے یا لکھ کر زنا کا اقرار کرے یا اس پر گواہ گواہی دیں [۳]	محیط
۴۲	(الف) وہ شخص جو کبھی مجنون ہو جاتا ہے اور کبھی ٹھیک ہو جاتا ہے جب اس نے ٹھیک ہونے کی حالت میں زنا کیا تو وہ زنا کی حد کے لئے پکڑا جائے گا اور اگر اس نے یوں کہا کہ "میں نے اپنے جنون کی حالت میں زنا کیا تھا"، تو اسے حد نہ لگائی جائے گی [۴] (ب) جیسا کہ کوئی بالغ شخص یوں کہے کہ "میں نے بچپن میں زنا کیا تھا" [۵] (تو اس پر حد نہ لگائی جائے گی)۔	محیط
۴۳	جس شخص نے دار الحرب (یعنی کافروں کی مملکت) میں زنا کیا یا جس نے دار البغی (یعنی باغیوں کی حکومت) میں زنا کیا پھر وہ ہمارے ہاں (یعنی دار الاسلام میں) آ گیا تو اس پر حد قائم نہ کی جائے گی [۶]	ہدایہ
۴۴	(الف) اگر کوئی فوجی دستہ دار الحرب میں داخل ہوا - ان میں سے ایک آدمی نے زنا کا ارتکاب کیا تو اس پر حد نہ لگائی جائے گی [۷] (ب) اسی طرح لشکر کا امیر حدود اور قصاص قائم نہیں کر سکتا [۸]	کافی
	(ج) اگر خلیفہ جہاد میں خود شریک ہوا یا کسی شہر کے ایسے حاکم نے اپنے لشکر سمیت جہاد کیا جو اپنی حدودِ ولایت میں حدود قائم کرتا تھا تو وہ (یعنی خلیفہ و مذکورہ حاکم مجاز) دار الحرب میں حدود و قصاص قائم کریں گے اور یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ کسی نے مسلمانوں کی فوج میں ہوتے ہوئے زنا کا ارتکاب کیا اور اگر وہ اہل حرب سے جا ملا اور زنا کا ارتکاب کیا تو اس پر حد قائم نہیں کی جائے گی۔ فقہاءؒ نے کہا ہے کہ مذکورہ حاکم مجاز اپنے لشکر میں تب حد قائم کرے گا کہ جس شخص پر وہ حد قائم کرنا چاہتا ہے۔ اس کے مرتد ہو جانے اور کافروں سے جا ملنے کے متعلق حاکم مجاز کو اطمینان ہو اور اگر اسے اس کے مرتد ہو جانے اور کافروں سے جا ملنے کا خوف ہو تو اس پر (وہاں) حد نہ قائم کرے گا حتیٰ کہ وہ دار الحرب سے جدا ہو جائے اور دار الاسلام میں آ جائے (تو پھر حد قائم کرے گا)	ظہیریہ

نیز حکم نمبر ۱۲/۴۶۱ کا نواں حاشیہ، ۱/۴۵۵، ۱/۳۵۷، ۴۴/۴۶۳، ۹۲، ۹۳/۴۶۴، ۶/۴۶۵ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۷] حکم نمبر ۴۳/۴۶۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

[۸] جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ سریہ اور لشکر کے امیر کو اقامۃ الحدود کا کام نہیں سونپا گیا تھا۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۴۰ نیز حکم نمبر ۴۴ ج/۴۶۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لا یوجبه — الوطی موجب الحد وغیر موجب الحد	حوالہ
۴۶۳-۴۵	الذمی اذا زنی بحربیة مستأمنة یجب الحد علی الذمی بالاجماع	کذا فی الغیاثیة
۴۶	وهکذا الوزنی بها مسلم یحد	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۷	لاحد علی المستأمن والمستأمنة عند ابی حنیفة ومحمد الاحد القذف ولو مکنت مسلمة او ذمیة من مستأمن فعند ابی حنیفة رح تحد المسلمة والذمیة وعند محمد رح لاحد علی۔ وعند ابی یوسف تحد واجمیعا	کذا فی العتابیة
۴۸	الذمی اذا زنی ثم اسلم ان ثبت ذلك علیه باقراره اوبشهادة المسلمین لا یدرأ عنه الحد وان ثبت بشهادة اهل الذمة فاسلم لا یقام علیه الحد	کذا فی البحر الرائق
۴۹	ان زنی صحیح بمجنونة او صغیرة یجامع مثلها حد الرجل خاصة وهذا بالاجماع	کذا فی الهدایة
۵۰	وکذا اذا زنی بنائمة یجب علیه الحد	هکذا فی محیط السرخسی
۵۱	اذا زنی صبی او مجنون بامرأة عاقلة وهی مطاوعة فلاحد علی الصبی والمجنون بلاخلاف وهل تحد المرأة فعلی قول علمائنا لا تحد واذا زنی بصبیة فلاحد علیهما وعلیه المهر	کذا فی الذخیرة
۵۲	ولو اقر الصبی بذلك لا یلزمه شیئ باقراره	کذا فی الذخیرة

۱؎ ذمی شخص کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۶/۱۸۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۴۶ تا ۴۸/۴۶۳، ۳۰/۴۶۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۴۵، ۴۷/۴۶۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ (مترجم) ۴؎ چنانچہ ردالمحتار میں ہے کہ زنا کرنے والے دونوں یا تو مسلمان ہوں گے یا دونوں ذمی ہوں گے یا دونوں مستأمن ہوں گے۔ یا مرد مسلمان ہوگا اور عورت ذمیہ یا مستأمنہ ہوگی یا اس کا عکس ہوگا یا مرد ذمی اور عورت مستأمنہ ہوگی یا اس کا عکس ہوگا یہ کل نو صورتیں بنتی ہیں اور امام ابو حنیفہ رح کے ہاں ان میں سے تین کے سوا باقی سب صورتوں میں حد واجب ہے؛ وہ تین صورتیں جنکا حکم الگ ہے یہ ہیں جبکہ دونوں مستأمن ہوں یا مرد مستأمن ہو یا عورت مستأمن ہو ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص ۲۱۳۔ نیز حکم نمبر ۴۵ تا ۴۷/۴۶۰، ۱۴۴/۴۶۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۴۵/۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ حکم نمبر ۱/۴۶۵ کا پہلا حاشیہ ۶۱/۴۶۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷؎ حکم نمبر ۵۶، ۶۱/۴۶۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۸؎ چنانچہ درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ اگر غیر مکلف شخص (مثلاً نابالغ بچہ یا مجنون) نے مکلفہ (یعنی عاقلہ بالغہ عورت) سے زنا کیا تو اس مکلف

دفعات نمبر	چوتھا باب - موجب حد وغیر موجب حد وطی کے احکام موجب حد وغیر موجب حد وطی کا بیان	حوالہ
۶۳/۴-۴۵	ذمی آدمی نے جب مملکت کفار کی کسی ایسی عورت سے زنا کیا جو امان حاصل کرکے دار الاسلام آئی تھی تو اس ذمی پر بالاجماع حد واجب ہوگی ۲	غیاثیہ
۴۶	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی مسلمان نے مملکت کفار کی کسی ایسی عورت سے زنا کیا جو امان حاصل کرکے دار الاسلام میں آئی تھی تو اس (مسلمان) پر حد لگائی جائے گی ۳	قاضیخان
۴۷	(ا) مملکت کفار کا ایسا مرد یا عورت جو امان حاصل کرکے دار الاسلام آئے ہوں ان پر کوئی حد لازم نہیں ہوتی یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے ہاں ہے مگر ان پر حد قذف لازم ہوتی ہے (ب) اور اگر کسی مسلمان یا ذمیہ عورت نے ایسے مرد کو جماع کرنے دیا جو مملکت کفار کا ہو اور امان حاصل کرکے دار الاسلام آیا ہو تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اس مسلمان یا ذمیہ عورت کو حد لگائی جائے گی - امام محمدؒ کے ہاں ان میں سے کسی ایک پر بھی حد لازم نہ ہوگی اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں ان سب پر حد لازم ہوگی ۴	عتابیہ
۴۸	ذمی شخص نے جب زنا کا ارتکاب کیا اور پھر مسلمان ہوگیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر) وہ حد زنا اس پر اس کے اقرار کی وجہ سے یا مسلمانوں کی گواہی سے ثابت ہوئی تھی تو اس سے وہ حد نہ ہٹے گی اور اگر اس پر وہ حد ذمی گواہوں کی گواہی سے ثابت ہوئی تھی پھر وہ اسلام لے آیا تو اس پر وہ حد قائم نہ کی جائے گی ۵	بحرالرائق
۴۹	اگر صحیح العقل مرد نے مجنونہ عورت سے یا ایسی چھوٹی لڑکی سے زنا کیا جو قابلِ جماع ہو تو اس مرد پر خاصۃ (یعنی مجنونہ یا لڑکی پر نہیں صرف اس مرد پر) حد لازم ہوگی یہ حکم بالاجماع ہے ۶	ہدایہ
۵۰	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ کسی مرد نے سوئی ہوئی عورت سے زنا کیا تو اس مرد پر خاصۃ حد واجب ہوگی (سوئی ہوئی عورت پر حد لازم نہ ہوگی) ۷	محیط سرخسی
۵۱	(ا) اگر (نابالغ) بچہ یا مجنون شخص نے کسی ایسی عورت سے زنا کیا جو بالغہ ہے اور رضامند ہے تو اس بچہ یا مجنون پر بلا خلاف حد واجب نہ ہوگی اور کیا اس عورت پر حد لگائی جائے گی (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) ہمارے علماء کے قول کے بموجب اسے حد نہ لگائی جائے گی ۸ (ب) اگر اس (نابالغ یا مجنون) نے (نابالغ) بچی سے زنا کیا تو ان دونوں پر حد لازم نہ ہوگی - اور اس زانی پر اس کا حق مہر لازم ہوگا ۹	ذخیرہ
۵۲	اگر کسی (نابالغ) بچہ نے زنا کا اقرار کیا تو اس کے اقرار کی وجہ سے اس پر کچھ لازم نہ ہوگا ۱۰	ذخیرہ

اور مکلفہ میں سے کسی پر حد لازم نہ ہوگی اس لئے کہ زنا میں اصل فعل مرد کا ہے عورت اس کی تبع میں ہے اور اصل پر حد لازم نہ ہونے سے تبع پر بھی حد لازم نہ ہوگی اور عقر بھی لازم نہ ہوگا اور اگر مکلف شخص (یعنی عاقل بالغ مرد) نے غیر مکلفہ (یعنی نابالغ بچی یا مجنونہ) سے زنا کیا تو اس سے اس زانی مرد پر حد لازم ہوگی غیر مکلفہ پر حد لازم نہ ہوگی اور اگر کسی نابالغ بچہ نے نابالغ بچی سے زنا کیا یا اس نے کسی عورت پر جبر کرکے اس سے زنا کیا تو اس پر عقر لازم ہوگا - ماخوذ از درمختار ورد المختار ج ۳ صـ ۲۱۶ ملخصا - حکم نمبر ۱/۴۵۶ مع پہلا حاشیہ، ۵۲ تا ۵۵، ۶۰، ۶۱/۴۶۳، ۳/۴۷۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۹ حکم نمبر ۵۱، ۵۲/۴۶۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۱۰ حکم نمبر ۵۱ ا/۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لا یوجبه — الوطی موجب الحد وغیر موجب الحد	حوالہ
۴۶۳-۵۳	ولو زنیٰ صبی بامرأة بالغة فاذهب عذرتها وهی مکرهة فانه یضمن المهر بخلاف ما اذا کان مطاوعة	کذا فی الذخیرة
۵۴	واما الصبیة اذا دعت صبیاً الی نفسها فاذهب عذرتها فعلیه المهر	کذا فی الذخیرة
۵۵	والامة اذا دعت صبیا فزنیٰ بها ضمن المهر	کذا فی الذخیرة
۵۶	ولو مکنت نفسها من النائم لا یجب علیهما الحد	کذا فی محیط السرخسی
۵۷	من اکرهه السلطان حتی زنیٰ فلا حد علیه وکان ابو حنیفة اولا یقول یحد ثم رجع فقال لا یحد	کذا فی فتح القدیر
۵۸	وان اکرهه غیر السلطان قال ابو یوسف ومحمد لا یحد	کذا فی فتح القدیر
	وعلیه الفتویٰ	کذا فی السراجیة
۵۹	المرأة لو اکرهت فمکنت له تحد بالاجماع ومعنی المکرهة ان تکون مکرهة الی وقت الایلاج اما لو اکرهت حتی اضطجعت ثم مکنت قبل الایلاج کانت مطاوعة	کذا فی خزانة الفتاوی
۶۰	لو زنیٰ بکره بمطاوعة تحد المطاوعة عند ابی حنیفة	کذا فی فتح القدیر
۶۱	ثم الاصل ان الحد متی سقط عن احد الزانیین للشبهة سقط عن الآخر للشرکة کما اذا ادعی احدهما	

[1] جیساکہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھاہے کہ اس لئے کہ اس کی رضامندی کی وجہ سے اس کا حق ساقط ہوگیا یا اس لئے کہ اگر وہ بچہ ضامن قرار پائے تو اس کا ولی اس عورت سے لے گا جیساکہ اگر کوئی شخص بچہ کو کسی کام کا امر کرے اور اس کے اس کام کی وجہ سے بچہ پر تاوان پڑ جائے تو بچہ کا ولی امر کرنے والے سے لے گا پس بچہ کا ضامن قرار پانا فائدہ نہ دے گا۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری ج ۶ ص $\frac{429}{}$ (مترجم) [2] جیساکہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھاہے کہ جب کسی بچہ نے کسی بچی سے زنا کیا تو اسپر حد لازم نہیں اور اسپر مہر لازم ہے اور اس بچی کا اذن صحیح نہیں قرار پاتا۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری ج ۶ ص $\frac{429}{}$ ملخصا۔ نیز حکم نمبر $\frac{51}{463}$ و مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] جیساکہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھاہے کہ اس لئے کہ اس باندی کا امر کرنا اس کے آقا کے حق میں صحیح نہیں قرار پاتا ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری ج ۶ ص $\frac{429}{}$ (مترجم) [4] حکم نمبر $\frac{50، 51}{463}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] حکم نمبر $\frac{41}{469}$

دفعات شق نمبر	چوتھا باب - موجب حد اور غیر موجب حد وطی کے احکام موجب حد و غیر موجب حد وطی کا بیان	حوالہ
۲۶۳-۵۳	(د) اگر کسی (نابالغ) بچہ نے بالغ عورت سے زنا کیا اور اس کا پردہ بکارت زائل کر دیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس عورت سے وہ زنا جبراً ہوا ہو تو وہ بچہ اس کے حق مہر کا ضامن ہوگا (ب) اور اس حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے جب کہ وہ زنا اس عورت کی مرضی سے ہوا ہو (یعنی پھر وہ بچہ اس عورت کے حق مہر کا ضامن نہ ہوگا) ۱	ذخیرہ
۵۴	اور (نابالغ) بچی نے جب کسی اور (نابالغ) بچہ کو زنا کی دعوت دی تو اس نے اس کا پردہ بکارت زائل کر دیا تو اس پر اس بچی کا حق مہر لازم ہے ۲	ذخیرہ
۵۵	باندی نے جب کسی (نابالغ) بچہ کو زنا کی دعوت دی پس اس نے اس باندی سے زنا کیا تو وہ حق مہر کا ضامن ہوگا ۳	ذخیرہ
۵۶	اگر کسی عورت نے سوئے ہوئے مرد کو اپنے اوپر (زنا کے لئے) قابو دیا (یعنی اس عورت نے سوئے ہوئے مرد سے زنا کیا) تو ان دونوں پر حد واجب نہ ہوگی ۴	محیط سرخسی
۵۷	(د) جس آدمی نے سلطان کے مجبور کرنے سے زنا کیا تو اس پر حد لازم نہیں ہے (ب) امام ابو حنیفہؒ کا قول (مذکورہ صورت کے متعلق) پہلے یہ تھا کہ اس آدمی پر حد لگائی جائے گی پھر آپ نے اس قول سے رجوع کر لیا اور (آپ نے اپنے فیصلہ میں) یہ کہا کہ اس آدمی پر حد نہیں لگائی جائے گی ۵	فتح قدیر
۵۸	(د) اگر کسی آدمی نے سلطان کے علاوہ کسی دوسرے کے مجبور کرنے سے (زنا کا ارتکاب) کیا تو امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اس آدمی پر حد نہ لگائی جائے گی۔ (ب) اور اسی (مذکورہ) حکم پر فتویٰ ہے ۶	فتح قدیر سراجیہ
۵۹	عورت پر اگر (زنا کے لئے) جبر کیا گیا حتیٰ کہ اس نے اپنے آپ پر قابو دے دیا تو اس عورت پر بالاجماع حد لازم نہ ہوگی اور عورت پر زنا کے جبر کا مفہوم یہ ہے کہ اس پر دخول ہونے تک جبر کیا گیا اور اگر اس پر جبر کیا گیا حتیٰ کہ وہ لیٹ گئی اور اس عورت نے دخول سے پہلے زنا کے لئے قابو دے دیا تو زنا کے لئے رضامند قرار پائے گی ۷	خزانۃ المفتاوی
۶۰	اگر مرد پر (زنا کے لئے) جبر کیا گیا تو اس نے (زنا کے لئے) رضامند عورت سے زنا کیا تو امام ابو حنیفہ رحؒ کے ہاں اس رضامند عورت پر حد لازم ہوگی ۸	فتح قدیر
۶۱	پھر قاعدہ یہ ہے کہ (د) زنا کا ارتکاب کرنے والے (فاعل اور مفعول) دونوں میں سے جب کسی ایک سے بوجہ شبہ (زنا کی) حد ساقط ہو جائے تو دوسرے سے بھی بوجہ شرکت حد ساقط ہو جاتی ہے۔ مثلاً اگر دونوں میں سے کسی ایک	

مع حاشیہ ۵۸، ۵۹ / ۲۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶ حکم نمبر ۵۷، ۵۹ / ۲۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷ حکم نمبر ۱۱ / ۲۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۸ حکم نمبر ۶۹ تا ۷۱ / ۲۶۹ مع حاشیہ نیز حکم نمبر ۸۰ / ۲۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لا یوجبه — الوطی موجب الحد وغیر موجب الحد	حوالہ
۴۶۳-	النکاح والآخر ینکر ومتی سقط لقصور الفعل فان کان القصور من جهتها سقط الحد عنها ولم یسقط عن الرجل کما اذا کانت صغیرة یجامع مثلها او مجنونة او مکرهة او نائمة وان کان القصور من جهته سقط عنهما جمیعا	کذا فی السراج الوهاج
۶۲	اذا وطی الرجل ام ولد ابنه فقال علمت انها علی حرام لا حد علیه	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶۳	ولو تزوج الرجل بامرأة ابیه بعد موت الاب فولدت منه قال الفقیه ابو بکر البلخی ان اقر بالوطء اربع مرات فی مجالس مختلفة حد اجمیعا ولا یثبت نسب الولد وقال الفقیه ابو اللیث هذا قول ابی یوسف ومحمد وبه نأخذ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶۴	رجل زنی بامرأة میتة اختلفوا فیه قال اهل المدینة حد وقال اهل البصرة یعزر ولا یحد وقال الفقیه ابو اللیث وبه نأخذ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶۵	رجل زنی بجاریة مملوکة وقتلها بالجماع ذکر فی الاصل ان علیها قیمتها ولم یذکر فیه خلافا وذکر ابو یوسف فی الامالی عن ابی حنیفة ان علیه قیمتها والحد ایضا وقال ابو یوسف علیه القیمة ولا حد علیه وهو الصحیح	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶۶	ولو زنی بالحرة فقتلها به یجب الحد مع الدیة بالاجماع	کذا فی التبیین
۶۷	ولو زنی رجل بحرة ثم قتلها خطأ حتی وجبت الدیة یجب الحد لانهما وجبا بسببین مختلفین	کذا فی الظهیریة

۱؎ حکم نمبر ۲۶، ۴، ۶ / ۴۶۱ ، ۲، ۳۱ / ۴۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱۱، ۳۳ ب / ۴۶۱ ، ۴۹، ۵۹ / ۴۶۳ ، ۹۱ / ۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۲ / ۴۵۸ ، ۳۳ ج / ۴۶۱ ، ۵۱ / ۴۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۳ / ۴۵۸ ، ۵، ۲۲ / ۴۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۱۹، ۳۲ / ۴۶۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶؎ جیسا کہ درمختار میں ہے کہ جس نے مردہ عورت سے زنا کیا اسے تعزیر لگائی جائے گی۔ ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۳ ص ۲۶۳ (مترجم) ۷؎ حکم نمبر ۶۹ / ۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ (مترجم) ۸؎ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ دیت اس مال کو کہتے ہیں جو قتل کے بدل میں لازم ہو اور قتل سے کم جنایت پر جو مالی تاوان لازم ہو وہ

دفعات شق نمبر	چوتھا باب۔ موجب حد اور غیر موجب حد وطی کے احکام — موجب حد وغیر موجب حد وطی کا بیان	حوالہ
۴۶۳-	نے نکاح کا دعوی کیا اور دوسرے نے نکاح کا انکار کیا تو حد دونوں سے ساقط ہو جائے گی ؎۱ (ب) اور اگر زنا کی حد اس فعل میں قصور (یعنی کمی) کی وجہ سے ساقط ہو جائے تو اگر وہ قصورِ فعل عورت کی جانب سے ہو تو عورت سے حد ساقط ہوگی مرد سے ساقط نہ ہوگی مثلاً کسی مرد نے ایسی چھوٹی (یعنی نابالغ) بچی سے زنا کیا کہ اس جیسی سے جماع کیا جا سکتا ہے یا کسی نے مجنونہ عورت سے زنا کیا یا جبر کردہ شدہ عورت سے یا سوئی ہوئی عورت سے زنا کیا تو (ان صورتوں میں اس عورت سے حد ساقط ہوگی مرد سے ساقط نہ ہوگی) ؎۲ اور اگر قصورِ فعل مرد کی جانب سے ہو تو (فاعل اور مفعول) دونوں سے حد ساقط ہو جائے گی ؎۳	سراج وہاج
۶۲	جب کسی آدمی نے اپنے بیٹے کی ام ولد سے وطی کی اور یہ کہا کہ "میں جانتا تھا کہ وہ مجھ پر حرام ہے"، تو اس پر حد لازم نہ ہوگی ؎۴	قاضیخان
۶۳	اگر کسی آدمی نے اپنے باپ کی بیوی سے باپ کی وفات کے بعد نکاح کر لیا پھر اس عورت نے اس آدمی سے بچہ جنا تو اس کے (حکم کے) متعلق فقیہ ابو بکر بلخیؒ نے کہا ہے کہ اگر اس آدمی نے اس عورت سے جماع کا اقرار چار بار چار مختلف مجلسوں میں کیا تو دونوں پر حد لگائی جائے گی اور اس بچہ کا نسب ثابت نہ ہوگا اور فقیہ ابو اللیثؒ نے کہا ہے کہ یہ قول امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا ہے اور ہم اسی قول کو اختیار کرتے ہیں ؎۵	قاضیخان
۶۴	کسی مرد نے مردہ عورت سے زنا کیا تو اس کے حکم میں اختلاف ہے۔ (ا) اہل مدینہ کا قول یہ ہے کہ اسے حد لگائی جائے گی (ب) اہل بصرہ کا قول یہ ہے کہ اسے تعزیر لگائی جائے گی اور حد نہ لگائی جائے گی (ج) اور فقیہ ابو اللیثؒ کا قول ہے کہ ہم اسی قول (یعنی اہل بصرہ کے قول) کو اختیار کرتے ہیں ؎۶	قاضیخان
۶۵	کسی مرد نے کسی کی مملوکہ باندی سے زنا کیا اور جماع سے اسے مار ڈالا تو اس کے حکم کے متعلق (ا) الاصل میں مذکور ہے کہ اس پر اس باندی کی قیمت لازم ہے اور اس میں کچھ اختلاف مذکور نہیں (ب) امام ابو یوسفؒ نے الامالی میں امام ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے کہ اس پر اس باندی کی قیمت اور (زنا کی) حد بھی لازم ہے (ج) اور امام ابو یوسفؒ کا قول یہ ہے کہ اس پر اس باندی کی قیمت لازم ہے اور اس پر (زنا کی) حد لازم نہیں ہے اور یہی حکم صحیح ہے ؎۷	قاضیخان
۶۶	اگر کسی مرد نے کسی آزاد عورت سے زنا کیا اور جماع سے اسے مار دیا تو اس پر (زنا کی) حد اور (قتل کی) دیت ؎۸ (یعنی تاوان کی ادائیگی) واجب ہوگی۔ اس پر اجماع ہے۔	تبیین
۶۷	اگر کسی آزاد مرد نے کسی آزاد عورت سے زنا کیا پھر اسے خطاءً قتل کر دیا حتی کہ اس پر (اس قتل خطا کی وجہ سے) دیت واجب ہوئی تو اس مرد پر حد بھی واجب ہوگی اس لئے کہ یہ دونوں سزائیں (یعنی دیت اور حد اسپر) دو مختلف اسباب سے واجب ہوئی ہیں۔	ظہیریہ

؎۸ ارش ہے۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۲ ص۲۴ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لا یوجبه — الوطی موجب الحد وغیر موجب الحد	حوالہ
۲۶۳/م-۶۸	ان وطی اجنبیة فیما دون الفرج لا یحد لعدم الزنا ویعزر	کذا فی الکافی
۶۹	ولو وطی امرأة فی دبرها او لاط بغلام لم یحد عند ابی حنیفة ویعزر ویودع فی السجن حتی یتوب وعندهما یحد حد الزنا فیجلد ان لم یکن محصنا ویرجم ان کان محصنا ولو فعل هذا بعبده او امته او بزوجته بنکاح صحیح او فاسد لا یحد اجماعا	کذا فی الکافی
	ولو اعتاد اللواطة قتله الامام محصنا کان او غیر محصن	کذا فی فتح القدیر

۱؎ اس لئے کہ زنا کی حد فرج میں دخول سے ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۵۸ ، ۱/۴۵۹ ، ۲/۴۶۲ ملاحظہ ہوں۔ اور البحر الرائق میں ہے کہ اجنبیہ کی قید سے مستفاد یہ ہے کہ اپنی بیوی یا باندی سے فرج کے علاوہ میں جماع کی صورت میں (زنا کی) حد واجب نہ ہونا بطریق اولی ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ صـ۱۷ نیز حکم نمبر ۵۹،۴/۴۶۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ یہ ایسا منکر فعل ہے جس کے متعلق کوئی مقررہ (سزا دینے کا) حکم نہیں ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صـ۲۳۸ (مترجم) ۳؎ البحر الرائق میں ہے کہ عورت کے دبر میں وطی کرنا بھی لواطت ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ صـ۱۶ (مترجم) ۴؎ جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے ہاں (اس میں (زنا کی) حد اس لئے نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاں اس کی سزا کے متعلق آگ میں جلا دینے، دیوار سے گرا دینے یا اونچی جگہ سے الٹا پھینک کر پتھر مارنے وغیرہ کی سزا کا اختلاف ہے (اور زنا کی سزا میں ایسا اختلاف نہیں ہے) نیز اس میں (زنا کی) حد اس لئے بھی نہیں کہ اس میں زنا کا معنی نہیں پایا جاتا کیونکہ اس میں ولد کا ضیاع، نسب کا اشتباہ اور مفعول کی جانب داعی وطی نہیں ہے البتہ تعزیرا سزا ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صـ۲۳۸، صـ۲۴۰ نیز حکم نمبر ۶۸/۴۶۳ ، ۶۹ج/۴۶۳ مع حاشیہ، ۳۱/۴۶۷ ملاحظہ ہوں۔ نیز فتاوی قاضیخان میں ہے کہ لواطت میں مفعول بہ بالغ ہو تو اس پر بھی امام ابو حنیفہ رح کے ہاں تعزیرا اور صاحبین رح کے ہاں حد ہے اور اگر مفعول بہ بچہ (یعنی نابالغ) ہو تو اس مفعول بہ پر کچھ لازم نہیں۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری ج ۳ صـ۴۸۰ (مترجم) ۵؎ کوڑوں کی سزا کے متعلق حکم نمبر ۳۰/۴۶۲ محصن کے متعلق حکم نمبر ۲ تا ۱۹/۴۶۲ اور رجم کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۶۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶؎ اور اس صورت کے متعلق در مختار میں ہے کہ اس پر تعزیر ہوگی ماخوذ از در مختار ج ۳ صـ۲۱۴ وکذا فی البحر الرائق ج ۵ صـ۱۷ اور در مختار و رد المحتار میں ہے کہ اگر کسی مرد نے اپنی بیوی یا باندی کو اپنے ذکر سے کھیلنے دیا جس سے اس مرد کو انزال ہو گیا تو اس سے اس پر حد یا تعزیر یا گناہ میں سے کچھ لازم نہ ہوگا البتہ مکروہ تنزیہی ہے۔ اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اس سے پیٹ یا بغل سے عمل کیا اور اسے انزال ہو گیا۔ نیز لکھا ہے کہ اگر کسی نے اپنی بیوی یا باندی کے ہاتھ کے عمل سے منی نکلوائی تو اس کا جواز ہے نیز لکھا ہے کہ اگر کسی نے اپنے ہاتھ کے عمل سے منی نکالی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر بغرض جلب شہوت یعنی محض شہوت رانی کے لئے کیا تو اس میں تعزیر ہے اور اگر اس کی بیوی یا باندی نہیں ہے اور اس نے غلبہ شہوت کی تسکین کے لئے ایسا کیا تو اس پر اس کا وبال نہ ہونے کی امید ہے اور اگر اس نے زنا کے خوف سے ایسا کر دیا تو ایسا کرنا واجب قرار پاتا ہے۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ صـ۲۱۵۔ حکم ۸۴، ۸۵/۲۶۹ ، ۶۲/۴۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب ۔ موجب حد اور غیر موجب حد وطی کے احکام موجب حد و غیر موجب حد وطی کا بیان	حوالہ
۶۳ ۴ ۔ ۶۸	اگر کسی آدمی نے اجنبیہ (یعنی اس کے لئے غیر حلال) عورت سے فرج کے علاوہ میں جماع کیا تو زنا متحقق نہ ہونے کی وجہ سے (زنا کی) حد نہ لگائی جائے گی۔ ۱؎ اور اسے تعزیر لگائی جائے گی ۲؎	کافی
۶۹	(و) اگر کسی آدمی نے کسی عورت کے دبر میں ۳؎ وطی کی یا لڑکے سے لواطت کی (یعنی لڑکے کے دبر میں وطی کی) تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اسے (زنا کی) حد نہ لگائی جائے گی البتہ اسے تعزیر لگائی جائے گی اور اسے قید خانہ میں رکھا جائے گا حتی کہ وہ توبہ کرے ۴؎ اور صاحبینؒ (یعنی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کے ہاں اسے زنا کی حد لگائی جائے گی۔ پس اگر وہ محصن نہیں ہے تو اسے کوڑوں کی (مقررہ) سزا دی جائے گی اور اگر وہ محصن ہے تو اسے رجم کیا جائے گا ۵؎ (ب) اور اگر کسی نے مذکورہ فعل (یعنی لواطت) اپنے غلام سے یا اپنی باندی سے یا اپنی بیوی سے کیا جو اس کے صحیح یا فاسد نکاح میں ہے تو بالاجماع اسے (زنا کی) حد لگائی جائے گی ۶؎	کافی
	(ج) اگر کوئی آدمی لواطت (یعنی دبر میں وطی) کرنے کا عادی ہو جائے۔ تو امام وقت (یعنی حاکم مجاز) اسے (تعزیراً) قتل کرنے کا حکم دے سکے گا۔ خواہ محصن ہو یا غیر محصن ہو ۷؎	فتح قدیر

۷؎ جیسا کہ البحر الرائق میں ہے اور لکھا ہے کہ قتل کا حکم اس حدیث کی بنا پر ہے جس میں اس فعل کے مرتکب فاعل اور مفعول دونوں کے قتل کا حکم ہے اور یہ حکم سیاسۃ ہے یا استحلال سمجھنے والے پر محمول ہے اور الزیلعی نے کہا ہے کہ اگر امام وقت (یعنی حاکم مجاز) عادی لوطی کے قتل کرنے میں مصلحت جانے تو اسے اس کا قتل کرانا جائز ہے۔ نیز لکھا ہے کہ لواطت عقلاً و شرعاً اور طبعاً حرام ہے اور زنا حرام ہے مگر طبعاً نہیں پس لواطت کی حرمت شدید ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی قباحت کے ذکر میں فرمایا کہ "مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ" اور فرمایا کہ "كَانَتْ تَعْمَلُ الْخَبَائِثَ" (یعنی قوم لوط سے پہلے لواطت کے قبیح فعل کو کسی نے نہ کیا تھا۔ قوم لوط یہ فعل خبیث کرنے لگی) اور امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اس فعل پر حد واجب نہ ہونا اس جرم کو خفیف قرار دینے کی وجہ سے نہیں بلکہ اس پر حد لازم ہونے کی عدم دلیل کی وجہ سے ہے۔ اور اسلئے کہ بعض کے ہاں حد پاک کنندہ ہے اور یہ جرم غلیظ تر ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۱۹، ص ۱۷ جیسا کہ بعض دیگر گھناؤنے گناہ مثلاً یمین غموس (یعنی گذرے ہوئے واقعہ پر جھوٹی قسم کھانے) میں کفارہ کی بجائے توبہ و استغفار ہی ہے اور در مختار و رد المحتار میں ہے کہ لواطت کے عادی کو امام وقت (یعنی حاکم مجاز) سیاسۃ قتل کر سکتا ہے اور لکھا ہے کہ لواطت کے عادی کے لئے سزا امام وقت کی رائے پر ہے کہ وہ اسے قید کر دے یا مار کی سزا دے یا قتل کرا دے۔ نیز لکھا ہے کہ دو بار کی لواطت سے بظاہر اس جرم کا تکرار متحقق ہو جاتا ہے۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۱۵ نیز رد المحتار میں ہے کہ سیاسۃ حکم ہر جنایت پر ہو سکتا ہے مثلاً امام وقت (یعنی حاکم مجاز) ایسے بدعتی کے قتل کا حکم سیاسۃ دے سکتا ہے جس سے اس کی بدعت کے پھیل جانے کا خدشہ ہو خواہ اس میں کفر کا فتویٰ نہ دیا گیا ہو جیسا کہ التمہید میں ہے۔ نیز بحوالہ البحر لکھا ہے کہ سیاسۃ حکم بظاہر حاکم مجاز کا ایسا فعل ہے جو اس نے مصلحتاً کیا ہو اگرچہ اس فعل پر جزئی دلیل نہ ہو اور بحوالہ حاشیہ مسکینؒ عن الحمویؒ لکھا ہے کہ سیاست کی دو قسمیں ہیں۔ سیاست ظالمہ اور سیاست عادلہ سیاست ظالمہ کو شریعت حرام قرار دیتی ہے اور سیاست عادلہ ظلم کو دفع کرنے، اہل فساد کو ڈرانے اور شریعت کے مقاصد پانے کے لئے ہے۔ نیز صاحب رد المحتار نے لکھا ہے کہ بظاہر سیاسۃ اور تعزیراً مترادف ہیں اور تعزیر سیاست کو متکفل ہے۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۰۳، ص ۲۰۴۔ نیز تعزیراً قتل کی سزا کے متعلق حکم نمبر ۲۰ب/۳۶۲، ۵،۴/۳۶۷، ۳/۴۷۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لایوجبہ — الوطی موجب الحد وغیر موجب الحد	حوالہ
۶۳/۴-۷۰	لاحد علی واطی البھیمۃ عندنا	کذا فی الکافی
۷۱	ومن زفت الیہ غیر امرأتہ وقالت النساء انھا زوجتک فوطئھا لاحد علیہ وعلیہ المھر لان الانسان لایمیز بین امرأتہ وبین غیرھا فی اول الوھلۃ الا بالاخبار وخبر الواحد یکفی فی امور الدین وفی المعاملات ولھذا اذا جاءت جاریۃ وقالت بعثنی مولائی الیک ھدیۃ یحل وطؤھا اعتمادا علی قولھا ویثبت نسب الولد ان جاءت بہ المزفوفۃ وتجب علیھا العدۃ ولا یحد قاذفہ	ھکذا فی غایۃ البیان

[1] چوپایہ سے وطی کے متعلق حکم نمبر ۸۳/۲۶۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہو اور ہدایہ میں ہے کہ اگر کسی آدمی نے چوپایہ سے وطی کی تو اس پر حد لازم نہیں ہے اس لئے کہ اس میں زنا کا مفہوم نہیں پایا جاتا (حکم نمبر ۶۸/۶۳/۴ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو) نیز طبع سلیم اس سے نفرت کرتی ہے اسی لئے چوپایہ کے فرج کا ستر واجب نہیں ہے البتہ چوپایہ سے وطی کی صورت میں تعزیر ہے اور اس چوپایہ کا ذبح کر دینا قطع التحدث (یعنی اس کے متعلق گفتگو ختم کرنے) کے لئے ہے اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ چوپایہ سے وطی کی صورت میں حد لازم نہ ہونے کی روایت بھی ہے اور واطی اور اس جانور کو قتل کر دینے کی روایت بھی اور چوپائے کے قتل کا حکم قرینہ ہے کہ یہ حکم سیاسۃ ہے (یعنی حد لازم نہیں ہے اور تعزیر ہے) نیز لکھا ہے کہ قطع التحدث کا مفہوم یہ ہے کہ تاکہ اس چوپایہ کے باقی رہنے کی صورت میں اس آدمی کو عار لانا ختم ہو۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ مع حاشیہ ص ۲۴۰، ۲۴۱ ملخصا وھکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۱۷ اور درمختار ورد المحتار میں ہے کہ چوپایہ سے وطی کرنے والے پر (زنا کی) حد لازم نہ ہوگی بلکہ اس پر تعزیر ہوگی اور قطع التحدث کے لئے یہ کیا جائے گا کہ اگر وہ جانور (اس کا اپنا ہے اور) ایسا ہے کہ اس کا گوشت نہیں کھایا جاتا تو اسے ذبح کر کے جلا دیا جائے گا۔ البتہ ایسا کرنا واجب نہیں ہے۔ اور اس جانور سے خواہ زندہ ہو یا مردہ کوئی فائدہ حاصل کرنا مکروہ ہے۔ اور اگر وہ جانور ایسا ہے کہ اس کا گوشت کھایا جاتا ہے تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اسے ذبح کر کے کھانا جائز ہے (چنانچہ فتاوی عالمگیری میں بحوالہ خزانۃ الفتاوی لکھا ہے کہ (وطی کے) اس فعل سے اس حلال جانور کا (گوشت) کھا لینا حرام نہیں قرار پاتا۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۵ ص ۳۶۱) اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں پھر بھی (ذبح کر کے) جلا دینے کا حکم ہے اور اگر وہ جانور اس سے وطی کرنے والے کے علاوہ کسی اور کا ہو تو اس چوپایہ کے مالک سے مطالبہ کیا جائیگا کہ وہ قیمت لیکر وطی کرنے والے کو دے دے تاکہ پھر وہ اسے ذبح کر دے فقہاءؒ نے یوں ہی کہا ہے۔ اور مالک سے مذکور مطالبہ مندوب ہے جبرا نہیں ہے ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۱۳، ص ۲۱۴ اور رد المحتار میں بطور تنبیہ لکھا ہے کہ اگر کسی عورت نے (کسی چوپایہ کو مثلا) بندر کو اپنے اوپر قابو دیا اور اس نے اس سے وطی کی تو اس کا حکم بھی چوپایہ سے وطی کرنے کے حکم کی طرح ہے یہ جوہرہ میں ہے یعنی اس میں حد نہیں اور تعزیر ہے اور گفتگو کی طوالت کو ختم کرنے کے لئے تقاضائے علت یہی ہے کہ اس بندر کو ذبح کر دیا جائے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۱۴۔ حکم نمبر ۷۱/۶۳/۴، ۵۷،۴۵/۶۷/۴ ملاحظہ ہو [2] اس حکم میں جمع کا صیغہ ہے کہ "عورتوں نے یوں کہا" اور اس کے متعلق درمختار ورد المحتار میں ہے کہ "اسے کہا گیا" (یعنی خواہ خبر واحد ہی ہو) اور لکھا ہے کہ جن امور میں عورتوں کے قول پر عمل کیا جاتا ہے ان میں خبر واحد کفایت کر جاتی ہے ماخوذ

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب - موجب حد اور غیر موجب حد وطی کے احکام موجب حد وغیر موجب حد وطی کا بیان	حوالہ
۴۲۳-۷۰	چوپایہ سے وطی کرنے والے پر ہمارے ہاں حد لازم نہیں ہے [1]	کافی
۷۱	(الف) اگر کسی آدمی کو زفاف (یعنی اس کے پاس دلہن بھیجنے) میں اس کی عورت کے علاوہ کوئی اور عورت بھیج دی گئی اور عورتوں [2] نے یوں کہا کہ "یہ تیری بیوی ہے" پس اس نے اس سے وطی کی تو اس آدمی پر حد لازم نہیں [3] ہے اور اس پر حق مہر لازم ہے۔ اس لئے کہ انسان ملاقات کے پہلے مرحلہ میں [4] اپنی (دلہن) بیوی اور اس کے غیر میں تمیز نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ اسے کوئی خبر دے اور امور [5] دین اور معاملات میں خبر واحد کفایت کر جاتی ہے۔ اسی لئے (مثلاً) جب کسی باندی نے آ کر (کسی آدمی سے) یوں کہا کہ "میرے آقا نے مجھے تیری طرف تحفۃً بھیجا ہے" تو اس کے قول پر اعتماد کرتے ہوئے اس آدمی کے لئے اس باندی سے وطی کرنا حلال ہوگا [6] (ب) پھر اگر زفاف میں بھیجی ہوئی (اس غیر عورت) نے (اس وطی کے نتیجہ میں) بچہ جنا تو اس کی نسب ثابت ہوگی۔ اس عورت پر عدت واجب ہوگی اور اس پر قذف کرنے (یعنی زنا کی تہمت لگانے) والے پر حد قذف لازم نہ ہوگی۔	غایۃ البیان

[1] در مختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۱۴ اور جیسا کہ اس حکم میں مابعد میں ہے (مترجم) [2] جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس نے دلیل پر اعتماد کیا ہے اور وہ دلیل وہ خبر ہے جو اسے موضع اشتباہ میں دی گئی۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۳۶ حکم نمبر ۷۴/۴۲۳ ملاحظہ ہو۔ البتہ رد المحتار میں بطور تنبیہ لکھا ہے کہ (متون کے اس حکم میں خبر دینے کا ذکر ہے اور) اس کا مقتضی یہ ہے کہ (مذکورہ صورت میں) حد تب ساقط ہوتی ہے جبکہ زفاف میں اسے خبر دی جائے کہ یہ تیری بیوی ہے۔ اور اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اگر وہ دلہن کو نہیں پہچانتا تو جب تک کوئی اسے خبر نہ دے کہ یہ تیری بیوی ہے اس کے لئے اس سے وطی حلال نہ ہو۔ اور اس میں حرج عظیم ہے اور یہ عمل عامہ کے خلاف بھی ہے۔ پھر لکھا ہے کہ میں نے خانیہ میں لکھا دیکھا ہے کہ "کسی آدمی کے ہاں زفاف میں اس کی بیوی کے علاوہ کوئی اور عورت بھیج دی گئی اور اس نے اس سے قبل بیوی کو نہ دیکھا تھا۔ پس اس نے اس سے وطی کی تو اس پر حق مہر لازم ہے حد لازم نہیں ہے" اس سے بظاہر یہی حکم ہے کہ حد ساقط ہونے کے لئے خبر دینا شرط نہیں ہے۔ اور اس سے زیادہ ظاہر حکم الکافی للحاکم الشہیدؒ میں ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ کسی آدمی نے نکاح کیا اور زفاف میں اسے کوئی اور عورت بھیج دی گئی پس اس نے اس سے وطی کی تو اس پر حد لازم نہیں اور اس پر قذف کرنے والے پر حد قذف بھی نہیں اور اگر کسی آدمی نے کسی عورت سے بدکاری کی (یعنی زنا کیا) اور یہ کہا کہ "میرے ظن میں وہ میری بیوی تھی" تو اس پر حد لازم ہے (حکم نمبر ۷۳/۴۲۳ ملاحظہ ہو) اسلئے کہ یہ صورت الگ ہے اور زفاف میں شبہ جگہ پاتا ہے الخ اور اسپر صاحب رد المحتار نے یہ لکھا ہے کہ مذکورہ حکم صریح ہے کہ حد ساقط ہونے کیلئے نفس زفاف شبہ ہے خواہ یہ خبر نہ دی جائے کہ یہ تیری بیوی ہے کیونکہ الکافی کتب ظاہر الروایت کی جامع ہے پس متون کی مذکورہ روایت بظاہر ایک دوسری روایت ہے یا وہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب اسکے دلہن ہونے کا کوئی قرینہ ظاہرہ مثلاً اسکے پاس عورتوں کے جمع ہونے یا کسی عورت کا دلہن کو اسکے پاس پہنچانے وغیرہ کا ایسا قرینہ نہ ہو جو خبر دینے سے بڑھکر ہوتا ہے اور جب کوئی ایسا قرینہ نہ ہو تو پھر (دفع حد کیلئے) خبر کا ہونا ضروری ہے۔ مثلاً کسی آدمی نے کسی عورت سے نکاح کیا اور وہ اسکے پاس نہ پہنچائی گئی، پھر عرصہ بعد اسکے گھر ایک (اجنبیہ) عورت داخل کی گئی اور اسے علم نہیں کہ یہ وہی ہے جس سے اسکا نکاح ہوا تھا یا کوئی اور ہے اور اسکا ظن غالب یہ ہے کہ یہ وہی ہے پس اس نے اس سے وطی کی تو (حد ساقط ہونے کے لئے) یہ ضروری ہے کہ اسے یہ خبر دی جائے کہ "یہ تیری بیوی ہے" ورنہ اسپر حد لازم ہوگی۔ ھذا ما ظھر لی واللہ اعلم بالصواب ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۱۴ کذا فی حاشیہ شرح وقایہ مع عمدۃ الرعایۃ اور لکھا ہے کہ رد المحتار کی (مذکورہ) تنقیح حسن ہے۔ ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ مع عمدۃ الرعایۃ ج ۲ ص ۲۶۱ حکم نمبر ۸۲/۴۲۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] اور قدیمہ بیوی کے متعلق حکم نمبر ۲/۴۲۳ نیز حکم نمبر ۳/۴۲۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ۷/۲۲۷ کے تیسرے حاشیہ کا "ج" ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر ۷۵/۴۲۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [6]

دفعات و متن نمبر	الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ — الوطی موجب الحد وغیر موجب الحد	حوالہ
۴۶۳-۴۲	رجل وجد علی فراشہ فی لیلۃ مظلمۃ امرأۃ ولہ امرأۃ قدیمۃ فجامع التی وجدھا فی فراشہ وقال ظننت انہا امرأتی قالوا لا یقبل قولہ وعلیہ الحد	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۳	قال ابو حنیفۃؒ لو ان رجلا وجد فی بیتہ امرأۃ فوطئہا وقال ظننتہا امرأتی فعلیہ الحد ولو کان اعمی	کذا فی السراج الوہاج
۴۴	ولو ان الاعمی دعا امرأتہ فاجابتہ امرأۃ غیرھا فجامعہا قال محمدؒ علیہ الحد ولو اجابتہ فقالت انا فلانۃ تعنی امرأتہ فجامعہا لا یحد ولو کان بصیرا لا یصدق علی ذلک	کذا فی فتاوی قاضیخان

سلہ مذکورہ صورت میں نئی دلہن ہو تو اس کے متعلق حکم نمبر ۴۶۳/۱ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۴۶۳/۷۳، ۴۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) سلہ چنانچہ فتاوی قاضیخان میں مزید لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس نے ایسی صورت میں اشتباہ کا دعوی کیا جس میں بظاہر اشتباہ نہیں ہوتا۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری ج ۳ صـ۴۷ اور ہدایہ میں ہے کہ اس لئے کہ طول صحبت کے بعد اشتباہ نہیں رہتا پس اسکا ظنِ غالب دلیل پر مبنی نہیں۔ نیز اسلئے کہ کبھی اس کے بستر پر اس کی بیوی کے علاوہ اس کے گھر میں رہنے والے لوگوں میں سے کوئی سو جاتا ہے اور حاشیہ میں ہے کہ محض اس کے بستر پر سو جانا دلیل شبہ نہیں پس حد لازم ہے۔ ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۲ صـ۲۳۸ ۔ اور رد المحتار میں ہے کہ جب اندھیری رات میں یہ حکم ہے تو دن ہونے کی صورت میں حد بطریق اولی لازم ہوگی۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صـ۲۱۳ (مترجم) سلہ جیساکہ ہدایہ، درمختار میں ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اندھا ہونے کی صورت میں اس کیلئے ممکن تھا کہ وہ سوال وغیرہ کرکے تمیز کرے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صـ۲۳۸ و درمختار مع رد المحتار ج ۳ صـ۲۱۳ اور رد المحتار میں ہے کہ درمختار میں مندرجہ حکم ہی متون او شروح میں مذکورہ ہے۔ اور تتارخانیہ میں اس حکم کو المنتقی اور الاصل سے منسوب کیا ہے۔ لیکن بعد میں بحوالہ ظہیریہ لکھا ہے کہ کسی آدمی نے اندھیری رات میں کسی عورت کو اپنے گھر میں پایا پس اس سے وطی کی اور کہا کہ میرا گمان غالب یہ تھا کہ "وہ میری بیوی ہے" تو اسپر حد لازم نہ ہوگی اور مذکورہ صورت دن میں پیش آئی تو اسے حد لگائی جائے گی۔ اور الحاوی میں ہے کہ امام ذفرؒ نے امام ابو حنیفہ رحہ سے روایت کیا ہے کہ اگر کسی آدمی نے اپنے کمرہ یا اپنے گھر میں کسی عورت کو پایا (اس سے وطی کی) اور یہ کہا کہ میرا گمان غالب یہ تھا کہ وہ میری بیوی ہے" تو اگر یہ صورت دن میں پیش آئی تو اسے حد لگائی جائے گی اور اگر یہ صورت رات کو پیش آئی تو اسے حد نہ لگائی جائیگی اور امام ابو یوسفؒ یعقوبؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے کہ مذکورہ صورت میں دن ہو یا رات اسے حد لگائی جائے گی (حکم نمبر ۴۶۳/۴۲ مع دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو) اور فقیہ ابو اللیثؒ نے کہا ہے کہ امام ذفرؒ کی روایت کو اختیار کیا جائیگا اور پھر صاحب رد المحتار نے لکھا ہے کہ اس کا متقضا یہ ہے کہ مذکورہ صورت میں اگر وہ آدمی اندھا ہو تو رات ہو یا دن اسے حد نہ لگائی جائے گی۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صـ۲۱۳ ۔ نیز حکم نمبر ۴۶۳/۷۱، ۴۲، ۴۱، ۷ ، ۴۶۴/۸۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) سلہ چنانچہ درمختار میں ہے کہ اگر کسی نابینا نے اپنی بیوی کو بلایا تو غیر عورت نے اسے یہ کہکر جواب دیا کہ میں تیری بیوی ہوں یا میں فلانہ ہوں یعنی اس کی بیوی کا نام لیا اور اس نابینا نے اس سے وطی کی تو حد لازم نہ ہوگی اس لئے خبر دینا شرعی دلیل ہے۔ اور اگر اس عورت

دفعات شق نمبر	چوتھا باب - موجب حد اور غیر موجب حد وطی کے احکام — موجب حد و غیر موجب حد وطی کا بیان	حوالہ
۲۹۳-۷۲	کسی آدمی نے اندھیری رات میں اپنے بستر پر کسی عورت کو پایا در آنحالیکہ اس کی بیوی قدیمہ ہے [1] پس اس نے اس عورت سے وطی کی جسے اپنے بستر پر پایا اور یہ کہا کہ "میرا ظنِ غالب یہ تھا کہ وہ میری بیوی ہے"، تو اسکے متعلق) فقہاءؒ نے کہا ہے کہ اس کا (مذکورہ) قول قبول نہ کیا جائے گا اور اس پر حد لازم ہوگی [2]	قاضیخان
۷۳	امام ابو حنیفہؒ نے کہا ہے کہ اگر کسی آدمی نے اپنے گھر میں کوئی عورت پائی پس اس سے وطی کی اور یہ کہا کہ "میں نے اسے اپنی بیوی ہونے کا ظنِ غالب کیا"، تو اسپر حد لازم ہے اور اگرچہ وہ نابینا ہی کیوں نہ ہو [3]	سراج وہاج
۷۴	اگر کسی نابینا آدمی نے اپنی بیوی کو (بستر پر) بلایا تو ایک غیر عورت آگئی پس اس نے اس سے جماع کیا تو (اسکے حکم کے متعلق) امام محمدؒ نے کہا ہے کہ نابینا آدمی پر حد لازم ہے اور اگر اس عورت نے جواب میں یہ کہا کہ "میں فلانہ ہوں"، یعنی اس کی عورت کا نام لیا - پس نابینا نے اس سے جماع کیا تو اسپر حد نہیں لگائی جائے گی - اور اگر وہ (نابینا نہ ہو) بینائی والا ہو تو (مذکورہ صورت میں) اس شبہ میں اسکی تصدیق نہ کی جائے گی [4]	قاضیخان

نے صرف اپنے فعل سے جواب دیا یا صرف ہاں کہی (اور اس نے اس سے وطی کی)، تو اسپر حد لازم ہوگی اور ردالمحتار میں ہے کہ مذکورہ حکم نابینا کے لئے ہے آنکھ والے کے لئے نہیں ہے جیسا کہ خانیہ میں ہے اور الزیلعی اور الفتح کی عبارت کا بظاہر حکم بھی یہی ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۲۱۳ وھکذا فی الھدایۃ ج ۲ ص ۳۳۸ - اور اندھے کا زنا اس کے اقرار سے ثابت ہونے کے متعلق حکم نمبر ۳۳/۴۲۱ ملاحظہ ہو - اور اندھے کا زنا گواہی سے ثابت ہونے کے متعلق البحرالرائق میں ہے کہ گونگے پر زنا کی حد لازم نہیں "بخلاف الاعمی فانه یصح اقرارہ والشھادۃ علیه"، یعنی زنا کی حد میں اندھے کے لئے یہ حکم یہ ہے کہ اس کا زنا اس کے اقرار سے اور اسپر گواہی سے ثابت ہو جاتا ہے۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص ۶ - اور جیسا کہ ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ درمختار مع ردالمحتار ج ۳ ص ۱۹۴ میں بحوالہ شرح وھبانیۃ اندھے کا زنا گواہی سے ثابت نہ ہونے کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اور ابن الشحنۃؒ نے شرح الوھبانیۃ میں جس نسخہ سے ذکر کیا ہے وہ غلط ہے اس لئے کہ الفتح میں اور البحر میں ہے کہ اندھے کے زنا کا ثبوت اسکے اقرار سے اور اس پر گواہی سے صحیح ہے۔ اسی طرح یہی حکم التتارخانیۃ میں المضمرات سے منقول ہے اور الشرنبلالیؒ نے شرح الوھبانیۃ میں اور المقدسیؒ نے شرح الکنز میں بھی یہی حکم دیا ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص ۱۹۴ - نیز حکم نمبر ۸۲/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لا یوجبه — الوطی موجب الحد وغیر موجب الحد	حوالہ
۴۶۳/۷۵	رجل احل جاریته لغیرہ فوطئها ذلك الغیر لاحد علیه	کذا فی محیط السرخسی
۷۶	السکران اذا زنی یحد اذا صحا	هکذا فی السراجیة
۷۷	اذا کان البیع فاسدا فوطئها المشتری قبل القبض او بعدہ لاحد علیه	کذا فی فتاوی قاضیخان
۷۸	ولو باع جاریة علی انه بالخیار فوطئها المشتری او کان الخیار للمشتری فوطئها البائع فانه لا یحد علم بالحرمة او لم یعلم	کذا فی فتاوی قاضیخان
۷۹	قال محمدؒ فی الاصل اذا غصب جاریة وزنی بها ثم ضمن قیمتها فلا حد علیه عندهم جمیعا ولو زنی بها ثم غصبها وضمن قیمتها فعلی قول ابی حنیفةؒ ومحمدؒ لا یسقط الحد	کذا فی المحیط
۸۰	رجل استلقی علی قفاہ فجاءت امرأة وقعدت علیه حتی قضت حاجتها وجب علیهما الحد	کذا فی الظهیریة
۸۱	اذا زنی بامة ثم اشتراها ذکر فی ظاهر الروایة انه یحد عندهم جمیعا وکذلك اذا زنی بحرة ثم تزوجها هکذا ذکر شیخ الاسلامؒ فی شرح کتاب الحدود	هکذا فی شرح کتاب الحدود
۸۲	واذا زنی بامرأة ثم قال اشتریتها لاحد علیه سواء کانت حرة او امة واذا زنی	

۱؎ حکم نمبر $\frac{71}{463}$ وٖ نیز حکم نمبر $\frac{17 ، 18}{463}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر $\frac{1}{456}$ مع دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ اس کی نظیر حکم نمبر $\frac{3}{458}$ میں ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر $\frac{23}{463}$ ب ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ (وہ باندی چھیننے کے بعد اس سے زنا کرنے اور پھر) اس کی قیمت کا تاوان ادا کرنے سے وہ اس کا مالک ہوگیا اور کل کی ضمان میں جز کی ضمان داخل ہوتی ہے پس بالتبع منافع کی ملکیت کا شبہ متحقق ہونے سے حد لازم نہ ہوگی لیکن اگر اس زنا سے اس کی موت واقع ہوگئی تو ضمان کے باوجود حد لازم ہے اس لئے کہ اس کی ضمان اس کی موت کے بعد واجب ہوئی اور مردہ مملوک نہیں قرار پاتا اور لکھا ہے کہ اگر کسی نے باندی سے زنا کیا پھر چھین لے گیا اور اس کی قیمت کا تاوان ادا کیا تو اس سے حد ساقط نہ ہوگی اسلئے کہ (زنا کے) فعل کے وقت اسے کوئی شبہ نہ تھا۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۱۷، ص ۲۱۸ نیز حکم نمبر $\frac{65 ، 81}{463}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ جیساکہ درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۱۹۵

دفعات/متن نمبر	چوتھا باب - موجب حد اور غیر موجب حد وطی کے احکام موجب حد و غیر موجب حد وطی کا بیان	حوالہ
۴۹۳-۷۵	کسی آدمی نے اپنی باندی اپنے غیر کے لئے حلال کر دی اور اس غیر نے اس سے وطی کی تو اسپر حد لازم نہ ہوگی [1]	محیط سرخسی
۷۶	جو شخص نشہ میں ہو جب وہ (نشہ کی حالت میں) زنا کرے تو اسے اس وقت حد لگائی جائے گی جب وہ (نشہ سے) ہوش میں ہو [2]	سراجیہ
۷۷	اگر کسی باندی کی) بیع فاسد ہوا اور خریدنے والے نے بیچی ہوئی اس باندی سے قبضہ سے پہلے یا بعد وطی کی تو اس پر حد واجب نہ ہوگی [3]	قاضیخان
۷۸	اگر کسی شخص نے کوئی باندی اس شرط پر بیچی کہ بیچنے والے کو واپس لینے کا اختیار ہے اور خریدنے والے نے اس باندی سے وطی کی یا کسی نے کوئی باندی اس شرط پر بیچی کہ خریدنے والے کو واپس کرنے کا اختیار ہے پھر بیچنے والے نے اس باندی سے وطی کی تو (ان صورتوں میں) وطی کرنے والے پر حد نہیں لگائی جائے گی۔ خواہ اسے اس کے حرام ہونے کا علم ہو یا نہ ہو [4]	قاضیخان
۷۹	امام محمدؒ نے الاصل میں لکھا ہے کہ جب کوئی آدمی کسی کی باندی چھین لے گیا اور اس سے زنا کیا اور پھر اس کی قیمت کا تاوان دے دیا تو بالاتفاق اسپر حد لازم نہ ہوگی۔ اور اگر کسی شخص نے کسی باندی سے زنا کیا پھر اسے چھین لے گیا اور اس کی قیمت کا تاوان دے دیا تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب (اس سے) حد ساقط نہ ہوگی [5]	محیط
۸۰	کوئی آدمی، گردن کے بل چت لیٹا کوئی (غیر) عورت آئی اور مرد پر بیٹھی یہاں تک کہ اس عورت نے اپنی حاجت پوری کی (یعنی زنا کیا) تو ان دونوں پر (زنا کی) حد لازم ہوگی [6]	ظہیریہ
۸۱	جب کسی آدمی نے کسی باندی سے زنا کیا پھر اسے خرید لیا تو (اسکے متعلق) ظاہر روایت میں یہ حکم مذکور ہے کہ سب کے ہاں اسے حد لگائی جائے گی۔ اور اس طرح جب کسی آدمی نے کسی آزاد عورت سے زنا کیا پھر اس سے نکاح کر لیا تو بھی یہی حکم ہے (یعنی اسے باتفاق حد لگائی جائے گی) شیخ الاسلامؒ نے شرح کتاب الحدود میں ایسے ہی ذکر کیا ہے [7]	شرح کتاب الحدود
۸۲	(د) اور اگر کسی آدمی نے کسی عورت سے زنا کیا پھر یہ کہا کہ "میں اس کو خرید چکا تھا" تو اسپر حد لازم نہ ہوگی خواہ وہ عورت آزاد ہو یا باندی ہو [8] (ب) اور جب کسی آدمی نے کسی باندی سے زنا کیا پھر یہ کہا کہ "میں نے بایں شرط اسے خریدا ہے،	

یعنی۔ نیز حکم نمبر ۔۔۔ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [7] جیسا کہ درمختار میں ہے کہ کسی نے آزاد عورت سے زنا کیا اور پھر اس سے نکاح کر لیا تو اس سے حد ساقط نہ ہوگی اور رد المحتار میں بحوالہ البحر عن المحیط لکھا ہے کہ اگر کسی نے کسی عورت سے زنا کیا پھر اس سے نکاح کر لیا یا باندی سے زنا کیا اور پھر اسے خرید لیا تو ظاہر روایت کے بموجب اس سے حد ساقط نہ ہوگی اسلئے کہ (زنا کے) فعل کے وقت اسے کوئی شبہ متحقق نہ تھا۔ ماخوذ از درمختار رد المحتار ج ۳ ص ۲۱۸، ص ۱۹۹، ص ۲۰۔ نیز حکم $\frac{۸۴،۸۲}{۴۹۳}$، $\frac{۸۳،۸۲}{۴۹۴}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [8] جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے۔ اور رد المحتار میں ہے کہ جب اس نے ملک کا دعوی کر دیا تو اس نے زنا کا اقرار نہیں کیا۔ نیز بحوالہ التتارخانیہ عن شرح الطحاوی لکھا ہے کہ کسی شخص پر چار گواہوں نے زنا کی گواہی دی اور زنا ثابت کیا جائے اس شخص نے شبہ کا دعوی کیا اور کہا کہ "میرا گمان غالب تھا کہ وہ میری بیوی ہے" تو اس سے وہ حد ساقط نہ ہوگی اور اگر اس نے یوں کہا کہ "وہ میری بیوی ہے" یا یوں کہا کہ "وہ میری باندی ہے"، تو اسپر زنا کی حد لازم نہ ہوگی اور ان گواہوں پر حد قذف بھی نہ ہوگی اھ اور البحر میں ہے کہ اگر اس نے یہ دعوی کیا کہ "وہ اسکی بیوی ہے" تو اسپر زنا کی حد لازم نہ ہوگی اگرچہ وہ غیر کی بیوی ہو اور شبہ کیلئے اسے گواہی قائم کرنے کا مکلف نہ بنایا جائے گا جیسا کہ اگر چور یہ دعوی کرے کہ مسروقہ چیز اسکی ملکیت ہے تو مجرد دعوی سے اس سے چوری کی حد ساقط ہو سکے گی نیز لکھا ہے کہ مذکورہ فعل محض زنا ہے صرف دعوی شبہ کی وجہ سے حد ساقط ہے۔ پس اسے شبہ کی اقسام میں سے شبهة فی الفعل میں داخل کرنا ممکن ہوگا۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۱۰۔ حکم نمبر $\frac{۸۴،۸۰}{۴۹۳}$، $\frac{۸۳،۸۲}{۴۹۴}$ نیز حکم نمبر $\frac{۸۱}{۴۹۳}$، $\frac{۳۱}{۴۹۹}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وحکم نمبر	الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لا یوجبه — الوطی موجب الحد وغیر موجب الحد	حوالہ
۴۶۳-	بامة ثم قال اشتریتها وصاحبها فیها بالخیار وقال مولاها کذب لم ابعها قال لا حد علیه وکذلک لو قال اشتریتها بوصف الی اجل	کذا فی المحیط
۸۳	والحرة اذا زنت بعبد ثم اشترته فانهما یحدان جمیعا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۸۴	زنی بامة ثم ادعی انه اشتراها شراء فاسدا او وهبها له وکذبه صاحبها او شهدالشہود انه اقر بالزنا ثم ادعی عند القاضی هبة او بیعا درئ عنه الحد	کذا فی محیط السرخسی
۸۵	لو زنی بکبیرة فافضاها فان کانت مطاوعة له من غیر دعوی شبهة فعلیهما الحد ولا شیئ علیه فی الافضاء لرضاها به ولا مهر لها لوجوب الحد وان کانت مع دعوی شبهة فلا حد علیه ولا شیئ علیه فی الافضاء ویجب العقر وان کانت مکرهة من غیر دعوی شبهة فعلیه الحد دونها ولا مهر لها ثم ینظر فی الافضاء فان لم تستمسک بولها فعلیه دیة المرأة کاملة وان کانت تستمسک بولها حد وضمن ثلث الدیة وان کان مع دعوی شبهة فلا حد علیهما ثم ان کان البول یستمسک فعلیه ثلث الدیة ویجب المهر فی ظاهر الروایة وان لم یستمسک فعلیه الدیة کاملة ولا یجب المهر عند ابی حنیفةؒ وابی یوسفؒ وان کانت صغیرة یجامع مثلها فهی کالکبیرة فیما ذکرنا الا فی حق سقوط الارش برضاها وان کانت صغیرة لا یجامع مثلها فان کانت تستمسک بولها لزمه ثلث الدیة والمهر کاملا	

۱؎ هکذا فی رد المحتار ج ۳ ص ۲۱۷ نیز حکم نمبر ۸۱، ۸۲/۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ چنانچہ رد المحتار میں بحوالہ کافی الحاکم لکھا ہے کہ کسی شخص نے کسی باندی سے زنا کیا پھر اس نے کہا کہ میں نے اسے بطور بیع فاسد خرید لیا تھا یا یہ کہا کہ بیچنے والے کو اسے واپس لینے کا اختیار دیا گیا تھا یا یہ کہا یہ مجھ پر بطور صدقہ یا ہبہ تھی اور اس کے آقا نے اسکی تکذیب کی اور اس کے پاس گواہی بھی نہ تھی تو (ان صورتوں میں) اس سے (زنا کی) حد ہٹادی جائیگی - ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۱۷ حکم نمبر ۷۷، ۸۰، ۸۲/۴۶۳، ۸۳/۴۶۴ ملاحظہ ہوں - نیز حکم نمبر ۸۱/۴۶۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات/شق نمبر	چوتھا باب - موجب حد اور غیر موجب حد وطی کے احکام موجب حد و غیر موجب حد وطی کا بیان	حوالہ
۸۲/۲۶۳ -	کہ ایسے آقا کو (اسے واپس لینے کا) اختیار ہے اور اس کے آقا نے کہا کہ اس نے جھوٹ کہا ہے میں نے اس باندی کو فروخت نہیں کیا تو اس واطی پر حد لازم نہ ہوگی [1] (ج) اسی طرح اگر اس (واطی نے) یہ کہا کہ میں نے اس باندی کو ایک (مقررہ) مدت کے وعدہ پر خریدا ہے تو بھی یہی حکم ہے (یعنی واطی پر حد لازم نہیں ہے)	محیط
۸۳	آزاد عورت نے کسی غلام سے زنا کیا پھر اس نے اس کو خرید لیا تو ان دونوں کو (زنا کی) حد لگائی جائے گی۔	قاضیخان
۸۴	کسی شخص نے کسی باندی سے زنا کیا اور پھر اس نے یہ دعوی کیا کہ اس نے اسے بطور بیع فاسد خرید لیا تھا یا یہ کہ (اس کے آقا نے) اسے ہبہ کر دیا تھا حالانکہ اس کے آقا نے اس کی تکذیب کر دی یا گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے زنا کا اقرار کیا اور پھر اس نے قاضی کے سامنے ہبہ ہونے یا بیع کا دعوی کیا تو (ان سب صورتوں میں) اس سے (زنا کی) حد ہٹا دی جائے گی [2]۔	محیط سرخسی
۸۵	اگر کسی شخص نے (ا) بڑی (یعنی بالغہ) عورت سے زنا کیا اور افضاء [3] کر دیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر (اس زنا میں) وہ عورت اس سے رضامند تھی اور اسے شبہ کا دعوی نہ تھا تو ان دونوں پر حد لازم ہوگی اور افضاء کی وجہ سے زانی پر کچھ لازم نہ ہوگا اس لئے کہ وہ عورت اس زنا پر رضامند تھی اور حد واجب ہونے کی وجہ سے اس عورت کے لئے حق مہر بھی لازم نہ ہوگا۔ اور اگر وہ اس عورت میں شبہ کا دعوی تھا تو اس مرد پر (زنا کی) حد لازم نہ ہوگی اور افضاء کی وجہ سے بھی اسپر کچھ لازم نہ ہوگا اور اس زانی پر عقر لازم ہوگا۔ اور اگر اس زنا میں اس عورت پر جبر کیا گیا تھا اور شبہ کا دعوی نہ تھا تو اس مرد پر (زنا کی) حد لازم ہوگی عورت پر نہ ہوگی اور اس عورت کے لئے حق مہر لازم نہ ہوگا۔ پھر افضاء (کی صورت حال) کے متعلق یہ دیکھا جائے گا کہ اگر وہ عورت اپنا پیشاب نہیں روک سکتی تو اس زانی پر اس عورت کی پوری دیت [4] لازم ہوگی اور اگر وہ عورت اپنا پیشاب روک سکتی ہو تو زانی کو حد لگائی جائے گی اور اسپر تہائی دیت لازم ہوگی اور اگر شبہ کا دعوی تھا تو ان دونوں پر حد لازم نہ ہوگی اور پھر (اس صورت میں) اگر وہ عورت اپنا پیشاب روک سکتی ہو تو اس مرد پر تہائی دیت لازم ہوگی اور حق مہر بھی واجب ہوگا یہ حکم ظاہر روایت کے بموجب ہے اور اگر وہ عورت اپنا پیشاب نہ روک سکتی ہو تو اس مرد پر پوری دیت لازم ہوگی اور حق مہر نہ واجب ہوگا یہ حکم امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں ہے (ب) اور اگر وہ ایسی چھوٹی لڑکی ہو کہ اس جیسی سے جماع کیا جا سکتا ہو تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) مذکورہ احکام میں بڑی عورت کی طرح ہے مگر اس کی رضامندی کی وجہ سے (افضاء کا) اَرش [5] (یعنی تاوان) ساقط نہ ہوگا (ج) اور اگر وہ ایسی چھوٹی لڑکی ہو کہ اس جیسی سے جماع نہ کیا جا سکتا ہو تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ (افضاء کے بعد) اپنا پیشاب روک سکتی ہو تو اس زانی پر تہائی دیت اور کامل حق مہر لازم ہوگا اور اس مرد پر	

[3] افضاء یعنی اس کے پیشاب و پاخانہ کے سوراخ کو صدمہ جماع سے ایک کر دینا (مترجم)۔ [4] دیت کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۶/۲۶۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ [5] اَرش یعنی دیت اور تاوان ماخوذ از حاشیہ شرح وقایہ ج ۲ ص ۲۶۸ نیز حکم نمبر ۲۶/۲۶۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔

دفعات شق نمبر	الباب الرابع فى الوطء الذى يوجب الحد والذى لا يوجبه　　(الوطی موجب الحد وغیر موجب الحد)	حوالہ
۴۶۲-	ولاحد عليه وان كانت لا تستمسك ضمن الدية ولا يضمن المهر عند ابى حنيفة رح وابى يوسف رح	كذا فى التبيين
۸۶	لو اذهب بصر امة بالوطء لا يجب الحد بلا خلاف ولو كسر فخذها بالوطء يجب الحد ونصف القيمة وان كانت حرة يجب الحد والدية بلا خلاف	هكذا فى العتابية
۸۷	كل شيئ صنعه الامام الذى ليس فوقه امام مما يجب به الحد كالزنا والسرقة والشرب والقذف لا يؤخذ به الا القصاص والمال فانه اذا قتل انسانا او اتلف مال انسان يؤخذ به وان احتاج الى المنعة فالمسلمون منعة فيقدر على استيفائه فافاد الوجوب	كذا فى الكافى

؎۱ اس (صورت) کے متعلق رد المحتار میں ہے کہ زیادہ ظاہر یہی ہے کہ اس باندی کی دونوں آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ تاکہ کل قیمت لازم ہو مگر یہاں مفرد اور مضاف ہے پس عام ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۱۷ (مترجم) ؎۲ درمختار و رد المحتار میں ہے کہ اس صورت میں اس کی قیمت لازم ہوگی اور اس نابینا عورت کے جثہ کا مالک ہونے کی وجہ سے بالتبع منافع کی ملکیت کا شبہ متحقق ہوگا پس حد ساقط ہو جائے گی۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۱۷ وكذا فى الهداية ج ۲ صفحہ ۴۴۲ نیز حکم نمبر ۶۵، ۹۱ / ۴۶۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۳ حکم نمبر ۶۶، ۶۷ / ۴۶۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

؎۴ اور ایسا حاکم مجاز خواہ وہ بڑا ہو مگر اسپر لوگوں میں سے اور حاکم موجود ہے تو اس کے لئے یہ حکم نہیں ہے چنانچہ درمختار میں ہے کہ اگر کوئی حاکم شہر کسی قابل حد جرم کا ارتکاب کرے تو اس سے بڑے حاکم مجاز (مثلاً خلیفہ) کے حکم سے اسپر حد لگائی جائے گی۔ ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۱۸ (مترجم) ؎۵ چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ خلیفہ (یعنی ایسا بڑا حاکم مجاز جسپر لوگوں میں سے کوئی اور حاکم نہیں ہے) سے قصاص اور اموال کا مواخذہ کیا جائیگا مگر اگر وہ علاوہ ازیں کسی ایسے جرم کا ارتکاب کرے جو قابل حد ہے تو اسپر حد نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ قصاص اور اموال کا تعلق حقوق العباد سے ہے اس میں حق لینے کا حق صاحب حق کو ہے اس میں خلیفہ اس کے غیر کی طرح ہے اور حد اللہ تعالیٰ کا حق ہے اسے قائم کرنے کا مکلف خود خلیفہ ہے اور وہ اپنے آپ پر حد قائم نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اس کے نائب کا فعل بھی اس کے اپنے فعل کی طرح ہے۔ اس لئے کہ وہ اس کے حکم سے ہے اور کسی اور کو اسپر ولایت حاصل نہیں پس اسپر حد نہیں ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ صفحہ ۲۰ اور جیساکہ شرح وقایہ میں ہے کہ (مذکورہ) بڑے حاکم مجاز پر (مذکورہ) حدود اس لئے قائم نہیں ہوتیں کہ (حد اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور) اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیابۃ مذکورہ حاکم خود صاحب حق ہے البتہ اسپر قصاص اور مال کا مواخذہ ہے کیونکہ اس میں صاحب حق مقتول کا وارث اور اس مال کا مالک ہے ماخوذ از شرح وقایہ مع عمدۃ الرعایہ ج ۲ صفحہ ۲۶۳ وهكذا فى الهداية ج ۲ صفحہ ۴۴۲ اور جیساکہ درمختار و رد المحتار میں ہے۔ نیز لکھا ہے کہ قصاص اور اموال کا حق لینے میں قضا (یعنی حاکم مجاز کا فیصلہ) بطور شرط نہیں ہے بلکہ قضا اس حق کے لینے کے لئے بطور تمکین ہے۔ چنانچہ اگر (قتل عمد میں)

دفعات شق نمبر	چوتھا باب ۔ موجب حد اور غیر موجب حد وطی کے احکام — موجب حد وغیر موجب حد وطی کا بیان	حوالہ
-۴۶۳	حد لازم نہ ہوگی اور اگر وہ (اپنا پیشاب) نہ روک سکتی ہو تو وہ زانی (پوری) دیت کا ضامن ہوگا اور حق مہر کا ضامن نہ ہوگا یہ حکم امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کے ہاں ہے ۔	تبیین
۸۶	(د) اگر کسی باندی کی بینائی[1] (زانی کی) وطی سے جاتی رہی تو اس وطی پر بلا خلاف حد واجب نہ ہوگی[2] اور اگر (زانی نے) وطی سے باندی کی زبان توڑ دی تو اس (واطی) پر حد اور نصف قیمت واجب ہوگی ۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ (مزنیہ) آزاد عورت تھی تو (واطی پر) بلا خلاف حد اور دیت (یعنی تاوان کی ادائیگی) واجب ہوگی[3]	عنایہ
۸۷	(مسلمانوں کا) ایسا (بڑا) امام (یعنی بڑا حاکم مجاز مثلاً خلیفہ) جس پر (لوگوں میں سے) کوئی اور حاکم نہیں[4] ہے جب وہ کسی ایسے جرم کا ارتکاب کرے جس پر حد واجب ہوا کرتی ہے مثلاً زنا، چوری، شراب خوری اور قذف (یعنی کسی پر زنا کی تہمت لگانا) تو اس کا مواخذہ نہ ہوگا، لیکن قصاص (یعنی انسان کے قتل اور نقصانِ عضو کا بدلہ) اور مال (سے متعلق جرم) کا مواخذہ کیا جائے گا ۔ چنانچہ جب اس نے کسی انسان کو (ناحق) قتل کر دیا یا کسی انسان کا مال ضائع کر دیا تو اس سے مواخذہ ہوگا اور اگر وہ (صاحب حق اپنا حق لینے کے لئے) قوت کا محتاج ہو تو تمام مسلمان اس کے لئے قوت ہیں تاکہ وہ اپنا حق لینے پر قادر ہو پس یہ وجوب کا متقاضی ہے[5]	کافی

مقتول کے ولی (واحد) نے قاتل کو حاکم مجاز کے فیصلہ سے قبل قتل کر دیا تو اس ولی پر ضمان لازم نہ ہوگی (اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{۹۰}{۴۶۴}$ ملاحظہ ہو و مزید احکام فتاوی عالمگیری کی بحث ۵۵ میں ہیں)، اسی طرح اگر کسی نے غاصب سے اپنا مال لے لیا تو یہی حکم ہے ۔ لیکن زانی پر رجم کے لئے حاکم مجاز کے فیصلہ سے قبل کسی نے اس زانی کو قتل کر دیا تو قاتل ضامن ہوگا اس لئے کہ اس میں قضا شرط ہے ۔ ماخوذ از در مختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۱۸ ۔ حکم نمبر $\frac{۷۲}{۴۶۴}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا والرجوع عنها — الشهادة علی الزنا والرجوع عنها	حوالہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا والرجوع عنها

دفعات ۴۶۴ تا ۴۶۴ عنوان ۱ تعداد شق ۹۶

دفعات و شق نمبر	متن	حوالہ
۴۶۴	**الشهادة علی الزنا والرجوع عنها** تعداد شق ۹۶	
۱	ولا تقبل الشهادة علی الزنا الا شهادة اربعة احرار مسلمين	كذا فی شرح الطحاوی
۲	ان شهد علی الزنا أقل من اربعة بان شهد واحد او اثنان او ثلاثة لا تقبل الشهادة ويحد الشاهد حد القذف عند علمائنا[۱]	كذا فی المحيط
۳	واذا حضر اربع مجلس القاضی ليشهدوا علی رجل بالزنا فشهد واحد او اثنان او ثلاثة وامتنع الباقی فان الذی شهد يحد حد القذف عند علمائنا[۲]	كذا فی المحيط
۴	ولو شهد ثلاثة منهم علی الزنا والرابع قال رأيتهما فی لحاف واحد فانه لا يحد المشهود عليه ويحد الشهود الثلاثة حد القذف والشاهد الرابع لا حد عليه الا اذا كان قال فی الابتداء اشهد انه قد زنی بها ثم فسر الزنا علی ما ذكرنا حينئذ يحد	كذا فی شرح الطحاوی
۵	واتحاد المجلس شرط لصحة الشهادة عندنا حتی لو شهدوا متفرقين لا تقبل شهاداتهم ويحدون حد القذف	كذا فی الكافی

[۱] حکم نمبر ۲/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] حکم نمبر ۱ تا ۲/۴۶۱، ۳، ۴، ۲۰۰/۴۶۴، ۴۸، ۱۴۱، ۱۴۲/۴۶۶، ۲/۴۴۷ نیز حکم نمبر ۲، ۳، ۲۳/۴۶۱، ۷/۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۳] حکم نمبر ۲/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] حکم نمبر ۲/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] حکم نمبر ۲/۴۶۱، ۶/۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب - زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام	زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پانچواں باب زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنیکے احکام

دفعات ۴۶۴ تا ۴۶۴ عنوان ۱ تعداد شق ۹۶

۴۶۴- زنا پر گواہی دینا اور اس سے رجوع کرنیکا بیان اسمیں ۹۶ شقیں ہیں

۱ زنا پر گواہی تب قبول ہوتی ہے کہ چار آزاد مسلمان مرد گواہی دیں ۱ھ — شرح طحاوی

۲ اگر زنا پر گواہی میں چار سے کم ایک یا دو یا تین مردوں نے گواہی دی تو ہمارے علماء کے ہاں ان کی گواہی قبول نہ کی جائے گی اور ان (مذکورہ) گواہوں کو حد قذف لگائی جائے گی ۲ھ — محیط

۳ جب قاضی کی مجلس میں کسی آدمی پر زنا کی گواہی دینے کے لئے چار مرد حاضر ہوئے پھر (ان میں سے) ایک یا دو یا تین نے گواہی دی اور باقی (یعنی تین یا دو یا ایک مرد گواہی دینے سے) رک گیا (یعنی اس نے گواہی نہ دی) تو ہمارے علماءؒ کے ہاں جس نے گواہی دی ہے اسپر حد قذف لگائی جائے گی ۳ھ — محیط

۴ اگر گواہوں میں سے تین نے کسی شخص پر زنا کی گواہی دی اور چوتھے نے یہ کہاکہ "میں نے ان دونوں کو ایک لحاف میں دیکھا تو جس پر گواہی دی گئی اسے زنا کی حد نہ لگائی جائے گی اور ان تینوں گواہوں کو حد قذف لگائی جائے گی اور (مذکورہ) چوتھے گواہ پر حد (قذف) نہ ہوگی لیکن اگر اس نے ابتدا میں یوں کہاکہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ اس نے اس عورت سے زنا کیا"، پھر اس نے زنا کی تشریح اس طرح بیان کی جو ہم نے جو ذکر کیا تو پھر اس کو بھی حد قذف لگائی جائے گی ۴ھ — شرح طحاوی

۵ ہمارے ہاں (زنا پر) شہادت صحیح ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ گواہی کی مجلس ایک ہو حتی کہ اگر ان گواہوں نے مختلف مجلسوں میں گواہی دی تو ان کی گواہی قبول نہ ہوگی اور ان سب (گواہوں) کو حد قذف لگائی جائے گی ۵ھ — کافی

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا والرجوع عنها — الشهادة علی الزنا والرجوع عنها	حوالہ
۴۶۲-۶	وعن محمدؒ اذا كانوا قعودا فی موضع الشهود فقام واحد بعد واحد وشهد فالشهادة جائزة وان كانوا خارجين من المسجد فدخل واحد وشهد وخرج ثم دخل آخر وشهد اذا دخل واحد بعد واحد وشهد لا تقبل شهادتهم	كذا فی فتاوی قاضیخان
۷	اذا شهد شاهدان علی رجل بالزنا وشهد آخران علی اقرار الرجل بالزنا لا حد علی المشهود علیه ولا علی الشهود وان شهد ثلاثة بالزنا وشهد الرابع علی الاقرار بالزنا فعلی الثلاثة الحد	كذا فی الظهيرية
۸	وان شهدوا انه زنی بامرأة لا يعرفونها لم يحد	كذا فی الهداية
۹	فلو قال المشهود عليه المرأة التی رأيتموها معی ليست زوجتی ولا امتی لم يحد ايضا لان الشهادة وقعت غير موجبة للحد وهذا اللفظ منه ليس اقرارا	كذا فی فتح القدير
۱۰	اربعة شهدوا علی رجل انه زنی بامرأة لا نعرفها ثم قالوا بفلانة لا يحد الرجل ولا الشهود	كذا فی فتاوی قاضیخان
۱۱	اربعة شهدوا علی رجل انه زنی بهذه المرأة فشهد اثنان منهم انه زنی بها بالبصرة وشهد اثنان منهم انه زنی بها بالكوفة لا حد علی الرجل ولا علی المرأة فی قولهم ولا يحد الشهود عندنا استحسانا	كذا فی فتاوی قاضیخان
۱۲	ولو شهد اربعة علی رجل انه زنی بهذه المرأة فشهد اثنان منهم انه زنی بهذه المرأة فی هذا البيت من الدار وشهد آخران منهم انه زنی بها فی هذا البيت الآخر من الدار لا تقبل شهادتهم ولو شهد اربعة علی رجل	

۱؎ حکم نمبر ۲/۴۶۱، ۵/۴۶۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ جیسا کہ درمختار وردالمحتار میں ہے نیز لکھا ہے کہ مسجد سے تعبیر اس لئے ہے کہ وہ قاضی کے بیٹھنے کی جگہ ہے اور مراد یہ ہے کہ مجلس قضا میں جمع ہوں اور اگر مجلس قضا سے باہر جمع ہوں اور ایک کے بعد دوسرا داخل ہو اور گواہی دے تو یہ متفرق ہیں اور پھر سب کو حد قذف لگائی جائے گی ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۳ ص ۱۹۶ وھکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۵ نیز مذکور حکم میں مسجد سے تعبیر کا تعلق حد ثابت کرنے کیلئے ہے۔ مسجد میں حد جاری کرنے کے متعلق فتاوی قاضیخان میں ہے کہ مسجد میں حد، قصاص اور تعزیری سزا قائم نہیں کی جاتی۔ حاکم مجاز اپنے سامنے حد قائم کرنا چاہے تو وہ مسجد سے باہر نکلے گا۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۷۵ (مترجم)

دفعات متن نمبر	پانچواں باب - زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام / زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۶-۴۶۴	امام محمدؒ سے روایت ہے کہ جب (زنا پر گواہی دینے والے) سب گواہ گواہی کی جگہ بیٹھیں پس ان میں سے ایک کے بعد ایک اٹھا اور اس نے گواہی دی تو یہ گواہی جائز ہے ؎۱۔ اور اگر وہ گواہ مسجد سے باہر (یعنی گواہی کی جگہ سے باہر) ہوں پس ایک گواہ داخل ہوا اس نے گواہی دی اور باہر چلا گیا پھر دوسرا داخل ہوا اور گواہی دی تو جب ایک کے بعد دوسرا داخل ہوا اور گواہی دی تو ان کی گواہی قبول نہ کی جائیگی ؎۲	قاضیخان
۷	جب دو گواہوں نے کسی مرد کے زنا پر گواہی دی اور دو گواہوں نے اس مرد کے اقرارِ زنا پر گواہی دی تو جس پر گواہی دی گئی اس پر (زنا کی) حد لازم نہ ہوگی اور ان گواہوں پر بھی حد (قذف) لازم نہ ہوگی۔ اور اگر تین گواہوں نے اس کے زنا پر اور چوتھے نے اس کے اقرار زنا پر گواہی دی تو ان تین گواہوں پر حد (قذف) لازم ہوگی ؎۳	ظہیریہ
۸	اگر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے ایک ایسی عورت سے زنا کیا جسے وہ گواہ نہیں پہچانتے تو (جس پر زنا کی گواہی دی گئی) اسے حد نہ لگائی جائے گی ؎۴	ہدایہ
۹	اگر (مذکورہ صورت میں) جس آدمی پر (مجہول سے) زنا کی گواہی دی گئی اس نے کہا کہ "جس عورت کو تم نے میرے ساتھ دیکھا تھا نہ وہ میری بیوی ہے اور نہ میری باندی"، تو پھر بھی اس پر حد لازم نہ ہوگی۔ اس لئے کہ گواہی ایسی واقع ہوئی ہے جس سے حد واجب نہیں ہوتی اور اس آدمی کا مذکورہ بیان (زنا کا) اقرار نہیں قرار پاتا ؎۵	فتح قدیر
۱۰	چار مردوں نے ایک مرد پر یہ گواہی دی کہ اس نے ایک ایسی عورت سے زنا کیا ہے جسے ہم نہیں پہچانتے پھر ان گواہوں نے یہ کہا کہ وہ عورت فلانہ ہے تو اس مرد پر زنا کی حد لازم نہ ہوگی اور ان گواہوں پر بھی حد (قذف) نہ ہوگی ؎۶	قاضیخان
۱۱	چار مردوں نے ایک مرد پر یہ گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے زنا کیا ہے۔ پس گواہوں میں سے دو نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے بصرہ میں زنا کیا اور دو نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس سے کوفہ میں زنا کیا تو سب کے قول میں اس مرد پر اور اس عورت پر (زنا کی) حد لازم نہ ہوگی۔ اور ہمارے ہاں ان گواہوں پر بھی از روئے استحسان حد (قذف) لازم نہ ہوگی ؎۷	قاضیخان
۱۲	(د) اگر چار مردوں نے کسی آدمی پر گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے زنا کیا۔ پس ان میں سے دو نے یہ گواہی دی کہ اس آدمی نے اس عورت سے اس حویلی کے اس مکان (یعنی کمرے) میں زنا کیا ہے اور دوسرے دو نے یہ گواہی دی نے اس نے اس عورت سے اس حویلی کے اس دوسرے مکان میں زنا کیا ہے تو ان کی گواہی قبول نہ کی جائیگی	

؎۳ حکم نمبر ۱۲،۵،۴،۱/۴۶۱، ۹۶/۴۶۴ ملاحظہ ہوں اور دیگر قابل حد جرائم کے متعلق حکم نمبر ۱۵/۴۶۵، ۱۴۲/۴۶۶، ۷۹/۴۶۸، ۲۹/۴۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۴ جیساکہ ہدایہ میں مزید لکھا ہے کہ ممکن ہے وہ اسکی بیوی یا باندی ہو۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص۲۴۵۔ حکم نمبر ۱۰۹/۴۶۴ نیز ۱۲۳/۴۶۶ ملاحظہ ہوں۔ اور اگر اقرار سے ثابت شدہ زنا میں مقر یہ کہے کہ اس نے ایک عورت سے زنا کیا ہے جسے وہ نہیں پہچانتا تو اس پر حد لازم ہونے کے متعلق حکم نمبر ۳۴/۴۶۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۵ جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے۔ نیز رد المحتار میں ہے کہ یہ متصور ہو سکتا ہے کہ وہ عورت اسکے بیٹے کی باندی یا نکاح فاسد سے اس کی منکوحہ ہو۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص۲۱۹، ص۲۲۰۔ نیز حکم نمبر ۸،۱۰/۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۶ حکم نمبر ۸،۹/۴۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۷ حکم نمبر ۱۳،۲۰/۴۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الخامس فی الشہادۃ علی الزنا والرجوع عنہا — الشہادۃ علی الزنا والرجوع عنہا	حوالہ
۴۶۴-	بالزنا فشہد اثنان منہم انہ زنی بہا یوم الجمعۃ و شہد آخران منہم انہ زنی بہا یوم السبت او شہد اثنان منہم انہ زنی بہا فی علو ھذہ الدار و شہد آخران انہ زنی بہا فی سفل ھذہ الدار او شہد اثنان منہم انہ زنی بہا فی دار فلان ھذا و شہد آخران انہ زنی بہا فی دار ھذا الرجل الآخر فانہ لاحد علی المشہود علیہ فی ھذہ المسائل ولا علی الشہود عندنا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۳	اذا شہد اربعۃ انہ زنی بہا بالبصرۃ وقت طلوع الشمس فی الیوم الفلانی من الشہر الفلانی من السنۃ الفلانیۃ و اربعۃ علی انہ زنی بہا بالکوفۃ فی الوقت المذکور بعینہ فلاحد علیہما	کذا فی النہر الفائق
۱۴	ولو شہد اثنان انہ زنی بہا فی زاویۃ ھذا البیت و شہد آخران انہ زنی بہا فی زاویۃ اخری منہ حد الرجل والمرأۃ استحسانا وھذا لانہ یحتمل ان یکون ابتداء الزنا فی زاویۃ وانتہاؤہ فی اخری وھذا اذا کان البیت صغیرا بحیث یحتمل ما قلنا اما اذا کان کبیرا فلا	کذا فی الکافی
۱۵	فان شہد اربعۃ علی رجل بالزنا فشہد کل واحد منہم انہ زنی بفلانۃ تقبل شہادتہم وتحمل شہادۃ کل واحد منہم علی الزنا الذی شہد بہ صاحبہ	کذا فی الکافی
۱۶	ولو شہد شاہدان انہ زنی بہا فی ساعۃ من النہار و شہد آخران انہ زنی بہا فی ساعۃ اخری فانہ لا تقبل ھذہ الشہادۃ قالوا وھذا اذا شہد الآخران علی ساعۃ اخری لا یمکن التوفیق بینہما بان شہد اثنان انہ زنی بہا فی ساعۃ من یوم الخمیس وشہد آخران انہ زنی بہا فی ساعۃ من یوم الجمعۃ او شہد الآخران علی ساعۃ	

ؐ۱ حکم نمبر ۲۰/۳۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ، ؐ۲ حکم نمبر ۱۲، ۲۰/۳۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ، ؐ۳ حکم نمبر ۲، ۷/۳۶۱ کا ساتواں حاشیہ ، ۲۰/۳۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات/شق نمبر	پانچواں باب-زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام — زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
-۴۶۴	(ب) اور اگر چار مردوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی پس ان میں سے دو نے یہ گواہی دی کہ اس آدمی نے اس عورت سے جمعہ کے دن زنا کیا اور ان میں سے دوسرے دو نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس سے ہفتہ کے دن زنا کیا یا ان میں سے دو نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے اس گھر کے بالاخانہ میں زنا کیا اور دوسرے دو نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس سے اس گھر کے نچلے کمرے میں زنا کیا یا ان میں سے دو نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے اس فلاں کے گھر میں زنا کیا اور دوسرے دو نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس سے اس دوسرے فلاں کے گھر میں زنا کیا تو ان (مذکورہ) مسائل میں جس آدمی پر زنا کی گواہی دی گئی اس پر (زنا کی) حد لازم نہیں ہے اور ان گواہوں پر بھی ہمارے ہاں حد (قذف) نہیں ہے۔	قاضیخان
۱۳	جب چار مردوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے فلاں سن کے فلاں ماہ کے فلاں دن طلوعِ آفتاب کے وقت بصرہ میں زنا کیا اور چار (دیگر) مردوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے عین مذکورہ وقت میں کوفہ میں زنا کیا تو ان دونوں پر حد لازم نہیں ہے۔[1]	نہر فائق
۱۴	اگر دو مردوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس سے اس مکان کے (اس) کونے میں زنا کیا اور دوسرے دو مردوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس سے اس مکان کے دوسرے کونے میں زنا کیا تو (جن پر زنا کی گواہی دی گئی ہے) اس مرد اور عورت پر از روئے استحسان (زنا کی) حد لگائی جائے گی اور یہ اس لئے کہ اس کا احتمال ہے کہ زنا کی ابتدا ایک کونے میں ہوئی ہو اور اس کی انتہا دوسرے کونے میں ہوئی ہو اور یہ حکم تب ہے کہ وہ مکان اتنا چھوٹا ہو اس میں اس امر کا احتمال موجود ہو جو ہم نے بیان کیا ہے۔ اور اگر وہ مکان بڑا ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے۔[2]	کافی
۱۵	اگر چار مردوں نے کسی آدمی پر زنا کی شہادت دی پس گواہوں میں سے ہر ایک نے گواہی دی کہ اس نے فلاں عورت سے زنا کیا تو ان کی گواہی قبول کی جائے گی اور ان میں سے ہر ایک کی گواہی اسی زنا پر محمول کی جائے گی جس پر اس کے دوسرے ساتھی نے گواہی دی۔	کافی
۱۶	اگر دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس سے دن کی (فلاں) ساعت میں زنا کیا اور دوسرے دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس سے دن کی ایک دوسری ساعت میں زنا کیا تو یہ شہادت قبول نہ کی جائے گی فقہاءؒ نے (مذکورہ صورت کے متعلق) کہا ہے کہ یہ حکم تب ہے کہ جب دوسرے دو گواہوں نے دوسری ایسی ساعت کے متعلق گواہی دی کہ ان دونوں ساعتوں کا (مذکورہ فعل کے لئے) جمع ہونا ممکن نہ ہو مثلاً دو مردوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس سے بروز جمعرات کی (فلاں) ساعت میں زنا کیا اور دوسرے دو مردوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس سے جمعہ کی (فلاں) ساعت میں زنا کیا۔ یا دوسرے دو مردوں نے جمعرات کے دن کی دوسری	

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا والرجوع عنها — الشهادة علی الزنا والرجوع عنها	حوالہ
۴۶۴-	اخرى من يوم الخميس بحيث لا يمتد الزنا الى تلك الساعة اما اذا ذكر الآخران ساعة يمتد الزنا الى تلك الساعة فتقبل الشهادة	هكذا في المحيط
۱۷	قال محمد رحمه الله في الاصل اربعة شهدوا على رجل بالزنا فشهد اثنان انه استكرهها وشهد اثنان انها طاوعته قال ابو حنيفة رحمه الله [1] أدرأ عنهم الحد جميعا يعني الرجل والمرأة والشهود	هكذا في المحيط
۱۸	ولو شهد اربعة على رجل انه زنى بهذه المرأة شهد ثلاثة انها طاوعته وشهد الرابع انه استكرهها فعلى قول ابي حنيفة رحمه الله لا يقام الحد على احدهم	هكذا في المحيط
۱۹	ولو شهد ثلاثة على استكراه وواحد على المطاوعة فلا حد على واحد عند ابي حنيفة رحمه الله	كذا في محيط السرخسي
۲۰-	اذا شهد اربعة على رجل بالزنا واختلفوا في المرأة المزني بها او في المكان او في الوقت بطلت شهادتهم ولكن لا حد على الشهود عندنا	كذا في المبسوط
۲۱	وان اختلفوا في الثوب الذي كان عليه او عليها حين الزنا او في لونه او في طول المزني بها وقصرها او في سمنها او هزالها لم يضر لانهم اختلفوا فيما لا يحتاجون الى ذكره	كذا في التمرتاشي
۲۲	وكذا لو شهد اثنان انه زنى ببيضاء وآخران انه زنى بسمراء لان اللونين يتشابهان فلم يكن اختلافا في الشهادة بخلاف البيضاء والسوداء	كذا في التمرتاشي
۲۳	شهد اثنان انه زنى بحبشية وآخران بخراسانية او اثنان بكوفية	

[1] جیسا کہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور ردالمحتار میں ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے ہاں باہمی رضامندی سے زنا اور جبراً زنا دو مختلف زنا ہیں۔ باہمی رضامندی کی صورت میں بالفعل دونوں کے اشتراک کا متقاضی ہے اور جبر کی صورت میں اس فعل کے ارتکاب میں وہ تنہا ہے اور جب مذکورہ دو مختلف زنا ہیں اور ہر زنا پر دو گواہ ہونے کی بنا پر گواہی کا نصاب پورا نہیں پس زنا کی حد لازم نہیں مگر چونکہ ان چار گواہوں میں اس پر اتفاق ہے کہ انہوں نے لفظ شہادت کے ساتھ اس پر زنا کو منسوب کیا ہے لہٰذا ان کا یہ کلام قذف سے خارج قرار پایا

دفعات شق نمبر	پانچواں باب - زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام / زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۴۶۴ -	ایسی ساعت کے متعلق گواہی دی کہ اس (مذکورہ پہلی ساعت سے اس) دوسری ساعت تک زنا کا فعل طول نہ پاسکتا ہو اور اگر دوسرے دو نے ایسی (دوسری) ساعت کا ذکر کیا کہ اس تک زنا (کا فعل) طول پاسکتا ہو تو پھر وہ گواہی قبول کی جائے گی۔	محیط
۱۷	امام محمدؒ نے الاصل میں کہا ہے کہ چار مردوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی پس دو مردوں نے یہ گواہی دی کہ اس آدمی نے اس عورت پر جبر کیا تھا اور دوسرے دو مردوں نے یہ گواہی دی کہ وہ عورت اس (زانی) سے رضا مند تھی تو (اس کے حکم کے متعلق) امام ابو حنیفہؒ کا قول یہ ہے کہ ان سب سے حد ہٹا دی جائے گی یعنی اس مرد سے اور اس عورت سے (زنا کی حد) اور ان گواہوں سے بھی (قذف کی) حد ہٹا دی جائے گی[1]	محیط
۱۸	اور اگر چار مردوں نے کسی آدمی پر گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے زنا کیا ہے۔ پس تین مردوں نے یہ گواہی دی کہ وہ عورت اس (زانی) سے رضا مند تھی اور چوتھے نے یہ گواہی دی اس آدمی نے اس عورت پر جبر کیا تھا تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب ان میں سے کسی پر بھی حد قائم نہ کی جائے گی[2]	محیط
۱۹	اگر (مذکورہ صورت میں) تین مردوں نے یہ گواہی دی کہ اس آدمی نے اس عورت پر جبر کیا تھا اور ایک مرد نے یہ گواہی دی کہ وہ عورت اس زانی سے رضا مند تھی تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں کسی پر بھی حد لازم نہ ہوگی[3]	محیط سرخسی
۲۰	جب چار مردوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی اور گواہوں نے اس عورت کے متعلق اختلاف کیا جس سے زنا کیا گیا یا انہوں نے (زنا کی) جگہ کے متعلق اختلاف کیا یا (زنا کے) وقت کے متعلق اختلاف کیا تو ان کی گواہی باطل قرار پائے گی لیکن ہمارے ہاں ان گواہوں پر بھی حد (قذف) نہ ہوگی[4]	مبسوط
۲۱	اگر (زنا کی گواہی میں) گواہوں نے اس لباس یا اس کے رنگ (کے بیان کرنے) میں اختلاف کیا جو زنا کے وقت اس مرد یا عورت پر تھا یا جس عورت سے زنا کیا گیا اس عورت (کے قد) کی لمبائی یا چھوٹائی یا اس کی موٹائی یا دبلا پن کے بیان کرنے میں گواہوں نے اختلاف کیا تو (یہ اختلاف گواہی کے لئے) مضر نہیں اس لئے کہ انہوں نے ایسے امر میں اختلاف کیا جس کا بیان گواہوں پر ضروری نہ تھا۔	تمرتاشی
۲۲	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر (اس گواہی میں) دو مردوں نے یہ گواہی دی تھی کہ اس نے گورے رنگ کی عورت سے زنا کیا اور دوسرے دو مردوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے گندم گوں رنگ کی عورت سے زنا کیا تو یہ اختلاف گواہی کے لئے مضر نہیں ہے) اس لئے کہ یہ دونوں رنگ باہم متشابہ ہیں پس یہ اختلاف اصل شہادت میں اختلاف نہ قرار پائے گا[5] البتہ اس حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ جب (مذکورہ اختلاف) گوری اور کالی میں ہو (یعنی دو گواہوں نے گورے رنگ کی عورت بیان کی اور دوسرے دو نے کالے رنگ کی عورت بیان کی تو پھر اس زنا پر ایسی گواہی مقبول نہ ہوگی)	تمرتاشی
۲۳	دو مردوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے ایک حبشی عورت سے زنا کیا اور دوسرے دو مردوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے	

۱؎ پس ان پر حد قذف بھی نہیں ہے اور صاحبینؒ کے ہاں اس مرد پر زنا کی حد لازم ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۲۲۰ نیز حکم نمبر ۱۸، ۱۹/۴۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱۷/۴۶۴ مع حاشیہ ۱۹/۴۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱۷، ۱۸/۴۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ اس کی مثالیں ۱۰ تا ۱۲/۴۶۴ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۲۳/۴۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا والرجوع عنها — الشهادة علی الزنا والرجوع عنها	حوالہ
۴۶۴ -	وآخران ببصرية او اثنان بحرة وآخران بامة او اثنان ببالغة وآخران بالتی لم تبلغ لم تقبل	کذا فی التمرتاشی
۲۴	واذا شهد اربعة انه زنی یوم النحر بمكة بفلانة و شهد اربعة انه قتل یوم النحر بالكوفة فلانا لم یقبل واحد من الشاهدین ولا احد علی شهود الزنا فان حضر احد الفریقین وشهدوا فحكم الحاكم بشادتهم ثم شهد الآخرون فشهادة الآخرین باطلة ولا یقام الحد علی شهود الزنا وان كانوا هم الفریق الثانی	کذا فی المبسوط
۲۵	ان شهدوا علی رجل انه زنی بفلانة وهی غائبة فانه یحد	کذا فی فتح القدیر
۲۶	ان شهد اربعة علی امرأة بالزنا فنظر الیها النساء فقلن هی بكر لاحد علیهما ولا علی الشهود	کذا فی الكافی
۲۷	وكذا اذا قلن هی رتقاء او قرناء	کذا فی فتح القدیر
۲۸	واذا شهدوا علی رجل بالزنا وهو مجبوب فانه لا یحد ولا یحد الشهود ایضا	کذا فی التبیین
۲۹	اربعة شهدوا علی رجل بالزنا فوجدوه مجبوبا بعد الرجم فالدیة علی الشهود ولاحد	

۱ؔ جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ وہ گواہ اس مزنیہ عورت کو پہچانتے ہوں۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۱۱- حکم نمبر $\frac{۱۲۳}{۴۶۴}$ ملاحظہ ہو اور جیسا ہدایہ میں ہے۲ اور لکھا ہے کہ اگر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس مرد نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے اور وہ فلانہ غائب ہو تو اس مرد پر زنا کی حد لگائی جائے گی اور اگر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس آدمی نے فلاں شخص کی چوری کی ہے اور جسکی چوری کی گئی ہے وہ غائب ہو تو اس آدمی کو چوری میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائیگی اس لئے کہ دوسرے کے غائب ہونے سے دعوی معدوم ہو جاتا ہے اور چوری کے مقدمہ میں دعوی شرط ہے زنا میں نہیں۔ نیز اس فلانہ مزنیہ کے حاضر ہونے کی صورت میں دعوی شبہ متوہم ہے (اور یہ شبہ نہیں شبہ الشبہ ہے) پس موہوم کا اعتبار نہیں ہے اور زنا کی حد لازم ہے۔ نیز دعوی شرط ہونے کے متعلق ہدایہ میں ہے کہ حقوق العباد میں دعوی شرط ہے! اسی لئے حقوق العباد میں تقادم العہد یعنی گواہی کی تاخیر مانع نہیں ہوتی کیونکہ وہ تاخیر دعوی نہ ہونے پر محمول ہو سکتی ہے اور پھر گواہوں کا فاسق قرار پانا لازم نہیں آتا۔ اور حد سرقہ میں چوری کی حد کیلئے دعوی شرط نہیں ہے اس لئے کہ وہ خالص اللہ تعالی کا حق ہے۔ اسی لئے حد سرقہ میں تقادم العہد مانع ہے البتہ سرقہ میں مال کی وجہ سے دعوی شرط ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۴۵۔ حکم نمبر $\frac{۸۵}{۴۶۴}$، $\frac{۲۳}{۴۷۱}$، نیز حکم نمبر $\frac{۲}{۴۶۶}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں۔ اور اگر اقرار سے ثابت شدہ زنا میں اقرار کنندہ یوں کہے کہ اس نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے اور

دفعات شق نمبر	پانچواں باب - زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۲۳ -	خراسانی عورت سے زنا کیا یا دو مردوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے کوفی عورت سے زنا کیا اور دوسرے دو نے یہ گواہی دی کہ اس نے بصری عورت سے زنا کیا یا دو مردوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے آزاد عورت سے زنا کیا اور دوسرے دو نے یہ گواہی دی کہ اس نے ایسی لڑکی سے زنا کیا جو بالغ نہ تھی تو (ان سب صورتوں میں) وہ گواہی قبول نہ کی جائے گی -	تمرتاشی
۲۴	(د) جب چار مردوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو مکہ مکرمہ میں فلاں عورت سے زنا کیا اور چار مردوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو کوفہ میں فلاں شخص کو قتل کیا تو ان گواہوں میں سے کوئی بھی (گواہی کے لئے) مقبول نہ ہوگا اور اس زنا کے گواہوں پر بھی حد (قذف) نہ ہوگی (ب) اور اگر گواہوں کے ان (مذکورہ) فریقوں میں سے ایک فریق (کے چاروں گواہوں) نے (حاکم مجاز کے ہاں) حاضر ہو کر گواہی دی اور حاکم مجاز نے ان کی گواہی کے بموجب فیصلہ دے دیا پھر (گواہوں کے) دوسرے فریق نے گواہی دی تو بعد والے فریق کی گواہی باطل ہے اور (اس صورت میں) زنا کے گواہوں پر حد (قذف) لازم نہ ہوگی خواہ دوسرے فریق کے گواہ وہی ہوں -	مبسوط
۲۵	اگر (چار) گواہوں نے ایک مرد پر گواہی دی کہ اس نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے اور وہ عورت غائب ہو تو اس زانی کو حد لگائی جائے گی [۱]	فتح قدیر
۲۶	اگر چار مردوں نے ایک عورت پر زنا کی گواہی دی پھر اس عورت کو عورتوں نے دیکھ کر کہا کہ یہ باکرہ ہے تو اس عورت اور مرد دونوں پر حد لازم نہ ہوگی اور ان گواہوں پر بھی حد (قذف) نہ ہوگی [۲]	کافی
۲۷	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جب اس عورت کو عورتوں نے دیکھ کر کہا کہ یہ رتقاء یا یہ کہا کہ وہ قرناء ہے (یعنی ناقابل جماع) ہے تو کسی پر حد لازم نہیں ہے) [۳]	فتح قدیر
۲۸	جب (چار) مردوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی اور وہ مجبوب (یعنی کٹے ہوئے ذکر والا ہو) تو اس پر (زنا کی) حد نہ لگائی جائے گی اور گواہوں پر بھی حد (قذف) نہ ہوگی [۴]	تبیین
۲۹	(د) چار مردوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی پھر اسے رجم کئے جانے کے بعد اسے ذکر کٹا ہوا پایا تو اس کی دیت (یعنی تاوان کی ادائیگی) ان گواہوں پر لازم ہوگی اور ان پر حد (قذف) نہ ہوگی -	

وہ عورت غائب ہو تو اس اقرار کنندہ پر حد لازم ہونے کے متعلق حکم نمبر ۲۵/۴۶۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] جیسا کہ درمختار و ردالمحتار میں ہے، اور ردالمحتار میں ہے کہ زنا کی حد اسلئے لازم نہیں کہ گواہوں کا کذب ظاہر ہو گیا - اور گواہوں پر حد قذف اسلئے نہیں کہ باکرہ ہونے اور اس نوع کے دوسرے امور میں ایک عورت یا زیادہ عورتوں کا قول حد ساقط کرنے میں دلیل ہے اس امر کے واجب قرار دینے کی دلیل نہیں - پس گواہوں پر حد قذف نہیں - ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۲۲۰ - نیز حکم نمبر ۴۷/۴۶۲ ، ۲۹/۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۳] رتقاء کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۸/۴۶۱ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو اور قرناء یعنی قرن والی - یہ ایک عارضہ ہے جس سے عورت کے فرج کے منہ پر دبہ خایہ کی طرح ایسی فرزوئی ظاہر ہو جاتی ہے جسکے سبب اس سے جماع غیر ممکن ہو تا ہے ماخوذ از اردو حاشیہ فتاوی عالمگیری از مولانا سید امیر علی - نیز حکم نمبر ۲۹/۴۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] جیسا کہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور ردالمحتار میں ہے کہ گواہوں پر حد قذف اس لئے نہیں کہ لفظ شہادت کے ساتھ زنا پر گواہوں کا نصاب پورا ہے - نیز یہ کہ مجبوب کے قاذف پر حد قذف نہیں ہوتی - ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۲۲۰ نیز حکم نمبر ۳/۴۴ ، ۸/۴۶۱ ، ۴۸/۴۶۲ ، ۲۹/۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الخامس في الشهادة على الزنا والرجوع عنها — الشهادة على الزنا والرجوع عنها	حوالہ
۴۶۴ -	وان كانت امرأة فنظر اليها النساء بعد الرجم فقلن عذراء او رتقاء فلا ضمان على الشهود ولا حد عليهم	كذا في محيط السرخسي
۳۰	اربعة شهدوا بزنا رجل فشهد اربعة على الشهود انهم هم الذين زنوا بها لا تقبل شهادة احدهم ولا يقام الحد على احد للشبهة عند ابي حنيفة رحمه الله وعندهما يحد الشهود الاولون لثبوت زناهم بحجة وهي شهادة اربعة عدول فصاروا فسقة ولو قال الفريق الثاني انهم زنوا بها وسكتوا يجب عليهم الحد لانهم شهدوا بزنا آخر لا بالزنا الذي شهد به الفريق الاول	كذا في محيط السرخسي
۳۱	ولو شهد اربعة على رجل وامرأة بالزنا وشهد اربعة آخرون على الشهود بانهم هم الذين زنوا بها وشهد ايضا اربعة آخرون على الفريق الثاني من الشهود بانهم هم الذين زنوا بها لا حد على الكل عند ابي حنيفة رحمه الله وعندهما يحد الرجل والمرأة والفريق الاوسط من الشهود حد الزنا	كذا في التبيين
۳۲	ولو لم يشهد الشهود بعضهم على بعض بالزنا ولكن شهد بعضهم على بعض بانهم محدودون في قذف والمسألة بحالها يحد الرجل والمرأة بالشهادة الاولى	كذا في محيط السرخسي
۳۳	ولو شهدوا على الزنا والشهود عبيد او كفار او محدودون في القذف او عميان فانه لا يجب على المشهود عليه الحد ويجب على الشهود حد القذف	كذا في شرح الطحاوي
۳۴	وان شهد اربعة على رجل بالزنا واحدهم عبد او محدود في قذف فانهم يحدون ولا يحد المشهود عليه	هكذا في الهداية

۱ حکم نمبر ۲۷ تا ۲۷/۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ کیونکہ اس صورت میں وہ شبہ متحقق نہ ہوگا جس کی بنا پر ۳۰/۴۶۴ کی صورت میں امام ابو حنیفہؒ کے ہاں حد ساقط کی گئی تھی واللہ اعلم۔ (مترجم) ۳ حکم نمبر ۳۰/۴۶۴ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۴ صاحبینؒ کے ہاں یہ حکم غالباً اس لئے کہ گواہوں کے فریق اوسط پر گواہوں کے آخری فریق کی معتبر گواہی کی دلیل موجود ہے اور پھر چونکہ گواہوں کا وہ درمیانی فریق زنا کی حد لگنے سے فاسق قرار پائے گا لہذا فریق اول پر ان کی گواہی غیر مقبول ہوگی۔ اور جب گواہوں کے فریق اول کے خلاف گواہی رد ہوگئی تو فریق اول کی معتبر گواہی سے اس مرد اور عورت پر زنا کی حد لگائی جائے گی واللہ اعلم (مترجم) ۵ غالباً اس لئے کہ گواہوں کے پہلے فریق پر گواہوں کے دوسرے فریق کی گواہی غیر مقبول ہے کیونکہ گواہوں کے دوسرے فریق کے محدود فی القذف ہونے پر گواہوں کے تیسرے فریق کی معتبر گواہی کی دلیل موجود ہے۔ واللہ اعلم (مترجم) ۶ درمختار اور رد المحتار میں ہے کہ اندھے، غلام، بچے، پاگل، کفار اور وہ شخص جسے حد قذف لگی ہو ان سب میں شہادت کی اہلیت نہیں ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ صـ ۲۲۱ اور ہدایہ میں ہے کہ اندھے اور جس پر حد قذف لگی ہو وہ ادائے شہادت کے

دفعات شق نمبر	پانچواں باب - زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام / زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۴۴۴-۲۹	(ب) اگر وہ عورت ہو (یعنی عورت پر زنا کی گواہی دی گئی) پھر اسے رجم کئے جانے کے بعد عورتوں نے اسے دیکھ کر کہا وہ تو باکرہ ہے یا رتقاء ہے تو ان گواہوں پر ضمان نہ ہوگی اور نہ ان پر حد (قذف) ہوگی [1]	محیط سرخسی
۳۰	(د) چار مردوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی پھر چار اور مردوں نے ان گواہوں پر یہ گواہی دی کہ ان گواہوں نے ہی اس عورت سے زنا کیا ہے۔ تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں ان میں سے کسی کی وہ گواہی قبول نہ ہوگی اور کسی پر حد قائم نہ کی جائے گی اس لئے کہ شبہ جگہ پاتا ہے اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں پہلے (چار) گواہوں پر (زنا کی) حد قائم کی جائے گی اس لئے کہ ان کا زنا کرنا دلیل سے ثابت ہے اور وہ دلیل چار معتبر گواہوں کی گواہی ہے پس وہ لوگ فاسق قرار پائے (ب) اگر (گواہی کے) دوسرے فریق (یعنی گواہوں پر گواہی دینے والے مذکورہ گواہوں) نے یہ کہا کہ۔ انہوں نے اس عورت سے زنا کیا اور (مزید کچھ کہنے سے) خاموش رہے تو ان پر (یعنی گواہوں کے پہلے فریق پر) زنا کی حد واجب ہوگی۔ اس لئے کہ (اس صورت میں) انہوں نے (یعنی گواہوں کے دوسرے فریق نے) ایک اور زنا کی گواہی دی ہے نہ کہ اس زنا کی جس کی گواہی پہلے فریق نے دی ہے [2]	محیط سرخسی
۳۱	اگر چار مردوں نے ایک مرد اور عورت پر زنا کی گواہی دی اور دوسرے چار مردوں نے ان گواہوں پر یہ گواہی دی کہ انہوں ہی نے اس عورت سے زنا کیا ہے اور چار اور مردوں نے گواہی کے دوسرے فریق پر بھی یہ گواہی دی کہ انہوں ہی نے اس عورت سے زنا کیا ہے تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں ان سب پر حد لازم نہیں ہے [3] اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اس مرد اور عورت کو اور گواہوں کے درمیانے فریق کو زنا کی حد لگائی جائے گی [4]	تبیین
۳۲	اگر (مذکورہ صورت میں) گواہوں میں سے بعض (فریق) نے بعض (فریق) پر زنا کی گواہی نہ دی لیکن بعض (فریق) نے بعض (فریق) پر یہ گواہی دی کہ وہ محدود فی القذف ہیں اور باقی مسئلہ کی صورت حسب حال (مذکور) ہو تو اس مرد اور عورت پر پہلی گواہی کی وجہ سے (زنا کی) حد لگائی جائے گی [5]	محیط سرخسی
۳۳	اگر (چار) مردوں نے زنا پر گواہی دی اور وہ گواہ غلام تھے یا کافر تھے یا ان پر حد قذف لگی ہوئی تھی یا وہ نابینا تھے تو جس پر انہوں نے زنا کی گواہی دی ہے اس پر زنا کی حد واجب نہ ہوگی اور ان گواہوں پر حد قذف واجب ہوگی [6]	شرح طحاوی
۳۴	اگر چار مردوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی اور ان گواہوں میں سے ایک گواہ غلام ہے یا اس پر حد قذف لگی ہوئی ہے تو ان گواہوں پر حد (قذف) لگائی جائے گی اور جس پر انہوں نے زنا کی گواہی دی اس پر (زنا کی) حد لازم نہ ہوگی [7]	ہدایہ

اہل نہیں اور غلام شہادت کے تحمل (یعنی اٹھانے) اور ادائیگی (یعنی شہادت دینے) دونوں کا اہل نہیں۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صفحہ ۲۴۷ اور حد قذف لگی ہوئے کی شہادت قبول نہ ہونے کے متعلق حکم نمبر ۱۰۷، ۱۳۱ تا ۱۳۸ / ۴۶۶ ملاحظہ ہوں۔ نیز رد المحتار میں ہے کہ فاسق میں شہادت کے تحمل اور ادا کی اہلیت تو ہے مگر فسق کی تہمت کی وجہ اسکی ادائے شہادت میں ایک نوع کا قصور ہے اسی لئے اگر کسی قاضی نے فاسق کی شہادت سے فیصلہ کیا تو ہمارے ہاں وہ فیصلہ نافذ قرار پائے گا۔ پس فساق کی شہادت سے شبہ زنا ثابت ہوگا اور ان کے ادائے شہادت میں قصور کی وجہ شبہ عدم زنا ثابت ہوگا پس فساق کی شہادت سے حد زنا ثابت نہ ہوگی اور زنا پر چار فاسقوں کی گواہی کی صورت میں نصاب پورا ہونے کی وجہ سے ان فساق پر حد قذف بھی نہ ہوگی ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۲۰ وهکذا فی الهدایة ج ۲ صفحہ ۲۴۷ حکم نمبر ۳۲، ۳۳ / ۴۶۴ مع حاشیہ، ۱۰۷ / ۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] حکم نمبر ۳۳ / ۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس فی الشہادۃ علی الزنا والرجوع عنہا — الشہادۃ علی الزنا والرجوع عنہا	حوالہ
۴۶۴-۳۵	ولو اعتق العبد فاعاد واحدٌ واثانیا وکذا العبید اذا شہدوا وحدٌ واثم اعتقوا واعادوا واحدوا ثانیا بخلاف الکفار اذا شہدوا علی مسلم ثم اعادوا وعن محمدؒ لوضرب بعض الحد فوجد احدہم عبدا فشہد اربعۃ اخری لا یحد لان ذلک الحد قد بطل	کذا فی العتابیۃ
۳۶	ولوکان احد الشہود الاربعۃ مکاتبا او صبیا او اعمی حدوا جمیعا سوی الصبی فان علم ذلک بعد ان اقیم الرجم علی المشہود علیہ لم یحدوا والدیۃ فی بیت المال وان کان الحد جلدا ضربوا الحد ان طلب المشہود علیہ واما ارش الضرب فہو ھدر فی قول ابی حنیفۃؒ	ھکذا فی الایضاح
۳۷	معتق البعض کالمکاتب عند ابی حنیفۃؒ ولا شہادۃ للمکاتب	کذا فی المبسوط
۳۸	ان شہدوا وہم فساق او ظہر انہم فساق لم یحدوا	کذا فی الکافی
۳۹	ولو ادعی المشہود علیہ ان احد الشہود عبد فالقول لہ حتی یثبت انہ حر	کذا فی التتارخانیۃ
۴۰	رجل قذف رجلا بالزنا ثم شہد القاذف مع ثلاثۃ نفر انہ زان	

لہ یہ صورت بعض حد لگائی جانے کے بعد کسی گواہ کے غلام پائے جانے کی صورت ہے۔ یہ حد باطل قرار پاکر اس میں نئے گواہوں کی گواہی سے حد لازم نہ ہوگی اور حکم نمبر ۴۵/۴۶۴ میں حد نہ لگنے کی صورت میں جب پہلے گواہوں نے باطل گواہی دینے کا اقرار کیا تو اس میں نئے گواہوں کی گواہی سے حد لازم ہونے کا حکم ہے۔ اور حکم نمبر ۵۱/۴۶۴ میں اصل گواہ پہلے پیش نہیں ہوئے اور شہادت علی الشہادت میں شبہ کے جگہ پانے کی وجہ سے بعد میں نئے گواہوں کی گواہی سے حد لازم نہ ہونے کا حکم ہے۔ حکم نمبر ۵۱،۴۵،۳۳/۴۶۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ہ حکم نمبر ۳۳/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ہ جیسا کہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور ردالمحتار میں ہے کہ اس لئے کہ انہوں نے زندہ شخص پر قذف کیا تھا اور اس کا اظہار اس وقت ہوا کہ وہ اب وفات پاچکا ہے تو میراث نہ قرار پائے گی۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص ۲۲۲ وھکذا فی الھدایۃ ج ۲ ص ۲۴۹ حکم نمبر ۴۲،۴۳/۴۶۴

دفعات و شق نمبر	پانچواں باب۔ زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام　　زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۴۶۴-۳۵	اگر (مذکورہ صورت میں) وہ غلام آزاد کر دیا گیا تو ان سب نے (اس زنا پر) گواہی دوبارہ دی تو ان سب کو دوبارہ حد قذف لگائی جائے گی۔ اسی طرح اگر (سب گواہ) غلام ہوں اور انہوں نے (زنا پر) گواہی دی اور انہیں حد قذف لگائی گئی پھر وہ سب آزاد کر دیئے گئے تو انہوں نے (اس زنا پر) دوبارہ گواہی دی تو ان سب کو دوبارہ حد قذف لگائی جائے گی۔ اور اس حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ (اگر سب گواہ) کافر ہوں تو جب انہوں نے کسی مسلمان پر (زنا کی) گواہی دی پھر (ان پر حد قذف لگائی گئی پھر وہ مسلمان ہو گئے اور انہوں نے اس زنا پر) دوبارہ گواہی دی (تو ان پر دوبارہ حد قذف نہ ہوگی)۔ اور امام محمدؒ سے روایت ہے کہ اگر کچھ حد لگائی گئی تو ظاہر ہوا کہ گواہوں میں سے ایک گواہ غلام ہے۔ پھر اس زنا پر چار اور گواہوں نے گواہی دی تو اس پر (زنا کی) حد نہ لگائی جائے گی اس لئے کہ وہ حد باطل ہو چکی ہے [1]	عتابیہ
۳۶	(د) اگر (زنا پر) چار گواہوں میں سے ایک گواہ مکاتب غلام تھا یا بچہ تھا یا نابینا تھا تو بچہ کے سوا ان سب گواہوں پر حد قذف لگائی جائے گی [2]۔ (ب) اور اگر مشہود علیہ (یعنی جس پر زنا کی گواہی دی گئی اس) پر رجم کی حد لگانے کے بعد یہ معلوم ہوا (کہ گواہوں میں سے ایک مکاتب یا بچہ یا نابینا تھا) تو گواہوں پر حد قذف نہ لگائی جائے گی [3] اور رجم شدہ کی دیت (یعنی تاوان کی ادائیگی) بیت المال سے ہوگی (ج) اور اگر مشہود علیہ کو (زنا کی) حد میں درے لگائے گئے (اور پھر مذکورہ امر کا علم ہوا) تو گواہوں کو حد (قذف) لگائی جائے گی بشرطیکہ مشہود علیہ اس کا مطالبہ کرے اور مشہود علیہ پر دروں کی ضرب کی اَرْش (یعنی عضو کا تاوان) ضائع جائے گا۔ یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب ہے [4]	ایضاح
۳۷	جس غلام کا بعض حصہ آزاد ہو تو وہ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں مکاتب غلام کی طرح ہے اور مکاتب غلام اہل شہادت میں سے نہیں ہے [5]	مبسوط
۳۸	اگر (زنا پر) چار گواہوں نے گواہی دی حالانکہ وہ فاسق ہیں یا (بعد میں) ظاہر ہوا کہ فاسق ہیں تو ان سب کو حدِ قذف نہ لگائی جائے گی [6]	کافی
۳۹	اگر مشہود (یعنی جس پر زنا کی گواہی دی اس) نے یہ دعوی کیا کہ گواہوں میں سے ایک گواہ غلام ہے تو اس کے قول کا اعتبار کیا جائے گا حتی کہ یہ ثابت ہو کہ وہ گواہ آزاد ہے [7]	تتارخانیہ
۴۰	کسی آدمی نے کسی شخص پر زنا کی تہمت لگائی پھر تہمت لگانے والے آدمی نے تین اور مردوں سمیت گواہی دی	

[1] ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۳۳/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور اگر زنا پر گواہی میں گواہ نے گواہی سے رجوع کر لیا تو اس کے احکام حکم نمبر ۴۵/۴۶۴ سے شروع ہوتے ہیں (مترجم) [2] حکم نمبر ۴۱ تا ۴۲/۴۶۴ ملاحظہ ہو [3] اور اَرْش کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۶۲/۴۶۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [5] حکم نمبر ۳۳/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] حکم نمبر ۳۳/۴۶۴ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] حکم نمبر ۹۳ تا ۹۵/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا والرجوع عنها — الشهادة علی الزنا والرجوع عنها	حوالہ
۴۶۴ ۔	ینظر ان کان المقذوف قدمه الی القاضی ثم شهد لم تقبل وان کان لم یقدمه قبلت شهادته	کذا فی محیط السرخسی
۴۱	قال محمد رحمه الله فی الجامع الصغیر اربعة شهدوا علی رجل بالزنا وهو غیر محصن وضربه الامام ثم ظهر ان الشهود کانوا عبیدا او کفارا او محدودین فی قذف وقد ماتت من الجلد او جرحته السیاط قال ابوحنیفة رح لا ضمان علی القاضی ولا فی بیت المال	کذا فی المحیط
	اذا حد بشهادة شهود جلد فجرحه الحد او مات منه لعدم احتماله ایاه ثم ظهر ان بعض الشهود عبد او محدود فی قذف او کافر فانهم یحدون بالاتفاق قال ابوحنیفة رحمه الله لا شیء علیهم ولا علی بیت المال	کذا فی فتح القدیر
۴۲	اربعة شهدوا علی الرجل بالزنا وهو محصن او شهدوا علیه بالزنا والاحصان فرجمه الامام ثم وجد احد الشهود عبدا او مکاتبا او محدودا فی قذف فدیته علی القاضی ویرجع القاضی بذلك فی مال بیت المال بالاجماع	کذا فی المحیط
۴۳	ولو ظهر ان الشهود فساق فلا ضمان علی القاضی	کذا فی المحیط
۴۴	اربعة شهدوا علی رجل بالزنا فزکاهم نفر وقالوا انهم احرار مسلمون عدول ثم ظهر انهم عبید او کفار او محدودون فی القذف ان بقی المزکون علی تزکیتهم ولم یرجعوا عنها ولکن قالوا اخطأنا فلا ضمان علیهم عندهم جمیعا ویجب الضمان فی بیت المال عندهم جمیعا فاما اذا رجعوا عن التزکیة وقالوا کنا عرفناهم عبیدا او کفارا او محدودین فی القذف الا انا تعمدنا التزکیة مع هذا اختلفوا	

ـــه۱ حکم نمبر ۲/۲۶۴ مع حاشیہ نیز حکم نمبر ۱۴۲/۲۶۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــه۲ حکم نمبر ۳۳، ۳۶، ۴۳/۲۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں۔ اور حدِ زنا میں محصن کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲/۲۶۲ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ـــه۳ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ "خطأ الحاکم من بیت المال" یعنی حاکم مجاز کے فیصلہ کی غلطی کا تاوان بیت المال سے ادا ہوتا ہے۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری ج ۶ ص ۴۳۰۔ نیز حکم نمبر ۳۶ ب، ۴۱، ۴۳، ۶۳۰/۲۶۴، ۳۲/۲۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــه۴ حکم نمبر ۳۶ ب، ۴۱، ۴۲/۲۶۴ ملاحظہ ہوں۔ نیز حکم نمبر ۳۳/۲۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــه۵ اسکے متعلق حکم نمبر ۲ د/۲۶۱ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــه۶ معتبر گواہی کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷/۲۶۷ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــه۷ حکم نمبر ۳۳/۲۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات/شق نمبر	پانچواں باب - زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۴۰ -	کہ وہ شخص زانی ہے، تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) دیکھا جائے گا کہ اگر مقذوف (یعنی جس شخص پر زنا کی تہمت لگائی گئی تھی وہ) اس قاذف (یعنی زنا کی تہمت لگانے والے) کو قاضی کے ہاں لایا اس کے بعد اس نے (تین مزید گواہوں سمیت اس پر زنا کی) گواہی دی تو قبول نہ ہوگی اور اگر مقذوف ابھی قاذف کو قاضی کے ہاں نہ لایا تھا (اور قاذف نے تین مزید گواہ ملالئے) تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی ۱ھ	محیط سرخسی
۴۱	امام محمدؒ نے جامع صغیر میں لکھا ہے کہ چار مردوں نے کسی شخص پر زنا کی گواہی دی وہ شخص غیر محصن تھا حاکم مجاز نے اس شخص پر کوڑوں کی حد جاری کی پھر ظاہر ہوا کہ گواہ غلام تھے یا کافر تھے یا ان پر حد قذف لگی ہوئی تھی اور وہ شخص کوڑوں کی سزا سے مرگیا یا کوڑوں سے وہ زخمی ہوگیا تو اس کے متعلق امام ابوحنیفہؒ کا قول یہ ہے کہ قاضی پر یا بیت المال پر اس کی ضمان لازم نہ ہوگی ۔	محیط
	(ب) جب کوئی شخص گواہوں کی گواہی سے زنا کی حد میں کوڑے مارا گیا پس وہ زخمی ہوگیا یا کوڑوں کی سزا برداشت نہ کرنے کی وجہ سے مرگیا پھر ظاہر ہوا کہ بعض گواہ غلام تھے یا ان پر حد قذف لگی ہوئی تھی یا کافر تھے تو ان (سب) گواہوں کو بالاتفاق حد قذف لگائی جائے گی۔ (ضمان لازم ہونے کے متعلق) امام ابوحنیفہ کا قول یہ ہے کہ ان گواہوں پر اور بیت المال پر کوئی چیز لازم نہیں ہے ۲ھ	فتح قدیر
۴۲	چار مردوں نے کسی شخص پر زنا کی گواہی دی اور وہ شخص محصن ہے ۔ یا چار مردوں نے کسی شخص پر زنا اور احصان (دونوں) کی گواہی دی پس حاکم مجاز نے اس پر رجم کی حد جاری کردی پھر (ان گواہوں میں سے) ایک گواہ غلام یا مکاتب یا محدود القذف پایا گیا تو رجم شدہ کی دیت (یعنی تاوان کی ادائیگی) اس حاکم مجاز پر ہے اور وہ حاکم وہ دیت بالاجماع بیت المال کے مال سے لے سکتا ہے ۳ھ	محیط
۴۳	اور اگر (مذکورہ صورت میں رجم کے بعد) یہ ظاہر ہوا کہ وہ گواہ فاسق تھے تو حاکم مجاز پر تاوان لازم نہ ہوگا ۴ھ	محیط
۴۴	(د) (مذکورہ) زانی شخص پر چار مردوں نے زنا کی گواہی دی اور کچھ لوگوں نے ان گواہوں کا تزکیہ ۵ھ کیا اور کہا یہ گواہ آزاد مسلمان اور معتبر ہیں ۶ھ پھر ظاہر ہوا کہ وہ گواہ غلام تھے یا کافر تھے یا ان پر حد قذف لگی ہوئی تھی ۷ھ تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر تزکیہ کرنے والے اس تزکیہ پر قائم رہے اور اس سے رجوع نہ کیا لیکن انہوں نے یہ کہا کہ ہم سے خطا ہوئی تو سب کے ہاں ان پر ضمان لازم نہ ہوگی اور سب کے ہاں بیت المال سے ضمان واجب ہوگی اور اگر تزکیہ کرنے والوں نے اس تزکیہ سے رجوع کرلیا اور یہ کہا کہ ہم ان گواہوں کو غلام ہونا یا کافر ہونا یا ان پر حد قذف کا لگا ہونا جانتے تھے مگر اس کے باوجود ہم نے جان بوجھ کر ان کا تزکیہ کیا تو اس کے حکم میں فقہاء نے اختلاف کیا ہے	

مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

فتاوی نمبر	الباب الخامس فی الشہادۃ علی الزنا والرجوع عنہا — الشہادۃ علی الزنا والرجوع عنہا	حوالہ
۲۶۴	فیہ قال ابو حنیفۃ رحمہ اللہ یجب الضمان علی المزکین ولا یجب فی بیت المال وقال ابو یوسف و محمد رحمہما اللہ تعالی لا ضمان علی المزکین و یجب فی بیت المال وھذا اذا ظہر ان الشہود عبید او کفار او محدودون فی القذف فاما اذا ظہر انہم فسقۃ ورجعوا عن التعدیل وقالوا عرفنا ہم فسقۃ الا انا تعمدنا التعدیل فانہم یضمنون وھذا اذا قال المزکون ہم احرار مسلمون عدول فاما اذا قالوا عدول لا غیر ثم ظہر ان الشہود عبید لا ضمان علیہم	کذا فی المحیط
	ولا فرق فی ھذا بین ما اذا شہدوا بلفظ الشہادۃ فقالوا نشہد انہم احرار او اخبروا بان قالوا ہم احرار	کذا فی النہایۃ
	لا ضمان علی الشہود ولا یحدون حد القذف	کذا فی الکافی
۲۵	اربعۃ شہدوا علی رجل بالزنا ثم اقروا عند القاضی انہم شہدوا بالباطل فعلیہم الحد فان لم یحدہم القاضی حتی شہد اربعۃ غیرہم علی ذلک الرجل بالزنا جازت شہادتہم واقیم الحد علی المشہود علیہ بشہادتہم ویدرأ عن الفریق الاول حد القذف	کذا فی المبسوط
۲۶	اذا رجع الشہود بعد الجرح بالجلد او الموت بالجلد لا یضمنون عند ابی حنیفۃ اصلا لا ضمان الارش ولا ضمان النفس وعندہما یضمنون ارش الجراحۃ ان لم یمت المحدود والدیۃ ان مات	کذا فی غایۃ البیان
۲۷	اربعۃ شہدوا علی غیر محصن فجلدہ القاضی فجرحہ الجلد ثم رجع احدہم لا یضمن الراجع ارش الجراحۃ وکذا ان مات من الجلد لا ضمان علی احد عند ابی حنیفۃ لا علی الراجع ولا علی بیت المال وعندہما یضمن الراجع	کذا فی السراج الوہاج

۱؎ حکم نمبر ۴۳، ۳۸، ۳۷ / ۲۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۲۸، ۳۵ / ۲۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۳۵، ۵۱ / ۲۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۵۲، ۴۷ / ۲۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۵۰، ۴۸، ۴۶، ۳۵، ۲۰ / ۲۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	پانچواں باب - زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام　زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۴۴ -	امام ابو حنیفہؒ کا قول یہ ہے کہ تزکیہ کرنے والوں پر ضمان واجب ہوگی اور بیت المال سے ضمان واجب نہ ہوگی اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول یہ ہے کہ تزکیہ کرنے والوں پر ضمان لازم نہ ہوگی اور بیت المال سے ضمان واجب ہوگی۔ اور یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ یہ ظاہر ہوا تھا کہ وہ گواہ غلام ہیں یا کافر ہیں یا ان پر حدِ قذف لگی ہوئی ہے۔ (ب) اور اگر یہ ظاہر ہوا تھا کہ وہ گواہ فاسق تھے اور تزکیہ کرنے والوں نے ان گواہوں کو معتبر قرار دینے سے رجوع کرلیا اور یہ کہا کہ ہم ان گواہوں کا فاسق ہونا جانتے تھے مگر اس کے باوجود ہم نے جان بوجھ کر انہیں معتبر قرار دیا تو تزکیہ کرنے والے ضامن ہوں گے۔ اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ تزکیہ کرنے والوں نے یوں کہا تھا کہ "وہ گواہ آزاد مسلمان اور عدول (یعنی معتبر) گواہ ہیں" اور اگر انہوں نے (فقط) یوں کہا تھا کہ "وہ معتبر ہیں" اور کچھ نہ کہا اور پھر ظاہر ہوا کہ وہ گواہ غلام تھے تو تزکیہ کرنے والوں پر ضمان لازم نہ ہوگی۔	محیط
	اس[2] حکم میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ تزکیہ کرنے والوں نے شہادت کے لفظ کے ساتھ گواہی دی اور یوں کہا کہ "ہم گواہی دیتے ہیں کہ وہ آزاد ہیں" یا انہوں نے خبر دی اور یوں کہا کہ "وہ آزاد ہیں"۔	نہایہ
	اور[3] (مذکورہ صورت میں) گواہوں پر ضمان لازم نہ ہوگی اور نہ ان پر حد قذف لگے گی ؎۱	کافی
۴۵	(۱) چار مردوں نے کسی شخص پر زنا کی گواہی دی پھر ان گواہوں نے قاضی (یعنی حاکم مجاز) کے ہاں یہ اقرار کیا کہ انہوں نے جھوٹی گواہی دی ہے تو ان پر حد قذف لازم ہوگی ؎۲ (ب) اور اگر قاضی نے انہیں (ابھی) حدِ قذف کی سزا نہ دی تھی کہ چار اور گواہوں نے اسی شخص پر زنا کی گواہی دی تو ان (دوسرے) گواہوں کی گواہی جائز ہے اور جس پر زنا کی گواہی دی گئی اس پر زنا کی حد قائم کی جائے گی اور گواہوں کے پہلے فریق سے حد قذف ہٹا دی جائے گی ؎۳	مبسوط
۴۶	جب (زنا پر گواہی سے لازم شدہ) کوڑوں کی حد سے (مبینہ زانی کے) زخمی ہونے یا کوڑوں کی حد سے موت واقع ہو جانے کے بعد گواہوں نے (گواہی کی صحت سے) رجوع کرلیا تو امام ابو حنیفہ رحؒ کے ہاں ان پر کچھ ضمان نہ ہوگی نہ عضو کے تاوان کا ضمان اور اس کی جان کی ضمان ؎۴۔ اور صاحبینؒ کے ہاں ان گواہوں پر زخم کے تاوان جبکہ حد لگے ہوئے کی موت واقع نہیں ہوئی۔ اور دیت (یعنی اس کا تاوان) اگر اس کی موت واقع ہوگئی ہو کی ضمان لازم ہوگی	غایہ بیان
۴۷	چار مردوں نے کسی غیر محصن شخص پر زنا کی گواہی دی پس حاکم مجاز نے اسے کوڑوں کی حد لگائی تو کوڑوں سے وہ شخص زخمی ہوگیا پھر ان گواہوں میں سے کسی ایک نے گواہی سے رجوع کرلیا تو رجوع کرنے والا وہ گواہ اس زخم کے تاوان کا ضامن نہ ہوگا اور اسی طرح اگر کوڑوں سے وہ شخص مرگیا تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں رجوع کرنے والے پر اور بیت المال پر کسی پر ضمان لازم نہ ہوگی ؎۵ اور صاحبینؒ کے ہاں رجوع کرنے والا ضامن ہوگا۔	سراج وہاج

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الشہادۃ علی الزنا والرجوع عنہا	الشہادۃ علی الزنا والرجوع عنہا	حوالہ
۴۸-۴۷۴۴	ولو کان حدہ الجلد فجلد بشہادتہم ثم رجع واحد منہم حد الراجع وحدہ بالاجماع		کذا فی التبیین
۴۹	اذا ضرب وبقی سوط فرجع واحد من الشہود ضربوا جمیعا حد القذف ویدرأ عن المشہود علیہ ما بقی من الحد		کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۰	ولو رجمہ الناس والشہود فلم یمت حتی رجع بعضہم حد الشہود حد القذف		کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۱	ان شہد اربعۃ علی شہادۃ اربعۃ علی رجل بالزنا لم یحد فان جاء الاصول وشہدوا علی ذلک الزنا بعینہ لم یحد ایضا ولا یحد الفروع ولا الاصول		کذا فی الکافی
	وکذا لا تقبل شہادۃ غیرہم		کذا فی خزانۃ المفتین
۵۲	ان شہد اربعۃ علی رجل بالزنا بفلانۃ واربعۃ اخری شہدوا علی زناہ بامرأۃ اخری فرجم فرجع الفریقان ضمنوا دیتہ اجماعا وحدوا للقذف عند ابی حنیفۃ رح وابی یوسف رح		کذا فی الکافی
۵۳	لو شہد اربعۃ بالزنا والاحصان ثم رجع واحد ان رجع قبل القضاء حد الراجع فی قولہم حد القذف ویحد الباقون عندنا وان رجع بعد القضاء قبل الامضاء حد الراجع فی قولہم وحد الباقون عند ابی حنیفۃ رح وابی یوسف رح فی قولہ الآخر وان رجع بعد القضاء		

ا حکم نمبر ۲، ۳، ۷۰ / ۴۴۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ حکم نمبر ۲، ۳، ۷۰ / ۴۴۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ حکم نمبر ۴۹ / ۴۴۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ جیسا کہ درمختار ودر المختار میں ہے۔ اور رد المحتار میں ہے، کہ حدود میں شہادت علی الشہادت جائز نہیں اسلئے کہ احتمال کذب اصول اور فروع دو جگہوں میں ہونے کیوجہ سے شبہ کا وقوع زیادہ ہو جاتا ہے پھر فروع پر حد قذف اسلئے نہیں کہ وہ خود تہمت لگانے والے نہیں اس کی حکایت کرنے والے ہیں اور اصول پر بطریق اولی نہیں اور چونکہ فروع کی گواہی رد ہوچکنے کی وجہ سے من وجہ اصول کی گواہی رد قرار پاتی ہے اسلئے فروع کی گواہی کے بعد اصول کی گواہی بھی رد ہوگی۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۳۰ وکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۲۲، ص ۲۳ اور جیسا کہ شرح وقایہ میں ہے نیز لکھا ہے کہ مذکورہ صورت میں اصل گواہوں نے غیر مشروع امر سے زنا کے اثبات کی کوشش کی ہے اور اس سے ان کی وہ گواہی حسبۃ للہ تعالی قرار پانے کی بجائے اشاعت فاحش کی کوشش قرار پائی پس اصل گواہوں پر اس تہمت کی وجہ سے فروع کی گواہی کے بعد اصل گواہوں کی گواہی قبول نہ کی جائے گی اور حد لازم نہ ہوگی۔ ماخوذ از شرح وقایہ ج ۲ ص ۲۶۷۔ نیز حکم نمبر ۵۱ ب / ۴۴۴ ملاحظہ ہو اور اگر بعض حد لگائے جانے کے بعد کوئی گواہ غلام ظاہر ہوا اور پھر مزید چار گواہ گواہی دیں تو ان کی گواہی باطل ہونے کے متعلق حکم نمبر ۳۵ / ۴۴۴ ملاحظہ ہو۔ اور حد قذف وچوری کی حد میں شہادت علی الشہادۃ قبول نہ ہونے کے متعلق حکم نمبر ۴ / ۴۶۶، ۴۹ / ۴۶۸، احصان اور تعزیر میں شہادت

دفعات شق نمبر	پانچواں باب۔ زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۴۸-۴۷-۴۶	اگر کسی شخص پر زنا کی حد کوڑے مارنے کی ہو پس گواہوں کی گواہی کی بنا پر اسے کوڑوں کی حد لگائی گئی پھر گواہوں میں سے ایک نے رجوع کر لیا تو بالاجماع اس اکیلے کو ہی حد قذف لگائی جائے گی ے۱	تبیین
۴۹	جب کسی شخص کو (گواہی سے لازم شدہ زنا کی حد میں) کوڑے مارے گئے اور ایک کوڑا مارنا باقی تھا کہ گواہوں میں سے ایک گواہ نے گواہی سے رجوع کر لیا تو سب گواہوں کو حد قذف لگائی جائے گی اور جس پر زنا کی گواہی دی گئی تھی اس سے باقی حد ہٹا دی جائے گی ے۲	قاضیخان
۵۰	اگر کسی شخص کو (گواہی سے لازم شدہ زنا کی حد میں رجم لازم ہوا اور اسے) لوگوں نے اور گواہوں نے رجم کیا اور (ابھی) وہ مرا نہ تھا کہ گواہوں میں سے ایک نے گواہی سے رجوع کر لیا تو ان سب گواہوں کو حد قذف لگائی جائے گی ے۳	قاضیخان
۵۱	(ا) اگر چار مردوں نے یہ گواہی دی کہ چار مردوں نے (فلاں) ایک شخص پر زنا کی گواہی دی ہے تو اس شخص کو زنا کی حد نہ لگائی جائے گی۔ پھر اگر اصل گواہ آگئے اور انہوں نے اس شخص کے اس زنا پر گواہی دی تب بھی اس شخص کو زنا کی حد نہ لگائی جائے گی اور اصل گواہوں پر گواہی دینے والوں اور اصل گواہوں کو حد قذف نہ لگائی جائے گی ے۴	کافی
	(ب) اسی (مذکورہ صورت میں مذکورہ حکم کی) طرح ان اصل گواہوں کے علاوہ گواہوں کی گواہی بھی (اس زنا پر) قبول نہ کی جائے گی ے۵	خزانۃ المفتین
۵۲	اگر چار مردوں نے کسی آدمی پر گواہی دی کہ اس نے فلاں عورت سے زنا کیا اور دوسرے چار مردوں نے اس آدمی پر یہ گواہی دی کہ اس نے ایک اور عورت سے زنا کیا پس اسے زنا کی حد میں رجم کیا گیا پھر گواہوں کے دونوں فریقوں نے گواہی سے رجوع کر لیا تو وہ گواہ اسکی دیت (تاوان) کے ضامن ہوں گے اس حکم پر اجماع ہے اور امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں ان گواہوں پر حد قذف لگے گی ے۶	کافی
۵۳	(ا) چار مردوں نے کسی شخص پر زنا کا ارتکاب کرنے اور اس کے محصن ہونے کی گواہی دی پھر (ان گواہوں میں سے) ایک گواہ نے حاکم مجاز کے فیصلہ سے پہلے گواہی سے رجوع کر لیا تو سب کے قول کے بموجب رجوع کرنے والے گواہ کو حد قذف لگائی جائے گی اور باقی گواہوں کو (بھی) ہمارے ہاں حد قذف لگائی جائے گی (ب) اور اگر (ان میں سے) ایک گواہ نے حاکم مجاز کے فیصلہ کے بعد اور وہ حد جاری ہونے سے پہلے گواہی سے رجوع کر لیا تو سب کے قول کے	

علی الشہادۃ قبول ہونے کے متعلق حکم نمبر ۱۲/۴۶۲، ۸/۴۶۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ے۵ حکم نمبر ۳۵، ۵۱/۴۶۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ے۶ حکم نمبر ۴۶، ۴۷/۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ے۷ فتاوی قاضیخان سے ماخوذ فتاوی عالمگیری کی یہ عبارت فتاوی عالمگیری کے نسخہ مطبوعہ مطبع امیریہ اور میمنیہ مصر دونوں میں یوں درج تھی" وابی یوسف الاخر" اور اصل ماخذ فتاوی قاضیخان میں یوں درج ہے۔ "وابی یوسف فی قولہ الآخر" جیساکہ فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری امیریہ ج ۲ ص ۴۶۴ میں ہے۔ اور چونکہ مفہوم کے لحاظ سے اصل ماخذ کی عبارت ہی درست ہے لہٰذا یہی درج ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا والرجوع عنها — الشهادة علی الزنا والرجوع عنها	حوالہ
۴۶ -	والامضاء حد الراجع ولا حد على الباقين في قولهم و على الراجع ربع الدية في ماله في سنة واحدة في قولهم	كذا في فتاوى قاضيخان
۵۴	وكذا اكلما رجع واحد حد وغرم ربع الدية	كذا في الكافي
۵۵	ولو رجعوا جميعا بعد القضاء والامضاء حدوا جميعا عندنا والدية في اموالهم	كذا في فتاوى قاضيخان
۵۶	ولو قذف رجل هذا المرجوم لا يحد القاذف لما ذكرنا ان رجوع الشاهد بعد القضاء لا يعمل في حق غيره	كذا في المحيط
۵۷	شهدوا بالعتق والزنا فرجم ثم رجعوا ضمنوا القيمة للمولى والدية للورثة وحدوا	كذا في التاتارخانية
۵۸	ولو رجعوا عن العتق لم يضمنوا شيأ لان شهود الاحصان لا يضمنون بالرجوع	كذا في خزانة المفتين
۵۹	ان كان الشهود خمسة ثم رجع واحد أمضى الحد على المشهود عليه بشهادة من بقي	كذا في الايضاح

ـــہ۱ جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت میں گواہی سے رجوع کے سبب وہ گواہی قذف ہوگی اسلئے کہ رجوع کر لینے سے گواہی فسخ ہو جاتی ہے پس وہ گواہی میت کیلئے حال میں قذف قرار پائے گی ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صـــ ۲۴۸ اور در المختار میں ہے کہ رجوع سے پہلے جب یہ گواہی واقع ہوئی تھی تو معتبر تھی پھر (رجم کے بعد) رجوع کی وجہ سے فسخ ہو گئی پس فی الحال قذف قرار پائی لہٰذا حد قذف لازم ہوگی۔ ماخوذ از در المختار ج صـــ ۲۲۲ اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ (رجم کے بعد) گواہوں میں غلام یا کافر ظاہر ہونے کی صورت کا حکم گواہی سے رجوع کے حکم کی طرح نہیں ہے اسلئے کہ انکا کلام (گواہی کے وقت) معتبر گواہی واقع ہی نہ ہوا تھا (پس وہ زندہ پر تلفظ تھا اور پھر موت کے بعد حد قذف کی میراث نہ ہوگی) ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج ۲ صـــ ۲۴۹ ۔ نیز حکم نمبر $\frac{۳۶ ب}{۴۶۴}$ مع پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــہ۲

فتاوی قاضیخان سے ماخوذ فتاوی عالمگیری کی یہ عبارت فتاوی عالمگیری کے نسخہ مطبوعہ امیریہ، میمنیہ مصر میں یوں ہی درج ہے کہ "وعلی الراجع ربع الدیۃ" یعنی رجوع کرنے والے پر چوتھائی دیت لازم ہے اور اصل ماخذ فتاوی قاضیخان میں یوں درج ہے "وعلی الراجع بعد القضاء ربع الدیۃ" یعنی حاکم مجاز کے فیصلہ کے بعد گواہی سے رجوع کرنے والے پر چوتھائی دیت لازم ہے۔ جیساکہ فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری ج ۳ صـــ ۴۷۴ میں ہے اور در مختار میں ہے کہ (و یحد من رجع من

دفعات مسئلہ نمبر	پانچواں باب۔ زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۵۳	بموجب رجوع کرنے والے گواہ کو حد قذف لگائی جائے گی۔ اور امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے دوسرے قول کے بموجب باقی گواہوں کو (بھی) حد قذف لگائی جائے گی (ج) اور اگر (ان میں سے) ایک گواہ نے حاکم مجاز کے فیصلہ اور حد جاری ہونے کے بعد گواہی سے رجوع کر لیا تو سب کے قول کے بموجب رجوع کرنے والے گواہ کو حد قذف لگائی جائے گی ۱ھ اور ان باقی گواہوں کو حد قذف نہ لگائی جائے گی۔ نیز سب کے قول کے بموجب رجوع کرنے والے گواہ پر اس کے مال سے چوتھائی دیت (یعنی تاوان) ایک سال میں ادا کرنا لازم ہوگا ۲ھ	قاضیخان
۵۴	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب بھی (مذکورہ صورت میں) ایک گواہ نے گواہی سے رجوع کیا اسے حد قذف لگائی جائے گی اور وہ چوتھائی دیت کا تاوان دے گا۔	کافی
۵۵	اور اگر (مذکورہ صورت میں) سب گواہوں نے حاکم مجاز کے فیصلہ اور حد جاری ہونے کے بعد گواہی سے رجوع کر لیا تو ہمارے ہاں ان سب گواہوں کو حد قذف لگائی جائے گی اور اس کی دیت ان سب کے مال سے لازم ہوگی۔	قاضیخان
۵۶	اور اس (مذکورہ) رجم شدہ شخص (یعنی جس پر گواہی دینے والے نے رجم کے بعد گواہی سے رجوع کر لیا ہے اس) کو کسی آدمی نے زنا کی تہمت لگائی تو اس تہمت لگانے والے کو حد قذف لگائی جائے گی اس لئے کہ ہم نے بیان کر دیا ہے کہ حاکم مجاز کے فیصلہ کے بعد گواہ کا رجوع کر لینا دوسرے کے حق میں عمل نہیں کرتا ۳ھ۔	محیط
۵۷	(کسی شخص پر) چار مرد گواہوں نے اس کے آزاد ہونے اور زنا کا ارتکاب کرنے کی گواہی دی پس اسے (زنا کی حد میں) رجم کیا گیا۔ پھر ان گواہوں نے گواہی سے رجوع کر لیا تو وہ گواہ اس (مرجوم) شخص کے آقا کے لئے اس کی قیمت کے ضامن ہوں گے اور اس کے وارثوں کے لئے دیت (یعنی تاوانِ جان) کے ضامن ہوں گے اور ان گواہوں کو حد قذف لگائی جائے گی ۴ھ	تتارخانیہ
۵۸	اور اگر (مذکورہ صورت میں) ان گواہوں نے (صرف) اس کے آزاد ہونے کی گواہی سے رجوع کیا تو وہ کسی شئی کے ضامن نہ ہوں گے اس لئے کہ اگر احصان کے گواہ رجوع کریں تو وہ ضامن نہیں ہوتے ۵ھ	خزانۃ المفتین
۵۹	اگر (کسی زنا پر گواہ پانچ مرد ہوں پھر ان میں سے ایک نے گواہی سے رجوع کر لیا تو باقی چار کی گواہی کی وجہ سے مشہود علیہ (یعنی جس پر زنا کی گواہی دی گئی ہے اس) پر (زنا کی) حد جاری کی جائے گی ۶ھ۔	الیضاح

الا ربعۃ بعد الرجم فقط) لانقلاب الشھادۃ بالرجوع قذفا (وغرم ربع الدیۃ و) ان رجع (قبلہ) ای الرجم (حدوا) للقذف (ولا رجم) لان الامضاء من القضاء فی باب الحدود الخ اور رد المحتار میں ہے کہ (قولہ فقط) ای یحد الراجع فقط الخ دون الباقین لبقاء شہادتہم و قولہ (وان رجع قبلہ) ای الرجم سواء کان قبل القضاء او بعدہ نھر الخ یعنی در مختار میں ہے کہ گواہوں کے ثابت شدہ زنا کی حد میں) رجم کے بعد ان چار گواہوں میں سے جس نے گواہی سے رجوع کیا تو فقط اسے حد قذف لگائی جائے گی اسلئے کہ رجوع سے اسکی شہادت منقلب ہو کر قذف قرار پائے گی اور وہ چوتھائی دیت کا تاوان دیگا اور اگر اس نے رجم سے پہلے رجوع کر لیا تو سب گواہوں کو حد قذف لگے گی اور رجم نہ ہوگا اسلئے کہ حدود کے باب میں حد جاری کرنا فیصلہ کا حصہ ہوتا ہے اور رد المحتار میں ہے قولہ فقط سے مراد یہ ہے کہ صرف رجوع کرنے والے کو حد قذف لگے گی باقی تین گواہوں کی شہادت باقی ہونے کی وجہ سے ان پر حد قذف نہ ہوگی اور قولہ وان رجع قبلہ یعنی رجم سے پہلے رجوع کرنے سے مراد ہے کہ خواہ اس نے فیصلہ سے پہلے یا بعد مگر رجم سے پہلے رجوع کر لیا تو سب گواہوں کو حد قذف لگے گی اور رجم نہ ہوگا ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۲۱ نیز حکم نمبر ۵۴، ۵۶ / ۳۶۴ ملاحظہ ہو۔ پس ان حوالجات سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ صورت میں حد جاری ہونے کے بعد رجوع کرنے والے گواہ پر چوتھائی دیت لازم ہوگی (مترجم) ۲ھ جیسا کہ ہدایہ مع حاشیہ میں ہے۔ اور لکھا ہے کہ اگر اس مرجوم کو اس رجوع کرنیوالے گواہ کے غیر نے قذف کیا تو چونکہ اس مرجوم کے حق میں قاضی کا فیصلہ ہو چکا ہے لہٰذا وہ مرجوم اس غیر کے حق میں غیر محصن ہے پس اسکے قاذف پر حد قذف لازم نہ ہوگی۔ ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۲ ص ۲۲۸

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا و الرجوع عنها — الشهادة علی الزنا والرجوع عنها	حوالہ
۴۶۴-۶۰	ان شهد خمسة علی رجل بالزنا والاحصان فرجم ثم رجع واحد فلا شیٔ علیه فان رجع آخر غرما ربع الدیة و یحدان جمیعا	کذا فی المبسوط
۶۱	وکلما رجع واحد بعدهما غرم ربع الدیة وان رجع الخمسة معا غرموا اخماسا	کذا فی الحاوی القدسی
۶۲	فی المنتقی خمسة شهدوا علی رجل بالزنا وهو غیر محصن فجلده القاضی الحد ثم وجد احد الخمسة محدودا فی القذف اوعبدا ثم رجع الشهود الاربعة یحد هولاء الشهود ولا یحد الذی وجد عبدا او محدودا فی القذف لانه قاذف وقد شهد علی المقذوف اربعة بالزنا وحد	
	وفیه ایضا شهد اربعة رجال واربع نسوة علی رجل بالزنا وهو غیر محصن وضرب الحد ثم رجعوا جمیعا ضرب الرجال ولم تضرب النساء فلو رجعوا قبل ان یضرب الحد حد الرجال والنساء جمیعا	کذا فی المحیط
۶۳	ولو رجم بشهادة ستة فرجع اثنان فلا شیٔ علیهما فلو رجع ثالث غرموا ربع الدیة ویحد الراجعون فی قول ابی حنیفة ؒ وابی یوسف ؒ فلو شهد الراجعون علی رق احد الباقین یجب ربع اخر من الدیة فی بیت المال فان رجع اثنان من الستة وشهدا علی رق اثنین من الباقین جاز وربع الدیة علی الراجعَیْن وربع فی بیت المال ولو شهدا علی رق ثلاثة لم یجز ولو رجم بشهادة ثمانیة نفر	

۱ حکم نمبر $\frac{۵۹، ۶۲، ۶۳}{۴۶۴}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ حکم نمبر $\frac{۶۲ و}{۴۶۴}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ حکم نمبر $\frac{۴۱، ۴۲}{۴۶۴}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	پانچواں باب - زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۶۴۴-۶۰	اگر پانچ مردوں نے کسی آدمی پر زنا کا ارتکاب کرنے اور اس کے محصن ہونے کی گواہی دی پس اسے رجم کیا گیا پھر ان میں سے ایک نے اپنی گواہی سے رجوع کرلیا تو اس پر کچھ لازم نہیں پھر اگر ان میں سے ایک اور گواہ نے گواہی سے رجوع کرلیا تو وہ دونوں (رجوع کرنے والے) چوتھائی دیت (یعنی تاوانِ جان) ادا کریں گے اور ان دونوں گواہوں کو حد قذف لگائی جائے گی ۔[1]	مبسوط
۶۱	اور (مذکورہ صورت میں پھر) جب بھی ان دو گواہوں کے بعد کسی اور گواہ نے گواہی سے رجوع کیا تو وہ چوتھائی دیت کا تاوان ادا کرے گا اور اگر ان پانچوں گواہوں نے اکٹھے رجوع کیا تو وہ سب پانچویں پانچویں حصے کا تاوان ادا کریں گے ۔	حاوی قدسی
۶۲	(و) منتقیٰ میں ہے کہ پانچ مردوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی اور وہ غیر محصن ہے پس حاکم مجاز نے اسے (زنا کی حد میں) دروں کی سزا دی پھر ان گواہوں میں سے ایک گواہ ایسا پایا گیا کہ اس پر حد قذف لگی ہوئی ہے یا وہ غلام ہے پھر ان باقی چاروں گواہوں نے گواہی سے رجوع کرلیا تو ان چاروں کو حد قذف لگائی جائے گی اور (مذکورہ ایک گواہ) جس پر حد قذف لگی ہوئی تھی یا وہ غلام تھا اس پر حدِ قذف نہ لگے گی اس لئے کہ اس گواہ نے اس آدمی پر زنا کی تہمت لگائی درانحالیکہ اس آدمی پر چار مردوں نے زنا کی گواہی دی ہے اور اسے زنا کی حد لگائی گئی ہے ۔ (ب) نیز المنتقی میں ہے کہ چار مردوں اور چار عورتوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی اور وہ غیر محصن ہے پس اسے (زنا کی حد میں) کوڑے مارے گئے پھر ان سب گواہوں نے گواہی سے رجوع کرلیا تو ان مردوں کو حدِ قذف لگائی جائے گی اور ان عورتوں کو حد قذف نہ لگائی جائے گی اور اگر ان گواہوں نے اس آدمی کو زنا کی وہ حد مارے جانے سے پہلے گواہی سے رجوع کرلیا تو ان مردوں اور عورتوں سب کو حدِ قذف لگائی جائے گی ۔	محیط
۶۳	(و) اگر چھ[1] گواہوں کی گواہی سے (زنا کی حد میں) کسی شخص کو رجم کیا گیا پھر ان گواہوں میں سے دو نے رجوع کرلیا تو ان دو گواہوں پر کچھ لازم نہ ہوگا [2] اور[2] اگر ان چھ گواہوں میں سے تیسرے نے بھی گواہی سے رجوع کرلیا تو رجوع کرنے والے تینوں گواہ چوتھائی دیت کا تاوان ادا کریں گے ۔ اور ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے بموجب ان تینوں کو حد قذف لگائی جائے گی ۔ اور اگر ان رجوع کرنے والوں نے باقیماندہ گواہوں میں سے کسی ایک کے غلام ہونے کی گواہی دی تو ایک چوتھائی اور بیت المال پر واجب ہوگی [3] اور[3] اگر ان چھ گواہوں میں سے دو نے (زنا پر گواہی سے) رجوع کرلیا اور یہ گواہی دی کہ باقیماندہ گواہوں میں سے دو غلام ہیں تو جائز ہے اور ان دونوں رجوع کرنے والوں پر چوتھائی دیت لازم ہوگی اور چوتھائی دیت بیت المال سے لازم ہوگی ۔ اور اگر ان دو رجوع کرنے والوں نے (باقیماندہ گواہوں میں سے) تین کے غلام ہونے پر گواہی دی تو یہ جائز نہ ہوگا (ب) اگر آٹھ گواہوں نے کسی شخص کے ایک زنا پر گواہی دی یا ہر چار نے (اس کے) علیحدہ علیحدہ زنا پر گواہی دی اور اسے	ے

دفعات شق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا والرجوع عنها — الشهادة علی الزنا والرجوع عنها	حوالہ
۶۳/۴ -	بزنا واحد او کل اربعة بزنا علی حدة ثم رجع اربعة منهم فلا ضمان ولا حد فان رجع الخامس غرموا ربع الدية بينهم ويحدون فی قولهما[۱]	كذا فی خزانة المفتين والعتابية
۶۴	ولو رجمه القاضی بثلاثة او برجل وامرأتين فان قال ظننت انه يجوز فعلی بيت المال وان قال علمت انه لا يجوز فعليه ولو رجمه بالاقرار مرة لا يضمن بكل حال	كذا فی العتابية
۶۵	ان قال الشهود للرجل والمرأة فی غير مجلس القاضی نشهد انكما زانيان وقدموهما الی القاضی وشهدوا به عليهما وقالا انهم قد قالوا لنا هذه المقالة قبل ان يرفعونا اليك ولنا بذلك بينة لم تقبل شهادتهما علی ذلك ولم تسقط شهادتهم به وحد الرجل والمرأة	كذا فی المبسوط
۶۶	قال محمد[۲] فی الجامع الصغير رجل شهد عليه اربعة من بنيه او اخوته او بنی عمه بالزنا وهو محصن[۴] والشهود عدول[۵] فقضی القاضی عليه بالرجم فانه يأمر الشهود اذا اراد رجمه ان يبدؤا بالرمی فان رجم هولاء الاولاد اباهم فلم يصيبوا مقتله ورجم الناس بعد ذلك واصابوا مقتله ثم رجع واحد من الشهود عن شهادته غرم الراجع ربع الدية ويكون ذلك فی ماله ويكون ذلك فی ثلاث سنين ويكون ذلك بين ورثة المرجوم وبين هذا الراجع فرفع عنه قدر حصته ويغرم الباقی ان كان نصيبه لا يفی بربع الدية قالوا انما يغرم الراجع ربع الدية اذا قال له الذين لم يرجعوا ان اباناز نی كما شهدنا ورأينا ذلك ولم تره فشهدت بباطل وكان الضمان واجبا فی هذه الحالة باتفاق الكل واما اذا قال له الباقون رأيت معنا زنا الاب وكذبت فی الرجوع لا يغرم	

۱؎ حکم نمبر ۶۰/۳۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱/۳۶۱ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱۲/۳۶۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ احصان کے متعلق احکام ۲ تا ۱۹/۳۶۲ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ عادل یعنی معتبر گواہ کے مفہوم کے متعلق ۷/۳۶۷ کا چوتھا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ حکم نمبر ۲۳ تا ۲۶/۳۶۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷؎ حکم نمبر ۲۲/۳۶۲ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۱۱۴/۳۶۶ و ۳۱/۳۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	پانچواں باب۔ زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام / زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۴۶۴	(زنا کی حد میں) رجم کیا گیا پھر ان گواہوں میں سے چار نے رجوع کر لیا تو ان پر ضمان اور حدِ قذف لازم نہیں ہے۔ پھر اگر ان گواہوں میں سے پانچویں نے (بھی) رجوع کر لیا تو رجوع کرنے والے پانچوں ملکر حسب حصہ چوتھائی دیت کا تاوان ادا کریں گے اور ان دونوں (یعنی امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ) کے قول کے بموجب رجوع کرنے والے گواہوں پر حدِ قذف لگے گی ۔	خزانۃ المفتین عتابیہ
۶۴	(ا) اگر کسی (قاضی (یعنی حاکم مجاز) نے کسی شخص کو (زنا کی حد میں) تین مرد گواہوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے رجم کر دیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر اس قاضی نے یہ کہا کہ میرا گمان یہ تھا کہ یہ جائز ہے تو دیت بیت المال پر لازم ہوگی اور اگر اس نے یہ کہا کہ مجھے معلوم تھا کہ یہ جائز نہیں ہے تو دیت اس پر لازم ہوگی (ب) اور اگر کسی قاضی نے کسی شخص کو (زنا کی حد میں) اس کے ایک بار[۳] کے اقرار سے رجم کر دیا تو وہ قاضی بہر حال ضامن نہ ہوگا۔	عتابیہ
۶۵	اگر گواہوں نے قاضی (یعنی حاکم مجاز) کی مجلس کے علاوہ میں کسی مرد اور عورت سے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تم دونوں زانی ہو پھر گواہ ان دونوں کو قاضی کی مجلس میں لے آئے اور ان پر (زنا کی) گواہی دی اور اس مرد اور عورت نے کہا کہ ان گواہوں نے ہمیں یہ بات آپ تک لانے سے پہلے کہی ہے اور اس پر ہمارے گواہ موجود ہیں تو اس پر اس مرد اور عورت کی گواہی قبول نہ ہوگی اور اس سے ان گواہوں کی گواہی ساقط نہ ہوگی۔ اور اس مرد اور عورت کو (ثبوت کے بعد) زنا کی حد لگائی جائے گی۔	مبسوط
۶۶	امام محمدؒ نے جامع صغیر میں لکھا ہے کہ (ا) کسی آدمی پر اس کے بیٹوں میں سے چار مردوں نے یا اس کے چار بھائیوں نے یا اس کے چچا کے بیٹوں میں سے چار مردوں نے زنا کی گواہی دی اور وہ محصن ہے[۴] اور گواہ عادل[۵] (یعنی معتبر) ہیں پس قاضی (یعنی حاکم مجاز) نے اس پر (زنا کی حد میں) رجم کا حکم کیا۔ تو قاضی جب رجم کا ارادہ کرے تو ان گواہوں کو حکم دے گا کہ وہ پتھر مارنے میں ابتدا[۶] کریں پس اگر اس اولاد نے اپنے باپ کو رجم کیا اور اسے ایسا نہ مارا کہ وہ مر جائے[۷] اور اس کے بعد لوگوں نے رجم کیا اور ایسا مارا کہ وہ مر گیا پھر ان گواہوں میں سے ایک نے اپنی گواہی سے رجوع کر لیا تو رجوع کرنے والا چوتھائی دیت کا تاوان ادا کرے گا یہ اس کے مال سے ہوگا اس کی یہ ادائیگی تین[۸] سال میں ہوگی اور وہ مال رجم شدہ کے وارثوں اور رجوع کرنے والے اس گواہ کے مابین مشترک ہوگا پس رجوع کرنے والے سے اس کے حصہ کے بقدر اس سے تاوان ساقط کیا جائے گا اور (چوتھائی دیت میں سے) باقی تاوان ادا کرے گا بشرطیکہ اس کا حصہ چوتھائی دیت کو پورا نہ ہوتا ہو۔ فقہاءؒ نے کہا ہے کہ (مذکورہ صورت میں) رجوع کرنے والا گواہ چوتھائی دیت کا تاوان تب ادا کرے گا جبکہ رجوع نہ کرنے والے گواہوں نے اسے یہ کہا کہ ہمارے باپ نے زنا کیا ہے جیسا کہ ہم نے گواہی دی ہے۔ ہم نے وہ زنا دیکھا ہے اور تو نے نہیں دیکھا پس تو نے جھوٹی گواہی	

[۵] حکم نمبر ۵۳ ج / ۴۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

حوالہ	الباب الخامس فی الشہادۃ علی الزنا والرجوع عنہا — الشہادۃ علی الزنا والرجوع عنہا	دفعات و شق نمبر
	الراجع و یجب حد القذف علی ہذا الراجع عند علمائنا الثلاثۃ ؒ الا ان الذین شہدوا معہ ینکرون وجوب حد القذف علی ابنہ الراجع فلا یکون لہم ان یخاصموہ فی ذلک فبعد ذلک ینظر ان کان للمرجوم والد او جد او ولد آخر غیر الشہود کان لہ ان یخاصم الراجع فی الحد وان لم یکن للمرجوم ولد آخر ولا والد ولا جد وکان لبعض الشہود ولد ینظر ان کان ذلک ولد الراجع لم یکن لہ ان یخاصم اباہ فی الحد وان کان الولد ولد واحد من الذین لم یرجعوا کان لہ حق استیفاء الحد من الراجع ہذا الذی ذکرنا اذا کان الشہود رجموا المشہود علیہ و لم یقتلوہ	٤٢٦-٤/٦٤
کذا فی المحیط	فاما اذا رجموہ وقتلوہ ثم رجع واحد منہم عن شہادتہ ولا وارث للمیت غیر ہولاء الشہود فالمسألۃ علی ثلاثۃ اوجہ اما ان قال الباقون للراجع کذبت فی رجوعک وصدقت فی شہادتک او قالوا کان الاب زانیا ولکنک لم تر زناہ او لا ندری انک رأیت زناہ ام لا وقد شہدت بالباطل او قالوا لم یزن الاب وقد کذبت فی قولک انہ زان ففی الوجہ الاول لم یغرم الراجع شیأ من دیۃ الاب ولا یحرم عن المیراث وفی الوجہ الثانی غرم الراجع ربع الدیۃ و یحرم عن المیراث ولا حد علیہ وان اقر علی نفسہ بحد القذف الا ان الباقین صدقوہ عن القذف والحق لم یعدوہم حتی لو کان سواہم ممن ذکرنا قبل ہذا لاستوفی الحد منہ ولا یغرم الباقون شیأ من الدیۃ ولا یحد الثلاثۃ الباقون علی الشہادۃ وفی الوجہ الثالث یغرمون جمیعا و یحرمون عن المیراث وتکون الدیۃ لاقرب الناس من المقتول بعدہم ویحدون حد القذف	

ا؎ حکم نمبر ۱۱۳/۴۲۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	پانچواں باب۔ زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام — زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۴۶۴-۴۶۶	دی تو اس صورت میں سب کے ہاں بالاتفاق ضمان (یعنی تاوان) واجب ہوتا ہے۔ اور اگر رجوع نہ کرنے والے گواہوں نے اسے یہ کہا کہ تونے باپ کے زنا کو ہمارے ساتھ دیکھا ہے اور رجوع کرنے میں تو جھوٹا ہے۔ تو رجوع کرنے والا وہ گواہ تاوان ادا نہ کرے گا۔ اور[۲] رجوع کرنے والے پر ہمارے تینوں علماءؒ کے ہاں حد قذف واجب ہوگی لیکن جنہوں نے اس کے ساتھ گواہی دی ہے اگر وہ رجوع کرنے والے اس کے بیٹے پر حد قذف کے منکر ہوں تو انہیں یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہ اس کے ساتھ قذف کا مخاصمہ (یعنی حد قذف کے لئے مقدمہ) کریں پھر اس کے بعد یہ دیکھا جائے گا کہ رجم شدہ کا باپ یا دادا یا ان گواہوں کے علاوہ کوئی اور بیٹا موجود ہے تو اسے اختیار ہے کہ وہ رجوع کرنے والے کے ساتھ حد قذف کا مخاصمہ کرے اور رجم شدہ کا کوئی اور (مذکورہ) بیٹا یا باپ یا دادا نہ ہو اور گواہوں میں سے بعض کا بیٹا موجود ہو تو دیکھا جائے گا اگر وہ رجوع کرنے والے گواہ کا بیٹا ہو تو اسے اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنے باپ سے حد قذف کا مخاصمہ کرے [۱] اور اگر وہ ان گواہوں میں سے کسی کا بیٹا ہو جنہوں نے رجوع نہیں کیا تو اسے اختیار ہے کہ وہ رجوع کرنے والے گواہ سے حد قذف کا حق لے لے۔ یہ مذکورہ احکام تب ہیں کہ جب مذکورہ صورتوں میں گواہوں نے رجم کیا اور اس رجم سے اسے قتل نہیں کیا (ب) پس اگر ان گواہوں نے اسے رجم کیا اور اسے مار دیا[۲] پھر ان گواہوں میں سے ایک نے اپنی گواہی سے رجوع کیا اور گواہوں کے علاوہ میت کا کوئی اور وارث نہیں ہے تو اس مسئلہ کی تین صورتیں ہیں یا[۱] تو (رجوع کرنے والے کے علاوہ) باقی گواہوں نے رجوع کرنے والے سے یہ کہا کہ تونے رجوع کرنے میں جھوٹ کہا اور گواہی دینے میں سچ کہا ہے یا[۲] انہوں نے یہ کہا کہ باپ نے زنا کیا تھا مگر تونے اس کا زنا نہیں دیکھا یا ہم نہیں جانتے کہ تونے اس کا زنا دیکھا تھا یا نہیں اور تونے جھوٹی گواہی دی یا[۳] انہوں نے یہ کہا کہ باپ نے زنا نہیں کیا اور تونے اپنے قول میں اسے زانی کہکر جھوٹ کہا ہے۔ پس پہلی صورت میں گواہی سے رجوع کرنے والا گواہ باپ کی دیت میں سے کچھ تاوان نہ ادا کرے گا اور وہ باپ کی میراث سے محروم (بھی) نہ ہوگا۔ اور دوسری صورت میں رجوع کرنے والا گواہ چوتھائی دیت کا تاوان ادا کرے گا اور وہ باپ کی میراث سے محروم (بھی) رہیگا اور اس پر حد قذف لازم نہ ہوگی اگرچہ وہ اپنے اوپر حد قذف کا اقرار کرے لیکن باقی گواہوں نے قذف سے اس کی سچائی بیان کی ہے اور حد قذف میں انہیں کا حق ہے ان سے تجاوز نہیں کرتا ہے (پس اس پر حد قذف نہ ہوگی) حتی کہ جنکا ذکر ہم نے اس سے پہلے کیا ہے ان کے علاوہ کوئی اور وارث موجود ہو تو وہ اس سے حد قذف کا حق لے لے گا۔ اور باقی گواہ دیت میں سے کچھ تاوان ادا نہ کریں گے اور باقی تین گواہوں کو اس گواہی پر حد قذف نہ لگائی جائے گی اور تیسری صورت میں سب تاوان ادا کریں گے وہ سب میراث سے محروم (بھی) رہیں گے اور دیت کا مال ان گواہوں کے علاوہ لوگوں میں سے مقتول کے زیادہ قریبی شخص کو ملے گا اور ان سب گواہوں کو حد قذف لگائی جائے گی [۳]	محیط

[۲] حکم نمبر ۲۲/۴۶۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] حکم نمبر ۵۳، ۵۵/۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات نمبر	الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا والرجوع عنها — الشهادة علی الزنا والرجوع عنها	حوالہ
۶۴ م ۶۷	رجل له امرأتان وله من احداهما خمس بنين فشهد اربعة منهم على اخيهم انه زنى بامرأة ابيهم فهذا لا يخلو اما ان كان دخل بها ابوهم او لم يدخل واما ان كانت ام هؤلاء الشهود حية او كانت ميتة واما ان صدقهم الاب او كذبهم واما ان شهدوا انها طاوعته فى الزنا او شهدوا انها كانت مكرهة من قبل الاخ المشهود عليه بالزنا فاما اذا شهدوا ان اخاهم زنى بها وهى مطاوعة له وكان ذلك قبل الدخول بها فان كانت ام الشهود حية لا تقبل هذه الشهادة صدقهم الاب فى ذلك او كذبهم جحدت الام ام ادعت فان كانت الام ميتة ان كان الاب يدعى ذلك لا تقبل الشهادة وان كان الاب يجحد ذلك تقبل وان كان قد دخل بها ابوهم فان كانت مطاوعة وكانت امهم حية فشهادتهم لا تقبل ادعى الاب ذلك ام جحد ادعت الام ام جحدت فان كانت امهم قد ماتت فان ادعى الاب لا تقبل هذه الشهادة وان جحد تقبل وهذا كله اذا شهدوا ان اخاه زنى بها وهى طائعة فاما اذا شهدوا انها كانت مكرهة فان كانت امهم ميتة قبلت الشهادة بكل حال ادعى الاب ذلك ام جحد دخل بها الاب ام لم يدخل بها فان كانت امهم حية فان ادعى الاب قبلت شهادتهم وان جحد لا تقبل جحدت الام ذلك ام ادعت وفى كل موضع تقبل شهادتهم يقام حد الزنا على الاخ المشهود عليه وعلى المرأة اذا كانت مطاوعة	كذا فى المحيط
۶۸	اذا شهد اربعة نصارى على نصرانيين بالزنا فقضى القاضى بشهادتهم ثم اسلم الرجل او المرأة قال يبطل الحد عنهما جميعا فان اسلم الشهود بعد ذلك	

سلہ حکم نمبر ۱۱/۲۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	پانچواں باب - زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام — زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۶۷-۴۶۴	(و) کسی آدمی کی دو بیویاں ہیں۔ ان میں سے ایک سے اس کے پانچ بیٹے ہیں۔ پس ان پانچ میں سے چار نے اپنے ایک بھائی پر یہ گواہی دی کہ اس نے ان کے باپ کی بیوی (یعنی اپنی سوتیلی ماں) سے زنا کیا ہے۔ تو یہ صورت اس سے خالی نہیں کہ ان کے باپ نے اس بیوی سے دخول کیا تھا یا نہ نیز ان گواہوں کی ماں زندہ تھی یا وہ وفات پا چکی تھی۔ نیز ان کے باپ نے ان کی تصدیق کی یا تکذیب کی نیز یہ کہ انہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ عورت اس زنا میں رضامند تھی یا یہ انہوں نے یہ گواہی دی کہ ان کے اس بھائی کی طرف سے جس پر انہوں نے زنا کی گواہی دی ہے اس عورت پر جبر ہوا تھا پس [۱] اگر انہوں نے یہ گواہی دی کہ ان کے بھائی نے اس عورت سے زنا کیا اور وہ عورت رضامند تھی اور صورت حال یہ تھی کہ ان کے باپ نے اس بیوی سے دخول نہ کیا تھا تو اگر ان گواہوں کی ماں زندہ تھی تو ان کی یہ گواہی قبول نہ ہوگی خواہ ان کا باپ اس واقعہ میں ان کی تصدیق کرے یا ان کی تکذیب کرے اور ان کی ماں انکار کرے یا وہ اس کا دعوی کرے اور [۲] اگر (مذکورہ صورت میں) ان گواہوں کی ماں وفات پا چکی تھی تو اگر ان کا باپ اس کا دعوی کرے تو ان کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔ اور اگر ان کا باپ اس سے انکار کرے تو ان کی گواہی قبول کی جائے گی۔ اور [۳] اگر ان کے باپ نے اس بیوی سے دخول کیا تھا تو اگر وہ زنا پر رضامند تھی اور ان گواہوں کی ماں زندہ تھی تو ان کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔ خواہ باپ اس کا دعوی کرے یا انکار کرے اور ان کی ماں اس کا دعوی کرے یا انکار کرے۔ اور [۴] اگر (مذکورہ صورت میں) ان کی ماں وفات پا چکی تھی تو اگر باپ اس کا دعوی کرے تو ان کی یہ گواہی قبول نہ کی جائے گی اور باپ انکار کرے تو ان کی گواہی قبول کی جائے گی۔ اور یہ سب احکام اس صورت میں ہیں جبکہ گواہوں نے یہ گواہی دی کہ ان کے بھائی نے اس عورت سے زنا کیا اور وہ عورت رضامند تھی۔ (ب) اور [۱] اگر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس عورت پر زنا کے لئے جبر کیا گیا تو اگر ان گواہوں کی ماں وفات پا چکی تھی تو ان کی گواہی ہر حال میں قبول کی جائے گی خواہ ان کا باپ اس کا دعوی کرے یا انکار کرے اور باپ نے اس بیوی سے دخول کیا ہو یا نہ۔ اور [۲] اگر (مذکورہ صورت میں) ان گواہوں کی ماں زندہ تھی تو اگر باپ دعوی کرے تو ان گواہوں کی گواہی قبول کی جائے گی اور اگر باپ انکار کرے تو ان گواہوں کی گواہی قبول نہ ہوگی خواہ ماں اس کا انکار کرے یا وہ اس کا دعوی کرے (ج) اور ہر وہ صورت جس میں ان کی گواہی قبول کی جائے گی تو ان کے اس بھائی پر زنا کی حد قائم کی جائے گی جس پر انہوں نے زنا کی گواہی دی اور اس عورت پر بھی زنا کی حد لگائی جائے گی بشرطیکہ وہ (اس زنا پر) رضامند تھی [۱]	محیط
۶۸	(ل) جب چار نصرانیوں نے دو نصرانیوں (یعنی مرد اور عورت پر) زنا کی گواہی دی اور قاضی کے (یعنی حاکم مجاز) نے ان کی گواہی کی بنا پر (زنا کی حد قائم کرنے کا) فیصلہ [۲] دیا پھر وہ (زانی) مرد مسلمان ہو گیا یا وہ عورت اسلام لے آئی	

[۱] حکم نمبر ۴۷/۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

تعداد تحت نمبر	الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا والرجوع عنها — الشهادة علی الزنا والرجوع عنها	حوالہ
۲۶۴ –	لم ینفع اعادوا الشهادة اولم یعیدوها وان کانوا شهدوا علی رجلین وامرأتین فلما حکم الحاکم بذلک اسلم احد الرجلین او احدی المرأتین درئ الحد عن الذی اسلم وعن صاحبه ولا یدرأ عن الآخرین	کذا فی المبسوط
۶۵	قال محمد اذا جاء المشهود علیه بالزنا بشاهدین یشهدان علی شاهد من الذین شهدوا علیه بالزنا انه محدود فی القذف فالقاضی یسأل الشاهدین من حده وذلک لان اقامة حد القذف ان حصلت من السلطان او نائبه تبطل شهادته وان حصلت من واحد من الرعایا بغیر اذن الامام فانها لا تبطل شهادته فلا بد من السؤال عن الذی حده وان قالا حده قاضی کورة کذا وسمیاه فقال المشهود علیه بحد القذف انا اقیم البینة علی اقرار ذلک القاضی انه لم یحدنی ولم توقت واحدة من البینتین وقتا فان القاضی یقضی بکونه محدودا فی القذف ولا یمتنع القاضی من القضاء بکونه محدودا فی قذف بسبب بینة الاقرار	
	فان کان الشهود قد وقتوا فی ضربه وقتا بان شهد وابان قاضی بلد کذا حده حد القذف سنة سبع وخمسین واربعمائة مثلا فاقام المشهود علیه البینة ان ذلک القاضی قد مات سنة خمس وخمسین واربعمائة اواقام البینة انه قد کان غائبا فی ارض کذا سنة سبع وخمسین واربع مائة فان القاضی یقضی بکونه محدودا فی القذف ولا یلتفت الی البینة الا ان یکون امرا مشهورا من ذلک فحینئذ لا یقضی بکونه محدودا فی قذف بان کان موت القاضی قبل الوقت الذی شهد الشهود باقامة الحد فیه مستفیضا ظاهرا فیما بین الناس علمه کل صغیر وکبیر وکل عالم وجاهل وکان کون القاضی فی ارض کذا فی الوقت الذی شهد الشهود باقامة الحد فیه ظاهرا مستفیضا عرفه کل صغیر وکبیر وکل عالم وجاهل فحینئذ	

[1] حکم نمبر ۶۱/۲۶۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر ۳۲/۲۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۱/۲۵۵، ۷۰، ۷۱/۲۶۴، ۱۳۱ تا ۱۳۸/۲۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	پانچواں باب - زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
٦٢م -	تو (اس کے متعلق حکم میں) کہا ہے کہ ان دونوں سے وہ حد باطل ہو جائے گی ۔ اور پھر اس کے بعد اگر وہ گواہ (بھی) اسلام لے آئے تو کچھ فائدہ نہیں خواہ وہ گواہی کا اعادہ کریں یا نہ کریں (ب) اور اگر ان چار (نصرانی گواہوں) نے دو نصرانی مردوں اور دو نصرانی عورتوں پر (زنا کی) گواہی دی پھر جب حاکم مجاز نے زنا کی حد کا حکم دیا تو ان دو (زانی) مردوں میں سے یا ان دو عورتوں میں سے کوئی مسلمان ہو گیا تو جو مسلمان ہو گیا ہے اس سے اور اس کے ساتھی [1] سے حد ہٹا دی جائے گی اور دو سرے دو سے حد نہ ہٹائی جائے گی ۔	مبسوط
٦٩	امام محمدؒ نے کہا ہے کہ (ا) جس شخص پر زنا کی گواہی دی گئی اس نے دو ایسے گواہ پیش کئے جو اس زنا پر گواہی دینے والے گواہوں میں سے کسی گواہ پر حد قذف [2] لگی ہونے کی گواہی دیتے ہیں تو قاضی (یعنی حاکم مجاز) ان دو گواہوں سے دریافت کرے گا کہ (زنا کے) اس گواہ پر حد قذف کس نے لگائی تھی ۔ اور یہ دریافت کرنا اس لئے ہے کہ حد قذف کا قائم کرنا اگر سلطان یا اس کے نائب کی طرف سے ہو تو اس حد قذف لگے ہوئے شخص کی گواہی باطل قرار پاتی ہے اور اگر رعایا میں سے کسی نے حاکم وقت کی اجازت کے بغیر وہ حد قذف قائم کی تھی تو اس حد قذف لگے ہوئے شخص کی گواہی باطل نہیں ہوتی پس یہ دریافت کرنا ضروری ہے کہ اس پر حد قذف کس نے قائم کی تھی ۔ اور اگر ان دو گواہوں نے یہ کہا کہ (زنا کے) اس گواہ پر فلاں ضلع کے قاضی نے حد قذف لگائی تھی اور انہوں نے اس قاضی کا نام (بھی) لیا تو (زنا کے اس گواہ نے) جس پر حد قذف لگی ہونے کی گواہی دی گئی ہے اس نے یہ کہا کہ میں اس قاضی کے اس اقرار پر گواہی پیش کرتا ہوں کہ اس نے مجھے حد قذف نہیں لگائی ہے اور دونوں فریق کے گواہوں میں سے کسی نے اس کا کوئی وقت بیان نہ کیا تو قاضی (زنا کے) اس گواہ پر حد قذف لگی ہونے کا فیصلہ کر دے گا اور وہ قاضی (مذکورہ قاضی کے) مذکورہ اقرار پر گواہی کی وجہ سے (زنا کے) اس گواہ پر حد قذف لگی ہونے کا فیصلہ کرنے سے نہ رکے گا [3] (ب) اور اگر (حد قذف کے) گواہوں نے (زنا کے) اس گواہ کو حد قذف مارے جانے کا کوئی وقت بیان کیا مثلاً انہوں نے یہ گواہی دی کہ سنہ ۴۵۷ھ میں فلاں شہر کے قاضی نے اسے حد قذف لگائی تھی تو (زنا کے) جس گواہ پر حد قذف کی گواہی دی گئی ہے اس نے یہ گواہی قائم کر دی کہ وہ قاضی سنہ ۴۵۵ھ میں وفات پا چکا ہے یا اس نے یہ گواہی قائم کر دی کہ وہ قاضی سنہ ۴۵۷ھ میں غائب تھا اور وہ فلاں دوسرے علاقہ کو گیا ہوا تھا تو حاکم مجاز (زنا کے) اس گواہ پر حد قذف لگی ہونے کا فیصلہ دے دے گا اور اس کی (مذکورہ) گواہی کی طرف التفات نہ کرے گا ۔ لیکن اگر ان امور میں سے کوئی مشہور امر ہو تو پھر حاکم مجاز اس گواہ پر حد قذف لگی ہونے کا فیصلہ نہ دے گا مثلاً یہ کہ (زنا کے گواہ پر) حد قذف لگی ہونے کے گواہوں نے اس پر جس وقت میں حد قذف لگائے جانے کی گواہی دی ہے اس وقت سے پہلے اس قاضی کا وفات پانا لوگوں میں اتنا عام مشہور ہو کہ اسے ہر چھوٹا بڑا اور عالم و جاہل جانتا ہو اور (مثلاً) یہ کہ (زنا کے گواہ پر) حد قذف لگی ہونے کے گواہوں نے اس پر حد قذف لگائی جانے کے جس وقت کی گواہی دی ہے اس وقت اس قاضی کا اس (دے)	

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا والرجوع عنها — الشهادة علی الزنا والرجوع عنها	حوالہ
۴۶۴-۷۳	ولما يجب ضمان نفسه في هذين الفصلين يجب ضمان اطرافه حتى لو قطع انسان يده او فقأ عينه ضمنه	كذا في المحيط
۷۴	وان تمنى برجمه فقتله رجل عمدا او خطأ لا شئ عليه	كذا في الكافي
۷۵	ولما لا يجب ضمان نفسه في هذا الفصل لا يجب ضمان اطرافه	كذا في المحيط
۷۶	فلو رجع الشهود عن شهادتهم بعد ما قتله في هذه الصور فلا شئ على القاتل	كذا في المحيط
۷۷	وان قتله عمدا بعد القضاء ثم وجد الشهود عبيدا او كفارا او محدودين في القذف فالقياس ان يجب القصاص وفي الاستحسان تجب الدية في ماله في ثلاث سنين فان كان هذا الرجل قتله رجما ثم وجدوا عبيدا فالدية في بيت المال لانه فعل ما فعل بأمر الامام بخلاف ما اذا قتله بالسيف لانه لم يمتثل أمر الامام	كذا في الكافي
۷۸	ان شهد الشهود على رجل فقالوا نشهد انه وطئ هذه المرأة ولم يقولوا زنى بها فشهادتهم باطلة وكذلك لو شهدوا انه جامعها او باضعها ولا حد على الشهود	كذا في المبسوط
۷۹	اذا شهدوا على رجل بالزنا وقالوا تعمدنا النظر قبلت شهادتهم	كذا في الهداية
	ولو قالوا تعمدنا النظر للتلذذ لا تقبل اجماعا	كذا في فتح القدير

۱ حکم نمبر ۷۳،۷۲/۴۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۲ حکم نمبر ۷۵،۷۴/۴۶۴ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ حکم نمبر ۷۶/۴۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ حکم نمبر ۲،۱/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ جیساکہ در مختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ شہادت کے لئے اسکی اباحت ہے. نیز لکھا ہے کہ اسی طرح قابلہ (یعنی دائی) کیلئے خافضہ (یعنی ختنہ کرانیوالی) کیلئے، ختنہ کرنے والے (بوقت ضرورت)، طبیب کیلئے، حقنہ (یعنی مقعد میں پچکاری کرنے) کیلئے، زنا یا نامردی کے مسئلہ میں بکارت معلوم کرنے کے لئے، زنا

دفعات نمبر	پانچواں باب - زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام / زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۴۴۲-۴۳	اور (مذکورہ صورت میں) جس طرح ان دونوں صورتوں (یعنی قتلِ عمد اور قتلِ خطا) میں ضمان (یعنی قتل عمد میں قصاص اور قتل خطا میں دیت) واجب ہوتی ہے۔ اسی طرح اس کے اطراف (یعنی عضو) کی ضمان بھی واجب ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی شخص نے اس آدمی کا ہاتھ کاٹ ڈالا یا اس کی آنکھ پھوڑ دی تو وہ شخص ضامن ہوگا۔	محیط
۴۴	اور اگر کسی شخص کے لئے (زنا کی حد میں) رجم کا فیصلہ کیا گیا تو کسی آدمی نے اسے عمداً یا خطاءً قتل کر ڈالا تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے [۱]۔	کافی
۴۵	اور مذکورہ صورت میں (قتل عمد یا قتل خطاء سے) جس طرح اس کی جان کی ضمان واجب نہیں ہوتی اسی طرح اس کے اطراف کی ضمان بھی واجب نہیں ہوتی۔	محیط
۴۶	پس اگر مذکورہ صورتوں (مندرجہ ۴۴، ۴۵ / ۴۴۲) میں (عمداً یا خطاءً) اس کے قتل کے بعد اس پر زنا کے گواہوں نے اپنی گواہی سے رجوع کر لیا تو قاتل پر کچھ لازم نہ ہوگا [۲]۔	محیط
۴۷	(ا) اور اگر مذکورہ شخص کو (زنا کی حد میں رجم کے) فیصلے کے بعد کسی آدمی نے جان بوجھ کر قتل کر دیا پھر زنا کے گواہ غلام یا کافر پائے گئے یا وہ ان پر حدِ قذف لگی ہوئی تھی تو از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ قصاص واجب ہوگا اور از روئے استحسان حکم یہ ہے کہ دیت (یعنی تاوانِ قتل کی ادائیگی) واجب ہوگی جس کی ادائیگی تین سال میں قاتل کے مال سے ہوگی [۳]۔ (ب) اگر (مذکورہ صورت میں) اس آدمی نے اس شخص کو بطریق رجم قتل کیا پھر اس پر زنا کے گواہوں میں سے غلام (وغیرہ) پائے گئے تو اس کی دیت بیت المال سے ہوگی اس لئے اس نے جو کچھ کیا ہے وہ حاکم مجاز کے حکم (کی بجاآوری کی مشابہت) میں کیا ہے اور اس صورت کے خلاف اس صورت کا حکم ہے جبکہ اس آدمی نے اس شخص کو تلوار سے قتل کیا اس لئے اس نے وہ قتل حاکم مجاز کا حکم بجالانے کی مشابہت میں نہیں کیا ہے۔	کافی
۴۸	(ا) اگر گواہوں نے کسی آدمی پر گواہی دی اور یوں کہا کہ "ہم گواہی دیتے ہیں کہ اس نے اس عورت سے وطی کی"، اور گواہوں نے یہ نہ کہا کہ "اس نے اس عورت سے زنا کیا"، تو ان گواہوں کی گواہی (زنا کے ثبوت کے لئے) باطل ہے۔ (ب) اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر گواہوں نے یوں کہا کہ "اس نے اس عورت سے جماع کیا" یا انہوں نے یوں کہا کہ "اس نے اس سے مباضعت کی"، [۴] (ج) اور ان گواہوں پر حدِ قذف نہیں ہے۔	مبسوط
۴۹	(ا) جب گواہوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی اور انہوں نے کہا کہ ہم نے دیکھنے کے لئے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تو ان کی گواہی قبول کی جائے گی [۵]۔ (ب) اور اگر گواہوں نے یہ کہا کہ ہم نے لذت حاصل کرنے کے لئے جان بوجھ کر دیکھا تو بالاجماع ان کی شہادت قبول نہ کی جائے گی [۶]۔	ہدایہ / فتح قدیر

کی شہادت کے لئے اور رد بالعیب کے لئے شرمگاہ دیکھنا مباح ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۲۲، صفحہ ۲۲۳ وکذا فی البحر الرائق ج ۵ صفحہ ۲۵ نیز حکم نمبر ۶/۲۰۷ مع حاشیہ اور حکم نمبر ۲۰۲/۲۰۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں۔ (مترجم) [۶] جیسا کہ درمختار میں ہے اور لکھا ہے کہ جان بوجھ کر لذت حاصل کرنے کے لئے دیکھنا فسق ہے اور فسق کی وجہ سے گواہی قبول نہ ہوگی۔ ماخوذ از درمختار علی رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۲۲ (مترجم)

دفعہ وشق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا والرجوع عنها — الشهادة علی الزنا والرجوع عنها	حوالہ
۴/۶۴-۸۰	اربعة شهدوا علی رجل بالزنا فاراد الامام ان یحده فافتری رجل من الشهود علی بعضهم فخاف المقذوف ان طلب حقه فی القذف ان تبطل شهادته فلم یطالب قال تجوز شهادتهم علی الزنا ویحد المشهود علیه	كذا فی المبسوط
۸۱	اربعة شهدوا علی رجل بالزنا وشهد رجلان علیه بالاحصان نقضی القاضی بالرجم ثم وجد شاهد الاحصان عبدین او رجعا عن شهادتهم وقد جرحت الحجارة الا انه لم یمت بعد فالقیاس ان یقام علیه مائة جلدة وهو قول ابی حنیفة ومحمد وفی الاستحسان یدرأ عنه الجلد وما بقی من الرجم ولا یضمن الشاهدان شیأ من جراحته ولا یکون فی بیت المال ایضا	كذا فی المحیط
	اربعة شهدوا علی رجل بالزنا ولم یشهد علیه بالاحصان احد فأمر القاضی بجلده ثم شهد شاهدان علیه بالاحصان بعد اکمال الجلد فالقیاس علی الاول فی هذا ان یرجم وفی الاستحسان ان لا یرجم وعلماؤنا اخذوا بالاستحسان فی هذه المسئلة وبالقیاس فی الاولی وهذا الذی ذکرنا اذا اکمل الجلد فاما اذا لم یکمل حتی شهد شاهدان علیه بالاحصان لایمتنع من اقامة الرجم	كذا فی المحیط
۸۲	ولو شهد اربعة علی رجل بالزنا فادعی الشبهة بان قال ظننتها امرأتی او جاریتی لا یسقط عنه الحد وان قال هی امرأتی او جاریتی فلا حد علیه ولا علی الشهود	كذا فی السراج الوهاج
۸۳	ولو شهدوا انه زنی بامرأة فقال کنت اشتریتها شراء فاسدا او بشرط الخیار للبائع او ادعی هبة او صدقة او قال تزوجتها وقال الشهود اقر انه لاملك له فیها	

۱؎ حکم نمبر ۵۸/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۲؎ چنانچہ درمختار وردّ المحتار میں ہے کہ اگر زانی نے یہ دعوی کیا کہ وہ اس کی بیوی ہے تو اس سے حد ساقط ہو جائے گی اگرچہ وہ غیر کی زوجہ ہو اور زانی کے دعوی پر گواہی نہ ہو۔ جیسا کہ اگر چور مسروقہ مال کی ملکیت کا دعوی کرے تو مجرد دعوی کی وجہ سے اس سے قطع ید کی حد ساقط ہو جائے گی۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۱۹۹، ص ۲۰۰ وکذا فی ص ۲۱۷۔ نیز حکم نمبر ۸/۴۶۳ میں مندرجہ اصول نیز حکم نمبر ۶۰/۴۲۸ و حکم نمبر ۸۲/۴۲۳ مع حاشیہ

دفعات شق نمبر	پانچواں باب - زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۴۴۴-۸۰	چار مردوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی پس حاکم مجاز نے ارادہ کیا کہ اس آدمی کو زنا کی حد لگائے تو گواہوں میں سے ایک آدمی نے گواہوں میں سے بعض پر تہمت لگائی - اور جس پر تہمت لگی وہ اس امر سے ڈرا کہ اگر وہ تہمت لگانے والے پر حد قذف کا مطالبہ کرتا ہے تو تہمت لگانے والے کی گواہی (حد قذف کی وجہ سے) باطل ہو جائے گی پس اس نے مطالبہ نہ کیا۔ (تو اس کے حکم کے متعلق) کہا کہ زنا پر ان کی شہادت جائز رہے گی اور جس پر زنا کی گواہی دی گئی ہے اسے زنا کی حد لگائی جائے گی۔	مبسوط
۸۱	(ا) چار مردوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی اور دو گواہوں نے اس پر محصن ہونے کی گواہی دی۔ پس حاکم مجاز نے (زنا کی حد میں اسے) رجم کرنے کا فیصلہ دیا اور اسے رجم (شروع) کیا گیا وہ پتھروں سے زخمی ہو گیا البتہ وہ مرا نہ تھا کہ احصان کے دونوں گواہ غلام پائے گئے یا ان دونوں نے اپنی گواہی سے رجوع کر لیا تو (اس کے متعلق) از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ اس پر سو کوڑوں کی حد قائم کی جائے اور امام ابو حنیفہ رح اور امام محمدؒ کا قول یہی ہے اور از روئے استحسان اس سے کوڑوں کی حد اور بقیہ رجم کی حد ہٹا دی جائے گی اور وہ دونوں گواہ اس کے زخم کے متعلق کچھ ضامن نہ ہوں گے اور بیت المال سے بھی کچھ لازم نہ ہو گا۔	محیط
	(ب) چار مردوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی اور اس (زانی) پر کسی نے اس کے محصن ہونے کی گواہی نہ دی پس حاکم مجاز نے اسے (زنا کی حد میں) کوڑے لگانے کا حکم دیا۔ پھر کوڑوں کی سزا پوری ہونے کے بعد دو گواہوں نے اس زانی پر اس کے محصن ہونے کی گواہی دی تو اس صورت میں پہلی صورت پر قیاس کرتے ہوئے حکم یہ ہے کہ اسے (زنا کی حد میں) رجم کیا جائے - اور از روئے استحسان حکم یہ ہے کہ اسے رجم نہ کیا جائے۔	
	(ج) اور ہمارے علماءؒ نے اس مسئلہ میں استحسان (پر مبنی حکم) کو اختیار کیا ہے اور پہلی صورت میں قیاس (پر مبنی حکم) کو اختیار کیا ہے اور یہ مذکورہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس پر کوڑوں کی سزا پوری ہو چکی تھی اور اگر اس پر کوڑوں کی سزا پوری نہیں ہوئی تھی - حتی کہ اس کے احصان پر دو گواہوں نے گواہی دی - تو کوڑوں کی ادھوری سزا (اس پر) رجم کی حد قائم کرنے کے لئے مانع نہ ہو گی۔	محیط
۸۲	اگر چار مردوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی تو اس نے شبہ کا دعوی کیا اور یوں کہا کہ " میں نے اسے اپنی بیوی سمجھا " یا یہ کہا کہ " میں نے اسے اپنی باندی سمجھا تو اس سے (زنا کی) حد ساقط نہ ہو گی - اور اگر اس نے یوں کہا کہ " وہ میری بیوی ہے " یا یوں کہا کہ " وہ میری باندی ہے " تو اس پر (زنا کی) حد لازم نہ ہو گی اور گواہوں پر بھی حد قذف نہ ہو گی ۲	سراج وہاج
۸۳	(ا) اگر چار مردوں نے گواہی دی کہ اس نے ایک عورت سے زنا کیا ہے اور اس نے کہا کہ میں اس کو خرید فاسد کے ساتھ خرید چکا تھا یا بائع کے لئے واپسی کے اختیار کی شرط پر خرید چکا تھا یا اس نے ہبہ یا صدقہ کا دعوی کیا یا یہ کہا کہ میں نے اس سے نکاح کر لیا تھا اور گواہوں نے کہا کہ اس نے یہ اقرار کیا ہے کہ اس عورت میں اس کی (مذکورہ) کسی قسم کی ملکیت نہیں ہے	

حکم نمبر ۸۳/۴۴۴ ملاحظہ ہوں نیز واللہ اعلم مذکورہ صورتوں میں محض شبہ متحقق ہونے سے حد ساقط ہونے کے احکام ہیں خلاصہ جس عورت کے متعلق یقینی علم نہ ہوا اور وہ مجرم مرد یہ کہہ دے کہ یہی امراۃ یعنی "یہ میری بیوی ہے" تو اس احتمال کی ملکیت وہ عورت اس کی بیوی ہو بغیر دلیل کے بھی اس دعوی سے شبہ متحقق قرار پا کر یہ حد ساقط ہو سکے گی اگرچہ فی الواقع وہ اس کی بیوی نہ ہو - حکم نمبر ۳/۲۴۹ ملاحظہ ہو نیز شبہ فی العقد کی صورت میں حکم نمبر ۳/۲۶۳ ملاحظہ ہو لیکن معتبر شہادت سے ثابت ہو جائے کہ بوجہ معنی شبہ نہ تھا یہ کہ وہ عورت معروفہ اور دوسرا ہوا اور وہ مجرم مرد کہے کہ یہ میری بیوی ہے تو محض شبہ کہنے سے حد ساقط ہونا محال نظر ہے اس لئے کہ شبہ تب متحقق ہو گا کہ شبہ گنجائش پائے - حکم نمبر ۳۱۲/۴۶۲ ملاحظہ ہوں بلکہ اس پر حد کے علاوہ جھوٹ بولنے پر تعزیر سزا بھی ہو سکے گی - حکم نمبر ۲/۲۶۱ کا دوسرا حاشیہ، ۲۱ (۱)/۴۷۴، ۱۵ تا ۱۹/۴۶۳ اور حکم نمبر ۶۱/۴۶۳ کا حاشیہ نیز ۱/۴۵۲ کے حاشیہ کا ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الخامس فی الشہادۃ علی الزنا والرجوع عنها — الشهادة على الزنا والرجوع عنها	حوالہ
۴۶۴-	درئ عنہ الحد لشبهة وکذا روی فی الحرة اذا قال اشتریتها درئ الحد وکذا لو قال الشهود اعتقها وزنی بها وهو ینکر العتق	کذا فی العتابیة
۸۴	اذا شهد الشهود علی رجل وامرأة فادعت المرأة انه اکرهها ولم تشهد الشهود بذلك ولکن شهدوا انها طاوعته فعلیها	کذا فی المبسوط
۸۵	شهدوا بحد متقادم سوی حد القذف لم یحد	کذا فی الکنز
	وان شهدوا بزنا متقادم اختلفوا فیه قال بعضهم حد الشهود حد القذف وقال بعضهم لا یحدون	کذا فی فتاوی قاضیخان
	ولابد ان یکون التقادم بغیر عذر فان کان به کمرض او بعد مسافة او خوف طریق قبلت وحد	کذا فی النهر الفائق
۸۶	ثم التقادم کما یمنع قبول الشهادة فی الابتداء یمنع الاقامة بعد القضاء عندنا حتی لو هرب بعد ما ضرب بعض الحد ثم أخذ بعد ما تقادم الزمان لا یقام علیه الحد	کذا فی الهدایة
۸۷	اختلفوا فی حد التقادم عن محمدؒ انه قدره بشهر وهو روایة عن ابی حنیفةؒ وابی یوسفؒ وهو الاصح	کذا فی الهدایة
	والتقادم مقدر بشهر بالاتفاق فی غیر شرب الخمر اما فیه فکذلك عند محمدؒ وعندهما یقدر بزوال الرائحة	هکذا فی فتح القدیر
۸۸	وان اقر بالحد المتقادم حد الا فی الشرب	کذا فی شرح الوقایة

۱؎ حکم نمبر ۸۲/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ جبر کے متعلق حکم نمبر ۱۱/۴۶۱، ۹۱/۴۶۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱۳۵/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم)
۴؎ حکم نمبر ۲ و ۱۷ و ۲۸ ب/۴۶۱، ۲۵ کا حاشیہ/۴۶۴، ۸۶ تا ۸۸/۴۶۴، ۱ تا ۳/۴۶۵، ۱۳۵/۴۶۶، ۲۱ و ۲۲/۴۶۸، ۱۹/۴۷۱، ۴/۴۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۸۵/۴۶۴
۲۸/۴۶۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶؎ حکم نمبر ۸۵/۴۶۴ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ۷؎ حکم نمبر ۸۵/۴۶۴ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم)

تعداد مسئلہ نمبر	پانچواں باب۔ زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام — زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۸۳	تو شبہ جگہ پانے کی وجہ سے اس سے زنا کی حد ہٹادی جائے گی (ب) اسی طرح آزاد عورت کے متعلق روایت ہے کہ جب اس آدمی نے یہ کہا میں نے اسے خرید لیا ہے تو اس سے زنا کی حد ہٹادی جائے گی (ج) اسی طرح اگر گواہوں نے یہ کہا کہ یہ آدمی اس کو آزاد کرچکا تھا اور (پھر) اس نے اس سے زنا کیا ہے اور وہ آدمی اسے آزاد کرنے کا انکار کرتا ہو (تو اس سے زنا کی حد ہٹادی جائے گی) [۱]	عنایہ
۸۴	جب گواہوں نے کسی مرد اور عورت پر (زنا کی) گواہی دی تو اس عورت نے یہ دعویٰ کیا کہ اس نے مجھ سے زبردستی ایسا کیا ہے اور گواہوں نے جبراً زنا کی گواہی نہیں دی بلکہ انہوں نے یہ گواہی دی کہ (وہ زنا) اس عورت کی رضامندی سے ہوا تو اس پر (حد) لازم ہے [۲]	مبسوط
۸۵	(ا) گواہوں نے (کسی قابل حد ایسے جرم پر) حد قائم کرنے کے لئے گواہی دی جسے گذرے ہوئے زیادہ عرصہ ہوگیا ہے تو اسے حد نہ لگائی جائے گی۔ لیکن حد قذف کے لئے یہ حکم نہیں ہے۔	کنز
	(ب) اگر گواہوں نے کسی زیادہ عرصہ گذرے ہوئے زنا پر گواہی دی تو (ان پر حد قذف کے متعلق) فقہاءؒ کا اختلاف ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ ان گواہوں کو حد قذف لگائی جائے گی۔ اور بعض کا قول یہ ہے کہ انہیں حد قذف نہیں لگائی جائے گی [۳]	قاضیخان
	(ج) زیادہ عرصہ گزرے ہوئے زنا پر گواہی (قبول نہ ہونے) کے مذکورہ حکم میں یہ ضروری ہے کہ وہ دیر بغیر عذر ہو اور اگر وہ دیری کسی عذر کی وجہ سے ہوئی ہو مثلاً بیماری کی وجہ سے یا فاصلہ کی دوری کی وجہ سے یا راستہ کے خوف کی وجہ سے گواہی میں دیری ہوئی ہو تو وہ گواہی قبول کی جائے گی اور زنا کی حد لگائی جائے گی [۴]	نہر فائق
۸۶	پھر یہ حکم بھی ہے کہ زیادہ عرصہ گذر جانا، جس طرح ابتداً قبول شہادت کے لئے مانع ہے اسی طرح حد کا فیصلہ ہونے کے بعد زیادہ عرصہ گذر جانا ہمارے ہاں حد قائم کرنے کے لئے بھی مانع ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی شخص پر بعض حد لگائی گئی تو وہ بھاگ نکلا پھر زیادہ عرصہ گذرنے کے بعد گرفتار ہوا تو اس پر باقی حد قائم نہ کی جائے گی [۵]	ہدایہ
۸۷	(ا) تقادم (یعنی زیادہ گذر جانے) کی مقدار کے متعلق فقہاءؒ نے اختلاف کیا ہے۔ امام محمدؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے تقادم کی مدت ایک مہینہ مقرر کی ہے۔ اور امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ سے بھی یہی روایت ہے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے۔	ہدایہ
	(ب) تقادم کی مقدار شراب نوشی کے علاوہ میں بالاتفاق ایک مہینہ ہے اور شراب نوشی کے بھی امام محمدؒ کے ہاں ایک مہینہ ہے اور امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں شراب کی بو زائل ہو جانے تک ہے [۶]	فتح قدیر
۸۸	اگر کسی نے (قابل حد ایسے جرم پر) حد قائم کرنے کے لئے اقرار کیا جسے گذرے ہوئے زیادہ عرصہ ہوگیا ہے تو اس پر حد لگائی جائے گی لیکن شراب نوشی کے اقرار میں یہ حکم نہیں ہے [۷]	شرح وقایہ

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة علی الزنا والرجوع عنها — الشهادة علی الزنا والرجوع عنها	حوالہ
٢٦٤-٨٩	ومن اقر بالزنا بامرأة بعينها او بغير عينها اربع مرات ثم حضرت المرأة فلا يخلو اما ان تحضر قبل اقامة الحد علی الرجل او بعد الاقامة فان كان بعد الاقامة واقرت بمثل ما اقر الرجل تحد ايضا وان انكرت وادعت علی الرجل حد القذف لا يحد الرجل لاحاطة علمنا انه لا يجب عليه حدان وقد اقمنا عليه احدهما فلا يقام عليه الآخر وان كان قبل اقامة الحد فان انكرت المرأة الزنا وادعت النكاح يسقط الحد عنهما ويجب العقر علی الرجل وان لم تدع النكاح وانكرت وادعت علی الرجل حد القذف يسقط الحد عن الرجل عند ابی حنيفة رحمه الله وكذلك لو كانت المرأة هی المقرة والرجل غائب فحكم الرجل كحكم المرأة	كذا فی شرح الطحاوی
•	وان جاءت المرأة بعد ما حد الرجل فادعت النكاح وطلبت المرأة المهر لم يكن لها المهر	كذا فی المبسوط
٩٠	فی المنتقی رجل اقر بالزنا وهو محصن فأمر القاضی برجمه فذهبوا به ليرجموه فرجع عما اقر به فقتله رجل لا شئ عليه ما لم يبطل القاضی عنه الرجم فان ابطل عنه الرجم ثم قتله رجل قتل به	كذا فی محيط السرخسی
٩١	ذكر فی الاصل عن ابی حنيفة رحمه الله فيمن اقر بالزنا وادعت المرأة الاستكراه قال يحد الرجل ولا تحد المرأة	كذا فی الايضاح
٩٢	الذمی اسلم فی دار الحرب اذا اقر انه كان زنی فی دار الحرب قبل ان يسلم فلا حد عليه	كذا فی المحيط

ل ١ حکم نمبر ٩، ٢٥،٢٢ / ٢٦١ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ل ٢ محصن کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ٢ تا ١٩ / ٢٦٢ ملاحظہ ہو (مترجم) ل ٣ حکم نمبر ٢٢ / ٢٦١ ، ٤٢ / ٢٦٢ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) (٤) حکم نمبر ١١ / ٢٦١ ، ٢٦٢ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ل ٥ حکم نمبر ٢٣ / ٢٦٣ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	پانچواں باب - زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام — زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۸۹-۴-۶۴	(د) جس آدمی نے کسی معین یا غیر معین عورت سے زنا کا اقرار چار بار کر لیا تو پھر وہ عورت حاضر ہو گئی تو یہ صورت اس سے خالی نہیں کہ وہ عورت اس مرد پر زنا کی حد قائم ہونے سے پہلے حاضر ہوئی یا بعد۔ پس اگر وہ عورت اس مرد پر زنا کی حد قائم ہونے کے بعد حاضر ہوئی اور اس نے بھی مرد کی طرح (زنا کا) اقرار کیا تو اسے بھی زنا کی حد لگائی جائے گی - اور اگر اس عورت نے زنا کا انکار کیا اور اس مرد پر حد قذف کا دعوی کیا تو اس مرد کو حد قذف نہ لگائی جائے گی۔ اس لئے کہ ہمیں معلوم ہے کہ اس پر دو حدیں (یعنی حد زنا اور پھر حد قذف) واجب نہ ہونگی۔ اور ان میں سے ایک حد ہم اس پر قائم کر چکے ہیں۔ پس اس پر دوسری حد (یعنی حد قذف) قائم نہ کی جائے گی (ب) اور اگر وہ عورت اس مرد پر زنا کی حد قائم ہونے سے پہلے حاضر ہو گئی تو اگر اس عورت نے زنا کا انکار کیا اور (اس مرد سے) نکاح کا دعوی کیا تو ان دونوں سے زنا کی حد ساقط ہو جائے گی۔ اور اس مرد پر عقر واجب ہو گا۔ اور اگر اس عورت نے (اس صورت میں) اس آدمی سے نکاح کا دعوی نہ کیا۔ اس نے (زنا کا) انکار کیا اور اس آدمی پر حد قذف کا دعوی کیا تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اس مرد سے (زنا کی) حد ساقط ہو جائے گی (ج) اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر عورت نے زنا کا اقرار کیا تھا اور مرد غائب تھا (اور پھر حاضر ہو گیا) تو اس کا حکم اسی طرح ہے جیسا کہ عورت کا ہے (جبکہ مرد نے زنا کا اقرار کیا تھا اور عورت غائب تھی اور پھر حاضر ہو گئی)	شرح الطحاوی
	(س) اور اگر (زنا کا اقرار کرنے والے) مذکورہ مرد پر زنا کی حد لگائے جانے کے بعد وہ عورت آئی اور اس نے نکاح کا دعوی کیا اور حق مہر کا مطالبہ کیا تو اس کے لئے حق مہر لازم نہ ہو گا [1]	مبسوط
۹۰	المنتقی میں ہے کہ کسی مرد نے زنا کا اقرار کیا اور وہ محصن[2] ہے چنانچہ حاکم مجاز نے (زنا کی حد میں) اس کے رجم کا حکم دیا متعلقہ لوگ اسے رجم کرنے کے لئے لے گئے تو اس نے زنا کے اقرار سے رجوع کر لیا پھر کسی آدمی نے اسے قتل کر دیا تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے جب تک حاکم مجاز (اس کے رجوع کی وجہ سے) اس سے رجم کی حد باطل نہ کرے۔ اور اگر (اس کے رجوع کے بعد) حاکم مجاز نے اس مرد سے رجم کی حد باطل کر دی پھر کسی آدمی نے اسے قتل کر دیا تو اس قاتل کو (قصاص میں) قتل کیا جائے گا [3]	محیط سرخسی
۹۱	جس شخص نے زنا کا اقرار کیا اور اس عورت نے یہ دعوی کیا کہ اس مرد نے جبراً زنا کیا تھا تو اس کے متعلق الاصل میں امام ابو حنیفہؒ سے مذکور ہے کہ مرد پر زنا کی حد لگائی جائے گی اور اس عورت کو زنا کی حد نہ لگے گی [4]	ایضاح
۹۲	جو شخص دار الحرب (یعنی کافروں کی سلطنت میں) اسلام لایا تھا جب اس نے یہ اقرار کیا کہ اس نے اسلام لانے سے پہلے دار الحرب میں زنا کیا تھا تو اس پر حد لازم نہ ہو گی [5]	محیط

دفعات شق نمبر	الباب الخامس فی الشہادۃ علی الزنا والرجوع عنہا — الشہادۃ علی الزنا والرجوع عنہا	حوالہ
۲۶۴/۹۳-۹۳	واذا دخل المسلم دار الحرب بامان وزنی هناك بمسلمة او ذمية ثم خرج الى دار الاسلامؑ فاقربه لم يحد وهذا عندنا	كذا في المبسوط
۹۴	اذا قال العبد بعد ما عتق زنيت وانا عبد لزمه حد العبد	كذا في المحيط
۹۵	ويقام الحد على العبد اذا اقر بالزنا او بغيره مما يوجب الحد وان كان مولاه غائبا وكذلك القطع والقصاص	كذا في المحيط
۹۶	ولو اقر بالزنا مرتين وشهد بالزنا شاهدان لا يحد	كذا في التمرتاشي

ؑ حکم نمبر ۴۳/۲۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ؑ حکم نمبر ۳۰،۲۹/۲۶۱، ۹۵/۲۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ؑ حکم نمبر ۹۳/۲۶۳ مع حاشیہ ۳۲،۳۳/۲۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ؑ حکم نمبر ۱۲۰۱/۲۶۱، ۷/۲۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	پانچواں باب - زنا پر گواہی دینے اور اس سے رجوع کرنے کے احکام زنا پر گواہی اور اس سے رجوع کا بیان	حوالہ
۹۳-۹۴-۹۶-۹۴	جب مسلمان مرد دارالحرب (یعنی کافروں کی سلطنت میں) امان لیکر داخل ہوا اور وہاں اس نے کسی مسلمان عورت سے زنا کیا پھر وہ مرد وہاں سے دارالاسلام آگیا اور اس نے زنا کا اقرار کیا تو اسپر زنا کی حد نہ لگائی جائے گی اور یہ حکم ہمارے ہاں ہے [1]	مبسوط
۹۴	جب کسی غلام نے آزاد ہونے کے بعد یہ اقرار کیا کہ میں نے غلام ہونے کی حالت میں زنا کیا تھا تو اسپر زنا کی وہ حد لازم ہوگی جو غلام کے لئے ہوتی ہے [2]	محیط
۹۵	(ا) غلام نے جب زنا کا اقرار کیا یا اس کے علاوہ حد واجب کرنے والا امر پایا گیا تو اسپر حد قائم کی جائے گی خواہ اس کا آقا غائب ہو (ب) اور ہاتھ کاٹے جانے یا قصاص کی حد میں بھی یہی حکم ہے [3]	محیط
۹۶	اگر کسی شخص نے (چار بار اقرار کی بجائے) دو بار زنا کا اقرار کیا اور (چار گواہوں کی بجائے) دو گواہوں نے اس پر زنا کی گواہی دی تو (اس سے) اسپر زنا کی حد نہ لگائی جائے گی [4]	تمرتاشی

دفعات شق نمبر	الباب السادس فی حد الشرب / حد الشرب	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم **الباب السادس فی حد الشرب** دفعات ۴۶۵ تا ۴۶۵ عنوان ۱ تعداد شق ۳۱	
	۴۶۵- حد الشرب تعداد شق ۳۱	
۱	من شرب الخمر فأخذ وريحها موجود اوجاؤا به سكران فشهد الشهود عليه بذلك فعليه الحد وكذلك اذا اقر وريحها موجود معه شرب من الخمر قليلاً كان او كثيرا	كذا فی السراج الوہاج

۱ حدود کے مفہوم اور ان میں شراب نوشی کی حد کے بیان کی ترتیب کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۵۴ کے حاشیہ کا ب ۵ ملاحظہ ہو (مترجم)

۲ (۱) اَلْخَمْرُ یعنی شراب کی حرمت اور خمر کی قباحت کے متعلق سورۃ بقرہ کی آیت ۲۱۹ اور سورۃ نساء کی آیت ۴۳ میں احکام مذکور ہیں اور پھر اس کی ممانعت اور قطعی حرمت کے متعلق سورۃ مائدہ کی آیت ۹۰، ۹۱ میں احکام دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں شراب نوشی کو رِجْس یعنی پلید، فطرت سلیمہ کے نزدیک قابل نفرت گندی چیز، شیطانی عمل، باہم بغض و عداوت واقع کرنے والا اور اللہ تعالیٰ کی یاد اور نماز جیسے فریضے سے باز رکھنے والا گناہ قرار دیا گیا۔ نیز ۲ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مدمن الخمر کعابد الوثن۔ (یعنی شراب پینے والا ایسا مجرم ہے جیسا بت پوجنے والا۔ ابن ماجہ ص ۲۵۰۔ حضرت ابن عمرؓ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ جس نے شراب پی چالیس صبحوں تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ ترمذی مطبوعہ نولکشور ج ۲ ص ۲۳۲ اور بیہقی کی روایت کردہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ہے کہ شراب سے بچو کیونکہ وہ ام الخبائث یعنی سب افعال خبیثہ کی بنیاد ہے۔ اور ابوالدرداءؓ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ شراب مت پیو یہ ہر شر کی کنجی ہے۔ ابن ماجہ ص ۲۵۰ اور حضرت عمرؓ کی روایت کردہ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے شراب پر، اس کے پینے والے پر، اس کے پلانے والے پر، اسے بیچنے والے پر، اس کے خریدنے والے پر۔ اسے کشید کرنے والے پر، اسے اٹھالے جانے والے پر اور جس کے لئے اٹھا کر لے جائی گئی ہو۔ ابوداؤد مطبوعہ نولکشور ج ۲ ص ۱۶۱ اور دیلم الحمیریؓ کی روایت میں ہے کہ "میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم ایک ایسے علاقہ میں رہتے ہیں جو بہت سرد ہے اور ہمیں کام کی محنت بھی بہت زیادہ کرنا پڑتی ہے۔ ہم سردی اور تھکاوٹ کا مقابلہ شراب نوشی سے کرتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیز تم پیتے ہو کیا وہ نشہ کرتی ہے۔ میں نے عرض کیا "جی ہاں" تو آپ نے فرمایا کہ "اس سے پرہیز کرو" میں نے عرض کیا کہ ہمارے علاقے کے لوگ تو نہیں چھوڑیں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "ان سے جنگ کرو" ابوداؤد مطبوعہ نولکشور ج ۲ ص ۱۶۲ اور حضرت عبادہ بن الصامتؓ

دفعات شق نمبر	چھٹا باب - شراب نوشی کی حد کے احکام / شراب نوشی کی حد کا بیان	حوالہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

چھٹا باب - شراب نوشی کی حد کے احکام

دفعات ۴۶۵ تا ۴۶۵ عنوان ۱ تعداد شق ۳۱

۴۶۵ - شراب نوشی کی حد [۱]

اور اسمیں ۳۱ شقیں ہیں

1 (و) جس شخص نے خمر [۲] (یعنی شراب) پی اور پکڑا گیا اور شراب کی بو (اسکے منہ میں) موجود ہو یا اسے پکڑ لائے اور وہ نشہ [۳] میں ہو اور گواہوں نے اسپر شراب نوشی کی گواہی [۴] دی تو اسپر شراب نوشی کی حد لازم ہے [۵]

(ب) اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کسی نے شراب نوشی کا خود اقرار [۶] کیا اور شراب کی بو اس میں موجود ہو- خواہ اس نے تھوڑی پی یا زیادہ (حد لازم ہے) [۷] — سراج وہاج

کی روایت کردہ ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ خمر یعنی شراب پئیں گے اور اس کا نام کچھ اور رکھ لیں گے ابن ماجہ ص ۲۵۱ -

[۳] جدید طبی تحقیق نے بھی شراب کو مضر قرار دیا گیا ہے۔ شراب نوشی سے خون میں ہیجان پیدا ہو کر وقتی قوت تو محسوس ہوتی ہے مگر اس کے تدریجی اثرات صحت انسانی کے لئے تباہ کن ہیں - یہ جگر اور گردوں کے لئے نقصان دہ ہے۔ حلقوم اور عمل تنفس پر برا اثر ڈالتی ہے۔ سل کی بیماری کا بڑا سبب ہے اور اسکی عادت قوت عاقلہ کو ضعیف کر دیتی ہے - چنانچہ مفتی عبدہ کی تفسیر المنار ج ۲ ص ۲۲۶ میں ایک جرمن ڈاکٹر کا مقولہ درج ہے کہ اگر آدھے شراب خانے بند کر دئے جائیں تو میں ضمانت دیتا ہوں کہ آدھے شفا خانے اور آدھے جیل خانے بے ضرورت ہو کر بند ہو جائیں گے ایک انگریز قانون دان بنتام نے لکھا ہے کہ اسلامی شریعت کی بے شمار خوبیوں سے ایک اہم خوبی یہ ہے کہ اس میں شراب نوشی حرام ہے۔ ایک فرانسیسی محقق ہنری نے اپنی کتاب "خواطر و سوانح فی الاسلام" میں لکھا ہے کہ بہت زیادہ مہلک ہتھیار جس سے اہل مشرق کی بیخ کنی کی گئی اور وہ دو دھاری تلوار جس سے مسلمانوں کو قتل کیا گیا - وہ شراب تھی - البتہ اسلامی شریعت ہمارے راستہ میں رکاوٹ بن کر کھڑی ہوگی پس خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ احکام، اور پھر انسانی تحقیق و تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ شراب نوشی کے مفاسد، روحانی اور اخلاقی قدروں اور جسمانی صحت سبھی کے لئے مضر ہیں

(ب) **شراب کا مفہوم** - لغت میں شراب ہر پینے کی چیز کو کہتے ہیں - ماخوذ از المنجد اردو ص ۶۲۶ اور اصطلاح شرع میں مخصوص مشروب مراد ہے - چنانچہ فتاوی عالمگیری میں بحوالہ المحیط السرخسی لکھا ہے کہ شراب اس مشروب کو کہا جاتا ہے جو حرام ہو - ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۴۰۹

(ج) **شراب اور مشروبات کے عربی نام اور ماخذ اشیاء** - فتاوی قاضیخان اور عالمگیری [۱] کے میں ہے کہ وہ چیزیں جن سے مشروبات

دفعات شق نمبر	الباب السادس فی حد الشرب	حد الشرب	حوالہ

۴۶۵۔ بنائے جاتے ہیں۔ وہ تر انگور، خشک انگور یعنی زبیب جسے کشمش کہتے ہیں، کھجور، اناج، پھل، دودھ اور شہد وغیرہ۔ ان چیزوں کی اجناس اگرچہ مختلف ہیں مگر حکم ایک ہونے کی وجہ سے انہیں ایک ہی نوع قرار دیا جاتا ہے۔

چنانچہ تر انگور سے تیار کردہ مشروبات کے عربی نام الخمر، الباذق، الطلاء، المنصّف، البختج، الجمہوری، اور الحمیدی ہیں البختج کا ہی دوسرا نام الحمیدی اور ابا یوسفی بھی لکھا ہے۔ اور خشک انگور یعنی زبیب (یعنی کشمش) سے تیار کردہ مشروبات کے عربی نام النقیع نبیذ الزبیب ہیں۔

اور تمر یعنی کھجور سے تیار کردہ مشروبات کے عربی نام السکر، الفضیخ، اور نبیذ التمر ہیں۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیریہ ج ۳ ص ۲۲۳ تا ص ۲۳۱ و ماخوذ بحوالہ المحیط السرخسی فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۴۰۹ تا ص ۴۱۳

(د) **مذکورہ مشروبات کی تعریفیں**۔ (۱) فقہاء نے فقہی کتب میں مذکورہ مشروبات کی تعریفیں تفصیل سے لکھی ہیں۔ بعض تعریفوں میں اختلاف بھی ہے مگر وہ اختلاف لفظی ہے کیونکہ جن کے ہاں تعریف الگ ہے ان کے ہاں حکم بھی الگ ہے تاہم اس کی تفصیل کی ضرورت یہاں نہیں ہے یہاں صرف شراب نوشی کے باب میں ذکر کردہ مشروبات کی تعریفیں متعلقہ حکم میں درج ہیں۔ جیسا کہ اس حکم میں الخمر کا ذکر ہے۔

(۲) الخمر لغت میں خمر خمیر دینے۔ ڈھانپ لینے اور انگوری شراب کو کہتے ہیں۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۳۴۹، ص ۳۵۰ اور اس کے شرعی مفہوم کے متعلق فتاوی قاضیخان میں اور بحوالہ المحیط السرخسی فتاوی عالمگیری میں ہے کہ "الخمر" ۔ تر انگوروں کا پانی جو کچا ہو (یعنی پکایا نہ گیا ہو) جب جوش مارے سخت ہو جائے اور جھاگ چھوڑے۔ نیز قاضی خان میں ہے کہ اس کا نیچے کا مواد اوپر ہو جائے اور عالمگیری میں ہے کہ پھر وہ جوش سے سکون میں ہو جائے تو وہ بلا خلاف خمر ہے۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیریہ ج ۳ ص ۲۲۳ و فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۴۰۹۔

(۳) اور ابن السطور کنز میں ہے کہ انگوروں کے پانی سے مراد جو خالص ہو۔ جوش مارنے سے مراد یہ ہے کہ کامل جوش سے نیچے کا اوپر ہو جائے اور سخت ہو جانے سے مراد یہ ہے کہ اس میں نشہ دینے کی صلاحیت ہو۔ ماخوذ از ابن السطور کنز ص ۲۵۶۔

(۴) اور فتاوی قاضیخان میں اور بحوالہ المحیط السرخسی فتاوی عالمگیری میں ہے کہ مذکورہ مشروب اگر جھاگ نہ چھوڑے تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں وہ مشروب خمر قرار نہیں پاتا۔ اور صاحبین یعنی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں جب مذکورہ مشروب جوش کھا کر سخت ہو جائے تو خواہ وہ جھاگ نہ چھوڑے وہ خمر قرار پاتا ہے۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری ج ۳ ص ۲۲۳ و فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۴۰۹۔

(۵) اور ہدایہ میں ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اس مشروب کا جوش مارنا اس کی شدت کا آغاز ہے اور اس کا جھاگ چھوڑنا اور پھر سکون میں آنا اسکی شدت کا کمال ہے۔ اور چونکہ خمر کی حرمت میں شرعی احکام قطعی ہیں وہ انتہائی وصف پر لاگو ہونگے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۴ ص ۴۹۲

وھکذا فی حاشیۃ الکنز۔ اور لکھا ہے کہ امام صاحب کے ہاں خمر کے قطعی احکام شبہ کیساتھ ثابت نہیں ہوتے اور جب اس نے جھاگ چھوڑی تو شبہ رہا۔ ماخوذ حاشیہ کنز للعینی ص ۲۵۲ حکم نمبر ۴۱۸۰ تا ۴۶۵ ملاحظہ ہو

(س) **مذکورہ مشروبات کے احکام**۔ فتاوی عالمگیری میں مذکورہ مشروبات کے احکام کے متعلق لکھا ہے کہ ان میں بعض مشروبات بالاجماع حلال ہیں۔ اور وہ ہر مذکورہ مشروب جسکا ذائقہ میٹھا ہو اور اس میں سختی نہ ہو۔ بعض مشروبات عامۃ العلماء کے ہاں حلال ہیں۔ بشرطیکہ خوراک، یا دوا کے طور پر یا طاعت پر قوت حاصل کرنے کے لئے ہوں لہو و لعب کے لئے نہ ہوں۔ مگر بقدر نشہ آور حرام ہیں اور اس سے نشہ پر حد واجب ہے۔ بعض مشروب ہمارے ہاں (یعنی احناف کے ہاں) حلال ہیں بعض کو اختلاف ہے۔ بعض مشروب امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کے ہاں حلال ہیں اور امام محمدؒ کا اختلاف ہے۔ بعض مشروب عامۃ العلماء کے ہاں حرام ہیں مگر ان کی حرمت خمر یعنی شراب کی حرمت سے کم ہے وہ نجس ہیں۔ ان کا تھوڑا یا زیادہ پینا حرام ہے مگر پینے والے پر حد لازم نہیں جبتک

دفعات شق نمبر	چھٹا باب - شراب نوشی کی حد کے احکام / شراب نوشی کی حد کا بیان	حوالہ

۴۶۵ - کہ اس سے نشہ نہ ہو - بعض مشروب بالاجماع حرام ہیں چنانچہ خمر (یعنی مذکورہ خاص شراب) بالاجماع حرام ہے - اور ہر مشروب کے نشہ بالاجماع حرام ہے (باقی مشروبات سے اس باب میں مذکور مشروبات کا ذکر اپنے اپنے مقام پر آئے گا - مگر خمر کا ذکر اس حکم میں ہے) ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۴۱۰ تا ص ۴۱۳

(س) **خمر کے احکام** - فتاوی عالمگیری میں ہے کہ خمر کے احکام یہ ہیں کہ یہ تھوڑا ہو یا زیادہ اس کا پینا حرام ہے (اور ہدایہ ج ۴ ص ۴۹۲ میں ہے کہ اس کا عین حرام ہے کیونکہ قرآن مجید میں اسے رجس کہا گیا ہے - متواتر احادیث میں اسے حرام کہا گیا ہے اور اس کے خواص سے ہے کہ اس کا قلیل اس کے کثیر کو دعوت دیتا ہے) اس کا استعمال بطور دوا بھی حرام ہے - اس کی حرمت کا منکر کافر ہے ہبہ یا بیع سے اس کا مالک بننا یا مالک بنانا حرام ہے - اس کے مال ہونے میں اختلاف ہے - اور مسلمان کے حق میں اسکی قیمت ساقط ہے - یہ پیشاب اور خون کی طرح نجاست غلیظہ ہے - تھوڑا پیئے یا زیادہ اس سے شراب نوشی کی حد واجب ہے (حکم نمبر ۲۶،۱/۴۶۵ ملاحظہ ہو)
خمر قرار پانے کے بعد اسے پکانا اس کے خمر ہونے کے حکم کو تبدیل نہیں کرتا - جیسا کہ شمس الائمہ السرخسی رح نے کہا ہے (اور رد المحتار ج ۳ ص ۲۲۵ میں ہے کہ جیسا کہ پیشاب کو پکانے سے اس کا حکم تبدیل نہیں ہوتا) اور بعض کے ہاں خمر کو پکانے کی صورت میں اس سے حد تب لازم ہے کہ وہ نشہ دے - خمر کو سرکہ سے تبدیل کرنا مباح ہے - اگر شراب خود سرکہ بن جائے اس میں کچھ کھٹاس آجائے اور کچھ تلخی بھی باقی ہو تو امام ابو حنیفہ رح کے ہاں وہ شراب سرکہ نہ قرار پائے گی جبتک کہ اسکی تلخی نہ جائے اور صاحبین کے ہاں معمولی کھٹاس آنے سے بھی وہ شراب سرکہ قرار پاتا ہے یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ شراب خود سرکہ بنے اور اگر شراب کو کسی دوا یا نمک وغیرہ سے سرکہ بنایا گیا تو بلا اختلاف سب کے ہاں حلال قرار پائے گی - ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۴۱۰ تا ص ۴۱۳ (مترجم)

۳ نشہ والے کی پہچان کے متعلق حکم نمبر ۵/۴۶۵ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ اس گواہی کے متعلق حکم نمبر ۶، ۱۰/۴۶۵ مع حواشی اور گواہی سے دیگر قابل حد جرائم کے ثبوت کے احکام کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۴۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ شراب نوشی کی حد لازم ہونے اور اسکی مقدار کے متعلق حکم نمبر ۷، ۱۱، ۲۶ تا ۲۸/۴۶۵ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶ حکم نمبر ۴، ۱۰، ۱۲/۴۶۵ اور دیگر قابل حد جرائم کے اقرار کے احکام کے متعلق حکم ۴/۱۴۱ مع دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷ حکم نمبر ۱/۴۶۵ کے پہلے حاشیہ کا "س" اور حکم نمبر ۲۶/۴۶۵ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب السادس فی حد الشرب — حد الشرب	حوالہ
۴۶۵-۲	وان اقر بعد ذهاب ريحها لم يحد هذا عند ابی حنيفة رح وابی يوسف رح	كذا فی السراج الوهاج
۳	وكذا اذا شهدوا عليه بعد ما ذهب ريحها والسكر لم يحد عندهما ايضا فان اخذه الشهود وريحها موجود معه او سكران فذهبوا من مصر الی مصر فيه الامام فانقطع ذلك قبل ان ينتهوا به حد اجماعا	كذا فی السراج الوهاج
۴	لا يحد السكران باقراره علی نفسه	كذا فی الهداية
۵	اختلفوا فی معرفة السكران قال ابو حنيفة رح من لا يعرف الارض من السماء والرجل من المرأة وقال صاحباه اذا اختلط كلامه فصار غالب كلامه الهذيان فهو سكران والفتوی علی قولهما	كذا فی فتاوی قاضيخان
۶	واذا شهد الشهود عند القاضی بشرب الخمر علی رجل يسألهم القاضی عن الخمر ما هی ثم يسألهم كيف شرب لاحتمال انه كان مكرها ثم يسألهم متی شرب لاحتمال التقادم ثم يسألهم انه اين شرب لاحتمال انه شرب فی دار الحرب	كذا فی فتاوی قاضيخان
	فاذا بينوا ذلك حبسه القاضی حتی يسئل عن العدالة ولا يقضی بظاهر العدالة	كذا فی البحر الرائق

۱؎ جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت میں امام محمدؒ کے ہاں اسپر شراب نوشی کی حد لگائی جائے گی۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۵۱۔ حکم نمبر ۸۷، ۸۸/۴۶۴، ۲؎ حکم نمبر ۲/۴۶۵ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ اور رد المحتار میں بحوالہ البحر عن القنیہ لکھا ہے کہ گاؤں کے قاضی یا اسکے فقیہ یا کسی اور ماہر فقہ یا آئمہ مساجد تب ہی شراب نوشی کی حد لگانے کے مجاز ہیں کہ امام وقت یعنی حاکم مجاز نے انہیں ایسا کرنے کا اختیار دیا ہو۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۲۷ و حکم البحر الرائق ج ۵ ص ۲۷ حکم نمبر ۱۴، ۱۷/۲۲۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں اور حد قائم کرنے کیلئے یہ رکن ہے کہ حاکم مجاز یا اسکے ایسے نائب کی طرف سے ہو جسے حدیں قائم کرنے کا اختیار دیا گیا ہو اسکے متعلق حکم نمبر ۱/۴۵۵، ۵/۴۶۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ جیسا کہ در مختار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت میں گواہ یہ گواہی دیں گے کہ اس نے (بغیر جبر) اپنی مرضی سے شراب پی ہم نے اسے پکڑا اور اس وقت اس (کے منہ) میں شراب کی بو موجود تھی اور رد المحتار میں ہے کہ اس سے یہ حکم اخذ ہوتا ہے کہ شراب کی بو کو کسی دوا وغیرہ سے دور کرنا مانع حد نہیں ہے۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۲۶ (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۱/۴۵۶ مع دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مبصرا)

دفعات حکم نمبر	چھٹا باب ـ شراب نوشی کی حد کے احکام / شراب نوشی کی حد کا بیان	حوالہ
۴۶۵ ـ ۲	اگر کسی (شرابی) شخص نے (اپنے سے) شراب کی بو جاتے رہنے کے بعد شراب نوشی کا اقرار کیا تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں اسے حد نہ لگائی جائے گی ۔ ؎۱	سراج وہاج
۳	(د) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب گواہوں نے کسی (شرابی) شخص پر شراب نوشی کی گواہی اس سے شراب کی بو اور نشہ جاتے رہنے کے بعد دی تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں اسے شراب نوشی کی حد نہ لگائی جائے گی ؎۲ (ب) اگر (شراب نوشی پر گواہی دینے والے) گواہوں نے کسی شرابی کو ایسی حالت میں پکڑا کہ اس میں شراب کی بو موجود ہے یا وہ نشہ میں ہے پھر وہ اسے اس شہر سے کسی دوسرے شہر میں لے گئے جہاں امام (یعنی حاکم مجاز) ہے ؎۳ پس حاکم مجاز کے ہاں پہنچنے سے پہلے اس سے شراب کی بو یا اسکا نشہ جاتا رہا تو اس صورت میں اسے بالاجماع حد لگائی جائے گی ؎۴	سراج وہاج
۴	کسی شخص نے نشہ کی حالت میں شراب نوشی کا اقرار کیا تو اس (اقرار) سے اس پر شراب نوشی کی حد نہ لگائی جائے گی ؎۵	ہدایہ
۵	(د) نشہ والے کی پہچان کے متعلق فقہاءؒ کا اختلاف ہے ۔ امام ابو حنیفہؒ کا قول یہ ہے کہ جو شخص (نشہ دینے والا مشروب پینے کی وجہ سے) زمین اور آسمان میں اور مرد اور عورت میں امتیاز نہ کرسکتا ہو وہ نشہ کی حالت میں ہے ۔ (ب) امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول یہ ہے کہ جب (نشہ ہونے کی وجہ سے) اس کا کلام مخلوط ہو جائے اور اس کا غالب کلام ہذیان ؎۶ ہو تو وہ نشہ کی حالت میں ہے (ج) اور فتوی صاحبینؒ کے قول پر ہے ۔	قاضیخان
۶	(د) جب گواہوں نے قاضی (یعنی حاکم مجاز ؎۷) کے ہاں کسی آدمی پر شراب پینے کی گواہی دی تو قاضی ان گواہوں سے دریافت کرے گا کہ شراب کیا ہوتی ہے ؎۸ پھر ان سے یہ دریافت کرے گا کہ اس نے شراب کیسے پی اس لئے کہ احتمال ہے کہ اس پر جبر ہوا ہو ؎۹ پھر ان سے یہ دریافت کرے گا کہ اس نے شراب کب پی اس لئے کہ احتمال ہے کہ تقادم (یعنی وہ واقعہ زائد المیعاد) ہو ؎۱۰ پھر ان سے یہ دریافت کرلے گا کہ کہاں پی ہے اس لئے کہ احتمال ہے کہ اس نے دار الحرب میں پی ہو ؎۱۱ (ب) جب گواہوں نے مذکورہ امور (ٹھیک ٹھیک) بیان کردیئے تو اس شخص کو (جس پر شراب نوشی کی گواہی دی گئی ہے) قاضی قید میں رکھے گا تاکہ گواہوں کی عدالت (یعنی انکا معتبر ہونا) دریافت کرے اور گواہوں کی محض ظاہری عدالت پر فیصلہ نہ کرے گا ؎۱۲	قاضیخان بحر رائق

؎۶ ہذیان یعنی غیر معقول باتیں کرنا اور بکواس کرنا ۔ ماخوذ از المنجد اردو صفحہ ۱۴۱۸ (مترجم) ؎۷ حکم نمبر ۳/۴۶۵ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۸ جیسا کہ در مختار و رد المحتار میں ہے اور رد المحتار میں ہے کہ اس لئے کہ ممکن ہے کہ گواہوں کا یہ اعتقاد ہو کہ دیگر ہر مشروب شراب کے حکم میں ہے ۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۲۷ اور شراب یعنی خمر اور قابل حد مشروب کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۶۵ کے دوسرے حاشیہ کی ب، د، س، ص ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۹ حکم نمبر ۱۱/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۱۰ جیسا کہ در مختار و رد المحتار میں ہے کہ تقادم امام محمدؒ کے قول پر ایک مہینہ ہے اور امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں تو شرط ہے کہ جب وہ پکڑا جائے تو ابھی شراب کی بو موجود ہو ورنہ گواہی مقبول نہ ہوگی اور نہ اسکے اقرار کی وجہ سے اس پر شراب نوشی کی حد لازم ہوگی ۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ۳ صفحہ ۲۲۷ حکم نمبر ۲۱،۳/۴۶۵، ۸۸،۸۷/۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۱۱ حکم نمبر ۴۳/۴۴ مع حاشیہ نیز حکم نمبر ۳۰،۸/۴۶۵ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۱۲ جیسا کہ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ ولا یقضی بظاهر العدالة في حد ما، یعنی قاضی کسی بھی قابل حد جرم پر گواہوں کی محض ظاہری عدالت سے فیصلہ نہ کرے گا ۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیریہ ج ۳ صفحہ ۲۳۱ نیز حکم ۱۲/۴۶۱ مع دسواں حاشیہ بکمر ۲۰۲

دفعات شق نمبر	الباب السادس فی حد الشرب	حد الشرب	حوالہ
۴۶۵-۷	والمشهود عليه بشربها لابد انيكون عاقلا بالغا مسلما ناطقا فلاحد على الصبي ولا مجنون ولا كافر وفي الخانية ولا يحد الاخرس سواء شهد الشهود عليه او اشار باشارة معهودة يكون ذلك اقرارا منه في المعاملات و يحد الاعمى		كذا في البحر الرائق
۸	ولو شرب في دار الاسلام وقال ما علمت انها حرام حد		كذا في السراجية
۹	ولو قال المشهود عليه بشرب الخمر ظننتها لبنا او قال لا اعلم انها خمر لا يقبل ذلك وان قال ظننتها نبيذا اقبل منه		كذا في البحر الرائق
۱۰	يثبت الشرب بشهادة شاهدين به و بالاقرار مرة واحدة ولا تقبل فيها شهادة النساء مع الرجال		كذا في الهداية

۱؎ حکم نمبر ۶۱/۴۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۶/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ نمبر ۳، ۷، ۴۷/۴۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۶ و/۴۶۵ کا پانچواں حاشیہ اور حکم نمبر ۳۰/۴۶۵ ملاحظہ ہوں اور درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ کفار کی سلطنت کا کوئی کافر اسلام لاکر ہمارے ہاں آیا پھر اس نے شراب پی درآنحالیکہ وہ شراب کی حرمت ابھی نہ جانتا تھا تو اسے شراب نوشی کی حد نہ لگائی جائے گی اور اگر اس نے زنا کیا یا چوری کی تو اسے اسکی حد لگائی جائے گی اور اس میں اس کے نہ جاننے کا عذر قبول نہ ہوگا۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص۲۲۵ نیز حکم نمبر ۴۳/۴۶۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ (ا) اس حکم کا ماخذ البحر الرائق ہے اور البحر الرائق میں یہ حکم بحوالہ قاضیخان ہے اور قاضیخان میں لکھا ہے کہ دودھ سمجھنے یا شراب نہ پہچاننے کے عذر کی صورت میں اس کا قول قبول نہیں اس لئے کہ وہ نگلے بغیر محض بو یا چکھنے سے پہچان کرسکتا ہے اور نبیذ سمجھنے کا عذر مقبول ہے اس لئے کہ خمر کے علاوہ مشروب بھی جوش کھانے اور سخت ہونے کے بعد بُو اور مزہ میں خمر کے ساتھ شریک ہوجاتا ہے۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیریہ ج ۳ ص۲۳۲

(ب) نبیذ کی تعریف کے متعلق بحوالہ المحیط السرخسی فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے کہ زبیب یعنی کشمش کا پانی جو کچا ہو جب معمول پکایا جائے وہ جوش کھائے اور سخت ہوجائے اور لکھا ہے کہ نبیذ التمر یعنی کھجوروں کا کچا پانی جو معمولی پکایا جائے وہ جوش کھائے۔ سخت ہوجائے اور جھاگ چھوڑ دے نیز لکھا ہے کہ نبیذ التمر اس پانی کو بھی کہتے ہیں جس میں کھجوریں بھگو دی جائیں - ان کی مٹھاس نکل آئے۔ وہ جوش کھائے۔ سخت ہوجائے اور جھاگ چھوڑے

(ج) نیز نبیذ کے حکم کے متعلق بحوالہ المحیط السرخسی فتاوی عالمگیری میں ہے کہ نبیذ التمر اور نبیذ الزبیب عامۃ العلماء کے ہاں اس کا پینا حلال ہے جبتک کہ نشہ نہ دے اور اس کا حلال قرار پانا بھی تب ہے کہ طعام ہضم ہونے یا دوا کے طور پر یا اطاعت اللہ پر قوت

دفعات شق نمبر	چھٹا باب : شراب نوشی کی حد کے احکام شراب نوشی کی حد کا بیان	حوالہ
۴۶۵-۷	(ا) جس شخص پر شراب نوشی کی گواہی دی گئی ہو (اس پر حد لازم ہونے کیلئے) ضروری ہے کہ وہ عاقل، بالغ مسلمان ہو اور ناطق (یعنی بات کرسکتا) ہو پس بچہ[۱] مجنون اور کافر پر شراب نوشی کی حد لازم نہیں ہے (ب) اور خانیہ میں ہے کہ گونگے شخص (یعنی جو بات نہیں کرسکتا اس) پر (بھی) شراب نوشی کی حد نہیں لگائی جائے گی۔ خواہ لوگوں نے اسپر (شراب نوشی کی) گواہی دی یا خود اس نے ایسا خاص اشارہ کیا جو اشارہ معاملات میں اس کی طرف سے اقرار قرار پاتا ہو[۲] (ج) اور نابینا شخص پر شراب نوشی کی حد لگائی جائے گی[۳]	بحرالرائق
۸	اگر کسی (مسلمان) شخص نے دار الاسلام میں شراب پی اور کہا کہ "میں اس کے حرام ہونے کو نہیں جانتا تھا" تو اسے شراب نوشی کی حد لگائی جائے گی[۴]	سراجیہ
۹	جس شخص پر شراب نوشی کی گواہی دی گئی ہو اگر اس نے یہ کہا کہ "میں اسے دودھ سمجھ کر پی گیا"، یا یہ کہا کہ "میں نہیں جانا کہ وہ شراب ہے" تو اس کا مذکورہ قول قبول نہ ہوگا اور اگر اس نے یہ کہا کہ "میں اسے نبیذ سمجھ کر پی گیا" تو اس کا یہ قول قبول کیا جائے گا[۵]	بحرالرائق
۱۰	(ا) شراب نوشی دو (معتبر) گواہوں کی گواہی سے ثابت ہو جاتی ہے (ب) شراب نوشی ایک بار کے اقرار سے (بھی) ثابت ہو جاتی ہے (ج) شراب نوشی کی گواہی میں مردوں کے ساتھ (شہادت کا نصاب مکمل کرنے کے لئے) عورتوں کی گواہی قبول نہیں کی جاتی[۶]	ہدایہ

حاصل کرنے کے لئے ہو لہو و لعب کے لئے نہ ہو اور اس سے وہ مقدار جو نشہ آور ہو حرام ہے عامۃ العلماء کا قول یہی ہے۔ اور جب نشہ دے تو حد واجب ہے۔ اس کی بیع جائز اور اس کا تلف کنندہ ضامن ہے۔ یہ حکم امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں اور امام محمدؒ کی زیادہ صحیح روایت کے بموجب ہے اور امام محمدؒ کی ایک روایت یہ ہے کہ ان کا قلیل و کثیر حرام ہے۔ لیکن حد تب واجب ہے کہ وہ نشہ دے اور بحوالہ التبیین لکھا ہے کہ ہمارے زمانہ میں امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ ہے ماخوذ از فتاویٰ عالمگیری ج ۵ ص ۴۰۹، ص ۴۱۰، ص ۴۱۲ نیز حکم ۱۸ تا ۲۱/۴۶۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں۔

(د) الجوہرۃ النیرۃ میں ہے کہ نبیذ التمر یا نبیذ الزبیب کو جب معمولی پکایا جائے اور وہ سخت ہو جائے تو وہ حلال ہے۔ جبتک کہ اس کے گمان غالب میں وہ نشہ آور نہ ہو اور لہو و لعب اور عیاشی کے لئے نہ ہو۔ یہ حکم امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں ہے اور امام محمدؒ کے ہاں حکم یہ ہے کہ حرام ہے اور مذکورہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ جب ان کا پینا طاعۃ اللہ پر قوت حاصل کرنے یا کھانا ہضم ہونے یا دوا کے طور پر ہو۔ ورنہ بالاجماع حرام ہے۔ ماخوذ از الجوہرۃ النیرۃ ص ۲۶۹ (مترجم)

[۶] اس گواہی کے متعلق حکم نمبر ۶۰۳۱ / ۴۶۵ اور اس اقرار کے متعلق حکم نمبر ۲۰۲۱ / ۴۶۵ ملاحظہ ہوں۔ اور مردوں کے ساتھ عورتوں کی گواہی قبول ہونا مثلاً جیسا کہ حکم نمبر ۲۸ / ۲۶۷ میں ہے۔ مگر شراب نوشی پر مردوں کے ساتھ عورتوں کی گواہی مقبول نہیں ہے۔ حکم نمبر ۱ / ۴۶۱ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السادس فی حد الشرب — حد الشرب	حوالہ
۴۶۵- ۱۱	ولو شهد الشهود على السكران لا يقام عليه الحد حتى يصحو فاذا افاق يقام عليه الحد سواء ذهبت رائحة الخمر عنه او لم تذهب	كذا فى الظهيرية
۱۲	المسلم اذ تقيأ الخمر فانه لا يحد لجواز انه شرب مكرها ولا يحد المسلم لوجود ريح الخمر منه حتى يشهد الشهود عليه بشربها او يقر	كذا فى الظهيرية
۱۳	ولو شهد احدهما انه شربها والآخر انه قاءها لا يحد	كذا فى الظهيرية
۱۴	وكذلك لو شهدا على الشرب والريح يوجد منه لكنهما اختلفا فى الوقت	كذا فى الظهيرية
۱۵	وكذلك لو شهد احدهما انه شربها وشهد الآخر باقراره بشربها	كذا فى الظهيرية
۱۶	وكذلك لو شهد احدهما انه سكر من الخمر وشهد الآخر انه سكر من السكر .	كذا فى الظهيرية

ـــه۱ جیساکہ ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ تاکہ اسے انزجار (یعنی حصولِ نصیحت) ہو۔ اور درمختار میں ہے کہ اگر اسپر نشہ کے افاقہ سے پہلے شراب نوشی کی حد لگائی گئی تو بظاہر حکم یہ ہے کہ افاقہ کے بعد اس حد کا اعادہ کیا جائیگا۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ صـــ ۲۲۶ نیز حکم نمبر $\frac{۱}{۴۵۶}$ مع دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

ـــه۲ چنانچہ درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ اقرار یا گواہی کے بغیر محض کسی (مسلمان شخص (کے منہ) میں شراب کی بو موجود ہونے یا شراب قے کرنے یا کسی کے نشہ میں ہونے کی وجہ سے اسپر شراب نوشی کی حد نہ لگائی جائے گی اس لئے کہ احتمال ہے کہ اسپر جبر ہوا ہو یا اس نے اضطرارا (یعنی جان بچانے کیلئے) پی ہو البتہ اس میں شراب کی بو پائی جائے یا نشہ میں ہونے کی وجہ سے اسپر تعزیر ہوسکتی ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ صـــ ۲۲۶ اور فتاوی عالمگیری میں ہے کہ اگر کسی شخص کے گلے میں کچھ اٹک گیا یا سخت پیاسا ہوا اور اسے جان کا خطرہ لاحق ہوگیا تو اسکے لئے جان بچانے کی خاطر بقدر ضرورت شراب پینا مباح ہے اور اگر کسی نے جان بچانے کے لئے بقدر ضرورت شراب پی اور وہ اس سے وہ نشہ میں ہوگیا تو اسپر شراب نوشی کی حد نہ لگائی جائیگی۔ اس لئے کہ اس صورت میں ایسے مباح امر سے نشہ ہوا اور اگر اس نے جان بچانے کے لئے قدر ضرورت سے زیادہ پی لی اور اسے نشہ ہوا تو اسے شراب نوشی کی حد لگائی جائے گی جیساکہ غیر اضطراری حالت میں حکم ہے۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج ۵ صـــ ۴۱۲ اور قابل حد جرائم میں جبر کے متعلق احکام حکم نمبر $\frac{۱۱}{۴۶۱}$ مع حاشیہ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــه۳ حکم نمبر $\frac{۱۲}{۴۶۵}$ نیز حکم نمبر $\frac{۱۵}{۴۶۰}$ مع حاشیہ نیز حکم نمبر $\frac{۵۱ \text{ تا } ۵۳، ۶۱}{۴۶۷}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــه۴ حکم نمبر $\frac{۷}{۴۶۵}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــه۵ حکم نمبر $\frac{۱۰}{۴۶۵}$ اور دیگر قابل جرائم کے متعلق حکم نمبر $\frac{۷}{۴۶۴}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــه۶ (و) جیساکہ البحر الرائق ج ۵ صـــ ۲۶ اور درمختار و ردالمحتار میں ہے نیز ردالمحتار میں ہے۔ نیز ردالمحتار میں لکھا ہے کہ یہ حکم امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے اس قول پر ظاہر ہے کہ جن مشروبات کا پینا مباح ہے اس سے نشہ ہوجانے پر شراب نوشی کی حد

دفعات نمبر	چھٹا باب۔ شراب نوشی کی حد کے احکام	
	شراب نوشی کی حد کا بیان	حوالہ
۴۶۵-۱۱	اگر گواہوں نے کسی شخص پر شراب نوشی کی گواہی دی جو حالت نشہ میں ہے تو اس پر شراب نوشی کی حد اس وقت لگائی جائے گی جبکہ اس کا وہ نشہ اتر جائے۔ پس جب اسے اس نشہ سے افاقہ ہو چکا تو اس پر حد قائم کی جائے گی خواہ اس سے شراب کی بو جاتی رہی ہو یا نہ ۱؎	ظہیریہ
۱۲	(۱) جب کسی مسلمان نے شراب قے کی تو (شراب کی قے کرنے کی وجہ سے) اس پر شراب نوشی کی حد نہ لگائی جائے گی اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ اسے جبراً پلائی گئی ہو (ب) اور کسی مسلمان (کے منہ) سے شراب کی بو آنے کی وجہ سے اس پر حد نہ لگائی جائے گی۔ جبتک کہ گواہ اس پر شراب نوشی کی گواہی نہ دیں یا وہ خود شراب نوشی کا اقرار نہ کرے ۲؎	ظہیریہ
۱۳	اگر (دو) گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس نے شراب پی ہے۔ اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ اس نے شراب قے کی ہے تو (ایسی گواہی سے) اسے شراب نوشی کی حد نہ لگائی جائے گی ۳؎	ظہیریہ
۱۴	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ دو گواہوں نے کسی شخص پر شراب نوشی کی گواہی دی اور اس سے شراب کی بو آتی ہو لیکن گواہوں نے (اس کی شراب نوشی کا) وقت بیان کرنے میں اختلاف کیا تو اس پر شراب نوشی کی حد نہ لگائی جائے گی) ۴؎	ظہیریہ
۱۵	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس نے شراب پی ہے اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ اس نے شراب پینے کا اقرار کیا ہے (تو ایسی گواہی سے اس پر شراب نوشی کی حد نہ لگائی جائیگی) ۵؎	ظہیریہ
۱۶	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر گواہوں میں سے ایک گواہ نے یہ گواہی دی کہ اسے شراب پینے سے نشہ ہوا ہے اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ اسے سکر پینے سے نشہ ہوا ہے (تو ایسی گواہی سے اسے شراب نوشی کی حد نہ لگائی جائیگی ۶؎)	ظہیریہ

نہیں اور امام محمدؒ کے قول پر اس لئے حد نہیں کہ مشروب پر گواہوں کی موافقت نہیں ہے جیسا کہ زنا کی صورت میں اگر دو گواہ یہ گواہی دیں کہ اس نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے اور دو گواہ یہ گواہی دیں کہ اس نے فلاں دوسری عورت سے زنا کیا ہے تو اس صورت میں اس پر زنا کی حد لازم نہیں ہوتی۔ ماخوذ از درمختار ردّ المحتار ج ۳ صفحہ ۲۲۶ اور زنا کی مذکورہ صورت کے متعلق حکم نمبر ۲۲-۲۷۱/۲۲۳ ملاحظہ ہوں (ب) فتاوی عالمگیری ج ۵ صفحہ ۴۱۰ میں بحوالہ المحیط السرخسی السکر کی تعریف کے متعلق لکھا ہے کہ السکر اسے کہتے ہیں کہ التمر یعنی خشک کھجور کا پانی جو کچا ہو۔ پکایا نہ گیا ہو۔ جب جوش کھائے اور سخت ہو جائے۔ اکثر اہل لغت کے ہاں یہی مفہوم ہے السکر کی اس تعریف میں التمر یعنی خشک کھجور کا پانی لکھا ہے اور کنز صفحہ ۳۵۷ اور جوہرہ نیرہ صفحہ ۲۶۸ میں الرطب یعنی تر کھجور کا پانی لکھا ہے اور ہدایہ ج ۴ صفحہ ۴۹۵ میں التمر لکھا ہے اور پھر اس کی تشریح الرطب کی ہے اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ صاحب ہدایہ نے التمر کی تشریح الرطب سے اسلئے کی ہے کیونکہ التمر یعنی خشک کھجور سے تیار مشروب کو نبیذ التمر کہتے ہیں السکر نہیں کہتے مگر پھر صاحب حاشیہ نے اس تشریح کو محل نظر کہا ہے اسلئے کہ نبیذ التمر کی تعریف معتبرات میں یہ ہے کہ اسے معمولی پکایا جائے اور السکر میں ایسا نہیں ہے۔ پس التمر کی تشریح الرطب سے کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور قاضیخان علی ہامش عالمگیری ج ۳ صفحہ ۳۳۰ میں السکر کی تعریف ماء التمر یعنی خشک کھجور سے کی ہے۔ پس عالمگیریہ میں مندرجہ تعریف معتمد ہے (ج) (۱) فتاوی عالمگیری میں بحوالہ المحیط السرخسی السکر کے حکم کے متعلق لکھا ہے کہ یہ عامۃ العلماءؒ کے ہاں حرام ہے اور اس سے تھوڑا یا زیادہ پینا حرام ہے صرف اصحاب الظواہر اس کی اباحت کے قائل ہیں مگر صحیح قول عامۃ العلماء کا ہے۔ البتہ اس کی حرمت خمر یعنی شراب کی حرمت سے کم ہے حتی کہ اس کے پینے والے پر شراب نوشی کی حد لازم نہیں جبتک کہ نشہ نہ ہو اور بحوالہ الظہیریہ لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں السکر کی بیع جائز ہے اور اس کا تلف کنندہ ضامن ہے۔ اور صاحبینؒ کا اختلاف ہے۔ اور فتوی بیع میں امام ابو حنیفہؒ کے قول پر ہے اور ضمان میں اگر قرائن سے معلوم ہو کہ اس نے حسبۃ (یعنی بنیت ثواب) ایسا کیا ہے تو صاحبینؒ کے قول پر فتوی ہے۔ ورنہ امام ابو حنیفہؒ کے قول پر فتوی ہے ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج ۵، صفحہ ۴۱۲ (۲) اور ہدایہ میں السکر کے حکم کے متعلق لکھا ہے کہ وہ حرام اور مکروہ ہے اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ اس میں اشارہ ہے کہ اس کی حرمت خمر کی طرح نہیں ہے اسلئے کہ خمر کی حرمت قطعی اور قوی ہے اور سکر کی حرمت اجتہادی اور ضعیف ہے۔ ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۴ صفحہ ۴۹۵ — (۳) اور کنز میں السکر کے حکم کے متعلق لکھا ہے کہ وہ حرام ہے اور حاشیہ کنز میں ہے کہ

دفعات/حکم نمبر	الباب السادس فی حد الشرب — حد الشرب	حوالہ
۴۶۵ - ۱۷	اذا سکر من البنج اختلفوا فی وجوب الحد علیہ و الصحیح انہ لا یحد	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۸	و السکران مما سوی الخمر من الاشربۃ المتخذۃ من التمر و العنب و الزبیب یحد	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۹	الثنی من ماء العنب اذا غلا و اشتد و لم یقذف بالزبد فشربہ انسان و سکر لا یحد فی قول ابی حنیفۃ رح و حکمہ حکم العصیر عندہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۰	واما المتخذ من الحبوب و الفواکہ کالحنطۃ و الشعیر و الذرۃ و الاجاص و نحوھا مادام حلوا یحل شربہ	کذا فی فتاوی قاضیخان

سے ۱ (و) البنج - لغت میں ایک گھاس کو کہتے ہیں جس میں سُلا دینے کا اثر ہے - اسکی کئی قسمیں ہیں سیاہ اور سرخ بڑی جسامت کی ہوتی ہیں اور سفید رنگ کی قسم اچھی سمجھی جاتی ہے۔ ماخوذ از منتہی الارب اردو ص ۵۶۵ اور بنجہ یعنی بھنگ پلا کر سلا دیا۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۱۳۹

(ب) (۱) البنج (یعنی بھنگ) کے حکم کے متعلق فتاوی عالمگیری میں بحوالہ قاضیخان لکھا ہے کہ فقیہ ابو جعفر رح کے قول کے بموجب جو چیز اصل خمر یعنی انگور اور کھجور سے نہ ہو اس سے نشہ پر حد واجب نہیں ہوتی جیسا کہ بھنگ اور گھوڑی کے دودھ سے نشہ پر حد واجب نہیں ہوتی اور شمس الائمۃ سرخسی نے بھی یونہی ذکر کیا ہے اور بعض کا قول ہے کہ مذکورہ نشہ پر حد لگائی جائے گی اور کہا گیا ہے کہ یہ حسن بن زیاد کا قول ہے نیز بحوالہ جواھر الاخلاطی لکھا ہے کہ بھنگ اور گھوڑی کے دودھ سے نشہ بالاجماع حرام ہے - ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۱۴۴، ص ۱۴۵ حکم نمبر ۲۰/۴۶۵ کے حاشیہ کا نمبر ب، و حکم نمبر ۲۱/۴۶۵ کا حاشیہ و حکم ۲۴/۴۶۵ ملاحظہ ہوں -

(۲) درمختار میں ہے کہ الجوھرۃ سے منقول ہے کہ بھنگ، حشیشہ اور افیون حرام ہیں مگر ان کی حرمت خمر کی حرمت سے کم ہے۔ اس کے کھانے سے نشہ پر حد نہ لگائی جائے گی بلکہ تعزیر ہوگی - اور النھر میں ہے کہ تحقیق یہ ہے کہ بھنگ مباح ہے اس لئے کہ وہ ایک گھاس ہے مگر اس سے نشہ حرام ہے - اور رد المحتار میں ہے کہ تعزیر لگانے سے مراد یہ ہے کہ حد سے کم تعزیر لگائی جائے گی - نیز لکھا ہے بھنگ سے نشہ حرام ہے اور وہ کثیر سے ہے قلیل بطور دوا حرام نہیں جیسا کہ زہریلی اور قاتل دوائیں قلیل مقدار میں جائز ہیں اور مضر مقدار میں حرام ہیں ملخصاً ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۲۸، ص ۲۲۹ اور فتاوی بزازیہ میں ہے کہ اگر کسی نے بطور دوا بھنگ پی تو حرج نہیں ہے اور اگر اس سے اس کی عقل زائل ہوئی (یعنی نشہ ہوگیا) تو اس پر شراب نوشی کی حد نہ لگائی جائے گی - اور امام محمد کا اختلاف ہے۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ المسمی بالوجیز للکردری علی ھامش العالمگیریہ ج ۶ ص ۱۲۶ نیز حکم نمبر ۲۱/۴۶۵ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

سے ۲ نشہ میں ہونے کی پہچان کے متعلق حکم نمبر ۵/۴۶۵ ملاحظہ ہو (مترجم) سے ۳ یہ حکم فتاوی قاضیخان ص ۴۸۲ میں ہے اور ص ۴۸۱ میں ہے کہ خمر کے علاوہ ایسے مشروب جو کھجور، انگور اور کشمش سے تیار کئے جائیں ان کے پینے سے حد نہ لگائی جائے گی جبتک کہ نشہ آور نہ ہوں۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیریہ ج ۳ ص ۴۸۲، ص ۴۸۱ - نیز حکم نمبر ۹/۴۶۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات/شق نمبر	چھٹا باب - شراب نوشی کی حد کے احکام — شراب نوشی کی حد کا بیان	حوالہ
۴۶۵-۱۷	جب کوئی شخص بھنگ سے نشہ میں ہوگیا تو اس پر (شراب نوشی کی) حد واجب ہونے میں اختلاف ہے۔ صحیح حکم یہ ہے کہ اسے حد نہ لگائی جائے گی۔	قاضیخان
۱۸	جو شخص خمر (یعنی خاص شراب) کے علاوہ ایسے مشروب سے نشہ میں ہوجائے جو خشک کھجور، تر انگور اور خشک انگور (یعنی کشمش) سے تیار کیا گیا ہو تو اسے شراب نوشی کی حد لگائی جائے گی [۳]۔	قاضیخان
۱۹	تر انگور کا پانی جو کچا ہو (یعنی پکایا نہ گیا ہو) جب اس نے جوش کھایا اور سخت ہوگیا مگر اس نے جھاگ نہ چھوڑی اور اسے کسی انسان نے پی لیا اور نشہ میں ہوگیا تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب اسے حد نہ لگائی جائے گی اور امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اس کا حکم عصیر کے حکم کی طرح ہے [۴]۔	قاضیخان
۲۰	وہ مشروب جو (اناج کے) دانوں یا پھلوں سے تیار کیا گیا ہو مثلاً گندم، جو، مکی اور آلو بخارا وغیرہ تو (ان کا حکم یہ ہے کہ) جبتک وہ مشروب میٹھا ہو اس کا پینا حلال ہے [۵]۔	قاضیخان

[۴] اس صورت میں امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اس کا حکم وہی ہے جو عصیر (یعنی انگور کے رس اور نچوڑ) کا ہے۔ حکم نمبر ۱/۴۶۵ کے پہلے حاشیہ کا "د" کا [۴] ملاحظہ ہو۔ اور ہر مباح مشروب (مثلاً عصیر) سے نشہ حرام ہونے کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۶۵ کے پہلے حاشیہ کے "س" کا آخری حصہ ملاحظہ ہو۔ اور مباح مشروب سے نشہ پر حد لازم نہ ہونے کے متعلق حکم نمبر ۱۳/۴۶۵ کا حاشیہ و حکم نمبر ۱۶/۴۶۵ کے حاشیہ کا "و" ملاحظہ ہوں۔ اور حکم ہذا ۱۹/۴۶۵ کے ماخذ فتاوی قاضیخان میں مزید لکھا ہے کہ اس صورت میں صاحبینؒ کے ہاں اس کا حکم وہی ہے جو خمر کا حکم ہے۔ اور خمر کے حرام ہونے اور اس سے حد لازم ہونے کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۶۵ کے پہلے حاشیہ کا "س" ملاحظہ ہو (مترجم)

[۵] حکم نمبر ۱۸/۴۶۵ ملاحظہ ہو اور فتاوی عالمگیری میں (و) بحوالہ الخلاصہ لکھا ہے کہ جو مشروب جو، مکی، سیب یا شہد سے تیار کئے گئے ہوں۔ پکائے گئے ہوں یا نہ پکائے گئے ہوں امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں ان کا پینا جائز ہے جبتک کہ نشہ نہ دیں اور امام محمدؒ کے ہاں ان کا پینا حرام ہے۔ (اگر وہ نشہ آور ہیں) اور الفقیہؒ نے کہا ہے کہ ہم اسی حکم کو اختیار کرتے ہیں (ب) اور بحوالہ قاضیخان لکھا ہے کہ اگر ان مشروبات سے کسی کو نشہ ہوا تو ان سے نشہ اور نشہ دینے کے بقدر پیالہ پینا بالاجماع حرام ہے۔ اور ان سے نشہ پر حد واجب ہونے میں اختلاف ہے۔ فقیہ ابو جعفرؒ کا قول یہ ہے کہ جو چیز اصل خمر یعنی انگور اور کھجور سے تیار کردہ نہ ہو اس سے نشہ پر حد نہیں لگائی جائے گی جیسا کہ بھنگ اور گھوڑی کے دودھ سے نشہ پر حد نہیں لگائی جاتی، شمس الائمہ سرخسیؒ نے بھی یونہی ذکر کیا ہے اور بعض کا قول ہے کہ مذکورہ نشہ پر حد لگائی جائے گی اور کہا گیا ہے کہ یہ قول حسن بن زیادؒ کا ہے (حکم نمبر ۱۷/۴۶۵ کے پہلے حاشیہ کا ب ملاحظہ ہو) اور بحوالہ التبیین لکھا ہے کہ جو شخص اناج، شہد، دودھ یا انجیر سے تیار کردہ مشروب سے نشہ میں ہوجائے تو اسے حد لگائی جائے گی اس لئے کہ ہمارے زمانہ میں فساق ان مشروبات پر جمع ہوتے اور لہو و لعب اور نشہ کے لئے پیتے ہیں۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج ۵ صفحہ ۴۱۴، ۴۱۲ حکم نمبر ۹/۴۶۵ مع حاشیہ، ۱۷/۴۶۵ کا پہلا حاشیہ، ۲۴/۴۶۵ نیز حکم نمبر ۱/۴۶۵ ملاحظہ ہوں۔

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی حد الشرب — حد الشرب	حوالہ
۴۶۵-۲۱	من سکر من النبيذ حد ولا يحد السكران حتى يعلم انه سكر من النبيذ وشربه طوعا[۱]	کذا فی الهداية
۲۲	من شرب دردی الخمر لم يحد حتى يسكر	کذا فی السراجية
۲۳	ومن شرب المنصف او المثلث وسکر حد	کذا فی السراجية
۲۴	ولو سکر من نبيذ العسل او المزر او الجمع او لبن الرماک لم يحد	کذا فی السراجية
۲۵	فان خلط الخمر بشئ من المائعات مثل الماء واللبن والدهن وغير ذلك وشرب ان كانت الخمر غالبة وشرب منها قطرة حد وان كانت مغلوبة لايحل شربها ولا يحد مالم يسكر	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۶	وحد السكر والخمر ولو شرب قطرة ثمانون سوطا	کذا فی الکنز

۱؎ جیساکہ درمختار مع رد المحتار ج ۳ ص ۲۲۵ میں ہے۔ اور نبیذ کی تعریف اور اس کے حکم کے متعلق حکم نمبر ۹/۴۶۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز اس حکم کے ماخذ پر ہدایہ میں مزید لکھا ہے کہ اس لئے کہ مباح شی سے نشہ پر حد واجب نہیں ہوتی جیساکہ بھنگ اور گھوڑی کے دودھ کے لیے حکم ہے اسی طرح جبراً پلائے جانے سے (بوجہ عدم اختیار) حد واجب نہیں ہوتی۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۵۲ چنانچہ بھنگ اور گھوڑی کے دودھ سے نشہ کے متعلق حکم نمبر ۱۷/۴۶۵ کا پہلا حاشیہ اور جبراً پلانے کے متعلق حکم نمبر ۳۱،۱۲/۴۶۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ الدردی، یعنی تلچھٹ۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۳۷۵۔ اور فتاوی عالمگیری میں بحوالہ المبسوط خمر کی تلچھٹ کے متعلق لکھا ہے کہ خمر کی تلچھٹ کو پینا اور اس سے نفع اٹھانا مکروہ ہے اگر کسی نے اسے پیا اور اسے نشہ نہ ہوا تو ہمارے ہاں اس پر شراب نوشی کی حد لازم نہیں ہے اور اسے سرکہ میں ڈال دینے سے کوئی حرج نہیں اس لئے کہ اس سے وہ سرکہ بن جائے گی۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۴۱۲ (مترجم) ۳؎ المنصف کی تعریف کے متعلق فتاوی عالمگیری میں ہے کہ منصف اس مشروب کو کہتے ہیں کہ تر انگوروں کا پانی جب اتنا پکایا جائے کہ آدھا اڑ جائے اور آدھا رہ جائے ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۴۰۹ اور المنصف کے حکم کے متعلق فتاوی عالمگیری میں وہی احکام درج ہیں جو السَّکَر کے متعلق درج ہیں اور السکر کے مذکورہ احکام کے متعلق حکم نمبر ۱۶/۴۶۵ کے حاشیہ کا نمبر ج ملاحظہ ہو نیز فتاوی عالمگیری میں بحوالہ الظہیریہ لکھا ہے کہ المنصف نجاست غلیظہ ہے یا خفیفہ اس میں اختلاف ہے اور فتوی اس پر ہے کہ نجاست غلیظہ ہے ماخوذ از فتاوی عالمگیریہ ج ۵ ص ۴۱۲ (مترجم) ۴؎ المثلث کی تعریف کے متعلق فتاوی عالمگیری میں ہے کہ مثلث اس مشروب کو کہتے ہیں کہ تر انگوروں کا پانی جب اتنا پکایا جائے کہ دو تہائی اڑ جائے اور ایک تہائی رہ جائے اور نشہ آور ہو جائے۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۴۰۹ اور المثلث کے حکم کے متعلق فتاوی عالمگیری میں وہی احکام درج ہیں جو نبیذ التمر اور نبیذ الزبیب کے متعلق درج ہیں۔ اور نبیذ کے مذکورہ احکام حکم نمبر ۹/۴۶۵ کے حاشیہ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ شہد سے تیار کردہ مشروب پختہ یا ناپختہ کے حکم میں اختلاف کے متعلق حکم نمبر ۲۰/۴۶۵ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات دستی نمبر	چھٹا باب ۔ شراب نوشی کی حد کے احکام ۔ شراب نوشی کی حد کا بیان	حوالہ
۴۶۵-۲۱	جو شخص نبیذ پینے سے نشہ میں ہو گیا تو اسے شراب نوشی کی حد لگائی جائے گی اور اس نشہ والے کو حد تب لگائی جائے گی کہ معلوم ہو کہ وہ نبیذ پینے سے نشہ میں ہوا ہے اور اس نے (کسی جبر کے بغیر) اپنی مرضی سے پی ہے [1]	ہدایہ
۲۲	جس شخص نے شراب کی تلچھٹ پی تو اسے حد تب لگائی جائے کہ اسے اس سے نشہ ہو [2]	سراجیہ
۲۳	جس شخص نے منصف یا مثلث [3] کو پیا اور اس سے اسے نشہ ہوا تو اسے شراب نوشی کی حد لگائی جائے گی۔	سراجیہ
۲۴	اگر کوئی شخص شہد کے نبیذ [5]، مرز (یعنی گیہوں کی نبیذ) [6]، جمع (یعنی الجمع کی نبیذ) [7] یا گھوڑی کے دودھ سے [8] نشہ میں ہو گیا تو اسے شراب نوشی کی حد نہ لگائی جائے گی۔	سراجیہ
۲۵	اگر کسی شخص نے خمر (یعنی شراب) کو کسی مائع شئی مثلاً پانی یا دودھ یا تیل وغیرہ میں ملا دیا اور پی گیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر شراب (کی مقدار) غالب تھی اور اس نے اس (آمیزش شدہ) سے ایک قطرہ پی لیا تو اسے شراب نوشی کی حد لگائی جائے گی اور اگر شراب (کی مقدار) مغلوب تھی تو اس (آمیزش شدہ) کا پینا حلال نہ ہوگا۔ اور جبتک وہ نشہ نہ دے اس کے پینے سے شراب نوشی کی حد نہ لگائی جائے گی [9]	قاضیخان
۲۶	نشہ میں ہونے کی حد اور خمر یعنی شراب نوشی خواہ ایک قطرہ ہو [10] اسکی حد اسی کوڑے ہیں [11]	کنز

[6] المرز ۔ جو یا گیہوں کی نبیذ۔ ماخوذ از المنجد ار دو ص۱۲۰۴ (مترجم)

[7] معجم الاعظمی میں ہے کہ الجمع یعنی سرخ گوند وغیرہ، ماخوذ از معجم الاعظمی لعلامۃ محمد حسن الاعظمی الازہری ص۲۷۳ واللہ اعلم بالصواب (مترجم)

[8] گھوڑی کے دودھ کے حکم کے متعلق حکم نمبر ۱۷/۴۶۵ کے پہلے حاشیہ کا نمبر "ب" اور حکم نمبر ۳۰/۴۶۵ کے حاشیہ کا نمبر "ب" ملاحظہ ہوں (مترجم)

[9] فتاوی عالمگیری میں اس آمیزش شدہ میں غالب اور مغلوب کی پہچان کے متعلق بحوالہ المبسوط لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے پانی پیا جس میں خمر یعنی شراب (ملی ہوئی) تھی پس اگر پانی غالب تھا بایں طور کہ اس پانی میں شراب کا مزا، اسکی بو اور اس کا رنگ نہ پایا جاتا تھا تو اسے شراب نوشی کی حد نہ لگائی جائے گی اور اگر اس میں شراب غالب تھی حتی کہ اس پانی میں شراب کا مزہ، اسکی بو پائی جاتی تھی اور اس میں شراب کا رنگ واضح تھا تو اسے حد لگائی جائے گی۔ اور اگر اس پانی میں شراب کی بو نہ پائی گئی مگر اس میں شراب کا مزہ پایا گیا تو اسے شراب نوشی کی حد لگائی جائے گی۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج ۵ ص۴۱۴ حکم نمبر ۱/۴۶۵ ملاحظہ ہو (مترجم) [10] فتاوی عالمگیری میں بحوالہ المبسوط لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے شراب سے منہ بھرا اور پھر پھینک دیا یعنی کلی کر دی اور اس شراب سے اس کے پیٹ میں کچھ داخل نہ ہوا تو اس پر شراب نوشی کی حد لازم نہیں ہے۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج ۵ ص۴۱۴ اور الجوہرۃ النیرہ میں ہے کہ اگر کسی شخص نے شراب (یعنی خمر) سے اتنا پی لیا کہ کچھ اس کے پیٹ میں پہنچ گئی تو اس پر حد واجب ہے۔ ماخوذ از الجوہرۃ النیرہ ص۲۶۹ نیز حکم نمبر ۱/۴۶۵ ملاحظہ ہو (مترجم) [11] حکم نمبر ۱، ۱۸، ۲۷، ۲۸/۴۶۵ نیز حکم نمبر ۲۸ و/۴۶۱ کا حاشیہ و حکم نمبر ۱۸/۴۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی حد الشرب — حد الشرب	حوالہ
۲۷ / ۴۶۵	ويفرق على بدنه كما فى الزنا ويجتنب فيه الوجه والرأس كما فى الزنا ويجرد فى المشهور	كذا فى السراج الوهاج
۲۸	وان كان عبدا فحده اربعون سوطا	كذا فى السراج الوهاج
۲۹	ومن اقر بشرب الخمر والسكر ثم رجع لم يحد	كذا فى السراج الوهاج
۳۰	لاحد على الذمى فى شئ من الاشربة	كذا فى الظهيرية
۳۱	واذا اتى الامام برجل شرب خمرا وشهد به عليه شاهدان فقال انما اكرهت عليها اقيم عليه الحد ولا يلتفت الى ما قال فرق بين هذا وبين ما اذا ادعى المشهود عليه بالزنا انه نكحها فانه لا يحد لان هناك ينكر ما هو السبب الموجب للحد لان الفعل يخرج من ان يكون زنا بالنكاح وهنا بعذر الاكراه لا ينعدم السبب وهو حقيقة شرب الخمر انما هذا عذر مسقط فلا يثبت الا ببينة يقيمها على ذلك	كذا فى الظهيرية

۱؎ حکم نمبر ۲۳/۴۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۲؎ نیز غلام کے متعلق دیگر قابل حد تعزیر جرائم کی سزاؤں کے متعلق حکم نمبر ۳۰-ب/۴۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو اور آزاد شخص کے لئے شراب نوشی کی حد کے متعلق حکم نمبر ۲۶/۴۶۵ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ جیساکہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس میں (حق العبد کی بجائے) حق اللہ تعالیٰ (کی اہمیت) ملحوظ ہے۔ ہدایہ ج ۲ ص ۲۵۳۔ نیز حکم ۴/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ ذمی شخص کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷/۱۸۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ ذمی شخص پر شراب خوری کی حد کے سوا تمام حدود واجب ہوتی ہیں۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۳۹۔ حکم نمبر ۴۵/۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور رد المختار میں بحوالہ النہر عن فتاوی تاتارخانیہ الهداية وبعبارة الحاكم فى الكافى لکھا ہے کہ ذمی پر شراب نوشی کی حد نہیں ہے اور لکھا ہے کہ یہ حکم اپنے اطلاق پر اس صورت کو بھی شامل ہے کہ اگر وہ نشہ میں ہو جائے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۲۴۔ نیز حکم نمبر ۱/۴۵۴ کے حاشیہ کا نمبر "د ۲" ملاحظہ ہو (مترجم)۔ ۶؎ حکم نمبر ۸۳/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۷؎ حکم نمبر ۱۱/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات/شق نمبر	چھٹا باب - شراب نوشی کی حد کے احکام شراب نوشی کی حد کا بیان	حوالہ
۲۶۵-۲۷	(ا) (شراب نوشی کی حد میں) کوڑے شرابی کے بدن پر متفرق جگہوں پر مارے جائیں گے جیساکہ زنا کی حد میں حکم ہے۔ (ب) اور شراب نوشی کی حد میں شرابی کا چہرہ اور سر بچایا جائے گا جیساکہ زنا کی حد میں حکم ہے۔ (ج) اور مشہور روایت کے بموجب (ستر کے سوا) اس کے کپڑے اتار کر حد کی سزا دی جائے گی ؎[1]	سراج وہاج
۲۸	(جس شخص پر شراب نوشی کی حد واجب ہوئی ہو) اگر وہ (آزاد نہ ہو) غلام ہو تو اس کی حد چالیس کوڑے ہے ؎[2]	سراج وہاج
۲۹	جس شخص نے خمر (یعنی شراب) یا کوئی نشہ آور مشروب پینے کا اقرار کیا اور پھر اس اقرار سے رجوع کر لیا تو اسے شراب نوشی کی حد نہ لگائی جائے گی ؎[3]	سراج وہاج
۳۰	ذمی شخص[4] پر کسی بھی (نشہ آور) مشروب پینے پر شراب نوشی کی حد نہیں لگائی جائے گی ؎[5]	ظہیریہ
۳۱	جب کسی حاکم مجاز کے سامنے کوئی ایسا (مسلمان) شخص لایا گیا جس نے شراب پی ہے۔ اور دو آدمیوں نے اس پر شراب نوشی کی گواہی دی اور اس نے کہا کہ مجھے جبراً پلائی گئی ہے تو اس پر شراب نوشی کی حد لگائی جائے گی اور اسکے مذکورہ قول پر التفات نہ ہوگا۔ شراب نوشی کی اس صورت کے حکم میں اور اس صورت کے حکم میں کہ جب کسی پر زنا کی گواہی دی گئی ہو - اور اس نے یہ دعوی کیا ہو کہ وہ اس کی منکوحہ ہے فرق کیا گیا ہے کیونکہ زنا کی مذکورہ صورت میں اس پر حد نہیں لگائی جاتی ؎[6] وجہ فرق یہ ہے کہ اس میں (یعنی زنا کی مذکورہ صورت میں) جس پر زنا کی گواہی دی گئی ہے وہ زنا کی حد واجب کرنے والے سبب سے انکار کرتا ہے اس لئے کہ نکاح (کے دعوی) کی وجہ سے اس کا وہ فعلِ وطی، زنا قرار پانے سے خارج قرار پاتا ہے۔ اور اس میں (یعنی شراب نوشی کی مذکورہ صورت میں) جبر کے عذر کی وجہ سے شراب نوشی کی حد واجب کرنے والا سبب ختم نہیں قرار پاتا اور وہ سبب اصل شراب نوشی ہے۔ البتہ جبر حد ساقط کرنے والا ایک عذر ہے اور وہ ایسی گواہی سے ہی ثابت ہوگا جو اس جبر پر قائم کرے ؎	ظہیریہ

دفعات/شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب السابع فی حد القذف والتعزیر

دفعات ۴۶۶ تا ۴۶۷ عنوانات ۲ تعداد شق ۲۱

۴۶۶-حد قذف

تعداد شق ۱۵

شق	متن	حوالہ
۱	القذف فی الشرع الرمی بالزنا	کذا فی فتح القدیر
۲	اذا قذف الرجل رجلا محصنا او امرأۃ محصنة بصریح الزنا بان قال زنیت او یازانی وطالب المقذوف بالحد حدہ الحاکم ثمانین سوطا ان کان القاذف حرا وان کان عبدا حدہ اربعین سوطا	کذا فی فتح القدیر
۳	ولا ینزع عنه الثیاب غیر الفرو والحشو ویفرق علی بدنه کما فی الزنا	کذا فی شرح النقایة للشیخ ابی المکارم،
۴	ویثبت باقرارہ مرۃ واحدۃ وبشھادۃ رجلین کما فی سائر الحقوق	کذا فی الاختیار شرح المختار

۱؎ حدود کے مفہوم اور ان میں حد قذف کے بیان کی ترتیب کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۵۴ کے حاشیہ کا نمبر ۵ ملاحظہ ہو۔ اور البحر الرائق میں ہے کہ قذف لغت میں کوئی چیز پھینکنے کو کہتے ہیں اور شریعت میں کسی کو زنا کا الزام دینا قذف ہے کسی شخص کو کسی کے سامنے قذف کرنا باجماع امت گناہ کبیرہ ہے اور کسی کو خلوت میں قذف کرنا گناہ صغیرہ ہے کیونکہ عار لاحق ہونے کی علت خلوت میں مفقود ہے۔ نیز غیر محصن کو قذف کرنا گناہ کبیرہ نہیں ہے اسلئے اسکے قاذف پر حد قذف نہیں ہے۔ نیز لکھا ہے کہ کسی کو زنا کے علاوہ تمام گناہوں کا الزام دینے پر حد نہیں تعزیر ہے مگر زنا کا الزام دینے پر حد قذف ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۲۹، ص ۳۰ اور در مختار ورد المحتار میں ہے کہ قذف اور موجب تعزیر گالی کے الفاظ آیت ولا تنابزوا بالالقاب آیت ۱۱ سورہ حجرات (یعنی ایکدوسرے کو برے القاب سے یاد نہ کرو) کے بموجب ممنوع ہیں۔ پس ان میں حق اللہ تعالیٰ اور حق العبد دونوں ہیں تعزیر میں حق العبد کی اہمیت کو غالب کیا جاتا ہے حاکم مجاز کے ہاں اسکے ثبوت کے بعد معافی ہوسکتی ہے اور قذف کا حکم بالعکس ہے۔ ماخوذ از در مختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۵۶ حکم نمبر ۱۴۸۰۶/۴۶۶، ۸/۴۶۷ ملاحظہ ہوں — نیز تقادم یعنی عرصہ گذر جانے کی وجہ سے باقی حدود ساقط ہو جاتی ہیں مگر حد قذف ساقط نہیں ہوتی۔ اسکے متعلق حکم نمبر ۸۵/۴۶۴، ۱۴۵/۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں۔ نیز قذف میں حاکم مجاز کے ہاں لے جانے سے پہلے معاف کرنے کے متعلق حکم نمبر ۱۴۸/۴۶۶، اور قذف میں مال پر صلح کرنے کے متعلق حکم نمبر ۱۴۹/۴۶۶ اور حاکم مجاز کا اپنے علم سے حد قذف قائم کرنے کے متعلق حکم نمبر ۱۵۰/۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ در مختار ورد المحتار میں ہے کہ آزاد شخص پر، غلام شخص پر، ذمی پر، مستأمن پر اور عورت پر حد قذف لگائی جائے گی مگر مجنون پر، گونگے

صدق و عدل — مجلس ترجمہ فتاوی عالمگیری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ساتواں باب - حدِ قذف اور تعزیر کے احکام

دفعات ۴۶۶ تا ۴۶۷ — عنوانات ۲ — تعداد شق ۲۱۷ — اور اسمیں ۱۵۲ شقیں ہیں

۴۶۶ - حدِ قذف

۱ شریعت میں "قذف" کسی کو زنا کا الزام لگانے کو کہتے ہیں [1] — فتح القدیر

۲ جب کسی آدمی [2] نے کسی محصن [3] مرد یا محصنہ عورت پر صریح زنا کا الزام [4] لگایا۔ مثلاً اس نے یوں کہا کہ "تو نے زنا کیا ہے" یا یوں کہا کہ "اے زانی" اور مقذوف (یعنی وہ شخص جس پر زنا کا الزام لگایا گیا ہو اس) نے (حاکم مجاز کے ہاں) [5] حد کا مطالبہ [6] کیا۔ تو حاکم (ثبوت کے بعد بطور حد قذف) اسے اسی کوڑوں کی سزا دے گا۔ بشرطیکہ قاذف (یعنی زنا کا الزام لگانے والا) آزاد شخص ہو اور اگر قاذف غلام ہو تو اسے (بطور حد قذف) چالیس کوڑوں کی سزا دے گا [7] — فتح القدیر

۳ (قاذف پر حد قذف لگانے کے لئے) اس سے پوستین اور گدا کے سوا (باقی) کپڑے نہ اتارے جائیں گے اور حد قذف کی سزا کے کوڑے اس کے بدن کی متفرق جگہوں پر مارے جائیں گے جیسا کہ زنا کی حد کے کوڑوں میں حکم ہے [8] — شرح نقایہ

۴ حد قذف کا ثبوت قاذف کے ایک مرتبہ اقرار کرنے سے یا دو مردوں کی گواہی سے ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ دیگر جملہ حقوق کے لئے حکم ہے [9] — اختیار

---

[1] ... اور جس پر جبر کیا گیا ہو اس پر حد قذف نہ ہوگی۔ نیز بچہ پر حد قذف نہ ہوگی۔ بلکہ اس پر تعزیر ہوگی۔ ماخوذ از در مختار ورد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۳۱ ملخصاً حکم نمبر ۷/۴۶۶، ۲۵، ۲۶/۴۶۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[3] اس احصان کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷/۴۶۶ مع حاشیہ اور رجم میں احصان کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲ تا ۱۹/۴۶۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] جیسا کہ در مختار اور رد المحتار میں ہے اور رد المحتار میں بحوالہ شرنبلالیہ لکھا ہے کہ صریح زنا کا الزام خواہ کسی زبان میں ہو البتہ حرام وطی کرنے کے الزام پر حد قذف نہیں ہے (جیسا کہ حکم نمبر ۳۰/۴۶۶ میں ہے) ماخوذ از در مختار ورد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۳۲ (مترجم) [5] حکم نمبر ۱/۴۵۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] چنانچہ جوہرہ نیرۃ میں ہے کہ مقذوف کے مطالبہ کی شرط اسلئے ہے کہ (دفع عار کیلئے) اسکا حق ہے ماخوذ از الجوھرۃ النیرۃ ج ۲ صفحہ ۲۲۸۔ اور دیگر قابل حدود تعزیر جرائم میں دعوی و مطالبہ کے متعلق حکم نمبر ۲۵/۴۶۴ کا حاشیہ، ۳۲/۴۶۶ کا حاشیہ، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۲۶/۴۶۶، ۲/۴۶۷، ۵۰/۴۶۸، ۲۳/۴۷۱، ۳۲، ۳۳/۴۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] غلام کیلئے دیگر قابل حد جرائم کی سزا و تعزیر کے متعلق حکم نمبر ۳۰ ب/۴۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] البحر الرائق میں ہے کہ حد قذف میں زنا اور خمر کی حد کی نسبت تخفیف ہے۔ نیز لکھا ہے کہ مقتضی کلام یہ ہے کہ اگر اسپر روئی دار کپڑا ہو مگر اسمیں بھراند نہ ہو تو نہ اتارا جائے گا۔ نیز لکھا ہے کہ بظاہر حکم یہی ہے کہ اگر اسکی قمیض پر کوئی کپڑا ہو تو اتارا جائیگا۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ صفحہ ۳۲۔ نیز حکم نمبر ۳۳/۴۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [9] اور دیگر قابل حد جرائم کے اقرار کے احکام کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۶۱ مع حاشیہ اور گواہی سے دیگر قابل حد جرائم کے ثبوت کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۶۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
۲۶۶/۳-۵	ولا یثبت بشهادة النساء مع الرجال ولا بالشهادة علی الشهادة ولا بکتاب القاضی الی القاضی	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶	وان اقر بالقذف ثم رجع لم یقبل رجوعه	کذا فی الکافی
۷	انما یجب الحد علی القاذف بشرط ان یکون المقذوف محصنا وشرائطه خمسة وهی ان یکون حرا بالغا عاقلا مسلما عفیفا لم یکن وطی امرأة بالزنا او بالشبهة او بنکاح فاسد فی عمره	کذا فی شرح الطحاوی
۸	فیبطل احصانه بکل وطء حرام فی غیر الملک صغیرة کانت الموطوءة او کبیرة او امة استحقت او معتدة عن ثلاث او بائن او وطی امة ثم ادعی شراءها او نکاحها او وطی امة مشترکة او امرأة مکرهة او مزفوفة او زنی فی کفره او فی دار الحرب او فی جنونه او وطی امته المحرمة علی التأبید برضاع	هکذا فی خزانة المفتین
۹	وهو الصحیح	هکذا فی التبیین
۱۰	ولو اشتری امة وطئها ابوه او وطی هو امها ووطئها فقذفه انسان فلا حد علی القاذف بالاجماع	کذا فی الظهیریة
۱۱	ولو اشتری امة لمس امها او بنتها بشهوة او نظر الی فرج امها او بنتها بشهوة اونظر ابوه او ابنه الی فرجها بشهوة ووطئها قال ابو حنیفة رح لا یزول احصانه ویحد قاذفه وقال ابو یوسف رح ومحمد رح یزول احصانه ولا یحد قاذفه	

۱؎ حکم نمبر ۱/۳۶۱ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۵۱/۳۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ جیساکہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اسمیں مقذوف کا حق بھی ہے پس واپسی رجوع میں جھٹلاسکے گا ماخوذ ہدایہ ج ۲ ص ۲۵۶ نیز حکم نمبر ۴/۳۶۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ زنا کی حد میں رجم کے لئے احصان کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲ تا ۱۹/۳۶۲ ملاحظہ ہوں۔ اور درمختار میں ہے کہ قذف کا احصان رجم کے احصان سے دو چیزوں میں کم ہے ایک نکاح اور دوسرے دخول۔ ماخوذ از درمختار مع ردالمحتار ج ۳ ص ۲۳۲ (مترجم) ۵؎ جیساکہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اگر مقذوف عفیف نہیں ہے تو اسے قذف سے عار لاحق نہیں ہے۔ نیز پھر اس کے قذف میں قاذف سچا ہے ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۵۴۔ حکم نمبر ۴۸/۳۶۲ ملاحظہ ہو

دفعات شق نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام — حد قذف کا بیان	حوالہ
۴۶۶-۵	حد قذف کا ثبوت مردوں کے ساتھ (شہادت کا نصاب پورا کرنے کے لئے) عورتوں کی گواہی سے [1] نہیں ہوتا نیز قذف کی گواہی پر گواہی سے [2] اور ایک قاضی کا دوسرے قاضی کو لکھنے سے بھی قذف کا ثبوت نہیں ہوتا۔	قاضیخان
۶	اگر قاذف (یعنی کسی پر زنا کا الزام لگانے والے) نے قذف کا اقرار کیا اور پھر اس اقرار سے رجوع کر لیا تو اس کا وہ رجوع کرنا قبول نہ ہوگا [3]۔	کافی
۷	قاذف پر حد قذف واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ مقذوف محصن ہو [4] اور اس محصن کی شرطیں پانچ ہیں کہ وہ آزاد ہو۔ عاقل ہو، بالغ ہو، مسلمان ہو اور ایسا عفیف [5] یعنی پاکدامن ہو کہ اس نے تمام عمر میں کسی عورت سے زنا نہ کیا ہو۔ نہ وطی بشبہ کی ہو اور نہ وطی بنکاح فاسد کی ہو۔	شرح طحاوی
۸	پس اس کا محصن ہونا ہر حرام وطی سے باطل ہو جائے گا جو غیر ملک میں ہو خواہ (موطوءۃ) صغیرہ ہو یا بڑی ہو یا ایسی باندی ہو جس پر کسی اور کا حق قرار پایا ہو یا وہ عورت تین طلاق سے یا طلاق بائن سے معتدہ ہو یا اس نے کسی باندی سے وطی کی پھر اس کے خریدنے یا اس سے نکاح کرنے کا مدعی ہو یا اس نے ایسی باندی سے وطی کی ہو جو مشترکہ ہو یا اس نے ایسی عورت سے وطی کی جس عورت پر وطی کیلئے جبر کیا گیا ہو۔ یا اس نے ایسی عورت سے وطی کی جو اس کی دلہن کی جگہ بھیجی گئی ہو یا اس نے اپنے کفر کی حالت یا دار الحرب میں یا اپنے جنون کی حالت میں زنا کیا ہو یا اس نے اپنی ایسی باندی سے وطی کی ہو جو رضاعت (یعنی دودھ پینے کے رشتہ) کی وجہ سے اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی ہو۔	خزانۃ المفتین
۹	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے۔	تبیین
۱۰	اگر کسی آدمی نے ایسی باندی خریدی جس سے خریدنے والے کا باپ وطی کر چکا ہے یا خریدنے والا اس باندی کی ماں سے وطی کر چکا ہے اور (دونوں صورتوں میں) خریدنے والے نے اس باندی سے وطی کی اور پھر اس آدمی کو کسی نے قذف کیا تو بالاجماع قاذف پر حد قذف لازم نہ ہوگی۔	ظہیریہ
۱۱	(ا) اگر کسی نے ایسی باندی خریدی جس باندی کی ماں یا بیٹی کو خریدنے والا شہوت سے چھو چکا ہے [6] یا اس باندی کی ماں یا بیٹی کے فرج کو خریدنے والا شہوت سے دیکھ چکا ہے اور (ان سب صورتوں میں) خریدنے والے نے اس باندی سے وطی کی تو اس کے متعلق امام ابو حنیفہؒ کا قول یہ ہے کہ اس کا احصان زائل نہ ہوگا اور اس پر قذف کرنے والے کو حد قذف لگائی جائے گی اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول یہ ہے کہ (مذکورہ صورتوں میں) اس کا احصان زائل ہو جائے گا اور اس پر قذف کرنے والے کو حد قذف نہ لگائی جائے گی (ب) اور اسی مذکورہ	

نیز حکم نمبر ۶/۴۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] شہوت سے کسی عورت کو چھونے یا اس کے فرج کو دیکھنے سے اس عورت کی ماں یا بیٹی حرام ہو جانے کو حرمت مصاہرۃ کہتے ہیں جس کے تفصیلی احکام فتاویٰ عالمگیری کی بحث ۶ کے باب ۳ کی قسم ۲ میں مذکور ہیں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
۴۶۶-	وکذلک علی ھذا الخلاف اذا تزوج امرأۃ بھذہ الصفۃ ووطئھا	کذا فی الظھیریۃ
۱۲	ولو قذف رجلا اتی امتہ وھی مجوسیۃ او مزوجۃ او مشتراۃ شراء فاسدا او امرأتہ وھی حائض او مظاھر منھا او صائمۃ صوم فرض وھو عالم بصومھا او مکاتبتہ فعلیہ الحد	کذا فی فتح القدیر
۱۳	فی المنتقی تزوج خامسۃ بعد الاربع ووطئھا فلا حد علی قاذفھا ولو وطی المسلم جاریتہ المرتدۃ حد قاذفہ	کذا فی المحیط
۱۴	وفیہ ایضا لو وطی امتہ فی عدۃ من زوج لھا فانی احد قاذفہ	کذا فی المحیط
۱۵	اذا تزوج امۃ علی حرۃ او تزوج اختین او امرأۃ وعمتھا فی عقد فالوطء بحکم ھذہ العقود الفاسدۃ یسقط الاحصان وکذلک اذا تزوج امرأۃ فوطئھا ثم علم انھا کانت محرمۃ بالمصاھرۃ وھذا قول ابی حنیفۃؒ ومحمدؒ	کذا فی المبسوط
۱۶	رجل وطی جاریۃ ابنہ فاحبلھا اولم یحبلھا فانہ یحد قاذفہ قال ابو یوسفؒ کل من درأت الحد عنہ وجعلت علیہ المھر واثبت نسب الولد منہ فانی احد قاذفہ وکذلک لو تزوج امۃ رجل بغیر اذنہ ودخل بھا فانی احد قاذفہ	کذا فی الظھیریۃ

سلہ ظہار یعنی بیوی کو دائمی حرام شدہ مثلاً ماں یا بہن سے تشبیہ دینے کے بعد جبتک کفارہ نہ دے، بیوی سے وطی حرام ہو جاتی ہے جس کے تفصیلی احکام فتاوی عالمگیری کی بحث ۸ کے باب ۹ میں مذکور ہیں (مترجم) ۲ہ کیونکہ چار بیویوں کی موجودگی میں پانچویں سے نکاح حرام ہے اس کے تفصیلی احکام فتاوی عالمگیری کی بحث ۶ کے باب ۳ کی قسم ۲ میں مذکور ہیں (مترجم) ۳ہ کیونکہ ایسی دو عورتیں ایک مرد کے نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ جن دو عورتوں میں سے اگر کسی نے ایک مرد کو فرض کیا جائے تو ان کا آپس میں نکاح جائز نہ ہو۔ اس کے تفصیلی احکام فتاوی عالمگیری کی بحث ۶ کے باب ۳ کی قسم ۲ میں مذکور ہیں (مترجم) ۴ہ حرمت مصاہرہ کے متعلق حکم نمبر ۱۱/۴۶۶

دفعات شق نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام — حد قذف کا بیان	حوالہ
۴۶۶-	اختلافی حکم کی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کسی نے مذکورہ صفات (والی باندی کی بجائے ان صفات) والی آزاد عورت سے نکاح کیا اور اس سے وطی کی (تو اس پر قذف کرنے والے پر امام ابو حنیفہؒ کے ہاں حد قذف ہے اور صاحبینؒ کے ہاں نہیں ہے)	ظہیریہ
۱۲	اگر کسی شخص نے کسی ایسے مرد پر قذف کیا جس نے اپنی باندی سے وطی کی درآنحالیکہ وہ باندی مجوسیہ ہے یا وہ نکاح شدہ ہے یا وہ باندی بطور خرید فاسد خریدی ہوئی ہے۔ یا اسنے اپنی بیوی سے وطی کی اور وہ حالت حیض میں ہے یا اس مرد نے اس سے ظہار[1] کر رکھا ہے یا اس کی بیوی نے فرض روزہ رکھا ہوا ہے اور وہ مرد اس کے روزہ دار ہونے کو جانتا ہے یا وہ اسکی مکاتبہ باندی ہے تو (ان صورتوں میں اس کا محصن ہونا باطل نہ ہوگا اور اس پر) قذف کرنے والے اس شخص پر حد قذف لازم ہوگی۔	فتح قدیر
۱۳	منتقی میں ہے کہ (و) کسی شخص کی چار بیویاں موجود ہیں پھر اس نے پانچویں سے[2] نکاح کیا اور وطی کی تو اس پر قذف کرنے والے پر حد قذف نہ ہوگی (ب) اور اگر کسی مسلمان نے اپنی مرتدہ باندی سے وطی کی تو اس کے قذف کرنے والے کو حد قذف لگائی جائے گی۔	محیط
۱۴	نیز منتقی میں یہ بھی ہے کہ اگر کسی آدمی نے اپنی ایسی باندی سے وطی کی جو اپنے خاوند سے عدت میں تھی تو میرے ہاں حکم یہ ہے کہ اس کے قذف کرنے والے کو حد قذف کا حکم دوں گا۔	محیط
۱۵	جب کسی آدمی نے کسی آزاد بیوی کی موجودگی میں کسی باندی سے نکاح کیا یا کسی آدمی نے دو بہنوں سے[3] یا ایک عورت اور اس کی پھوپھی سے ایک عقد میں نکاح کیا تو ایسے فاسد نکاحوں سے جو وطی واقع ہو وہ اسکے محصن ہونے کو ساقط کر دے گی (اور پھر اسکے قاذف کو حد قذف نہ لگے گی) اور اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کسی آدمی نے کسی عورت سے نکاح کیا پھر اس سے وطی کی پھر اسے معلوم ہوا کہ وہ عورت بسبب حرمت[4] مصاہرۃ کے اس پر حرام تھی (تو اس سے اس کا محصن ہونا ساقط ہوگا اور اس کے قاذف کو حد قذف نہ لگے گی) اور یہ احکام امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب ہیں۔	مبسوط
۱۶	(و) کسی آدمی نے اپنے بیٹے کی باندی سے وطی کی اس سے اسے حمل ہوا یا نہ ہوا اس آدمی کے قاذف کو حد قذف لگائی جائے گی۔[5] (ب) امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ ہر (حرام) وطی کرنے والا جس سے زنا کی حد دور کی جاتی ہے اس پر حق مہر لازم ہوتا اور بچہ کا نسب اس سے ثابت کیا جاتا ہے اس میں اسکے قاذف کو حد قذف لگانے کا حکم دوں گا اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی آدمی کی باندی سے اس آدمی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اور اس سے دخول کیا تو (ان صورتوں میں اسکا محصن ہونا ساقط نہ ہوگا اور) اسکے قاذف کو حد قذف لگانے کا حکم دوں گا۔	ظہیریہ

... کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مسبحرم) ۵ حکم نمبر ۲۲/۲۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مسبحرم)

دفعات نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
٤٦٦-١٧	ان تزوج امرأة بغیر شهود او امرأة وهو یعلم ان لها زوجا او فی عدة من زوج او ذات رحم محرم منه وهو یعلم فوطئها فلا حد علی قاذفه وان اتی شیأ من ذلك بغیر علم قال ابو یوسف یحد قاذفه	کذا فی الجوهرة النیرة
١٨	الذمی اذا تزوج امرأة مستحلة فی دینه کنکاح ذات رحم محرم منه ثم اسلم فقذفه ان کان قد دخل بها بعد الاسلام فلا حد علی قاذفه وان کان الدخول حصل فی حالة الکفر فکذلك علی قولهما وعند ابی حنیفة یجب الحد علی قاذفه	کذا فی شرح الطحاوی
١٩	ان ملك اختین فوطئهما حد قاذفه	کذا فی المبسوط
٢٠	اذا قذف امرأة وقد حدت عن الزنا فلا حد علی قاذفها او یکون معها علامة الزنا وهو ان یکون القاضی لاعن بینهما وقطع النسب من الاب والحق النسب بها او جاءت امرأة ومعها ولد لا یعرف له اب فلا حد علی قاذفها فان قذف الولد یجب الحد علی قاذفه ولو کان لاعن بغیر الولد او کان مع الولد الا انه لم یقطع النسب او قطع نسبه الا ان الزوج عاد واکذب نفسه والحق النسب بالاب فقذف رجل المرأة فانه یجب الحد علی قاذفها	کذا فی شرح الطحاوی
٢١	اذا قال لامرأته یازانیة فقالت لا بل انت حدت المرأة ولا لعان بینهما	کذا فی المحیط

۱ حکم نمبر ۱۵،۸،۷ / ۲۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ لعان یعنی جب خاوند بیوی کو زنا کا الزام دے اور قاضی میاں بیوی سے مخصوص کلمات میں حلف لے جنمیں جھوٹے پر لعنت کا ذکر بھی ہے۔ پھر قاضی حد قذف کی بجائے ان میں تفریق کردے اور اس کے تفصیل احکام فتاوی عالمگیری کی بحث ۸ کے باب ۱۱ میں مذکور ہیں (مترجم) ۳ اس صورت کے متعلق ہدایہ و درمختار مع ردالمحتار میں مذکورہ عبارات کا مفہوم یہ ہے کہ قاعدہ یہ ہے کہ جب دو حدیں اسطرح جمع ہو جائیں کہ ان میں سے ایک (خاص) کو مقدم کرنے سے دوسری حد ساقط ہو جاتی ہے کہ دوسری حد کے ہٹانے کے احتیال کی خاطر واجب ہے کہ اس خاص حد کو مقدم کیا جائے۔ چنانچہ مذکورہ صورت میں جب میاں بیوی دونوں نے ایک دوسرے پر قذف کیا ہے۔ اور خاوند اہل شہادت سے ہو اور وہ بیوی پر قذف کرے تو لعان واجب ہو جاتا ہے

دفعات نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام حد قذف کا بیان	حوالہ
۴۶۶-۱۷	اگر کسی آدمی نے کسی عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا یا کسی آدمی نے ایسی عورت سے نکاح کیا جسکے متعلق وہ جانتا ہے کہ اس کا خاوند موجود ہے یا وہ اپنے خاوند سے عدت میں ہے۔ یا جاننے کے باوجود کسی آدمی نے ایسی عورت سے نکاح کیا جو اس کی ذو رحم محرم (یعنی وہ اسپر دائمی حرام) ہے اور اس سے وطی کی تو اسکا محصن ہونا ساقط ہوگا اور) اس کے قاذف پر حد قذف لازم نہ ہوگی۔ اور اگر اس نے مذکورہ کا علم نہ ہونے کی صورت میں ایسا کیا تو اس کے متعلق امام ابو یوسفؒ کا قول یہ ہے کہ اسے قاذف کو حد لگائی جائے گی۔	جوہرہ نیرہ
۱۸	ذمی شخص نے کسی ایسی عورت سے نکاح کیا جو (اسپر حرام تھی مگر اس پر) اس کے دین میں حلال تھی مثلاً اس نے ذو رحم محرم (یعنی دائمی حرام شدہ) سے نکاح کیا پھر وہ ذمی اسلام لے آیا پھر اسے کسی شخص نے قذف کیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس ذمی کے اسلام لانے کے بعد اس نے اس عورت سے دخول کیا تو اس کے قاذف پر حد قذف نہیں ہے اور اگر وہ ذمی حالت کفر میں اس سے دخول کر چکا ہے تو بھی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب یہی حکم ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے ہاں (اس صورت میں) اس کے قاذف پر حد قذف واجب ہوگی۔	شرح طحاوی
۱۹	اگر کوئی آدمی ایسی دو باندیوں کا مالک ہوا جو باہم سگی بہنیں ہیں پھر اس نے ان دونوں سے وطی کی تو اس کے قاذف کو حد قذف لگائی جائے گی [۱]	مبسوط
۲۰	(ا) جب کسی شخص نے کسی ایسی عورت کو قذف کیا جسے زنا کی حد لگائی گئی ہے تو اس کے قاذف پر حد قذف نہیں ہے (ب) اگر وہ عورت ایسی ہو کہ اس کے ساتھ زنا کی علامت ہو اور وہ یوں کہ قاضی نے اس عورت اور اس کے خاوند کے درمیان لعان [۲] کرا کر اس کے بچہ کا نسب اس کے شوہر سے قطع کر کے اس عورت سے لاحق کیا ہو۔ یا وہ عورت ایسی ہو کہ اس کے ہاں بچہ ہے جس کا باپ معلوم نہیں ہوتا تو (ان صورتوں میں بھی) عورت کے قاذف پر حد قذف نہیں ہے (ج) اور اگر اس ولد کو قذف کیا گیا تو اس کے قاذف پر حد واجب ہے (د) اور اگر اس عورت اور اس کے خاوند کے درمیان لعان ہوا اور بچہ نہ تھا یا بچہ تھا مگر اس کی نسب (اس عورت کے خاوند سے) قطع نہ کی گئی یا اس بچہ کی نسب قطع کی گئی مگر خاوند نے (اس عورت پر زنا کا الزام دینے سے) عود (یعنی رجوع) کر لیا اور اپنے آپ کو جھوٹا کہا اور بچہ کی نسب باپ سے لاحق کر دی گئی پھر کسی آدمی نے اس عورت کو قذف کیا تو اس عورت کے قذف کرنیوالے پر حد قذف واجب ہوگی	شرح طحاوی
۲۱	جب کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ "اے زانیہ" اور بیوی نے کہا کہ "نہیں" بلکہ تو ہے"، تو عورت کو حد قذف لگائی جائے گی اور ان دونوں میں لعان نہ کرایا جائے گا [۳]	محیط

اور لعان حد کے معنی میں ہے اور اگر بیوی خاوند پر قذف کرے تو بیوی پر حد قذف واجب ہوتی ہے (حکم نمبر ۲/۴۶۶ کا پانچواں حاشیہ ملحوظ رہے) اب پہلے لعان ہو تو بیوی پر حد قذف لازم رہتی ہے اور اگر پہلے بیوی پر حد قذف واجب ہو تو لعان باطل ہو جاتا ہے اس لئے کہ جب بیوی محدود فی القذف ہوگئی تو لعان کی اہل نہ رہی کیونکہ لعان بھی ایک شہادت ہے اور محدود فی القذف شہادت کا اہل نہیں ہوتا (حکم نمبر ۳۳/۴۶۴ کا حاشیہ ملاحظہ ہو) پس ایک حد کے ہٹانے کے احتیال کے لئے بیوی پر حد قذف لازم ہوگی اور ان میں لعان نہ ہوگا۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۵۷ و در مختار مع رد المحتار ج ۳ ص ۲۲۹ ملخصاً (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع في حد القذف والتعزير — حد القذف	حوالہ
۲۱۴م-۲۲	ولو قال لاجنبية يا زانية فقالت زنيت بك لا يحد الرجل وتحد المرأة	كذا في المحيط
۲۳	ولو قال لامرأته يا زانية فقالت المرأة زنيت بك فلا حد ولا لعان وكذلك لا حد على المرأة	كذا في المحيط
۲۴	ولو قالت المرأة لزوجها ابتداء زنيت بك ثم قذفها الزوج بعد ذلك لم يكن على واحد منهما حد	كذا في المحيط
۲۵	ولو قال زنى بك زوجك قبل ان يتزوجك فهو قاذف ولو قال زنى بك باصبعه لم يكن عليه حد	كذا في التاتارخانية
۲۶	ولو قال اشهد انك زان وقال الآخر وانا شاهد ايضا لا حد على الثاني الا ان يقول انا اشهد بما شهدت به	كذا في العتابية
۲۷	قال لرجلين احدكما زان فقيل له هذا لاحدهما بعينه فقال لا لا حد عليه	كذا في فتاوى قاضيخان
۲۸	ولو قال لرجل يا زاني فقال له غيره صدقت حد المبتدئ دون المصدق ولو قال صدقت هو كما قلت فهو قاذف ايضا	كذا في فتاوى قاضيخان
	وكذا لو قال هو كما قلت حد الثاني ايضا	كذا في محيط السرخسي

ؒ۱ جیساکہ درمختار اور رد المحتار میں ہے اور لکھاہے کہ اس لئے کہ جب مرد کے قذف پر عورت نے تصدیق کرتے ہوئے مذکورہ کلمہ کہا تو مرد پر حد قذف لازم نہ ہوگی (حکم نمبر ۱۴۱/۲۲م ملاحظہ ہو) اور چونکہ اس عورت نے مرد پر قذف کیا ہے (اور مرد نے تصدیق نہیں کی) لہذا اس عورت پر حد قذف لگائی جائے گی۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۴۰ (مترجم) ؒ۲ جیساکہ ہدایہ میں ہے اور لکھاہے کہ اس لئے کہ حد اور لعان دونوں میں شک واقع ہے۔ کیونکہ (عورت کی تصدیق سے مرد پر تو حد قذف لازم نہیں) اور عورت کے مذکورہ کلمہ میں ایک احتمال یہ ہے کہ عورت کی مراد زنا قبل النکاح ہو اور عورت کی تصدیق اور مرد کی عدم تصدیق سے لعان نہ ہوگا اور عورت پر حد قذف ہوگی اور ایک احتمال یہ ہے کہ عورت کی مراد یہ ہو کہ میرا زنا یہی ہے جو کہ تیرے ساتھ بعد نکاح وطی ہوئی ہے۔ کسی اور کو تو میں نے تمکین نہیں دی۔ جیساکہ ایسے مکالموں میں یہ مراد بطور مشاکلہ ہوسکتی ہے۔ اور اس احتمال کی صورت میں چونکہ مرد کی طرف سے بیوی پر قذف موجود ہے اور عورت کی طرف سے مرد پر قذف نہیں ہے لہذا لعان واجب ہوگا اور عورت پر حد قذف نہ ہوگی۔ پس دو احتمالوں کے شک کی وجہ سے نہ حد لازم

دفعات شق نمبر	ساتواں باب - حدقذف اور تعزیر کے احکام حد قذف کا بیان	حوالہ
۲۲-۴۶۶	اگر کسی آدمی نے اجنبیہ عورت سے کہا "اے زانیہ" تو اس عورت نے کہا کہ میں نے تجھ سے زنا کیا ہے تو اس مرد کو حد قذف نہ لگائی جائے گی اور عورت کو حد قذف لگائی جائے گی ۔[1]	محیط
۲۳	اگر کسی آدمی نے اپنی بیوی سے کہا "اے زانیہ" پس عورت نے کہا کہ میں نے تجھ سے زنا کیا ہے تو (مرد پر) نہ حد قذف ہے نہ لعان اور اسی طرح عورت پر بھی حد قذف نہیں ہے ۔[2]	محیط
۲۴	اگر کسی عورت نے ابتداً اپنے خاوند سے کہا کہ "میں نے تجھ سے زنا کیا" پھر اس کے بعد خاوند نے اسے قذف کیا تو دونوں میں سے کسی پر حد قذف نہ ہوگی ۔[3]	محیط
۲۵	اگر کسی آدمی نے کسی (اجنبیہ) عورت سے یہ کہا کہ "تیرے خاوند نے تیرے ساتھ نکاح کرنے سے پہلے تجھ سے زنا کیا" تو وہ قاذف ہے اور اگر کسی آدمی نے یہ کہا "اس نے تجھ سے اپنی انگلی کے ساتھ زنا کیا" تو اس پر حد قذف نہ ہوگی	تتارخانیہ
۲۶	اگر کسی آدمی نے کہا "میں گواہی دیتا ہوں کہ تو زانی ہے" اور ایک اور شخص نے یوں کہا کہ "میں بھی گواہ ہوں" تو دوسرے پر حد قذف نہ ہوگی لیکن اگر وہ دوسرا یوں کہے کہ "میں بھی گواہی دیتا ہوں جس امر کے متعلق تو نے گواہی دی" تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر اس دوسرے پر بھی حد قذف ہوگی)	عتابیہ
۲۷	کسی شخص نے دو آدمیوں سے کہا "تم میں سے ایک زانی ہے" تو اسے ان دونوں میں سے ایک خاص کے متعلق کہا گیا کہ "یہ ہے" تو اس نے کہا کہ "نہیں" تو اس شخص پر حد قذف نہ ہوگی ۔	قاضیخان
۲۸	اگر کسی شخص نے کسی آدمی سے کہا "اے زانی" تو ایک اور آدمی نے اسے کہا "تو نے سچ کہا" تو ابتداً کہنے والے پر حد قذف ہوگی اس کی تصدیق کرنے والے پر حد قذف نہ ہوگی اور اگر اس دوسرے آدمی نے یوں کہا کہ "تو نے سچ کہا وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے کہا" تو وہ دوسرا بھی قاذف ہے (یعنی دوسرے پر بھی حد قذف ہوگی)	قاضیخان
	(ب) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اس (دوسرے آدمی) نے یوں کہا کہ "وہ ایسا ہی جیسا کہ تو نے کہا" تو دوسرے پر بھی حد قذف لگائی جائے گی ۔	محیط سرخسی

[1] ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۵۷، ص ۲۵۸ وکذا فی رد المحتار اور لکھا ہے کہ اگر شک رفع ہوگیا۔ مثلاً بیوی نے قبل النکاح کی وضاحت کردی [2] ہے نہ لعان - ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۴۰ (مترجم) [3] حکم نمبر ۲۳/۴۶۶ یا وہ اجنبیہ تھی جس سے بعد نکاح کا احتمال نہ تھا - تو پھر عورت پر حد قذف لازم ہوگی - مع حاشیہ ملاحظہ ہو - گویا مرد کی طرف سے قذف سے مراد وہی قرار پائے گی جسے عورت نے "زنیت بک" کہا۔ واللہ اعلم بالصواب - (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
۴۶۶ - ۲۹	ولو قال یا ابن القحبة یا خلیة فلان یا دعی یا ابن الدعیة لا حد	کذا فی خزانة المفتین
۳۰	ولو قال جامعك فلان حراما او فجر بك فلان او قال فلان یقول انك زان او انت تزنی او ما انت زانیا خیر امنك او انت ازنی فی الناس او انت ازنی منی او انت ازنی من الزناة او زنیت فیما دون الفرج او زنی فخذك او رجلك او یا لوطی او عملت عمل قوم لوط او لطت او زنیت وانت مکرهة او نائمة او مجنونة لا حد	کذا فی خزانة المفتین
۳۱	وکذا لا یجب بالتعریض وبقذف الاخرس والرتقاء وفی دار الحرب وعسکر اهل البغی	کذا فی خزانة المفتین
۳۲	ولا یجب الحد بقذف الصبی والمجنون جنونا مطبقا فان کان یجن ویفیق یجب	کذا فی خزانة المفتین
۳۳	وکذا لا یجب بقذف المجبوب واما بقذف الخصی والعنین فیجب	کذا فی خزانة المفتین
۳۴	ولو قال یا ولد الزنا او قال یا ابن الزنا وامه محصنة حد لانه قذفها بالزنا	کذا فی التمرتاشی
۳۵	اذا قذف غلاما مراهقا فادعی الغلام البلوغ بالسن او الاحتلام لم یحد القاذف بقوله	کذا فی المحیط

[1] جیسا کہ جوہرہ نیرہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے کہ القحبة کبھی المتعرضة للزنا کو کہتے ہیں اگر چہ اس نے زنا نہ کیا۔ پس یہ صریح زنا کا قذف نہیں ہے پس حد قذف نہ ہوگی۔ تعزیر ہوگی۔ ماخوذ از الجوہرة النیرة ج۲ ص۲۵۰ اور البحر الرائق میں ہے کہ القحبة کا کلمہ زانیہ کے معنی کے لئے موضوع نہیں ہے یہ قحاب سے ماخوذ ہے، جو کھانسنے کے معنی میں آتا ہے۔ چونکہ عرب کی زانیہ عورتیں گذرتے ہوئے مرد کو پھانسنے کے لئے کھانسنے سے کام لیتی تھیں۔ لہذا انہیں القحبة کہا جانے لگا۔ ماخوذ البحر الرائق ج ۵ ص۴۴ نیز حکم نمبر ۳۸ب/۴۶۶ کا حاشیہ ۲۳/۴۲۷ کا چودھواں حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر ۲/۴۶۶ مع تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۵۰/۴۶۶ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] چنانچہ جوہرہ نیرہ میں ہے کہ "تو سب سے بڑھ کر زنا کرنے والا" کا معنی "تو زنا پر سب سے زیادہ قدرت رکھنے والا" ہو سکتا ہے اس میں صریح زنا کا الزام نہیں پس حد لازم نہیں ہے۔ ماخوذ از الجوہرة النیرة ج۲ ص۲۴۸ (مترجم) [5] لواطت کے متعلق احکام حکم نمبر ۶۹/۴۶۳ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [6] تعریضاً یعنی کسی اور پر ڈھال کر بات کرنا۔ ماخوذ از المنجد اردو ص۷۹۱۔ نیز حکم نمبر ۱۱۹/۴۶۶ اور ۳۵/۴۲۷ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعہ وار شق نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام حد قذف کا بیان	حوالہ
۲۹-۴۶۶	اگر کسی شخص نے (کسی سے) یوں کہا "اے قحبہ (یعنی بدکارہ) کے بیٹے"۷ "اے فلاں کی خلیلہ (یعنی آشنا و داشتہ)" "اے دَعِی (یعنی نسب میں متہم یا اپنے آپ کو غیر باپ کیطرف منسوب کرنیوالے)" "اے دَعِیہ (دَعِی کی مونث) کے بیٹے"، تو ان (چاروں) صورتوں میں یوں کہنے والے پر حد قذف نہیں ہے۔	خزانۃ المفتین
۳۰	اگر کسی شخص نے (کسی سے) یوں کہا کہ "فلاں نے تیرے ساتھ بطور حرام مجامعت۲ کی" یا "فلاں نے تیرے ساتھ برا کام کیا" یا "فلاں یہ کہتا ہے کہ تو زانی ہے۳" یا "فلاں یہ کہتا ہے تو زنا کرتا ہے" یا "میں نے تجھ سے اچھا زنا کرنے والا نہیں دیکھا" یا "تو سب لوگوں سے بڑھ کر زنا کرنے والا ہے" یا تو مجھ سے بڑھ۴ کر زانی ہے" یا "تو زانیوں سے بڑھ کر زانی ہے" یا "تو نے فرج کے علاوہ میں زنا کیا" یا "تیرے ران نے زنا کیا" یا "تیرے پاؤں نے زنا کیا" یا "اے لوطی" یا "تو نے قوم لوط کا فعل کیا" یا "تو نے لواطت۵ کی" یا "تو نے زنا کیا اور تجھ پر جبر کیا گیا تھا" یا "تو نے زنا کیا اور تو سوئی ہوئی تھی" یا "تو نے زنا کیا اور تو جنون کی حالت میں تھی"، تو ان سب (۱۷) صورتوں میں کہنے والے پر حد قذف نہ ہوگی۔	خزانۃ المفتین
۳۱	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح تعریضاً۶ قذف کرنے سے حد قذف واجب نہ ہوگی اور گونگے۷ شخص کو قذف کرنے یا رتقاء۸ عورت کو قذف کرنے یا دار الحرب میں (زنا کے ارتکاب) کے قذف سے اور باغیوں کے لشکر میں (زنا کے ارتکاب) کے قذف سے (قذف کرنے والے پر) حد قذف واجب نہ ہوگی۹۔	خزانۃ المفتین
۳۲	بچہ کو قذف کرنے سے۱۰ یا مجنون کو قذف کرنے سے جبکہ اس کا جنون لگاتار ہو (قذف کرنے والے پر) حد قذف واجب نہیں ہوتی اور اگر کسی مجنون کا جنون ایسا ہو کہ اسے کبھی جنون ہو جاتا ہے اور کبھی وہ صحت یاب ہو جاتا ہے تو (اسے قذف کرنے والے پر) حد قذف واجب ہوگی۔	خزانۃ المفتین
۳۳	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح مجبوب۱۱ شخص کو قذف کرنے سے حد قذف واجب نہیں ہوتی۔ مگر خصی شخص اور عنین۱۲ (یعنی نامرد) شخص کو قذف کرنے سے حد قذف واجب ہوتی ہے۔	خزانۃ المفتین
۳۴	اگر کسی شخص نے کسی سے کہا کہ "اے زنا کی اولاد" یا کہا کہ "اے زنا کے بیٹے"، اور اسکی ماں محصنہ ہو تو (مذکورہ قول) کہنے والے کو حد قذف لگائی جائے گی۔ اس لئے کہ اس نے اسکی ماں کو قذف کیا ہے۱۳۔	تمرتاشی
۳۵	اگر کسی شخص نے مراہق (یعنی قریب البلوغ) لڑکے کو قذف کیا اور اس لڑکے نے عمر کی بنا پر یا احتلام کی وجہ سے بلوغت کا دعویٰ کیا تو اس لڑکے کے قول سے اس قاذف کو حد قذف نہ لگائی جائے گی۱۴۔	محیط

۷ حکم نمبر ۷/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۸ رتقاء عورت کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۳/۴۶۴ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۹ اس کی نظیر حکم نمبر ۴۳، ۴۴/۴۶۳ میں ملاحظہ ہو (مترجم) ۱۰ چنانچہ جوہرہ نیرہ میں ہے کہ مقذوف حد قذف کا مطالبہ تب کر سکتا ہے کہ اس سے زنا کا فعل متصور ہو حتی کہ اگر مقذوف مجنون یا خنثی ہو تو اسکے قاذف کو حد قذف نہ لگائی جائے گی۔ ماخوذ از جوہرہ نیرہ ۲۵ ص ۲۴۸۔ نیز حکم نمبر ۲/۴۵۸ مع حاشیہ ۳۵/۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۱۱ مجبوب کے متعلق حکم نمبر ۲۸/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۱۲ عنین کی تعریف کے متعلق فتاوی عالمگیری میں بحوالہ قاضیخان لکھا ہے کہ عنین وہ شخص ہے جو قیام آلہ کے باوجود عورتوں سے وصل نہیں کر سکتا اور جو حشفہ داخل کر سکے وہ عنین نہیں قرار پاتا۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری ج ۱ ص ۵۲۲۔ نیز حکم نمبر ۳۲/۴۶۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۱۳ اور درمختار و رد المحتار میں ہے کہ اگر کسی آدمی نے دوسرے سے یوں کہا کہ "اے زنا کے جوڑے" یا کہا "زنا کے انڈے" یا کہا "اے زنا کے حمل" یا کہا "اے زنا کے بزغالہ" تو ان سب صورتوں میں قذف قرار پائیگا کیونکہ یہ الفاظ ولد الزنا کے معنی میں قرار پاتے ہیں۔ اور اگر کسی نے یوں کہا۔ یا کبش الزنا یعنی "اے زنا کے دنبہ" تو یوں کہنا قذف نہ ہوگا اسلئے کہ کبش، قوم کے سردار اور قائد کو بھی کہتے ہیں۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۲ ص ۲۳۵، ص ۲۳۶ ۱۴ حکم نمبر ۳۲/۴۶۲، ۲/۴۵۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
٣٦-٤٦٦	ولو قال لرجل یا زانیة فانه لا یجب الحد علیه وهذا قول ابی حنیفة وابی یوسف[1] وهو الاستحسان	کذا فی شرح الطحاوی / هکذا فی المحیط
٣٧	ولو قال لامرأة یا زانی بغیر الها فانه یجب الحد علی القاذف بالاجماع ولو قال لرجل زنأت یجب الحد علی القاذف[2]	کذا فی شرح الطحاوی
٣٨	من قال لغیره زنأت فی الجبل وقال عنیت صعود الجبل والحالة حالة الغضب لایصدق ویحد عند ابی حنیفة رح وابی یوسف رح	کذا فی فتح القدیر
	ولو لم یعن به الصعود یجب الحد اجماعاً	کذا فی التبیین
٣٩	ولو قال زنأت علی الجبل لم یحد بالاجماع	کذا فی المضمرات
٤٠	ولو قال زنأت علی الجبل فی حالة الغضب قیل لا یحد وقیل یحد وهو الاوجه	کذا فی فتح القدیر
٤١	ولو قال زنیت فی الجبل یحد بالاتفاق	کذا فی شرح الطحاوی
٤٢	ولو قال یا زانئ بالهمزة ذکر فی الاصل انه اذا قال عنیت الصعود علی شئ لا یصدق ویحد من غیر ذکر خلاف[3]	کذا فی المحیط

[1] جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور رد المحتار میں ہے کہ اسلئے کہ اس نے اسے ایسا الزام لگایا جو اس سے محال ہے پس حد قذف لازم نہ ہوگی جیسا کہ مجبوب کو قذف کرنے سے حد قذف لازم نہیں ہوتی۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ٣ صفحہ ٢٤٠۔ نیز حکم نمبر ٣٧/٤٦٦ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ "ھا" کبھی ترخیم کے طور پر بھی حذف ہو جاتی ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ٣ صفحہ ٢٤٠ نیز حکم نمبر ٣٦/٤٦٦ ملاحظہ ہو (مترجم)

[3] جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ غضب اور گالی دینے کی حالت میں فحش معنی مراد ہونا متعین ہوتا ہے جیسا کہ "یا زانئُ" (ہمزہ کے ساتھ) اور الجبل یعنی پہاڑ کے ذکر بغیر کہنے) کا حکم ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ٢ صفحہ ٢٥٧ اور صرف یازانی کہنے کے متعلق حکم نمبر ٤٢/٤٦٦ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ٣٧ ب، ٥٩، ٦١/٤٦٦ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] اس صورت اور دیگر کئی صورتوں میں مندرجہ احکام کا تعلق عربی الفاظ و محاورات سے مخصوص ہے۔ اس لئے اردو ترجمہ

دفعات نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام حد قذف کا بیان	حوالہ
۴۶۶-۳۶	(و) اگر کسی شخص نے کسی مرد سے (ھا تانیث کے ساتھ) یوں کہا کہ "اے زانیہ یعنی اے زنا کرنے والی" تو قاذف پر حد قذف واجب نہ ہوگی۔ اور یہ امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسف رحؒ کا قول ہے۔ [۱]	شرح طحاوی
	(ب) اور یہی مذکورہ حکم از روئے استحسان ہے۔	محیط
۳۷	(و) اگر کسی شخص نے کسی عورت سے بغیر ھا تانیث کے یوں کہا کہ "اے زانی" تو قاذف پر بالاجماع حد قذف واجب ہوگی [۲] (ب) اور اگر کسی شخص نے کسی مرد سے (زنیت کی بجائے ہمزہ کے ساتھ) یوں کہا کہ "زَنَأْتَ" تو قاذف پر حد قذف واجب ہوگی۔	شرح طحاوی
۳۸	(و) جس شخص نے کسی دوسرے سے (زَنَیْتَ کی بجائے ہمزہ اور "فی" کے ساتھ) یوں کہا کہ "زَنَأْتَ فِی الْجَبَلِ" (یعنی تو نے پہاڑ میں زنا کیا یا تو پہاڑ پر چڑھا) اور اس نے کہا کہ میری مراد پہاڑ پر چڑھنے کے معنی میں تھی اور اس نے یہ کلمہ حالتِ غضب میں کہا تھا تو (مذکورہ مراد لینے میں) اسکی تصدیق نہ کی جائے گی اور امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں اسے حد قذف لگائی جائے گی [۳]	فتح قدیر
	(ب) اور اگر اس مذکورہ کلمہ (یعنی زَنَأْتَ ہمزہ کے ساتھ اور پھر "فِی" کے ساتھ استعمال کرنے) میں پہاڑ پر چڑھنا مراد نہ لیا ہو تو اس پر بالاجماع حد قذف واجب ہوگی [۴]	تبیین
۳۹	اگر کسی شخص نے دوسرے سے (بغیر حالتِ غضب زَنَیْتَ کی بجائے ہمزہ اور عَلیٰ کے ساتھ) یوں کہا کہ "زَنَأْتَ عَلَی الْجَبَلِ" (یعنی تو پہاڑ پر چڑھا) تو اسے بالاجماع حد قذف نہ لگائی جائے گی [۵]	مضمرات
۴۰	اور اگر کسی شخص نے دوسرے سے حالتِ غضب میں (ہمزہ اور علیٰ کے ساتھ) یوں کہا کہ "زَنَأْتَ عَلَی الْجَبَلِ" (یعنی تو پہاڑ پر چڑھا یا تو نے پہاڑ پر زنا کیا) تو اس کے متعلق بعض کا قول ہے کہ اسے حد قذف لگائی جائے گی اور بعض کا قول یہ ہے کہ اسے حد قذف نہ لگائی جائے گی اور یہی حکم الاوجہ (یعنی زیادہ وجاہت والا) ہے [۶]	فتح قدیر
۴۱	اور اگر کسی شخص نے دوسرے سے (یا اور فی کے ساتھ) یوں کہا "زَنَیْتَ فِی الْجَبَلِ" (یعنی تو نے پہاڑ میں زنا کیا) تو اسے بالاتفاق حد قذف لگائی جائے گی۔	شرح طحاوی
۴۲	اگر کسی شخص نے دوسرے سے (یازانی یا کے ساتھ کہنے کی بجائے) ہمزہ کے ساتھ یوں کہا "یَازَانِئُ"، تو اسکے حکم کے متعلق الاصل میں مذکور ہے کہ جب اس نے یہ کہا کہ میں نے (اس کلمہ میں) کسی چیز پر چڑھنا مراد لیا ہے تو (مذکورہ مراد لینے میں) اسکی تصدیق نہ کی جائے گی اور اسے حد قذف لگائی جائے گی اور یہ حکم کوئی اختلاف ذکر کرنے کے بغیر ہے	محیط

میں بعض جگہ متعلقہ عربی کلمات بھی درج کیے گئے ہیں۔ نیز حکم نمبر ۳۹/۴۶۶ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ کلمہ "زَنَأْتَ" ہمزہ کے ساتھ "الجبل" یعنی پہاڑ کا ذکر جب کلمہ "عَلیٰ" کے ساتھ ہو تو اسکے مفہوم میں چڑھنا مراد ہونا متعین ہوتا ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۵۷۔ نیز حکم نمبر ۳۸ ب/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] حکم نمبر ۳۸ و/۴۶۶ کا حاشیہ، ۳۹/۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف و التعزیر — حد القذف	حوالہ
۴۶۶/۴۲-۴۳	ابراهیمؒ عن محمدؒ رجل دعا بجاریته فاجابته امرأة حرة و هو لا یراها فقال یازانیة ثم قال ظننتها امتی قال نحده و لا نصدقه	کذا فی محیط السرخسی
۴۴	ولو قال لغیره زنیت و فلان معك یکون قاذفا لهما و لو قال عنیت و فلان معك شاهد لا یصدق	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۵	لو قال یا ابن الزانیة و هذا معها فهو قاذف للثانی وکذلك اذا قال للثانی وانك معها	کذا فی المحیط
۴۶	ولو قال و فلان معك لم یکن قذفا ولو قال زنیت و هذا معك او لم یقل معك فهو قذف لهما	کذا فی خزانة المفتین
۴۷	ابن السماعةؒ عن ابی یوسفؒ اذا قال لآخر یا ابن الزانیة و هذا معك قال ذلك بکلام واحد فهو لیس بقاذف للثانی ولو قال رجل یا زانی و هذا معك کان قاذفا لهما وروی عن ابی یوسفؒ اذا قال لآخر یا ابن الزانیة و هذا او لم یقل معك فهو قاذف للثانی	کذا فی المحیط
۴۸	من قذف الزانی بالزنا فلا حد علیه سواء قذفه بذلك الزنا بعینه او بزنا آخر	کذا فی المبسوط

[1] جیسا کہ الجوهرة النیرة میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس نے "زَنَیْتَ" کی ضمیر پر "فلان" کا عطف کیا ہے پس یہ عطف اس فعل میں ان دونوں کے اشتراک کا متقاضی ہے۔ ماخوذ از الجوهرة النیرة ص ۲۵۲ ج ۲ (مترجم) [2] حکم نمبر ۳۸ ب، ۴۴، ۶۹ / ۴۶۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر ۴۵ / ۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ۴۵ / ۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام — حد قذف کا بیان	حوالہ
۴۶۶-۴۳	ابراہیمؒ نے امام محمدؒ سے روایت کیا ہے کہ کسی مرد نے اپنی باندی کو بلایا تو اسے ایک آزاد عورت نے جواب دیا تو درآنحالیکہ وہ مرد اسے نہیں دیکھ رہا تھا اس نے اس عورت سے یوں کہا "اے زانیہ"، اور پھر اس مرد نے (بطور عذر یہ) کہا کہ میں نے اسے اپنی باندی گمان کیا تو (فرمایا کہ) ہم اسے حد قذف لگانے کا حکم دیں گے اور اس (کے مذکورہ عذر) کی تصدیق نہ کریں گے۔	محیط سرخسی
۴۴	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "زنیت و فلان معک" (یعنی تو نے زنا کیا اور فلاں شخص تیرے ساتھ تھا) تو وہ ایسا کہنے میں ان دونوں کو قذف کرنے والا ہے اور اگر اس نے (بطور عذر) یہ کہا کہ میری مراد یہ تھی کہ فلاں تیرے ساتھ گواہ تھا تو (مذکورہ مراد لینے میں) اسکی تصدیق نہ کی جائے گی ؎۱	قاضیخان
۴۵	(ا) اگر کسی شخص نے کسی آدمی سے یوں کہا "یا ابن الزانیۃ وھذا معہا" (یعنی اے زانیہ کے بیٹے اور یہ شخص اس عورت کے ساتھ ہے) تو یوں کہنے والا اس دوسرے کو (بھی) قذف کرنے والا ہے ؎۲ (ب) اسی طرح جب (مذکورہ صورت میں) اس نے اس دوسرے سے یوں کہا کہ "وانک معہا" (یعنی اے زانیہ کے بیٹے اور تو اس عورت کے ساتھ ہے) تو یہی حکم ہے (یعنی یوں کہنے والا اس دوسرے کو بھی قذف کرنے والا ہے)	محیط
۴۶	(ا) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے یوں کہا کہ "وفلان معک" (یعنی اے زانیہ کے بیٹے اور فلاں تیرے ساتھ ہے) تو یوں کہنا (اس دوسرے کو) قذف نہ ہوگا (ب) اور اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "زنیت وھذا معک" (یعنی تو نے زنا کیا اور یہ شخص تیرے ساتھ ہے) یا (مذکورہ صورت میں) اس نے "معک" نہ کہا (بلکہ یوں کہا کہ "زنیت وھذا" یعنی تو نے زنا کیا اور اس نے) تو یوں کہنے والا ان دونوں کو قذف کرنے والا ہے ؎۳	خزانۃ المفتین
۴۷	(ا) ابن سماعہؒ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کیا ہے کہ جب کسی شخص نے دوسرے سے یوں کہا "یا ابن الزانیۃ وھذا معک" (یعنی اے زانیہ کے بیٹے اور یہ تیرے ساتھ ہے) تو فرمایا یہ کلام ایک ہے۔ پس وہ دوسرے کو قذف کرنے والا نہیں ہے (ب) اور اگر کسی آدمی نے یوں کہا "یا زانی وھذا معک" (یعنی اے زانی اور یہ تیرے ساتھ ہے) تو یوں کہنے میں وہ دونوں کو قذف کرنے والا ہے۔ (ج) اور امام ابو یوسفؒ سے روایت کیا گیا ہے کہ جب کسی شخص نے دوسرے سے یوں کہا کہ یا ابن الزانیۃ وھذا (یعنی اے زانیہ کے بیٹے اور یہ ہے) اور یوں نہ کہا کہ "معک" (یعنی تیرے ساتھ) تو وہ دوسرے کو (بھی) قذف کرنے والا ہے۔ ؎۴	محیط
۴۸	جس شخص نے زانی (یعنی جس کا زنا ثابت ہو چکا ہے اس) کو قذف کیا تو اس پر حد قذف نہیں ہے۔ خواہ اس نے اس زانی کو بعینہ اسی زنا کا قذف کیا (جس زنا کے ثابت ہونے سے وہ زانی قرار پایا ہے) اسے کسی اور زنا کا قذف کیا ؎۵	مبسوط

؎۵ حکم نمبر ۱۴۱/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

حوالہ	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	تعداد مسئلہ نمبر
کذا فی العتابیۃ	ولو قال زنیت باحدی ھاتین او ھاتین یحد	۴۶۶-۴۹
کذا فی فتاوی قاضیخان	رجل قال لغیرہ قل لفلان یازانی فان قال الرسول للمرسل الیہ ان فلانا یقول لک یازانی لاحد علی احد لا علی الرسول ولا علی المرسل ولو ان الرسول لم یخبرہ عن المرسل ولکن قال للمرسل الیہ یازانی حد الرسول ط ۱	۵۰
کذا فی الکافی	ولو قال لرجل یا ابن ماء السماء لا یحد	۵۱
کذا فی الکافی	ولو قال لعربی یا نبطی اولست بعربی لا یحد	۵۲
کذا فی فتاوی قاضیخان	رجل قال لغیرہ " لست انت من بنی فلان " لقبیلتہ لاحد علیہ	۵۳
کذا فی فتاوی قاضیخان	رجل قال لمسلم لست انت لابیک وابواہ کافران لا یحد	۵۴
کذا فی فتاوی قاضیخان	رجل قال لعبدہ لست لابیک وابواہ مسلمان وقد عتقا لاحد علی المولی وان عتق العبد بعد ذلک	۵۵
کذا فی الکنز	ان قال لست لامک فلیس بقاذف	۵۶

ــہ ۱ جیساکہ جوہرہ نیرہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت میں ایلچی پر حد قذف اس لئے نہیں ہے کہ اس نے قذف نہیں کیا "قذف کی حکایت کی ہے۔ اور مرسِل پر اسلئے حد قذف نہیں ہے کہ اس نے قذف نہیں کیا بلکہ قذف کا حکم دیا ہے اور قذف کا حکم دینا قذف نہیں ہے جیساکہ زنا کا حکم دینا زنا نہیں ہے۔ ماخوذ از الجوہرۃ النیرۃ ج۲ ص ۲۵۲ (مترجم) ــہ ۲ جیساکہ البحر الرائق میں ہے کہ اس کلمہ میں جود و سخا اور صفائی میں بہت مشابہت مراد ہو سکتی ہے اور لکھا ہے کہ عامر بن ابو مزیقیا نے قحط میں اپنی قوم کیلئے اتنی سخاوت کی جیساکہ زمین کے لئے آسمان کا پانی ہو چنانچہ اس کا لقب ماء السماء پڑگیا۔ اس نے بیٹے کا نام مزیقیا اس لئے رکھا کہ وہ ہر روز دو جوڑے بدلتا تھا اور پھر ان دونوں کو پھاڑ دیتا تھا کیونکہ ان حلوں کو دوبارہ پہننا نہ اپنے لئے پسند کرتا تھا نہ کسی اور کے لئے نیز منذر بن امرأ القیس کی ماں کا نام بھی اسکے حسن وجمال کی بنا پر ماء السماء تھا۔ نیز لکھا ہے کہ اگر وہاں ماء السماء نام کا کوئی معروف آدمی ہو تو کسی کو گالی دیتے ہوئے اسے ماء السماء کا بیٹا کہنے پر حد قذف لگائی جائے گی۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۳۴ (مترجم) ــہ ۳ جیساکہ ہدایہ مع حاشیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ نبط عراق کی طرف کی ایک قوم کا نام ہے۔ اور اسمیں حد قذف اسلئے نہیں ہے

دفعات نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام حد قذف کا بیان	حوالہ
۴۶-۴۹	اگر کسی شخص نے (دوسرے سے) یوں کہا کہ "تونے ان دو عورتوں میں سے کسی ایک سے زنا کیا ہے" یا یوں کہا کہ "تونے ان دونوں سے زنا کیا ہے" تو یوں کہنے والے کو حد قذف لگائی جائے گی۔	عنایہ
۵۰	کسی آدمی نے دوسرے شخص سے کہا تو فلاں کو کہہ کہ "اے زانی" تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر رسول (یعنی پیغام لے جانے والے ایلچی) نے مرسل الیہ (یعنی جس کی طرف پیغام دیا گیا اس) کو یوں کہا کہ فلاں تجھے کہتا ہے کہ "اے زانی" تو کسی پر حد قذف نہیں ہے نہ ایلچی پر ہے اور نہ مرسل (یعنی پیغام دینے والے) پر ہے [1] (ب) اور اگر ایلچی نے مرسل الیہ کو مرسل کی خبر نہ دی لیکن ایلچی نے مرسل الیہ کو یوں کہا کہ "اے زانی" تو اس ایلچی کو حد قذف لگائی جائے گی۔	قاضیخان
۵۱	اگر کسی شخص نے کسی آدمی سے یوں کہا کہ "یا ابن ماء السماء" (یعنی اے برساتی پانی کے بیٹے) تو یوں کہنے والے پر حد قذف نہ لگائی جائے گی [2]	کافی
۵۲	اگر کسی شخص نے کسی عربی شخص سے یوں کہا "یا نبطی" (جو عراق کی ایک قوم کا نام ہے) یا کسی شخص نے کسی عربی سے یوں کہا کہ "لست بعربی" (یعنی تو عربی نہیں ہے) تو ان صورتوں میں یوں کہنے والے پر حد قذف نہ لگائی جائے گی [3]	کافی
۵۳	کسی آدمی نے دوسرے قبیلے کا نام لیا اور یوں کہا کہ "لست انت من بنی فلان" (یعنی تو فلاں قبیلے یعنی اپنے قبیلے سے نہیں ہے) تو یوں کہنے والے پر حد قذف نہ لگائی جائے گی [4]	قاضیخان
۵۴	اگر کسی آدمی نے کسی مسلمان شخص سے یوں کہا کہ "لست انت لابیک" (یعنی تو اپنے باپ کا نہیں ہے) اور اس کے والدین کافر ہیں تو یوں کہنے والے پر حد قذف نہ لگائی جائے گی [5]	قاضیخان
۵۵	کسی آدمی نے اپنے غلام سے کہا کہ "لست لابیک" (یعنی تو اپنے باپ کا نہیں ہے) اور اس کے والدین مسلمان ہیں اور آزاد شدہ ہیں تو یوں کہنے سے آقا پر حد قذف نہ ہوگی خواہ اس کے بعد وہ غلام آزاد ہو جائے [6]	
۵۶	اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو اپنی ماں کا نہیں ہے تو یوں کہنے میں وہ قذف کرنے والا نہیں ہے [7]	کنز

کہ اسمیں اخلاق و عدم الفصاحت میں تشبیہ مراد ہو سکتی ہے۔ ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۲ ص ۲۵۶ اور جیسا کہ البحر الرائق میں ہے اور بحوالہ المبسوط لکھا ہے کہ اسی طرح ہاشمی کو یوں کہنا کہ تو ہاشمی نہیں ہے اس سے کہنے والے پر حد قذف نہیں ہے اور لکھا ہے کہ ان صورتوں میں تعزیر ہو سکتی ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۳۴ (مترجم) [4] حکم نمبر ۵۲/۴۶۶ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر ۵/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] چنانچہ جوہرہ نیرہ میں ہے کہ غلام اپنے آقا سے حد قذف کا مطالبہ نہیں کر سکتا تو اپنی ماں کیلئے بھی اپنے آقا سے حد قذف کا مطالبہ نہیں کر سکتا اور جب حال میں اسکا مطالبہ ثابت نہیں تو اس کے آزاد ہونے کے بعد یہ مطالبہ ثابت نہ ہوگا۔ اسیطرح لڑکا اپنے لئے اپنے باپ سے حد قذف کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ اسیطرح لڑکا اپنی فوت شدہ ماں کے لئے بھی باپ سے حد قذف کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ البتہ اگر اسکی ماں کا بیٹا اسکے باپ کے علاوہ سے ہو یا اس غلام کی ماں کا کوئی اور آزاد بیٹا ہو تو وہ مطالبہ کر سکتے ہیں اس لئے کہ وہ محض اجنبیوں کی طرح ہیں۔ ماخوذ از الجوہرۃ النیرۃ ج ۲ ص ۲۵۱ حکم نمبر ۱۱۴، ۱۱۶ تا ۱۱۸/۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] چنانچہ حاشیہ کنز میں بحوالہ التحفہ لکھا ہے کہ اسلئے کہ اس نے سچ کہا ہے کیونکہ نسب باپ سے ہوتی ہے ماں سے نہیں ہوتی۔ ماخوذ از حاشیہ کنز ص ۱۷۲ وکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۳۴ (مترجم)

حوالہ	حد القذف	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر	دفعات شق نمبر
کذا فی الکنز		وکذا اذا قال لست لابویک لم یکن قاذفا	۵۷-۴/۶۶
کذا فی الکنز		وان قال لست لابیک وامه حرة و ابوه عبد لزمه الحد لامه وان کانت امة وابوه حر لم یحد ویعزر	۵۸
کذا فی الکنز		ولو قال لغیرہ لست لابیک اولست بابن فلان فی غضب حد	۵۹
کذا فی الکافی		وان قال لست بابن فلان یعنی جده لا یحد	۶۰
کذا فی لتمرتاشی		نسب رجلا الی غیرابیه فی غیرغضبه لم یحد فان کان فی غضب حد ولو نسبه الی جده لم یحد لان الجد اب وکذا لو نسبه الی عمه اوخاله اوزوج امه لانهم یسمون آباء مجازا	۶۱
کذا فی الظهیریة		ولو قال لست من ولادة فلان فهذا لیس بقذف	۶۲
کذا فی الظهیریة		اذا قال لغیرہ لست لاب لم یلدک ابوک فهذا کله قذف لامه وکذلک اذا قال لست لرشدة	۶۳
کذا فی الایضاح		ولو قال لآخر جدک زان فلا حد علیه	۶۴
کذا فی العتابیة		ولو قال یا اخا الزانی فهو قذف لاخیه فان کان له اخ واحد فالخصومة له	۶۵

[1] حکم نمبر ۵۲/۴۶۶ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر ۵۱/۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] اس حوالہ کے ماخذ کنز میں مزید لکھا ہے کہ اگر حالتِ غضب علاوہ میں یوں کہا تو قذف نہ قرار پائیگا۔ ماخوذ از کنز الدقائق صفحہ ۱۶۲۔ اور کسی آدمی کو لست لابیک "یعنی تو اپنے باپ کا نہیں ہے" کہنے کے متعلق البحر الرائق میں بحوالہ قاضیخان (علی ہامش عالمگیری ج ۳ صفحہ ۴۷۷ عن ابی یوسف) و بحوالہ ہدایہ (ج ۳ صفحہ ۲۵۴) و بحوالہ الکافی للحاکم لکھا ہے کہ یوں کہنا حالتِ غضب و رضا کی تفصیل کے بغیر قذف قرار پاتا ہے اور فتح القدیر میں تفصیل کو نقل کیا جو ذکر مذکور ہے وہ بعید ہے ماخوذ البحر الرائق ج ۵ صفحہ ۳۳۔ مگر درمختار میں ہے کہ یوں کہنا حالتِ غضب میں قذف ہے۔ حالتِ رضا میں نہیں ہے۔ اور رد المحتار میں کہا رد علی البحر لکھا ہے کہ یوں کہنے میں حالت غضب و رضا کی تفصیل ہے اور بحوالہ الشرح الوھبانیہ لکھا ہے کہ یہ ظاہر المذہب ہے۔ اسپر اعتماد ہے اور اسکی پوری تحقیق النہر میں ہے۔

سلسلہ نمبر دفعات شق نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام — حد قذف کا بیان	حوالہ
۴۶۶م - ۵۷	اسیطرح جب کسی شخص نے دوسرے سے کہاکہ لست لا بویك ،، (یعنی تو اپنے والدین کا نہیں ہے) تو یوں کہنے میں وہ قذف کرنے والا نہیں ہے [1]	کنز
۵۸	اگرکسی شخص نے دوسرے سے کہاکہ ،، لست لابیك ،، (یعنی تو اپنے باپ کا نہیں ہے) اور اس کی ماں آزاد اور اس کا باپ غلام ہے تو اس کی ماں پر قذف کی وجہ سے یوں کہنے والے پر حد قذف لازم ہوگی اور اگر اس کی ماں باندی ہو اور اس کا باپ آزاد ہو تو یوں کہنے والے پر حد قذف نہ ہوگی اور اسے تعزیر کی سزا دی جائے گی [2]	کنز
۵۹	اگرکسی شخص نے دوسرے سے کہا ،، لست لابیك ،، (یعنی تو اپنے باپ کا نہیں ہے) یا یوں کہاکہ ۔ لست بابن فلان ،، (یعنی تو فلاں کا بیٹا نہیں ہے) اور کہنے والے نے مذکورہ کلمہ غصہ میں کہا تو اسے حد قذف لگائی جائے گی [3]	کنز
۶۰	اگرکسی شخص نے دوسرے سے یوں کہا ،، لست بابن فلان (یعنی تو فلاں کا بیٹا نہیں ہے) اور فلاں میں اس کے دادا کا نام لیا تو یوں کہنے والے کو حد قذف نہ لگائی جائے گی [4]	کافی
۶۱	(ا) کسی شخص نے کسی آدمی کو اس کے باپ کے علاوہ سے منسوب کیا اور کہنے والا غصہ کی حالت میں نہ تھا تو اس کہنے والے کو حد قذف نہ لگائی جائے گی اور اگر اس نے غصہ کی حالت میں کہا تو اسے حد قذف لگائی جائے گی [5] (ب) اور اگر کسی شخص کسی آدمی کو اس کے دادا کی طرف منسوب کیا تو اسے حد قذف نہ لگائی جائے گی اس لئے کہ دادا بھی باپ (ہی) ہے (ج) اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو اس کے چچا یا اسکے ماموں یا اسکی ماں کے خاوند کی طرف منسوب کیا (تو اسے حد قذف نہ لگائی جائے گی) اس لئے کہ یہ لوگ بھی مجازاً باپوں سے موسوم کئے جاتے ہیں ۔	تمرتاشی
۶۲	اگرکسی شخص نے دوسرے سے کہاکہ تو فلاں کی ولادت (یعنی پیدائش) سے نہیں ہے تو یوں کہنا قذف قرار نہیں پاتا [6]	ظہیریہ
۶۳	جب کسی شخص نے دوسرے سے کہا ،، لست لاب لم یلدك ابوك ،، (یعنی تو باپ کا نہیں ہے ۔ تجھے تیرے باپ نے نہیں جنا) تو ان صورتوں میں اس کی ماں پر قذف ہے ۔ اسی طرح جب کسی شخص نے دوسرے سے کہا "لست للرشدة" (یعنی تو جائز نکاح کا نہیں ہے تو یہ اس کی ماں پر قذف ہے) [7]	ظہیریہ
۶۴	اگرکسی شخص نے دوسرے سے کہا " جدك زان ،، (یعنی تیرا دادا یا نانا زانی ہے) تو یوں کہنے والے پر حد قذف نہیں ہے [8]	ایضاح
۶۵	اگرکسی شخص نے دوسرے سے کہاکہ " یا اخا الزانی ،، (یعنی اے زانی کے بھائی) تو یوں کہنا اس کے بھائی پر قذف ہے ۔ پس اگر اس کا بھائی ایک ہی ہو تو حق خصومت (یعنی حد قذف کے مطالبہ کا حق) اسے حاصل ہے ۔	غنابیہ

ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۳۳ ، ص ۲۳۲ (ب) اور کسی آدمی کو " لست بابن فلان " کہنے کے متعلق ہدایہ میں ہے کہ کسی آدمی کو لست بابن فلان لابیہ الذی یدعی لہ " یعنی کسی کے معروف باپ کا نام لیکر یوں کہنا کہ تو اس فلاں کا بیٹا نہیں ہے ،، حالت غضب و گالی دینے میں قذف ہے اور غیر حالت غضب میں یوں کہنے سے اسباب مروت وغیرہ میں بطور عتاب باپ سے مشابہت کی نفی مراد ہوگی قذف نہ ہوگا ۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۵۵ وکذا فی درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۳۳ ، ص ۲۳۲ حکم نمبر ۳۸ و ۲۲/۴۴۴ کا حاشیہ ۵۸ ، ۶۱ تا ۶۳ / ۴۴۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] چنانچہ اسکے متعلق حاشیہ کنز میں ہے کہ اس نے سچ کہا ہے ۔ اسلئے کہ وہ دادا کا بیٹا نہیں باپ کا بیٹا ہے ۔ ماخوذ از حاشیہ کنز ص ۱۶۲ (مترجم) [5] جیساکہ البحر الرائق میں ہے کہ اگر کسی آدمی نے دوسرے سے یوں کہاکہ " انک ابن فلان لغیر ابیہ " یعنی کسی کے باپ کے علاوہ کا نام لیکر کہاکہ تو اس فلاں کا بیٹا ہے " تو اسکے قذف قرار پانے میں حالت غضب و رضا کی تفصیل ہوگی ۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۳۴ وکذا فی رد المحتار ج ۳ ص ۲۳۳ (مترجم) [6] جیساکہ رد المحتار میں بحوالہ البرہان الظہیریہ لکھا ہے ۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۳۳ حکم نمبر ۹۳/۴۴۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] رد المحتار میں ہے کہ جسطرح کسی کے باپ کا نام لیکر یوں کہناکہ " تو اس فلاں کا بیٹا نہیں ہے " حالت غضب میں قذف ہے حالت رضا میں نہیں (جیساکہ حکم نمبر ۵۹/۴۴۴ کے حاشیہ ب میں ہے) اسی طرح کسی آدمی کو یوں کہناکہ ۔۔۔ فلان او لست لاب او لم یلدك ابوك " یعنی کسی کے باپ کا نام لیکر یوں کہناکہ " تو اس فلاں کی اولاد نہیں " یا یوں کہناکہ " تو باپ کا نہیں ،، یا یوں کہناکہ " تجھے تیرے باپ نے نہیں جنا " تو ان سب صورتوں میں قذف قرار پانے کیلئے حالت غضب و رضا کی تفصیل ہوگی ۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۳۳ ، ص ۲۳۲ ۔ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ کسی آدمی کو یوں کہناکہ " لیس ھذا ابوک لابیہ المعروف " یعنی کسی کے معروف باپ کے متعلق یوں کہناکہ یہ تیرا باپ نہیں ہے ،، اسکا حکم یہ ہے ۔۔۔ ماخوذ از درمختار ۔۔۔ (مترجم)

[8] جیساکہ البحر الرائق میں ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت میں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کونسا جد مراد ہے ۔ اور اجداد میں کافر بھی شامل ہیں پس جبتک مسلمان جد کو متعین نہ کریگا ۔ قذف نہ قرار پائیگا اور اگر کسی آدمی کو یوں کہاکہ تو زانیہ کے بیٹے کا بیٹا ہے " یا یوں کہاکہ " تو زانی کے بیٹے کا بیٹا ہے ،، تو ان صورتوں میں اسکے قریبی جد پر قذف قرار پائیگی ۔ بشرطیکہ وہ دادا یا دادی محصنہ ہوں ۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۳۵ (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
۴۶۶-۶۶	ولو قال یا اخا الزانی فقال لا بل انت یحد الثانی والخصومة مع الاول لاخی الثانی	کذا فی العتابیة
۶۷	ولو قال یا ابن الزانیتین وکانت امه الدنیا مسلمة فعلیه الحد ولا یبالی ان کانت الجدة مسلمة ام لا وان کانت الجدة مسلمة والام کافرة فلا حد علیه لان الاضافة الی الولادة انما تتناول الاقرب فالاقرب	کذا فی السراج الوهاج
۶۸	ولو قال یا ابن الف زانیة یحد	کذا فی السراج الوهاج
۶۹	ولو قال لرجل یا ابن الزانی والزانیة یکون قذفا لابیه وامه ان کانا حیین کان طلب الحد لهما وان کانا میتین فطلب الحد یکون له	کذا فی فتاویٰ قاضیخان
۷۰	رجل قال لامرأة اجنبیة زنیت ببعیر او بثور او بحمار لا حد علیه ولو قال زنیت بناقة او ببقرة او بثوب او بدرهم فعلیه الحد	کذا فی الظهیریة
۷۱	ولو قال لرجل زنیت ببعیر او بناقة او ما اشبه ذلک لا حد علیه فان قال بامة او دار او ثوب فعلیه الحد	کذا فی الظهیریة
۷۲	قال محمدؒ فی رجل قال لغیره انت تزنی لا حد علیه لان هذا للاستقبال	کذا فی الایضاح

۱؎ حکم نمبر ۴۵ و ۴۷ ا/۴۶۶ ، ۲۲/۴۶۷ کا چودہواں حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ جیساکہ البحر الرائق میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس صورت (مذکورہ ۷۰ ا/۴۶۶) میں اس نے اس عورت کے متعلق چوپائے کو قدرت دینا منسوب کیا ہے پس حد نہیں ہے اور دوسری صورت (مذکورہ ۷۰ ب/۴۶۶) میں اس کے کلام کا معنی یہ ہے کہ زنا میں تیرے لئے اونٹنی یا درہم خرچ کئے گئے ہیں اور لکھا ہے کہ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اس کا معنی یہ بھی مراد لیا جاسکتا ہے کہ تو نے اونٹنی یا درہم کی اجرت کے عوض زنا کیا ہے اور پھر امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب حد لازم نہ ہوگی (جیسا کہ اسکی نظیر حکم ۳۶/۴۶۳ میں ہے) تو اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں معنوں کا احتمال موجود ہے اور دونوں احتمال متقابل ہیں پس متقابل احتمال والے کلمات چھوڑ کر باقی صرف " زَنَیْتِ " (یعنی تو نے زنا کیا) رہتا ہے تو گویا اس نے مزید کلمہ نہیں کہا ہے

دفعات شق نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام — حد قذف کا بیان	حوالہ
۴۶۶-۶۶	اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا "یا اخا الزانی" (یعنی اے زانی کے بھائی) تو اس نے جواب میں کہا نہیں بلکہ تو ہے تو دوسرے کو حد قذف لگائی جائے گی اور پہلے کے ساتھ دوسرے کے بھائی کو حقِ خصومت (یعنی حد قذف کے مطالبہ کا حق) حاصل ہے۔	غنابیہ
۶۷	(ا) اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا "یا ابن الزانیتین" (یعنی دو زانیہ عورتوں کے بیٹے) اور اس کی قریب کی ماں (یعنی اسکی سگی ماں) مسلمان ہے تو یوں کہنے والے پر حد قذف ہے اور اس صورت میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس کی جدہ (یعنی دادی یا نانی) مسلمان تھی یا کافرہ (ب) اور اگر اسکی جدہ مسلمان تھی اور اس کی سگی ماں کافرہ تو یوں کہنے والے پر حد قذف نہ ہوگی اس لئے کہ پیدائش کی طرف نسبت سب سے قریب کو پھر اس کے بعد کے قریب کو ہوتی ہے۔	سراج وہاج
۶۸	اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا "یا ابن الف زانیۃ" (یعنی اے ہزار زانیہ کے بیٹے) تو یوں کہنے والے کو حد قذف لگائی جائے گی۔	سراج وہاج
۶۹	اگر کسی شخص نے دوسرے آدمی سے کہا کہ "یا ابن الزانی والزانیۃ" (یعنی اے زانی اور زانیہ کے بیٹے) تو یہ کہنا اس کے باپ اور اس کی ماں پر قذف قرار پائے گا۔ اگر وہ دونوں زندہ ہوں تو حد قذف کے مطالبہ کا حق ان دونوں کو ہے اور اگر وہ وفات یافتہ ہوں تو حد قذف کے مطالبہ کا حق اس آدمی کو ہوگا جس سے اس نے مذکورہ کلمات کہے ہیں [۱]	قاضیخان
۷۰	(ا) کسی آدمی نے کسی اجنبی عورت سے کہا کہ تو نے اونٹ سے یا بیل سے یا گدھے کے ساتھ زنا کیا ہے۔ تو یوں کہنے والے پر حد قذف نہ ہوگی (ب) اور اگر اس سے یوں کہا کہ زنیت بناقۃ او ببقرۃ او بثوب او بدراھم" (یعنی تو نے اونٹنی یا گائے یا کپڑے یا رقم کے ساتھ زنا کیا) تو یوں کہنے والے پر حد قذف لازم ہوگی [۲]	ظہیریہ
۷۱	(ا) اگر کسی شخص نے کسی آدمی سے کہا کہ "زنیت ببعیر او بناقۃ" (یعنی تو نے اونٹ کے ساتھ یا اونٹنی کے ساتھ یا اس کی مانند کے ساتھ زنا کیا) تو یوں کہنے والے پر حد قذف نہ ہوگی (ب) اور اگر اس سے یوں کہا کہ "زنیت بامۃ او دار او ثوب" (یعنی تو نے باندی یا مکان یا ثوب کے ساتھ زنا کیا) تو یوں کہنے والے پر حد قذف لازم ہوگی [۳]	ظہیریہ
۷۲	جس آدمی نے دوسرے سے کہا کہ "انت تزنی" (یعنی تو زنا کرتا ہے یا کرے گا) تو اس کے متعلق امام محمدؒ کا قول ہے کہ یوں کہنے والے پر حد قذف لازم نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ کلمہ (یعنی مضارع کا صیغہ) آئندہ زمانے کے لئے ہے۔	الیضاح

[۱] پس حد لازم ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۳۱۔ نیز حکم $\frac{۱۷}{۴۶۶}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] جیسا کہ البحر الرائق میں ہے کہ اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس صورت (مذکورہ $\frac{۱۷ ا}{۴۶۶}$) میں اس نے اس مرد کے متعلق چوپائے سے زنا کرنا منسوب کیا ہے اور (مذکورہ $\frac{۱۷ ب}{۴۶۶}$ کی طرح) کسی نے یوں کہا کہ تو نے باندی یا مکان یا کپڑے کے ساتھ زنا کیا تو اس پر حد لازم ہوگی جیسا کہ خانیہ اور ظہیریہ میں ہے اور اس سے واضح ہے کہ بعض صورتوں میں کسی قرینہ کی وجہ سے زنا کے صریح الزام کے باوجود حد قذف لازم نہیں ہوتی اور بعض صورتوں میں صریح زنا کا الزام نہ ہونے کے باوجود حد قذف لازم ہو جاتی ہے (جیسا کہ $\frac{۹۳، ۵۹}{۴۶۶}$، $\frac{۹۲، ۹۱}{۴۶۶}$ میں ہے) ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۳۱ نیز حکم نمبر $\frac{۸}{۴۶۶}$ کا حاشیہ اور چوپائے سے وطی کرنے کے احکام کے متعلق حکم نمبر $\frac{۸}{۴۶۳}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
۶۶۴-۷۳	ولو قال انت تزنی واضرب انا فلا حد علیہ لان ھذا یذکر علی طریق الاستفھام والتعییر ومعناہ کیف یجوز ان یعاقب غیر الفاعل	کذا فی الایضاح
۷۴	ولو قال زنیت قبل ان تخلقی او قال قبل ان تولدی فلا حد علیہ	کذا فی المحیط
۷۵	اذا قذف امرأۃ زنت فی نصرانیتھا او رجلا فی نصرانیتہ فانہ لایحد والمراد قذفھا بعد الاسلام بزنا کان فی نصرانیتھا بان قال زنیت وانت کافرۃ	کذا فی فتح القدیر
۷۶	وکذا لو قال لمعتق زنی وھو عبد زنیت وانت عبد لا یحد کما لو قال قذفتک بالزنا وانت کتابیۃ او امۃ فلا حد علیہ	کذا فی فتح القدیر
۷۷	ان قال لرجل یا ابن اقطع او یا ابن المقعد او یا ابن الحجام وابوہ لیس کذلک فلیس علیہ الحد	کذا فی المبسوط
۷۸	وکذلک لو قال یا ابن الازرق[1] او یا ابن الاشقر[2] او الاسود وابوہ لیس کذلک	کذا فی المبسوط
۷۹	ولو قال یا ابن السندی او یا ابن الحبشی لا یکون قاذفا لہ	کذا فی المبسوط
۸۰	لو قال لعربی یا عبد او یا مولی[3] لاحد علیہ	کذا فی المبسوط
۸۱	وکذلک لو قال لعربی یا دھقان[4] لاحد علیہ	کذا فی المبسوط
۸۲	ولو قال یا بنی لاحد علیہ	کذا فی المبسوط

[1] ازرق۔ نیلگوں۔ اور رومیوں کو بھی کہتے ہیں کیونکہ ان کی آنکھیں نیلی ہوتی ہیں۔ ماخوذ از المنجد اردو صفحہ ۵۰۸ (مترجم) [2] الاشقر یعنی سرخ وزرد رنگ والا۔ مفہوم ماخوذ از المنجد اردو صفحہ ۶۴۸ (مترجم) [3] مولی یعنی آزاد کردہ شدہ، آزاد کنندہ۔ ماخوذ از صراح صفحہ ۵۸۸ (مترجم) [4] دھقان۔ یعنی کسان۔ شراب بیچنے والا۔ سوداگر۔ ماخوذ از منتہی الارب اردو صفحہ ۱۳۸۶ اور بعض اوقات یہ کلمہ مدح

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام — حد قذف کا بیان	حوالہ
۴۶۶-۷۳	اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ "انت تزنی و اضرب انا" (یعنی زنا تو کرے اور مارا میں جاؤں) تو یوں کہنے والے پر حد قذف نہیں ہے اس لئے کہ یہ کلام بطور استفہام اور عار دلانے کے ذکر کیا جاتا ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ فاعل کے علاوہ دوسرے کو سزا دیا جانا کیونکر جائز ہے۔	ایضاح
۷۴	اگر کسی آدمی نے (کسی عورت سے) کہا کہ "زنیت قبل ان تخلقی" (یعنی تو نے اپنی پیدائش سے پہلے زنا کیا) یا یوں کہا کہ "قبل ان تولدی" (یعنی تو نے اپنی ولادت سے پہلے زنا کیا) تو یوں کہنے والے پر حد قذف نہیں ہے۔	محیط
۷۵	جب کسی شخص نے کسی عورت کو یوں قذف کیا کہ اس عورت نے حالتِ نصرانیت میں زنا کیا تھا یا اس نے کسی مرد کو یوں قذف کیا کہ اس نے نصرانی ہونے کی حالت میں زنا کیا تھا تو یوں کہنے والے پر حد قذف نہ لگائی جائیگی اور (مذکورہ صورت میں) مراد یہ ہے کہ کہنے والے نے اس عورت یا مرد کے اسلام لانے کے بعد اس کے اس زنا کا قذف کیا جو اس نے حالت نصرانیت میں کیا تھا مثلاً اس نے یوں کہا "زنیت و انت کافرۃ" (یعنی تو نے زنا کیا در آنحالیکہ تو کافرہ تھی)	فتح قدیر
۷۶	اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی ایسے آزاد شدہ سے جس نے غلام ہونے کی حالت میں زنا کیا تھا یوں کہا کہ "زنیت و انت عبد" (یعنی تو نے زنا کیا اور تو غلام تھا) تو یوں کہنے والے پر حد قذف نہ لگائی جائے گی۔ جیسا کہ اگر کسی نے یوں کہا کہ "قذفتک بالزنا و انت کتابیۃ او امۃ" (یعنی میں نے تجھے زنا کا قذف کیا جبکہ تو کتابیہ یا باندی تھی) تو یوں کہنے والے پر حد قذف نہیں ہے۔	فتح قدیر
۷۷	اگر کسی شخص نے کسی آدمی سے کہا کہ "اے ٹنڈے کے بیٹے" یا "اے لنجے کے بیٹے" یا "اے حجام کے بیٹے" حالانکہ اس کا باپ ایسا نہیں ہے تو یوں کہنے والے پر حد قذف نہ ہوگی۔	مبسوط
۷۸	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ اے ازرق یعنی نیلی آنکھوں والے کے بیٹے" "اے اشقر[۲] کے بیٹے" یا "کالے کے بیٹے" حالانکہ اس کا باپ ایسا نہیں ہے (تو یوں کہنے والے پر بھی حد قذف لازم نہ ہوگی)	مبسوط
۷۹	اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ "اے سندی کے بیٹے" یا "اے حبشی کے بیٹے"، تو یوں کہنے والا اسے قذف کرنے والا نہ قرار پائے گا۔	مبسوط
۸۰	اگر کسی شخص نے کسی عربی کو یوں کہا کہ "اے غلام" یا "اے مولیٰ"[۳] (یعنی آزاد کردہ غلام) تو یوں کہنے والے پر حد قذف لازم نہ ہوگی۔	مبسوط
۸۱	اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی عربی سے کہا کہ "اے دہقان"[۴] تو یوں کہنے والے پر حد قذف لازم نہ ہوگی۔	مبسوط
۸۲	اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ "اے میرے بیٹے" تو یوں کہنے والے پر حد قذف لازم نہیں ہے۔	مبسوط

شرف کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اس کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱۳}{۴۴}$ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
۴/۲۶۶-۸۳	وکذلك لو قال لرجل انت عبدی او مولای فهذا دعوی الرق والولاء علیه فلیس من القذف فی شیٔ	کذا فی المبسوط
۸۴	فان قال یا یهودی او یا نصرانی او یا مجوسی او یا ابن الیهودی لاحد علیه ولکنه یعزر	کذا فی المبسوط
۸۵	ولو قال یا ابن الحائك لاحد علیه	کذا فی فتح القدیر
۸۶	اذا قال لست بعربی او یا ابن الخیاط او یا ابن الاعور والوه لیس کذلك لم یکن قذفا	کذا فی الجوهرة النیرة
۸۷	ولو قال لست یا بن آدم او لست بانسان او لست لرجل او ما انت بانسان لم یکن قذفا	کذا فی الجوهرة النیرة
۸۸	وان قال لست حلالا فهو قذف	کذا فی الجوهرة النیرة
۸۹	ولو قال یا ابن الاصفر والوه لیس کذلك لا یحد	کذا فی شرح الطحاوی
۹۰	قیل فلان المیت کان صالحا لم یشرب ولم یزن فقال آخر فعل کله او فعل هذا کله لا یکون قذفا ولو قال انه فعل کله فهو قذف	کذا فی الوجیز للکردری
۹۱	فی الآثار عن ابی حنیفة رح اذا قال لغیرہ یا نغل فعلیه الحد لانه بلغة عمان یا زانی	کذا فی الذخیرة
۹۲	وفی مختصر الجصاص عن ابراهیم النخعی رح انه قال اذا قال لا مرأته ای دوسی یجب الحد وعلی هذا اذا قال ای سیاهه او قال ای غر او قال ای جلب او ما شاکل ذلك یجب الحد لان هذه العبارات کلها منبئة عن کونها زانیة عرفا هکذا ذکر فی الاصل	کذا فی الذخیرة
۹۳	ولو قذف رجلا فقال یا ابن الزانیة ثم ادعی القاذف ان ام المقذوف امة او نصرانیة والمقذوف یقول هی حرة مسلمة فالقول قول القاذف وعلی المقذوف البینة	کذا فی الایضاح

۱؎ حکم نمبر ۵۲/۴۶۶ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۵۲/۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ اور کسی کو ولد الحرام یا حرام زادہ کہنے کے متعلق حکم نمبر ۲۳/۴۶۰ میں احکام ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ اصفر یعنی زرد رنگ والا یا ماخوذ از المنجد اردو ص ۶۹۲ (مترجم) ۵؎ حکم

دفعات نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام حد قذف کا بیان	حوالہ
۶۶۴-۸۳	اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی آدمی سے کہا کہ "انت عبدی" (یعنی تو میرا غلام ہے) یا یوں کہا "مولای" (یعنی تو میرا آزاد کردہ غلام ہے) تو یہ اسے اس کے غلام ہونے یا اس کا ولی ہونے کا دعوی ہے پس اس میں قذف کی قسم سے کچھ نہیں ہے۔	مبسوط
۸۴	اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ "اے یہودی" یا کہا "اے نصرانی" یا کہا "اے مجوسی" یا کہا "اے یہودی کے بیٹے" تو ان صورتوں میں کہنے والے پر حد قذف لازم نہیں ہے لیکن اسے تعزیری سزا دی جائے گی [1]	مبسوط
۸۵	اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ "اے جولاہے کے بیٹے" تو یوں کہنے والے پر حد قذف لازم نہ ہوگی۔	فتح قدیر
۸۶	جب کسی شخص نے دوسرے (عربی شخص) سے کہا تو عربی نہیں ہے۔ یا کسی نے دوسرے شخص سے کہا "اے درزی کے بیٹے" یا "اے کانے کے بیٹے" درآنحالیکہ اس کا باپ ایسا نہیں ہے تو یوں کہنا قذف نہ قرار پائے گا [2]	جوہرہ نیرہ
۸۷	اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا "لست یابن آدم" (یعنی تو آدم کا بیٹا نہیں ہے) یا یوں کہا "لست بانسان" (یعنی تو انسان نہیں ہے) یا یوں کہا کہ "لست برجل" (یعنی تو مرد سے نہیں ہے) یا یوں کہا "ماانت بانسان" (یعنی تو انسان نہیں) تو یوں کہنا قذف نہ قرار پائے گا	جوہرہ نیرہ
۸۸	اگر کسی شخص نے دوسرے سے یوں کہا "لست حلالا" (یعنی تو حلال کا نہیں ہے) تو یوں کہنا قذف قرار پائے گا [3]	جوہرہ نیرہ
۸۹	اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ "اے اصفر[4] کے بیٹے" حالانکہ اس کا باپ ایسا نہیں ہے تو یوں کہنے والے کو حد قذف نہ لگائی جائے گی۔	شرح طحاوی
۹۰	کہا گیا کہ فلاں میت نیک شخص تھا اس نے نہ کبھی شراب پی اور نہ زنا کیا تو ایک اور شخص نے یوں کہا کہ "فعل کلہ" (یعنی یہ سب کیا) یا یوں کہا کہ "فعل ھذا کلہ" (یعنی یہ سب کیا) تو اس کا یوں کہنا قذف نہ قرار پائے گا اور اگر اس نے یوں کہا کہ "انہ فعل کلہ" (یعنی اس نے یہ سب کیا) تو اس کا یوں کہنا قذف قرار پائے گا۔	وجیز للکردری
۹۱	الآثار میں امام ابوحنیفہؒ سے مروی ہے کہ جب کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ "اے فعل" تو کہنے والے پر حد قذف لازم ہے اس لئے کہ عمان کی لغت میں اس کا معنی "اے زانی" ہے۔	ذخیرہ
۹۲	مختصر جصاصؒ میں ابراہیم نخعیؒ سے مروی ہے کہ اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ "اے دوسی" اسی طور پر اگر کسی نے کہا "اے سیاہیہ" یا کہا "اے غر" یا کہا "اے جلب" یا اس سے ملتا جلتا کوئی کلمہ کہا تو حد قذف واجب ہوگی اس لئے کہ یہ سب الفاظ از روئے عرف اس عورت کے زانیہ ہونے کی خبر دیتے ہیں۔ الاصل میں یوں ہی مذکور ہے۔	ذخیرہ
۹۳	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو قذف کیا اور یوں کہا "یاابن الزانیۃ" (یعنی اے زانیہ کے بیٹے) پھر قاذف (یعنی قذف کرنے والے) نے یہ دعوی کیا کہ مقذوف کی ماں باندی ہے یا نصرانیہ ہے اور مقذوف کا کہنا ہے کہ وہ آزاد اور مسلمہ ہے تو قاذف کے قول کا اعتبار ہوگا اور مقذوف پر (اپنے قول کی سچائی کیلئے) گواہی لازم ہوگی [5]	ایضاح

نمبر ۳۱/۴۶۴ مع حاشیہ وش ۴/۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
۴۶۶ - ۹۴	وکذلک لو قذف فی نفسہ ثم ادعی القاذف ان المقذوف عبد فالقول قول القاذف ولا یکتفی بحریۃ الاصل	کذا فی الایضاح
۹۵	وکذلک لو قال القاذف انا عبد وعلی حد العبید وقال المقذوف انت حر فالقول قول القاذف	کذا فی الایضاح
۹۶	ان وطی جاریۃ ابنہ او احد ابویہ او اختہ ثم ادعی ان مولاھا باعھا منہ ولم تکن لہ بینۃ فلا حد علی قاذفہ وکذلک ان اقام شاھدا واحدا علی الشراء	کذا فی المبسوط
۹۷	ولو قذف رجلا ولم یکن للمقذوف بینۃ علی انہ قذفہ واراد استحلافہ باللہ ماقذفہ فان الحاکم لا یستحلفہ عندنا	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۹۸	اذا ادعی علی انسان قذفا فان کان ذلک باقرار القاذف او ببینۃ قامت علیہ یقال لہ اقم البینۃ علی صحۃ قذفک والا اقیم علیہ الحد قال واذا ضرب بعض الحد ثم اقام القاذف البینۃ علی صدقہ سمعت بینتہ واذا سمعت البینۃ سقط بعض الجلدات ولا تبطل شھادتہ ولا یلزمہ سمۃ الفسق	کذا فی الایضاح
۹۹	قال محمدؒ اذا ادعی رجل علی رجل انہ قذفہ وجاء بشاھدین لیشھدا ان ھذا قذف ھذا فالقاضی یسئل من الشاھدین عن القذف ماھو وکیف ھو فان قالا نشھد انہ قال لہ یازانی تثبت شھادتھما ویحد القاذف ان کانا عدلین وان کان القاضی لایعرف الشھود بالعدالۃ حبس القاذف حتی یتعرف عن عدالۃ الشاھدین والعدالۃ ھی الانزجار عن تعاطی مایعتقدہ الانسان محظورا دینہ فان شھد احدھما انہ قال یازانی یوم الجمعۃ	

ـ۱ـ حکم نمبر $\frac{۳۹}{۴۶۴}$ مع حاشیہ، ـ۷ـ $\frac{}{۴۶۶}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـ۲ـ حکم نمبر $\frac{۳۹}{۴۶۴}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـ۳ـ جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ قذف کے منکر سے حلف نہیں لی جاتی - ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری ج ۶ ص ۴۳۰ (مترجم)

حوالہ	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام حد قذف کا بیان	دفعات نمبر
ایضاح	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی شخص نے اس آدمی کی ذات کو قذف کیا پھر قاذف نے یہ دعوی کیا کہ مقذوف غلام ہے تو قاذف کے قول کا اعتبار ہوگا اور اس صورت میں فی الاصل آزاد ہونا کفایت نہ کرے گا۔[1]	۴۶۶-۹۴
ایضاح	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر قاذف نے یہ کہا کہ میں غلام ہوں اور مجھ پر غلاموں کی حد (یعنی نصف) لازم آتی ہے اور مقذوف نے کہا تو آزاد ہے تو قاذف کے قول کا اعتبار ہوگا (جبتک کہ مقذوف گواہی نہ قائم کرے)۔[2]	۹۵
مبسوط	اگر کسی شخص نے اپنے بیٹے یا ماں باپ یا بہن کی باندی سے وطی کی پھر یہ دعوی کیا کہ اس کے آقا نے اسے اس کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا حالانکہ اس کے پاس اس بیع کے گواہ نہیں ہیں تو اس کے قاذف پر حد قذف نہ ہوگی اسی طرح اگر اس باندی کی خرید پر ایک گواہ قائم کیا تو یہی حکم ہے (یعنی اس کے قاذف پر حد قذف نہ ہوگی)	۹۶
جوہرہ نیرہ	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو قذف کیا اور اسکے قذف پر مقذوف کے پاس گواہ نہ تھے اور مقذوف نے چاہا کہ قاذف سے یہ حلف لے کہ "خدا کی قسم میں نے اسے قذف نہیں کیا"، تو ہمارے ہاں حاکم مجاز اس قاذف سے حلف نہ لے گا۔[3]	۹۷
ایضاح	جب کسی شخص نے کسی انسان پر قذف کا دعوی کیا تو اگر یہ قذف قاذف کے اقرار سے یا اسپر گواہی قائم ہونے سے تھا تو قاذف سے کہا جائے گا کہ تو نے جو قذف کیا ہے اس کی صحت پر گواہ قائم کر (یعنی زنا ثابت کر) ورنہ اس پر حد قذف لگائی جائے گی۔ اور لکھا ہے کہ جب اس قاذف کو حد قذف سے کچھ سزا مل چکی تو اس نے جو قذف کیا تھا اس کی سچائی پر گواہ قائم کر دیئے (یعنی زنا ثابت کر دیا) تو اس کی قائم کردہ اس گواہی کی سماعت ہوگی اور جب اس کی وہ گواہی سنی گئی تو (باقیماندہ) بعض سزا کے کوڑے ساقط ہو جائیں گے اور پھر ایسے (قاذف) شخص کی گواہی باطل نہ ہوگی اور اسے نشان فسق لازم نہ ہوگا۔[4]	۹۸
	(و) امام محمدؒ نے کہا ہے کہ کسی آدمی نے دوسرے آدمی پر دعوی کیا کہ اس نے اسے قذف کیا ہے اور وہ (مقذوف) دو گواہ لایا تاکہ وہ یہ گواہی دیں کہ اس آدمی نے اسے قذف کیا ہے تو قاضی (یعنی حاکم مجاز) ان گواہوں سے دریافت کرے گا کہ قذف کیا ہوتا ہے اور کیسے ہوتا ہے۔ پس اگر گواہوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اس آدمی نے اسے کہا ہے کہ "اے زانی" تو ان گواہوں کی گواہی قبول کی جائے گی۔ اور قاذف کو حد قذف لگائی جائے گی بشرطیکہ وہ دونوں گواہ عادل ہوں اور اگر قاضی ان گواہوں کی عدالت (یعنی ان کے معتبر ہونے) کو نہ جانتا ہو تو قاضی اسے قید رکھے گا حتی کہ گواہوں کی عدالت دریافت کرے[5] اور گواہ کی عدالت یہ ہے کہ وہ ایسے کام کی مشغولیت سے باز رہے جن کاموں کو آدمی اپنے دین میں ممنوع ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو پھر اگر ایک گواہ نے یوں گواہی دی کہ اس نے اسے جمع	۹۹

[4] حکم نمبر ۱۳۸/۴۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم)، [5] حکم نمبر ۱-۲/۴۶۱ کا دسواں حاشیہ، حکم نمبر ۲-۵/۴۶۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

فتاوی نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
۴۶۶-	وشهد الآخر انه قال یازانی یوم الخمیس قال ابو حنیفة رحمه الله تقبل هذه الشهادة ویحد القاذف وقالا رحمهما الله لا تقبل	کذا فی الظهیریة
	وما قاله ابو حنیفة اولی	کذا فی المحیط
۱۰۰	ولو شهد رجلان علی رجل بالقذف واختلفا فی المکان الذی قذف فیه وجب الحد عند ابی حنیفة وقال ابو یوسف ومحمد لا یجب	کذا فی فتاوی الکرخی
۱۰۱	ولو شهد احدهما انه قذفه یوم الخمیس وشهد الآخر انه اقر انه قذفه یوم الخمیس فلا حد علیه فی قولهم	کذا فی فتاوی الکرخی
۱۰۲	ولو اختلفوا فی اللغة التی وقع القذف بها فی العربیة والفارسیة وغیرهما بطلت شهادتهم	کذا فی فتح القدیر
۱۰۳	ولو ان جماعة قالوا رأینا فلانا یزنی بفلانة فیما دون الفرج لا حد علی احد لا علی المقذوف ولا علی الجماعة	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۰۴	ولو ان جماعة قالوا رأینا فلانا یزنی بفلانة وقطعوا الکلام ثم قالوا فیما دون الفرج کان علیهم حد القذف	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۰۵	ولو ادعی قذفا علی احد واقام علی ذلک شاهدا واحدا فالقاضی لا یحد القاذف وهل یحبسه ینظر ان کان الشاهد فاسقا لا یحبسه وان کان عدلا وقال لی شاهد آخر فی المصر القیاس ان لا یحبسه وفی الاستحسان یحبسه یومین او ثلاثة ایام واذا ادعی ان له شاهدا آخر خارج المصر فکذلک لا یحبسه وهذا اذا کان المکان الذی فیه الشاهد بعیدا من المصر بحیث لا یمکنه الاحضار فی مدة ثلاثة ایام واذا کان قریبا بحیث یمکنه الاحضار فی مدة ثلاثة ایام فانه یحبسه	کذا فی الظهیریة

۱ حکم نمبر ۱۰۰، ۱۰۱/۴۶۶ ملاحظہ ہوں اور زنا کی شہادت میں مذکورہ صورت کے متعلق حکم نمبر ۳۰/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ حکم نمبر ۲/۴۶۶ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ حکم نمبر ۹۹/۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ حکم نمبر ۱/۴۵۸ مع حاشیہ، ۱۰۴/۴۶۶ نیز ۵۶/۴۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام حد قذف کا بیان	حوالہ
۴۶۶-	کے دن یوں کہا کہ "اے زانی" اور دوسرے گواہ نے یوں گواہی دی کہ، اس نے اسے جمعرات کے دن یوں کہا کہ "اے زانی"، تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں (حد قذف میں)[۱] ایسی گواہی قبول کی جائیگی اور قاذف کو حد قذف لگائی جائے گی اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے کہ ایسی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔ (ب) اور (مذکورہ صورت میں) جو قول امام ابو حنیفہؒ کا ہے وہ اولی ہے	ظہیریہ محیط
۱۰۰	اگر دو مردوں نے کسی آدمی پر قذف کی گواہی دی اور ان گواہوں نے اس جگہ کے بیان کرنے میں اختلاف کیا جس میں قذف کیا گیا۔ تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں حد قذف واجب ہوگی اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں واجب نہ ہوگی[۲]	فتاوی کرخی
۱۰۱	اگر (قذف کے) دو گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس نے اسے جمعرات کے دن قذف کیا اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ قاذف نے اقرار کیا ہے کہ اس نے جمعرات کے دن قذف کیا ہے تو اس صورت میں سب کے قول کے بموجب اس قاذف پر حد قذف واجب نہ ہوگی[۳]	فتاوی کرخی
۱۰۲	اگر (قذف کے) گواہوں نے عربی، فارسی وغیرہ اس زبان کے بیان کرنے میں اختلاف کیا جسمیں قذف ہوا ہے تو ان کی گواہی باطل قرار پائے گی۔	فتح قدیر
۱۰۳	اگر ایک جماعت نے (گواہی میں) کہا کہ "ہم نے دیکھا کہ فلاں شخص نے فلاں عورت سے فرج کے علاوہ میں زنا کیا" تو کسی پر حد لازم نہیں نہ مقذوف پر (حد زنا) لازم ہوگی اور نہ اس جماعت پر (حد قذف) لازم ہوگی[۴]	قاضیخان
۱۰۴	اگر ایک جماعت نے (گواہی میں) کہا کہ "ہم نے دیکھا کہ فلاں شخص نے فلاں عورت سے زنا کیا" اور اس جماعت نے اتنا کہہ کر کلام ختم کر دیا پھر انہوں نے کہا کہ "فرج کے علاوہ میں" تو (اس صورت میں) ان پر حد قذف لازم ہوگی[۵]	قاضیخان
۱۰۵	(۱) اگر کسی شخص نے کسی پر قذف کا دعوی کیا اور اس پر ایک گواہ قائم کیا تو قاضی قاذف کو حد قذف نہ لگائے گا۔ اور آیا قاذف کو قید رکھے گا؟ اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر وہ ایک گواہ فاسق ہے تو قاضی قاذف کو قید میں نہ رکھے گا (ب) اور اگر وہ ایک گواہ عادل (یعنی معتبر) ہو اور مدعی یہ کہے کہ میرا دوسرا گواہ بھی شہر میں ہے تو از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ قاضی قاذف کو قید نہ رکھے گا اور از روئے استحسان حکم یہ ہے کہ اسے دو یا تین دن تک قید رکھے۔ اور اگر مدعی نے یہ دعوی کیا کہ اس کا دوسرا گواہ شہر سے باہر ہے تو بھی قاضی قاذف کو قید میں نہ رکھے گا اور یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ وہ جگہ جس میں دوسرا گواہ ہے شہر سے اتنی دور ہو کہ تین دنوں میں اس کا حاضر کرنا ممکن نہ ہو۔ اور اگر وہ جگہ اتنی قریب ہو کہ تین دنوں میں اس گواہ کو حاضر کرنا ممکن ہو تو قاضی اس قاذف کو قید رکھے گا	ظہیریہ

[۵] حکم نمبر ۳/۴۶۶، ۱۰۳/۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
۴۶۶-۱۰۶	فی تجنیس الناصری اذا ادعی القاذف ان المقذوف زان وان له البینة أجل لاقامة البینة فان اقام والاحد فان لم یجد احدا یبعث الی الشهود یعثه مع شرط یحفظونه فان لم یجد الشهود حد وان اقام بعد ذلک قبلت شهادتهم	کذا فی التتارخانیة
۱۰۷	ولو قذف رجلا فجاء باربعة فسقة انه کما قال یدرأ الحد عن القاذف وعن المقذوف وعن الشهود	کذا فی الظهیریة فی المتفرقات
۱۰۸	اذا کان المقذوف حیا فلا خصومة لاحد سواء حاضرا کان او غائبا	کذا فی فتاوی الکرخی
۱۰۹	ولو مات المقذوف قبل ان یطالب او بعد ما طلب او اقیم علیه بعض الحد بطل الحد و بطل ما بقی منه وان کان سوطا واحدا	کذا فی فتاوی الکرخی
۱۱۰	وان رجع الغائب فقدمه الی الحاکم وضرب القاذف بعض الحد ثم غاب لم یتم الا وهو حاضر لان المطالبة شرط فی کله	کذا فی غایة البیان
۱۱۱	قذف میتا محصنا فللوالدین والمولودین علوا او سفلوا ان یخاصموا سواء فیه الوارث وغیره کالکافر والقاتل والرقیق والاقرب والابعد وان ترک بعضهم فللباقین ان یخاصموا	کذا فی التمرتاشی
	ولا یطالب بحد القذف للمیت الا ان یقع القدح فی نسبه فقذفه	کذا فی الهدایة
۱۱۲	وولد الابن وولد البنت سواء فی ظاهر الروایة	کذا فی فتاوی قاضیخان

۱؎ حکم نمبر ۳۳/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ وفات یافتہ مقذوف کے متعلق حکم نمبر ۱۱۱/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۲/۴۶۶ مع پانچواں حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۲/۴۶۶ مع پانچواں حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ زندہ مقذوف

دفعات شق نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام حد قذف کا بیان	حوالہ
۱۰۶-۴۴	(د) تجنیس ناصری میں ہے کہ جب قاذف نے دعویٰ کیا کہ مقذوف زانی ہے اور میرے پاس اس پر گواہ ہیں تو اسے گواہ قائم کرنے کے لئے مہلت دی جائے گی۔ پھر اگر اس نے گواہ قائم کئے تو خیر ورنہ اسے حد قذف لگائی جائے گی۔ (ب) اور اگر قاذف نے کوئی ایسا شخص نہ پایا جو گواہوں کو بلانے کے لئے بھیجے تو قاضی اسے پولیس کے سپاہیوں کے ساتھ بھیجے گا جو اس کی نگرانی کریں گے پس اگر اس نے گواہ نہ پائے تو اسے حد قذف لگائی جائے گی (ج) اور اگر اس کے بعد اس نے گواہ قائم کر دیئے تو ان گواہوں کی گواہی قبول کی جائے گی۔	تتارخانیہ
۱۰۷	اگر کسی شخص نے کسی آدمی پر قذف کیا پھر قاذف چار فاسق گواہ لایا کہ وہ مقذوف ایسا ہی ہے جیسا کہ قاذف نے کہا ہے تو (اس صورت میں) قاذف سے حد قذف ہٹا دی جائے گی [1] اور مقذوف اور گواہوں سے بھی حد ہٹا دی جائے گی۔	ظہیریہ
۱۰۸	جب مقذوف (یعنی جسے زنا کا الزام دیا گیا ہے وہ) زندہ ہو [2] تو اس کے سوا کسی اور شخص کو (حد قذف کے لئے) مقدمہ دائر کرنے کا حق نہیں ہے خواہ وہ مقذوف حاضر ہو یا غائب ہو۔	فتاویٰ کرخی
۱۰۹	اگر مقذوف شخص حد قذف کے مطالبہ سے پہلے یا مطالبہ کرنے کے بعد یا قاذف پر بعض حد قذف قائم ہونے کے بعد وفات پا گیا تو قاذف سے حد باطل ہو جائے گی اور باقیماندہ حد قذف بھی باطل ہو جائے گی خواہ وہ ایک ہی کوڑا باقی رہا ہو۔ [3]	فتاویٰ کرخی
۱۱۰	اگر غائب (مقذوف) واپس آیا اور قاذف کو حاکم مجاز کے ہاں لایا اور قاذف کو ابھی بعض قذف لگائی گئی تھی کہ مقذوف پھر غائب ہو گیا تو وہ حد تب ہی پوری کی جائے گی کہ وہ حاضر رہے اس لئے کہ مطالبہ پوری حد قذف میں شرط ہے [4]	غایۃ البیان
۱۱۱	(د) کسی شخص نے ایسے وفات [5] یافتہ شخص کو قذف کیا جو محصن تھا تو اس کے والدین کو خواہ اوپر درجہ تک ہوں (مثلاً دادا پردادا وغیرہ) اور مقذوف کی اولاد خواہ نیچے درجہ تک ہوں (مثلاً پوتا پڑپوتا وغیرہ) سب کو حد قذف کے دعویٰ کا حق حاصل ہے خواہ وہ وارث قرار پاتا ہو یا نہ مثلاً کافر یا (مورث کا) قاتل یا غلام اور قریب درجہ کا ہو یا دور درجہ کا ہو اور اگر ان میں سے بعض نے حد قذف کا مطالبہ ترک کر دیا تو باقیماندہ کو حق حاصل ہے کہ وہ حد قذف کا دعویٰ کریں [6]	تمرتاشی
	(ب) میت کو قذف کی صورت میں (اس کا رشتہ دار) اس حد قذف کا مطالبہ تب کر سکتا ہے کہ اس قذف کی وجہ سے مطالبہ کنندہ کی نسب میں طعن واقع ہوتا ہو [7]	ہدایہ
۱۱۲	(میت پر حد قذف کے مطالبہ کے حق میں) بیٹے کی اولاد اور بیٹی کی اولاد ظاہر روایت کے بموجب برابر ہیں [8]	قاضیخان

[1] ... کے متعلق حکم نمبر ۱۰۸/۴۴۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] حکم نمبر ۵۲/۴۴۴، ۱۰۸، ۱۱۳/۴۲۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] جیسا کہ درمختار ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ جنہیں نسب میں طعن واقع ہوتا ہے۔ وہ اصول و فروع ہیں خواہ اوپر یا نیچے تک ہوں۔ پس ان میں ماں اور دادا بھی شامل ہیں۔ البتہ اصول میں سے ماں کا باپ اور ماں کی ماں مستثنیٰ ہیں۔ نیز یہاں نسب سے مراد جزء ہونا ہے۔ خواہ میت ان کی جزء ہو یا وہ میت کی جزء ہوں۔ ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۳ صفحہ ۲۲۶ حکم نمبر ۱۰۸، ۱۱۳/۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) [8] جیسا کہ فتاویٰ قاضیخان علیٰ ہامش عالمگیری ج ۳ صفحہ ۴۷۹ میں ہے۔ حکم نمبر ۱۰۸، ۱۱۱/۲۶۶ مع حاشیہ [illegible]

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
۴۶۶-۱۱۳	ولا یثبت لابی الام ولا لام الام [1] اما الاخوة والاخوات والاعمام والعمات والاخوال والخالات فلیس لهم حق الخصومة [2]	كذا فی المحیط كذا فی شرح الطحاوی
۱۱۴	ولیس للولد ان یطالب بحد القذف اذا کان القاذف اباه وجده وان علا ولا امه ولاجدته	كذا فی الایضاح
۱۱۵	وان قذف اباه او امه او اخاه او عمه فعلیه الحد	كذا فی المبسوط
۱۱۶	رجل قال لابنه یا ابن الزانیة وامه میتة و لها ابن من غیره فجاء یطلب الحد یضرب القاذف الحد	كذا فی المبسوط
۱۱۷	وكذلك ان کان للمیت المقذوف ابنان فصدق احدهما کان للآخر ان یأخذ بالحد وان لم یکن للمقذوف الا ابن واحد فصدقه فی القذف ثم اراد ان یأخذ بالحد لیس له ذلك	كذا فی المبسوط
۱۱۸	قال محمد فی الجامع الصغیر رجل له عبد وله ام حرة مسلمة وقد ماتت فقذف المولی ام العبد فلیس للعبد ان یأخذ المولی بحدها	كذا فی المحیط
۱۱۹	ولو ان رجلین استبا فقال احدهما اما انا فلست بزان ولا امی بزانیة قال لاحد فی هذا	كذا فی فتاوی الكرخی
۱۲۰	ولو قال من قال كذا وكذا فهو ابن الزانیة فقال رجل انا قلت فلا حد علی المبتدئ	كذا فی فتاوی الكرخی
۱۲۱	ولو قال لعبد یا زانی فقال لا بل انت یحد العبد دون الحر ولو کان حرین یحدان جمیعا	كذا فی خزانة المفتین

[1] حکم نمبر ۱۱۱/۴۶۶ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [2] جیساکہ رد المحتار بحوالہ خانیہ لکھا ہے کہ میت کے بھائی، چچا، پھوپھی اور غلام کو حد قذف کے مطالبہ کا حق نہیں ہے ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۳۶ حکم نمبر ۲۰۸، ۱۱۱/۴۶۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] جیساکہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ آقا کو اپنے غلام کے سبب سے اور باپ کو اس کے بیٹے کے سبب سے عقوبت نہیں کی جاتی۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۵۵۔ حکم نمبر ۵۵/۴۶۶ مع حاشیہ و ۶۶/۴۶۳، ۳۱/۴۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] حکم نمبر ۵۵/۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام حد قذف کا بیان	حوالہ
۴۶۶-۱۱۳	(د) (وفات یافتہ مقذوف کی) ماں کے باپ اور ماں کی ماں کو حد قذف کے مطالبہ کا حق ثابت نہیں ہوتا[1] (ب) (وفات یافتہ مقذوف کے) بھائیوں، بہنوں، چچاؤں، پھوپھیوں، ماموؤں اور خالاؤں کو حد قذف کے مطالبہ کا حق نہیں ہے[2]	محیط شرح طحاوی
۱۱۴	اولاد کو حد قذف کے مطالبہ کا حق نہیں ہوتا جبکہ قذف کرنے والا اس کا باپ یا دادا ہو خواہ اوپر کے درجہ تک ہوں (مثلاً پردادا وغیرہ) یا قذف کرنے والی اسکی ماں یا دادی ہو[3]	ایضاح
۱۱۵	اگر کسی شخص نے اپنے باپ یا اپنی ماں یا اپنے بھائی یا اپنے چچا یا اپنی پھوپھی پر قذف کیا تو اسے حد قذف لگائی جائے گی۔	مبسوط
۱۱۶	کسی آدمی نے اپنے بیٹے سے کہا " یا ابن الزانیۃ " (یعنی اے زانیہ کے بیٹے) اور اس کی ماں وفات پا چکی ہے اور اسکی ماں کا ایک اور بیٹا اس کے باپ کے علاوہ (اسکے کسی دوسرے خاوند) سے ہے پس اس نے حد قذف کا مطالبہ کیا تو قاذف کو حد قذف لگائی جائے گی[4]	مبسوط
۱۱۷	(د) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر وفات یافتہ مقذوف کے دو بیٹے ہوں ان دونوں میں سے ایک نے قاذف کی تصدیق کی تو دوسرے بیٹے کو حق حاصل ہے کہ وہ حد قذف کا مطالبہ کردے۔ (ب) اگر وفات یافتہ مقذوف کا ایک ہی بیٹا ہو۔ اس نے قاذف کی تصدیق کی پھر اس نے یہ ارادہ کیا کہ وہ حد قذف کا مطالبہ کردے تو اسے یہ اختیار نہیں ہے[5]	مبسوط
۱۱۸	امام محمدؒ نے جامع صغیر میں لکھا ہے کہ کسی آدمی کا غلام ہے اور اس غلام کی ماں آزاد مسلمان تھی اور وہ وفات پا چکی ہے۔ پھر آقا نے اس غلام کی ماں کو قذف کیا تو غلام کو یہ حق[6] نہیں ہے کہ وہ اپنے آقا سے حد قذف کا مطالبہ کردے۔	محیط
۱۱۹	اگر دو آدمیوں نے باہم گالی گلوچ کیا پس ان میں سے ایک نے یوں کہا کہ " میں تو زانی نہیں ہوں اور نہ میری ماں زانیہ ہے "، تو یوں کہنے پر حد قذف لازم نہیں ہے[7]	فتاوی کرخی
۱۲۰	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ " من قال کذا وکذا فھو ابن الزانیۃ " (یعنی جس شخص نے ایسا ایسا کہا تو وہ زانیہ کا بیٹا ہے) تو ایک آدمی نے کہا کہ " میں نے کہا ہے "، تو اس صورت میں ابتداً میں (مذکورہ کلمہ کہنے والے پر حد قذف نہیں ہے۔	فتاوی کرخی
۱۲۱	(د) اگر کسی شخص نے کسی غلام سے کہا کہ " یا زانی " (یعنی اے زانی) تو غلام نے کہا کہ " لا بل انت " (یعنی نہیں بلکہ تو ہے) تو اس غلام کو حد قذف لگائی جائے گی اور اس آزاد شخص کو حد قذف نہیں لگائی جائے گی[8] (ب) اور اگر مذکورہ صورت میں دونوں آزاد شخص تھے تو ان دونوں کو حد قذف لگائی جائیگی[9]	خزانۃ المفتین

۵ـه حکم نمبر $\frac{55}{466}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٦ـه حکم نمبر $\frac{7}{466}$، $\frac{55}{466}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٧ـه حکم نمبر $\frac{31}{466}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٨ـه حکم نمبر $\frac{7}{466}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ٩ـه حکم نمبر $\frac{150}{466}$ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
۴۶/۴-۱۲۲	ولوقذف اجنبی اجنبیۃ محصنۃ و اقیم علیہ الحد ثم قذفہا غیرہ یقام علیہ الحد ایضا	کذا فی المحیط
۱۲۳	ابن سماعۃ[۱] عن محمد[۲] فی الرقیات اربعۃ شہدوا علی رجل انہ زنی بفلانۃ بنت فلان الفلانیۃ امرأۃ معروفۃ سموھا ووصفوا الزنا واثبتوہ والمرأۃ غائبۃ فرجم الرجل ثم ان رجلا قذف تلک المرأۃ الغائبۃ فخاصمتہ الی القاضی الذی قضی علی الرجل بالرجم قال القیاس ان یحد قاذفہا لکنی استحسن ان لا احد قاذفہا	کذا فی الظہیریۃ
	فی جمع الجوامع وان خاصمت الی قاض آخر یحد الا ان اقام الشاہد بینۃ علی قضاء الاول	کذا فی التتارخانیۃ
۱۲۴	من قذف غیر مرۃ اوزنی غیر مرۃ اوشرب غیر مرۃ فحد مرۃ فہو لذلک کلہ	کذا فی الکافی
۱۲۵	ولوقذف جماعۃ بکلمۃ واحدۃ اوقذف کل واحد منہم بکلام علی حدۃ او فی ایام متفرقۃ فخاصموا ضرب لہم حد واحد وکذا اذا خاصم بعضہم دون بعض فحد فالحد یکون لہم جمیعا وکذا اذا حضر واحد منہم فانما علی القاذف حد واحد لا غیر فان حضر بعد ذلک من لم یخاصم فی قذفہ بطل الحد فی حقہ ولم یحد لہ مرۃ اخری	کذا فی السراج الوہاج
۱۲۶	لوحد القاذف وفرغ من حدہ ثم قذف رجلا آخر فانہ یحد للثانی حد آخر وانما یسقط حد القذف ما قبلہ ولا یسقط ما بعدہ	کذا فی السراج الوہاج

۱؎ زنا کے ثبوت کے متعلق حکم نمبر $\frac{۲۶۱}{}$ میں احکام ملاحظہ ہوں (مترجم) ، ۲؎ حکم نمبر $\frac{۸، ۲۵}{۴۶۴}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) ، ۳؎ جیسا کہ البحرالرائق میں ہے اور لکھا ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس نے مذکورہ جرائم میں سے کوئی ایک جرم بار بار کیا پھر اسے حد لگائی گئی تو وہ حد سب کے لئے قرار پائیگی اور اگر کسی نے سبھی جنس کے جرم کئے مثلاً اسے زنا بھی کیا قذف بھی کیا اور شراب بھی پی تو اس پر ہر جنس کے جرم پر اس کی متعلقہ حد لگائی جائے گی کیونکہ ہر جنس کے جرم کی حد کے اغراض نسب، عزت اور عقل کی حفاظت کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص $\frac{۳۹}{}$ ، ۴؎ حکم نمبر $\frac{۱۲۵ تا ۱۲۸}{۴۶۶}$ ، $\frac{۳۹، ۴۱}{۴۷۱}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) ، ۵؎ حکم نمبر $\frac{۱۲۳}{۴۶۶}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام حد قذف کا بیان	حوالہ
۱۲۲-۴۶۶	اگر کسی اجنبی نے اجنبیہ محصنہ عورت کو قذف کیا اور قاذف پر حد قذف قائم کر دی گئی پھر اسی عورت کو کسی اور نے قذف کیا تو اس دوسرے کو بھی حدِ قذف لگائی جائے گی۔	محیط
۱۲۳	(۱) ابن سماعہؒ نے امام محمدؒ سے الزنیات میں روایت کیا ہے کہ چار مردوں نے کسی مرد پر گواہی دی کہ اس نے فلانہ بنت فلاں سے زنا کیا ہے اور وہ فلانہ عورت جانی پہچانی ہے انہوں نے اس کا نام لیا زنا کو بیان کیا اور اسے ثابت کیا اور وہ عورت غائب تھی پس اس مرد کو رجم کیا گیا ۲ھ پھر کسی آدمی نے اس غائب عورت کو قذف کیا تو اس عورت نے اس قاضی کے ہاں حد قذف کا دعوی کیا جس نے اس مرد پر رجم کا فیصلہ دیا تھا تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ اس عورت کے قاذف کو حد قذف لگائی جائے لیکن از روئے استحسان میں یہ حکم دوں گا کہ اس کے قاذف کو حد قذف نہ لگائی جائے۔	ظہیریہ
	(ب) الجمع الجوامع میں ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں) اس عورت نے کسی اور قاضی کے ہاں حد قذف کا دعوی کیا تو قاذف کو حد قذف لگائی جائے گی۔ لیکن اگر وہ قاذف پہلے قاضی کے فیصلہ پر گواہی کے لئے گواہ قائم کرے تو پھر یہ حکم نہیں ہے۔	تتارخانیہ
۱۲۴	جس شخص نے کئی بار قذف کیا، یا اس نے کئی بار زنا کیا یا اس نے کئی بار شراب پی پھر ایک دفعہ اسے (متعلقہ) حد لگائی گئی تو وہ حد (متعلقہ ۳ھ) سب جرائم کے لئے قرار پائے گی۔	کافی
۱۲۵	(۱) اگر کسی شخص نے کسی جماعت کو ایک کلمہ سے قذف کیا یا اس جماعت میں سے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ کلام سے قذف کیا یا اس جماعت کو متفرق دنوں میں قذف کیا پھر انہوں نے اس پر حد قذف کا دعوی کیا تو اس جماعت کے سب لوگوں کے حق کے لئے اس قاذف کو ایک حدِ قذف لگائی جائے گی۔ (ب) اسی طرح اگر اس جماعت کے بعض لوگوں نے حد قذف کا دعوی کیا اور بعض نے نہ کیا پھر اسے حد قذف لگائی گئی تو وہ حد اس جماعت کے سب لوگوں کے حق کے لئے قرار پائے گی۔ (ج) اسی طرح اگر اس جماعت میں ایک شخص حاضر ہوا (اور حد قذف کا دعوی کیا) تو قاذف پر ایک ہی حد قذف لگائی جائے گی اور نہیں پس اگر اس کے بعد ایسا شخص حاضر ہوا (اور حد قذف کا دعوی کیا) جس نے پہلے اس کے قذف پر حد قذف کا دعوی نہ کیا تھا تو اس کے حق کے لئے حد قذف باطل قرار پائے گی۔ اور قاذف کو ایک بار اور حد قذف نہ لگائی جائے گی ۴ھ	سراج وہاج
۱۲۶	(۱) اگر قاذف کو حد قذف کی سزا دے دی گئی وہ اس حد سے فارغ ہو گیا پھر اس نے کسی اور آدمی کو قذف کیا تو اس پر اس دوسرے کے حق کے لئے ایک اور حد قذف لگائی جائے گی (ب) اور حد قذف اپنے ماقبل کی حد قذف کو باطل کر دیتی ہے اور وہ اپنے مابعد لازم ہونے والی حد قذف کو باطل نہیں کرتی ۵ھ	سراج وہاج

۵ھ اور ردالمحتار میں ہے کہ سراج المختار نے لکھا ہے کہ میرے ہاں صواب یہی ہے جیسا کہ الفتح میں ہے کہ اگر کسی پر حد قذف لگا دی گئی پھر قاذف نے مقذوف کو پہلے زنا کے الزام کے علاوہ دوسرا کیسا اسے ایک اور زنا کا قذف کیا تو اس قاذف کو دوبارہ حد قذف لگائی جائیگی۔ جیسا کہ اگر اس قاذف نے کسی اور شخص کو قذف کیا تو اسے دوبارہ حد قذف لگائی جائیگی۔ اسلئے کہ پہلی حد قذف سے مابعد کی حد قذف کی تکذیب یا مقذوف سے دفع عار حاصل نہیں ہوتی۔ اور اگر کسی پر حد قذف لگا دی گئی پھر اس قاذف نے مقذوف کو اسی زنا کا قاذف کیا یا اسنے اس مقذوف کو مطلقاً قذف کیا تو اس قاذف کو دوبارہ حد قذف نہ لگائی جائیگی۔ اسلئے کہ محدود فی القذف اپنے آپکو سچا دکھانے کیلئے اس الزام کا تکرار کیا کرتا ہے جیسا کہ ابوبکرہ نے حضرت مغیرہؓ پر قذف کیا اور حضرت عمرؓ نے حد قذف لگائی تو ابوبکر بعد میں بھی اس الزام کو دھراتا تھا جس پر حضرت عمرؓ نے ان کو دوبارہ حد قذف لگانے کا ارادہ حضرت علیؓ کے روکنے سے ترک کر دیا تھا۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص ۲۴۲۔ حکم نمبر ۱۲۴ / ۱۲۷۰ / ۲۹۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
۱۲۶-۱۲۷	لو ضرب للزنا او للشرب بعض الحد فهرب ثم زنى او شرب ثانيا حد حدا مستأنفا ولو كان ذلك في القذف ينظر فان حضر الاول الى القاضي يتمم الاول ولا شئ للثاني وان حضر الثاني وحده يجلد جلدا مستأنفا للثاني وبطل الاول	كذا في التبيين
۱۲۸	وان اجتمعت على واحد اجناس مختلفة بان قذف وزنى وسرق وشرب يقام عليه الكل ولا يوالى بينهما خيفة الهلاك بل ينتظر حتى يبرأ من الاول فيبدأ بحد القذف اولا لان فيه حق العبد ثم الامام بالخيار ان شاء بدأ بحد الزنا وان شاء بالقطع وثم حد الشرب ولو كان مع هذه جراحة توجب القصاص بدأ بالقصاص ثم حد القذف ثم الاقوى فالاقوى	كذا في التبيين
۱۲۹	لو قال كلكم زان الا واحدا حد لان اصل القذف كان موجبا فكان لكل واحد منهم ان يدعي ما لم يعين المستثنى	كذا في فتاوى الكبرى
۱۳۰	عبد قذف حرا فاعتق فقذف آخر فاجتمعا ضرب ثمانين ولو جاء الاول فضرب اربعين ثم جاء به الآخر تمم له الثمانين ولو قذف آخر قبل ان يأتي به الثاني فالثمانون تكون لهما ولا يضرب الثمانين مستأنفا لان ما بقي تمامه حد الاحرار فيجاز ان يدخل فيه الاحرار	كذا في فتح القدير

۱ حکم نمبر ۳۹/۳۶۱ مع حاشیہ و حکم نمبر ۱۲۸/۳۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ چنانچہ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ قاذف کو حد قذف لگائی گئی اسکے بعد اس نے کسی اور کو قذف کیا تو اس قاذف کو دوسرے مقذوف کے حق کیلئے پھر حد قذف لگائی جائیگی اور اگر قاذف کو حد قذف میں نواسی (۸۹) کوڑے لگائے (یعنی صرف ایک کوڑا لگانا باقی تھا) کہ پھر اس قاذف نے کسی اور کو قذف کیا تو اسے آخری ایک کوڑا ہی لگایا جائیگا مزید نہیں۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری ج ۳ ص ۲۷۹ اور جیسا کہ درمختار میں ہے اور ردالمحتار میں بحوالہ الجوہرہ لکھا ہے کہ حد قذف میں اصول یہ ہے کہ جب پہلی حد قذف میں سے کچھ سزا باقی ہو اور وہ قاذف کسی اور کو قذف کرے تو پہلی حد کی بقیہ سزا مکمل کی جائیگی اور (تداخل کی وجہ سے) اس دوسرے قذف سے از سر نو حد قذف لازم نہ ہوگی۔ اور بحوالہ البحر والنہر لکھا ہے کہ یہ حکم تب ہے کہ پہلا مقذوف اور دوسرا مقذوف دونوں حاضر ہوں۔ اور بحوالہ المحیط والتبیین لکھا ہے کہ (مذکورہ صورت میں) اگر پہلا مقذوف اور دوسرا

دفعات/شق نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام حد قذف کا بیان	حوالہ
۱۲۷-۴۶۶	(ا) اگر کسی شخص کو زنا یا شراب خوری کی بعض حد لگائی گئی تو وہ بھاگ گیا پھر اس نے زنا کیا یا شراب پی تو اسے وہ حد از سرِ نو لگائی جائے گی ؎۱ (ب) اور اگر حد قذف میں مذکورہ صورت پیش آئی (یعنی قاذف پر بعض حد قذف لگائی تو وہ بھاگ گیا اور کسی اور کو قذف کیا) تو دیکھا جائے گا اگر پہلا مقذوف قاضی کے ہاں حاضر ہوا تو پہلی حد قذف سے (بقیہ) حد پوری کر دی جائے گی اور دوسرے کے لئے کچھ نہ ہوگا ؎۲ اور اگر دوسرا مقذوف اکیلے آیا (اور حد قذف کا مطالبہ کیا) تو قاذف کو دوسرے قذف کی وجہ سے از سر نو حد قذف لگائی جائے گی اور (پہلے مقذوف کے حق سے لازم شدہ بقیہ) پہلی حدِ قذف باطل قرار پائے گی ؎۳	تبیین
۱۲۸	اگر ایک شخص پر مختلف جنسوں ؎۴ کی حدیں جمع ہو جائیں مثلاً اس نے قذف کیا اور زنا کیا اور چوری کی اور شراب بھی پی تو اس پر سب حدیں قائم کی جائیں گی۔ البتہ اس کے ہلاک ہونے کے خوف سے وہ حدیں پے در پے قائم نہ کی جائیں گی بلکہ انتظار کیا جائے گا کہ پہلی قائم شدہ حد سے تندرست ہو جائے۔ پس اسے پہلے حد قذف لگانے سے ابتداء کی جائے گی اس لئے کہ اس میں حق العبد کی اہمیت (زیادہ ملحوظ) ہے اس کے بعد حاکم وقت کو اختیار حاصل ہے کہ وہ چاہے تو پہلے زنا کی حد جاری کرے اور چاہے تو (چوری یا رہزنی کی حدمیں) عضو کاٹنے کی حد لگائے اور شراب خوری کی حد مؤخر کی جائے گی (ب) اور اگر مذکورہ حدود کے ساتھ اس کے ذمہ زخم ہو جو قصاص (یعنی بدلہ بھی) واجب کرتا ہو تو پہلے وہ قصاص لیا جائے گا پھر حد قذف لگائی جائے گی پھر باقی حدوں میں سے زیادہ قوی اور اس کے بعد زیادہ قوی کی ترتیب سے حدیں لگائی جائیں گی۔	تبیین
۱۲۹	اگر کسی شخص نے یوں کہا " کلکم زان الا واحدا " (یعنی تم سب زانی ہو مگر ایک) تو یوں کہنے سے اسے حد قذف نہ لگائی جائے گی اس لئے کہ قذف حد قذف واجب کرنے والا ہے۔ پس جب تک وہ مستثنیٰ (یعنی مگر ایک) کو معین نہ کرے ان میں سے ہر ایک کو حد قذف کے دعویٰ کا حق حاصل ہے ؎۵	فتاوی کبری
۱۳۰	کسی غلام نے کسی آزاد شخص کو قذف کیا پھر وہ غلام آزاد کیا گیا اور پھر کسی اور کو قذف کیا پھر دونوں مقذوف اکٹھے آئے (اور اس پر حد قذف کا دعویٰ کیا) تو اس قاذف کو (کل) اسی کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر پہلے پہلا مقذوف آیا (اور اس نے حد قذف کا دعویٰ کیا) تو اس قاذف کو ؎۶ (غلام کی حد قذف میں) چالیس کوڑے لگائے گئے پھر دوسرے مقذوف نے حد قذف کا دعویٰ کیا تو اسکے حق کیلئے اسی کوڑے پورے کر دئے جائینگے (یعنی چالیس اور لگائے جائیں گے) اور اگر اس قاذف نے دوسرے مقذوف کے دعویٰ سے پہلے ایک اور کو بھی قذف کیا تو وہ اسی کوڑے ان دونوں کے حق کیلئے قرار پائیں گے اور قاذف کو از سر نو اسی کوڑے نہیں مارے جائیں گے اسلئے کہ باقیماندہ آزاد قاذف کی حد قذف کو پورا کرنا ہے پس اس میں آزاد قاذف کی حد قذف کا تداخل جائز ہے۔	فتح قدیر

مقذوف دونوں آئے یا صرف پہلا مقذوف آیا تو پہلی حد قذف سے بقیہ پوری کیجائیگی اور تداخل کیوجہ سے دوسرے قذف کیلئے کچھ نہ ہوگا اور اگر صرف دوسرا مقذوف آیا تو اسکے لئے قاذف کو از سرنو حد قذف لگائی جائیگی اور پہلی حد قذف کی تکمیل کا دعویٰ نہ ہونے کیوجہ سے بقیہ پہلی حد باطل قرار پائے گی۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۲۳ حکم نمبر ۱۲۵/۴۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۳ حکم نمبر ۱۲۷/۱۱۰ ملاحظہ ہو (مترجم)، ؎۴ حکم نمبر ۱۲/۴۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ؎۵ البتہ جماعت کو قذف کرنے کے متعلق حکم نمبر ۱۲۵/۴۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم)، ؎۶ حکم نمبر ۱۳۶/۴۲۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات/حکم نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
۴۶۶-۱۳۱	اذا حد المسلم فی قذف سقطت شہادته علی التابید عندنا وان تاب لا تقبل الا فی الدیانات	کذا فی شرح الطحاوی
۱۳۲	اذا حد الکافر فی قذف لم یجز شہادته علی اهل الذمة فان اسلم قبلت شہادته علیهم وعلی المسلمین	کذا فی الهدایة
۱۳۳	وان ضرب سوطا فی قذف ثم اسلم ثم ضرب ما بقی جازت شہادته وعن ابی یوسف[۱] انه ترد شہادته اذ الاقل[۲] تابع للاکثر والاول اصح	کذا فی الهدایة
۱۳۴	ان قذف فی حالة الکفر فحد فی حالة الاسلام بطلت شہادته علی التابید	کذا فی شرح الطحاوی
۱۳۵	ولو حد العبد حد القذف ثم اعتق وتاب لا تقبل شہادته علی التابید	کذا فی شرح الطحاوی
۱۳۶	ولو قذف حالة الرق ثم اعتق فانه یقام علیه حد العبید	کذا فی شرح الطحاوی
۱۳۷	ولو ضرب المسلم بعض الحد ثم هرب قبل تمامه ففی ظاهر الروایة تقبل شہادته ما لم یضرب جمیعه	کذا فی السراج الوهاج
۱۳۸	فی المبسوط الصحیح من المذهب عندنا انه اذا اقام اربعة من الشهود علی صدقه بعد الحد تقبل شہادته	کذا فی فتح القدیر
۱۳۹	اذا زنی المقذوف قبل ان یقام الحد علی القاذف او وطی وطأ حراما غیر مملوک فقد سقط الحد عن القاذف	کذا فی المبسوط
۱۴۰	وکذلک اذا ارتد المقذوف وان اسلم بعد ذلک فلا حد علی القاذف وکذلک ان کان معتوها ذاهب العقل	کذا فی المبسوط

[۱] حکم نمبر ۶۹/۴۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] ہدایہ سے ماخوذ حکم ہذا کی عربی عبارت فتاوی عالمگیری مطبوعہ امیریہ، میمنیہ مصری میں یوں تھی "والاقل" اور اصل ماخذ ہدایہ میں یوں ہے "اذ الاقل" ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۵۹ اور چونکہ اصل ماخذ کی عبارت زیادہ صحیح ہے لہذا وہی درج ہے (مترجم) [۳] اور ہدایہ میں لکھا ہے کہ اسلئے کہ حد قذف سے گواہی کا رد ہونا پوری حد قذف پر ہوتا ہے اور مذکورہ صورت میں اسپر اسلام کے بعد بعض حد لگی ہے لہذا اسکی گواہی رد نہ ہوگی مفہوم

دفعات شق نمبر	ساتواں باب ۔ حد قذف اور تعزیر کے احکام — حد قذف کا بیان	حوالہ
۴۶۶-۱۳۱	جب کسی مسلمان کو حد قذف لگائی گئی تو ہمارے ہاں اُسکی گواہی (معاملات میں) ہمیشہ کے لئے ساقط ہوگئی اگرچہ وہ توبہ کرلے لیکن (توبہ کے بعد) عبادات میں اس کی گواہی ساقط ہونے کا مذکورہ حکم نہیں ہے [1]	شرح طحاوی
۱۳۲	جب کسی کافر کو حد قذف لگائی گئی تو اس کی گواہی ذمی کافروں پر جائز نہ ہوگی پھر اگر وہ اسلام لے آیا تو اس کی گواہی ذمی کافروں اور مسلمانوں سب پر مقبول ہوگی ۔	ہدایہ
۱۳۳	(الف) اگر کسی کافر کو حد قذف میں ایک کوڑا مارا گیا پھر وہ مسلمان ہوگیا پھر اسے باقیماندہ حد لگائی گئی تو اسکی گواہی جائز ہوگی (ب) اور امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ اسکی گواہی رد ہوگی اس لئے کہ کم (تعداد میں کوڑوں کی سزا) زیادہ (تعداد میں کوڑوں کی سزا) کی ذیل میں ہے (ج) اور پہلا حکم زیادہ صحیح ہے [3]	ہدایہ
۱۳۴	اگر کسی شخص نے کفر کی حالت میں قذف کیا اور پھر اسلام کی حالت میں اسے حد قذف لگی تو اسکی گواہی ہمیشہ کے لئے باطل ہوگئی [4]	شرح طحاوی
۱۳۵	اگر کسی غلام کو حد قذف لگائی گئی پھر وہ غلام آزاد ہوگیا اور اس نے توبہ کی تو اسکی گواہی ہمیشہ کے لئے مقبول نہ ہوگی [5]	شرح طحاوی
۱۳۶	اگر کسی شخص نے غلام ہونے کی حالت میں قذف کیا پھر وہ آزاد کردیا گیا تو اس پر حد قذف میں وہ حد قائم کی جائے گی جو غلام کے لئے ہے [6]	شرح طحاوی
۱۳۷	اگر کسی مسلمان کو حد قذف میں سے بعض حد لگائی گئی پھر وہ حد پوری ہونے سے پہلے بھاگ گیا تو ظاہر روایت کے بموجب جب تک اسے حد قذف کے پورے کوڑے نہ لگائے جائیں اسکی گواہی مقبول ہوگی [7]	سراج وہاج
۱۳۸	مبسوط میں ہے کہ ہمارے ہاں تحقیق میں صحیح حکم یہ ہے کہ جب کسی شخص پر حدِ قذف لگنے کے بعد اسنے اپنے قذف کی سچائی پر چار گواہ قائم کردئے تو اسکی گواہی مقبول ہوگی [8]	فتح قدیر
۱۳۹	جب مقذوف نے قاذف کو حدِ قذف لگائے جانے سے پہلے زنا کا ارتکاب کیا یا غیر مملوک سے حرام وطی کی تو قاذف سے حد قذف ساقط ہوگئی [9]	مبسوط
۱۴۰	(الف) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب (قاذف کو حد قذف لگائے جانے سے پہلے) مقذوف مرتد ہوگیا (تو قاذف سے حدِ قذف ساقط ہو جائے گی) (ب) اور اسی طرح اگر مقذوف ایسا مخبوط الحواس ہو جائے کہ اس کی عقل جاتی رہے (تو قاذف سے حد قذف ساقط ہو جائے گی) [10]	مبسوط

[1] ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۵۹ [2] حکم نمبر ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶ / ۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر ۱۳۳ / ۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر ۱۳۳ / ۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] غلام کیلئے حد قذف کے متعلق حکم نمبر ۲ / ۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] حکم نمبر ۱۳۳ / ۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] حکم نمبر ۹۸ / ۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [9] حکم نمبر ۷ / ۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [10] حکم نمبر ۷ / ۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — حد القذف	حوالہ
۴۶۶-۱۴۱	ویسقط الحد عن القاذف بتصدیق المقذوف او بان یقیم اربعة علی زنا المقذوف سواء اقامها قبل الحد او فی خلاله علی احدی الروایات	کذا فی السراج الوهاج
۱۴۲	ولایقبل منه اقل من اربعة شهود فان جاء بهم فشهدوا علی المقذوف بزنا متقادم درأت عنه الحد استحسانا وان جاء بثلاثة فشهدوا علیه وقال القاذف انا رابعهم لم یلتفت الی کلامه ویقام علیه وعلی الثلاثة الحد وان شهد رجلان او رجل وامرأتان علی اقرار المقذوف بالزنا یدرأ الحد عن القاذف وعن الثلاثة	کذا فی المبسوط
۱۴۳	اذا مات المکاتب وترک وفاء وادیت مکاتبته وحکم بعتقه فی آخر جزء من اجزاء حیاته وقسم الباقی بین ورثته الاحرار ثم قذفه رجل لایحد	کذا فی المحیط
۱۴۴	من دخل الینا بامان من اهل الحرب فقذف رجلا مسلما یجب الحد علیه وهو قول ابی حنیفة الآخر وهو قولهما	کذا فی شرح الطحاوی
۱۴۵	حد القذف یفارق حد الزنا فان حد القذف لا یسقط بالتقادم وحد الزنا والشرب یسقط	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۴۶	ولایقام حد القذف الا بطلب المقذوف	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۴۷	ولاتقبل البینة علیه الا بعد الدعوی	کذا فی فتاوی قاضیخان

۱ حکم نمبر ۴۸/۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ متقادم کے متعلق حکم نمبر ۸۷، ۸۸/۴۶۴، ۱۳۵/۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ حکم نمبر ۲/۴۶۴ مع حاشیہ، ۴۰/۴۶۴، ۱۴۷/۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ حکم نمبر ۲، ۷/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ غالباً اس لئے کہ اس صورت میں اس مکاتب کے لئے اسکی موت کے بعد اس کے آخری جزء حیات میں عتق کا حکم تقسیم وراثت وغیرہ کیلئے ضرورۃ ہے جو اپنے موقف پر پابند رہے گا اسکے عتق کے مفروضہ قضیہ سے اسے محصن قرار دیکر اسکے قاذف پر حد قذف لازم نہ ہوگی کیونکہ شبہ کے جگہ پانے سے قد دور ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب حکم نمبر ۷/۴۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶ مستأمن شخص پر حد زنا کے متعلق حکم نمبر ۴۵، ۴۷/۴۶۳ مع حاشیہ اور اس پر حد الشرب کے متعلق حکم نمبر ۷/۴۶۵ ملاحظہ ہوں جنانچہ البحر الرائق

دفعات شقی نمبر	ساتواں باب ۔ حدِ قذف اور تعزیر کے احکام — حدِ قذف کا بیان	حوالہ
۴۶۶-۱۴۱	(و) مقذوف قاذف کے قذف کی تصدیق کر دے تو قاذف سے حدِ قذف ساقط ہو جاتی ہے (ب) یا قاذف مقذوف کے زنا پر چار مرد گواہ قائم کر دے تو بھی قاذف سے حدِ قذف ساقط ہو جاتی ہے خواہ قاذف حدِ قذف سے پہلے گواہ قائم کرے یا منجملہ روایت میں سے ایک روایت کے بموجب حدِ قذف کے درمیان گواہ قائم کرے تب بھی قاذف سے حدِ قذف ساقط ہو جاتی ہے ۱ھ	سراج وہاج
۱۴۲	(ا) (مقذوف کے زنا پر) قاذف سے چار گواہوں سے کم قبول نہ ہوں گے پس اگر قاذف چار گواہ لایا اور انہوں نے مقذوف کے اس زنا پر گواہی دی جو متقادم ۲ھ (یعنی زائد المیعاد ہو چکا) ہے تو قاذف سے از روئے استحسان حدِ قذف ہٹائی جائے گی (ب) اور اگر قاذف تین گواہ لایا۔ پس انہوں نے مقذوف کے زنا پر گواہی دی اور قاذف نے کہا کہ میں چوتھا گواہ ہوں تو اس کے اس کلام پر التفات نہ ہوگا اور قاذف پر اور ان تینوں گواہوں پر حدِ قذف لگائی جائے گی ۳ھ (ج) اور اگر دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں نے یہ گواہی دی کہ مقذوف نے زنا کا اقرار کیا ہے تو قاذف سے اور ان تین گواہوں سے حدِ قذف ہٹا دی جائے گی ۴ھ	مبسوط
۱۴۳	جب مکاتب غلام وفات پا گیا اور وہ اتنا مال چھوڑ گیا جو اس کی مکاتبت کے مال کی ادائیگی کے لئے کافی ہے پس اس کی مکاتبت کا مال ادا کر دیا گیا اور اس کے اجزائے حیات میں سے آخری جز میں اسکے آزاد قرار پانے کا حکم دیا گیا اور باقی مال اس کے آزاد وارثوں میں تقسیم کر دیا گیا پھر کسی آدمی نے اسے قذف کیا تو اس قاذف پر حدِ قذف نہ لگائی جائے گی ۵ھ	محیط
۱۴۴	اہل حرب کافروں میں سے جو شخص ہمارے ہاں امان لیکر داخل ہوا پھر اس نے کسی مسلمان شخص کو قذف کیا تو اس پر حدِ قذف واجب ہوگی۔ امام ابو حنیفہؒ کا آخری قول یہی ہے اور یہی قول امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا ہے ۶ھ	شرح طحاوی
۱۴۵	حدِ قذف اور حدِ زنا کے احکام میں (کئی امور میں) فرق ہے۔ اس لئے کہ حدِ قذف تقادم (یعنی زائد المیعاد ہونے) سے ساقط نہیں ہوتی اور زنا اور شراب خوری کی حد تقادم سے ساقط ہو جاتی ہے ۷ھ	قاضیخان
۱۴۶	حدِ قذف مقذوف کے مطالبہ کے بغیر قائم نہیں کی جاتی ۔ ۸ھ	قاضیخان
۱۴۷	قذف پر گواہی بھی قذف کے دعوی کے بعد ہی مقبول ہوتی ہے ۹ھ	قاضیخان

میں ہے کہ حاصل یہ ہے کہ مستامن پر حدِ قذف بالاتفاق واجب ہے۔ اور شراب نوشی کی حد بالاتفاق واجب نہیں ہے اور زنا اور چوری کی حد واجب نہیں مگر اس میں امام ابو یوسفؒ کا اختلاف ہے (یعنی امام ابو یوسفؒ کے ہاں مستامن پر زنا کی حد ہے) ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۳۹ (مترجم)

۷ھ حکم نمبر ۸۵/۴۶۴ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ۸ھ حکم نمبر ۲/۴۶۲ کا پانچواں حاشیہ، ۳۲/۴۶۲ کا حاشیہ و حکم نمبر ۱۵۱/۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۹ھ حکم نمبر ۹۸/۴۶۶، ۱۴۲/۴۶۶ مع پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف و التعزیر — حد القذف	حوالہ
۱۴۸-۴۶۶	ولا یسقط هذا الحد بعد العفو و الابراء بعد ثبوته وكذا اذا عفى قبل الرفع الى القاضى	كذا فى فتاوى قاضيخان
۱۴۹	وكذا لو صالح عن القذف على مال يكون باطلا يرد المال عليه و له ان يطالبه بالحد بعد ذلك عندنا	كذا فى فتاوى قاضيخان
۱۵۰	ويقيمه القاضى بعلمه اذا علم فى ايام قضائه وكذا لو قذفه بحضرة القاضى حده وان علم القاضى قبل ان يستقضى ثم ولى القضاء ليس له ان يقيمه حتى يشهد به عنده	كذا فى فتح القدير
۱۵۱	و لو ترك المقذوف المطالبة فذلك حسن وكذلك يستحسن من الحاكم اذا رفعه اليه ان يقول للمدعى قبل ان يثبت "اعرض عن هذا"	كذا فى الايضاح
۱۵۲	ويجوز التوكيل باثبات الحدود من الغائب فى قول ابى حنيفةؒ و محمدؒ والاجماع على انه لا يصح باستيفاء الحد	كذا فى فتح القدير

سلہ جیسا کہ البحر الرائق میں ہے نیز لکھا ہے کہ مقذوف کے عفو سے تو حد قذف ساقط نہیں ہوتی مگر جب مقذوف نے مطالبہ ترک کر دیا تو یہ حد قائم نہ ہوگی (حکم نمبر ۱۱۰/۴۶۶ ملاحظہ ہو) اور اگر مقذوف واپس آیا اور حد قذف کا مطالبہ کیا تو حد قذف قائم کی جائے گی نیز لکھا ہے کہ اگر مقذوف یہ کہے کہ قاذف نے قذف نہیں کیا یا یہ کہے کہ میرے گواہوں نے جھوٹ کہا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر حد قذف نہ ہوگی) نیز لکھا ہے کہ قاذف کے اقرار سے قذف ثابت ہو تو اس کے رجوع سے حد قذف باطل نہیں ہوتی۔ ماخوذ البحر الرائق

دفعات/دفعہ نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام — حد قذف کا بیان	حوالہ
۱۴۸-۱۴۷-۱۴۶	حدِ قذف ثابت ہو جانے کے بعد قاذف کو معاف کر دینے یا اسے اس الزام سے بری الذمہ قرار دینے سے ساقط نہیں ہوتی - اسی طرح اگر قاذف کو حاکم مجاز کے ہاں لے جانے سے پہلے (مقذوف نے) معاف کر دیا تب بھی ساقط نہ ہوگی (اور مقذوف کو حد قذف کے مطالبہ کا حق باقی رہے گا) ؎۱	قاضیخان
۱۴۹	اسی طرح اگر قذف کیمتعلق کسی مال پر باہم صلح ہوگئی تو وہ باطل ہے مقذوف قاذف کو مال صلح واپس کرے گا اور مقذوف کو اس کے بعد یہ اختیار حاصل رہیگا کہ وہ حد قذف کا مطالبہ کرے یہ حکم ہمارے ہاں ہے -	قاضیخان
۱۵۰	(۱) حد قذف قاضی (یعنی حاکم مجاز) اپنے علم کی بنا پر قائم کر سکتا ہے ؎۲ جبکہ اسے اس کا علم ایام قضا میں (یعنی عہدہ قضا پر فائز ہونے کے دوران) ہوا ہو (ب) اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی کو قاضی (یعنی حاکم مجاز) کے سامنے قذف کیا تو قاضی اسے حد قذف لگا سکے گا - ؎۳ (ج) اگر کسی قاضی کو عہدہ قضا پر فائز ہونے سے پہلے قذف کا علم ہوا پھر وہ قاضی مقرر ہوا تو (اس صورت میں) اسے (اپنی علم کی وجہ سے) قاذف پر حد قذف لگانے کا اختیار نہیں ہے جب تک کہ اس کے سامنے اس کے قذف پر گواہی نہ دی جائے	فتح قدیر
۱۵۱	(۱) اگر مقذوف حدِ قذف کا مطالبہ ترک کر دے تو یوں کرنا اچھا ہے (ب) اور اسی طرح حاکم مجاز کیلئے بھی یہ اچھا ہے کہ جب اس کے پاس حد قذف کا دعویٰ آئے تو اس کے ثابت ہونے سے پہلے مدعی کو یوں کہے کہ "اس سے درگذر کر دے"	ایضاح
۱۵۲	(۱) امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب حدود کو ثابت کرنے کے لئے غائب (مدعی) کی طرف سے وکیل بنانا جائز ہے - (ب) اس پر اجماع ہے کہ حد کی سزا لینے (یعنی حد کے نفاذ) میں (مدعی علیہ کی طرف سے) وکیل بنانا صحیح نہیں ہے ؎۴	فتح قدیر

ج ۵ ص ۳۰ ملخصاً نیز حکم نمبر ۹/۳۶۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۲ جیسا کہ فتاویٰ شامیہ میں ہے - چنانچہ لکھا ہے کہ اگر قاضی (یعنی حاکم مجاز) نے دیکھا کہ کسی شخص نے زنا کیا یا شراب پی تو ازروئے استحسان قاضی اپنے علم کی بنا پر اس شخص کو حد نہ لگائیگا (حکم نمبر ۳۷/۳۶۱ ملاحظہ ہو) اور امام محمدؒ کے ہاں قذف و قصاص پر قیاس کرتے ہوئے قاضی اسے حد لگائیگا اور استحسان کی وجہ یہ ہے کہ قیاس مع الفارق ہے! اسلئے کہ زنا اور شراب نوشی کی حد میں مطالبہ کنندہ مخصوص نہیں (حکم نمبر ۲۵/۳۶۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو) انکا استیفاء ابتداءً قاضی پر ہے اور قاضی مامور ہے کہ وہ پردہ داری اور حد ساقط کی کوشش کرے (حکم نمبر ۱۹۰۱۶/۳۶۱ ملاحظہ ہو) پس اگر قاضی پردہ داری بھی کرے اور اپنے علم کی بنا پر حد بھی لگائے تو اس پر الزام آئیگا لہذا وہ محض اپنے علم کی بنا پر مذکورہ حدود نافذ نہ کریگا اور حد قذف میں ایسا نہیں ہے - اس لیے کہ اس میں مطالبہ کنندہ ضروری ہے (حکم نمبر ۱۴۲،۱۱،۲۰۲/۳۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں) پس اگر قاضی اپنے علم کی بنا پر حد قذف نافذ کرے تو اس پر الزام نہ آئیگا - ماخوذ از درمختار ور دالمحتار ج ۳ ص ۲۴۳ نیز حکم نمبر ۶۹،۱۱،۱۲/۳۶۲ - ۳/۳۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں ؎۳ چنانچہ درمختار میں ہے کہ اگر دو شخصوں نے ایک دوسرے کو قذف کیا تو حق اللہ تعالیٰ کی اہمیت کی وجہ سے ادل بدل نہ قرار پائیگا اور دونوں پر حد قذف لازم ہوگی (حکم نمبر ۱۲۱/۳۶۲ ملاحظہ ہو) اور اگر دو شخصوں نے ایک دوسرے کو خبیث کہا تو ادل بدل قرار پائیگا (حکم نمبر ۲۲/۳۶۲ کا حاشیہ ۲، ۱۹،۱۱،۲۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں) اور اگر دو شخصوں نے ایکدوسرے کو ضرب لگائی تو نسبتوں میں مساوات نہ ہو سکنے کی وجہ سے ادل بدل نہ قرار پائیگا! اور اگر دو شخصوں نے ایکدوسرے کو گالی دی تو ادل بدل نہ قرار پائیگا اسلئے کہ اسمیں مجلس شرع کی ہتک کا حق بھی ہے اور رد المحتار میں بحوالہ النہر لکھا ہے کہ قاضی کے سامنے ایکدوسرے کو ایسی گالی دینے والوں کو بنا بر قاضی معاف نہ کر سکیگا اور بحوالہ الولوالجیۃ لکھا ہے کہ اگر قاضی انہیں تعزیری سزا دے تو حسن ہے اور اگر معاف کر دے تو بھی حسن ہے اور بحوالہ القنیۃ لکھا ہے کہ اگر تعزیری سزا بنا بر حق اللہ تعالیٰ ہو تو قاضی معاف کر سکتا ہے (حکم نمبر ۲۲/۳۶۲ ملاحظہ ہو) اور اگر بنا بر حق العبد ہو تو صاحب حق معاف کر سکتا ہے - اور پھر صاحب رد المحتار نے الولوالجیۃ کے مذکورہ حکم کی تائید میں لکھا ہے کہ ظاہر یہی ہے کہ قاضی کے سامنے ایکدوسرے کو ایسی گالی دینے میں حق شرع اور حق العبد یعنی قاضی کا حق دونوں جمع ہیں اور حق العبد کی اہمیت کو ترجیح دیتے ہوئے حق عبد قرار پا کر قاضی معاف کر سکیگا - ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۳۹ - حکم نمبر ۳۷/۳۶۱ ملاحظہ ہو - نیز تعزیر

؎۴ حکم نمبر ۱۹/۳۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

بحق اللہ تعالیٰ ... کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف و التعزیر — التعزیر	حوالہ
	فصل فی التعزیر دفعات ۴۶۷ تا ۴۶۷ عنوان ۱ تعداد شق ۶۵	
۴۶۷	**التعزیر** تعداد شق ۶۵	
۱	وهو تأديب دون الحد و يجب فی جناية ليست موجبة للحد	كذا فی النهاية
۲	وينقسم الى ما هو حق الله تعالى وحق العبد والاول يجب على الامام ولا يحل له تركه الا فيما اذا علم انه انزجر الفاعل قبل ذلك ويتفرع عليه انه يجوز اثباته بمدع شهد به فيكون مدعيا شاهدا اذا كان معه آخر	كذا فی النهر الفائق
۳	قالوا لكل مسلم اقامة التعزير حال مباشرة المعصية و اما بعد المباشرة فليس ذلك لغير الحاكم قال فی القنية رأى غيره على فاحشة موجبة للتعزير فعزره	

ـــــه تعزیر کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱}{۴۵۴}$ کے حاشیہ کا نمبر "د" ملاحظہ ہو۔ چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ حدود مقررہ عقوبات ہیں اور تعزیرات غیر مقررہ عقوبات ہیں۔ جو امام (یعنی حاکم مجاز) کی رائے پر ہیں۔ نیز حد کا نفاذ شبہ متحقق ہونے سے ہٹ جاتا ہے مگر تعزیری سزا کا نفاذ شبہ کے باوجود ہو سکتا ہے۔ حد بچہ پر نہیں ہوتی مگر تعزیر ہو سکتی ہے۔ حد کا نفاذ حاکم مجاز سے مخصوص ہے اور تعزیر میں ایسا نہیں (بلکہ اس میں تفصیل ہے) رجوع کر لینا حد میں عمل کرتا ہے مگر تعزیر میں نہیں۔ حد میں شفاعت جائز نہیں مگر تعزیری سزا میں ایسا نہیں۔ قصور ثابت ہونے کے بعد حاکم مجاز حد کے نفاذ کو ترک نہیں کر سکتا مگر تعزیر میں ایسا نہیں۔ ذمی پر حد کا اطلاق ہوتا ہے۔ مگر چونکہ تعزیر کی مشروعیت تطہیر کے لئے ہے اس لئے ذمی پر تعزیری سزا تعزیر کی بجائے عقوبت کہلاتی ہے۔ (زنا اور شراب نوشی کی حدیں تقادم یعنی زائد المیعاد ہونے سے ساقط ہو جاتی ہیں۔ اور حد قذف تقادم سے ساقط نہیں ہوتی جیسا کہ حکم نمبر $\frac{۱۳۵}{۴۶۶}$ میں ہے مگر حد قذف کی طرح) تعزیر تقادم سے ساقط نہیں ہوتی نیز رد المحتار میں ہے کہ تعزیری سزا کبھی بغیر گناہ بھی دی جا سکتی ہے جیسا کہ بچہ کو یا (محض) متہم کو تعزیری سزا دینا یا اس شخص کا اخراج جس کے جمال سے فتنہ کا خدشہ ہو۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صفحہ $\frac{۲۴۴}{۲۴۵}$ صفحہ ۲۵۱ (مترجم) ـــــه۲ اور درمختار و رد المحتار میں ہے کہ تعزیری سزا میں حاکم مجاز مصلحت دیکھے یا مجرم بڑے تعزیری جرائم کا ارتکاب بار بار کرے تو تعزیری سزا میں اضافی سزا بھی ہو سکتی ہے اور تعزیری سزا میں سیاسۃً قتل کا حکم بھی ہو سکتا ہے

دفعات شق نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام	تعزیر بیان	حوالہ

فصل - تعزیر کا بیان

دفعات ۴۶۷ تا ۴۶۷ - عنوان ۱ - تعداد شق ۶۵

۴۶۷ - تعزیر اور اس میں ۶۵ شقیں ہیں

۱ تعزیر[۱] وہ تادیب ہے (یعنی مہذب بنانے کے لئے سزا دینا ہے) جو حد کی سزا سے درے[۲] ہو اور تعزیر ایسے قصور پر لازم ہوتی ہے جو قصور موجب حد نہیں ہے۔ — نہایہ

۲ (د) تعزیر کی ایک قسم وہ ہے جو بوجہ حق اللہ ہو اور دوسری قسم وہ[۳] ہے جو بوجہ حق العبد ہو (ب) پہلی قسم کے متعلق حکم یہ ہے کہ امام (یعنی حاکم مجاز) پر (تعزیر بحق اللہ جاری کرنا) واجب ہے اور اسے اس کا ترک کرنا حلال نہیں لیکن جب حاکم مجاز یہ جانے کہ اس قصور کا مرتکب تعزیری سزا سے پہلے ہی اپنے قصور سے باز آگیا ہے (یعنی اس نے نصیحت حاصل کرلی ہے تو پھر مذکورہ وجوب نہیں ہے) [۴] (ج) مذکورہ (یعنی حاکم مجاز پر تعزیر بحق اللہ تعالیٰ کے نفاذ کے وجوب کے) حکم پر متفرع ہے کہ تعزیری قصور کا ثبوت اس مدعی (کی گواہی) سے جائز ہے جس مدعی نے اس قصور پر گواہی دی - پس وہ ایسا مدعی قرار پائے گا جو گواہ بھی ہے جبکہ (شہادت کے نصاب کی تکمیل کے لئے) اس کے ساتھ ایک گواہ اور ہو[۵] — نہر فائق

۳ (د) فقہاء نے کہا ہے کہ ہر مسلمان شخص کو مذکورہ تعزیر (یعنی جو حق اللہ کی وجہ سے ہو) قائم کرنے کا اختیار ہے جبکہ کوئی شخص قابل تعزیر گناہ کا ارتکاب کر رہا ہو مگر جب کوئی شخص اس گناہ کے ارتکاب سے فارغ ہوچکا ہو تو اس کے بعد حاکم مجاز کے علاوہ کسی اور کو تعزیری سزا قائم کرنے کا اختیار نہیں ہے[۶]

---

[۳] ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۴۷، ص ۲۴۸ ملخصاً - نیز حکم نمبر ۴۰/۴۶۲، ۶۹ ج/۴۶۳، ۴، ۵، ۳۷/۴۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۴] تعزیر کی دوسری قسم یعنی تعزیر بوجہ حق العبد کے احکام حکم ۷/۴۶۷ سے شروع ہوتے ہیں (مترجم) [۵] چنانچہ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ توبہ کر لینے سے تعزیر ساقط نہیں ہوتی جیسا کہ حد کے لئے حکم ہے اور لکھا ہے کہ تعزیر کیلئے یہ حکم حق العبد کے سبب تعزیر کی صورت میں ہے اور اگر تعزیر حق اللہ تعالیٰ کے سبب سے لازم ہوتی ہو تو توبہ سے ساقط ہو سکتی ہے - ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۶۴ (مترجم) [۵] اور قذف میں مدعی، گواہ نہ قرار پانے کے متعلق حکم نمبر ۴۰/۴۶۴، ۱۴۲/۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۶] چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ قابل تعزیر گناہ میں مشغولیت کے دوران تعزیری سزا دینا نہی عن المنکر ہے اور ہر شخص (حسب درجہ) اسپر مامور ہے - اور بعد میں وہ سزا صرف حاکم مجاز ہی دے سکتا ہے - ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۴۲ اور فتاوی بزازیہ میں ہے کہ آئمہ خوارزم نے بطور نص کہا ہے کہ ارتکاب فاحشہ کے دوران تعزیری سزا ہر شخص دے سکتا ہے اس لئے کہ جو شخص ستر کھولے ہوئے ہو اسے ہر شخص ستر کا امر کر سکتا ہے خواہ ترش کلامی سے ہو اور بعد میں تعزیری سزا صرف حاکم مجاز ہی دے سکتا ہے - ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری ج ۶ ص ۴۳۰ نیز حکم ۴ تا ۷/۴۶۷، ۱۹ ب/۴۶۷ کے حاشیہ کا ۵ ب ملاحظہ ہوں اور درمختار ورد المحتار میں ہے کہ تعزیری بحق اللہ کے لئے کو حاکم مجاز اپنے علم کی بنا پر بھی فیصلہ کر سکتا ہے - ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۶۰ ملخصاً اور کبھی بغیر گناہ تعزیری سزا کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۶۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو - نیز حد قذف کی صورت میں حکم نمبر ۱۵۰/۴۶۲ اور دیگر حدود کی صورت میں حکم نمبر ۳۷/۴۶۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — التعزیر	حوالہ
۴۶۷-	بغیر المحتسب فللمحتسب ان یعزر المعزر ان عزره بعد الفراغ منها	کذا فی البحر الرائق
۴	سئل الهندوانی عن رجل وجد مع امرأته رجلا أیحل له قتله قال ان کان یعلم انه ینزجر عن الزنا بالصیاح والضرب بمادون السلاح لا یحل وان علم انه لا ینزجر الا بالقتل حل له القتل وان طاوعته المرأة حل له قتلها ایضا کذا فی النهایة	وهکذا فی التمرتاشی والمجتبی
۵	المکابر بالظلم وقطاع الطریق وصاحب المکس وجمیع الظلمة والاعوان والسعاة یباح قتل الکل ویثاب قاتلهم کذا فی النهر الفائق	وهکذا فی التمرتاشی والمجتبی
۶	وللمولی ان یعزر عبده وامته عند اساءة الادب والحاجة الیه	کذا فی محیط السرخسی
۷	والتعزیر الذی یجب حقا للعبد بالقذف ونحوه فانه لتوقفه علی الدعوی لا یقیمه الا الحاکم الا ان یحکمانیه	کذا فی فتح القدیر

[1] اس کی بیوی کے ساتھ کسی اور مرد کو پایا کے متعلق درمختار میں ہے کہ یعنی اسے ایسی عورت کے ساتھ پایا جو اس کے لئے حلال نہیں ہے اور رد المحتار کے مفہوم میں ہے کہ اس کے ساتھ پایا یعنی اس کے ساتھ اس حالت میں پایا کہ وہ اس سے زنا کر رہا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ جب کسی نے کسی مرد کو ایسی عورت کے ساتھ پایا جو اس کے لئے حلال نہیں ہے خواہ پانے والے کے لئے وہ عورت اجنبیہ ہو یا اس کی محرم ہو تو قبل زنا اس کا قتل حلال نہیں جبکہ یہ جانے کہ وہ قتل کے بغیر بھی (شور کرنے یا بغیر ہتھیار مارنے وغیرہ سے) وہ زنا سے باز رہے گا۔ اور اگر یوں پایا کہ وہ اس سے زنا کر رہا ہے یا یوں پایا کہ وہ اس سے بوس وکنار کر رہا ہے (اور یہ جانے کہ محض شور کرنے یا بغیر ہتھیار کی سزا سے وہ زنا سے باز نہ رہے گا کیونکہ محض بوس وکنار کے متعلق حکم نمبر ۵۶/۴۶۷ ملاحظہ ہو) تو بلا شرط احصان اس آدمی کو اور اگر وہ عورت اس فعل میں اس سے راضی ہو تو دونوں کو (تعزیراً) قتل کر دینے سے ضمان لازم نہ ہوگی۔ نیز لکھا ہے کہ مذکورہ صورت میں وہ قتل دیانۃً حلال ہوگا قضاءً نہیں۔ پس قاضی کے ہاں اس کی تصدیق گواہی سے ہوگی (یعنی اگر مقتول کے اس فعل پر گواہی نہ پائی گئی یا مقتول کا اقرار نہ پایا گیا تو اس قاتل پر قصاص جاری ہو سکے گا) اور لکھا ہے کہ یہاں بھی وہی تفصیل ہوگی جو اس چور کے متعلق ہے جو کسی کے گھر میں آیا اور گھر والے نے اسے قتل کر دیا۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۴۸، ص ۲۴۹ ملخصاً اور چور کے قتل کے متعلق حکم نمبر ۶۳ تا ۷۱/۴۶۸، ۴۲/۴۷۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں نیز حکم نمبر ۶۸/۴۶۳، ۴۷، ۵۶/۴۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] جیسا کہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اگر اس مرد نے اس عورت پر زنا کیلئے جبر کیا تو اس عورت کیلئے اس مرد کا قتل کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ عورت شور کرنے یا ضرب لگانے سے بچاؤ حاصل نہ کر سکتی ہو۔ تو پھر اس مرد کا خون رائیگاں ہے۔ اور اگر عورت کی بجائے لڑکا ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ ازیں تفصیل

دفعات ضمنی نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام — تعزیر کا بیان	حوالہ
۴۶۷-	(ب) قنیہ میں ہے کہ کسی شخص نے دوسرے کو کوئی قابل تعزیر گناہ کرتے دیکھا تو اگر اس نے اسے اس گناہ سے فارغ ہو چکنے کے بعد محتسب (یعنی مقرر شدہ حاکم مجاز کی اجازت) کے بغیر اسے تعزیری سزا دی تو محتسب کو اختیار حاصل ہے کہ وہ تعزیری سزا دینے والے اس شخص کو تعزیری سزا دے	بحر رائق
۴	شیخ الہندوانی رحمہ اللہ سے اس آدمی کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی اور مرد کو (غیر حلال صورت حال میں) پایا[1] تو کیا اس کے لئے اس مرد کا قتل کرنا حلال ہوگا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر وہ آدمی یہ جانے کہ وہ مرد شور کرنے یا ہتھیار کے بغیر مارنے سے (اس عورت کے ساتھ) زنا سے باز رہے گا تو اسے قتل کرنا حلال نہیں اور اگر وہ یہ جانے کہ وہ قتل کے بغیر اس زنا سے باز نہیں آئے گا تو اسے قتل کرنا حلال ہوگا۔ اور اگر اس کی اس بیوی نے اس کی مطاوعت کی ہو (یعنی وہ عورت بغیر کسی جبر کے از خود اس سے زنا میں راضی ہو) تو اسے بھی قتل کرنا حلال ہوگا[2]	نہایۃ، تمرتاشی، مجتبیٰ
۵	مکابر بالظلم[3]، رہزن، ناجائز ٹیکس وصول کرنے والا، سبھی ظالم، ان کے مددگار خادم اور مخبر مددگار (جب یہ گناہ کا ارتکاب کر رہے ہوں تو) ان سب کا قتل کرنا مباح ہے۔ اور ان کا قاتل قابل ثواب ہے[4]	نہر فائق، تمرتاشی، مجتبیٰ
۶	آقا کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے غلام یا باندی کو بدتہذیبی پر اور ادب سکھانے کی ضرورت پر تعزیری سزا دے[5]	محیط سرخسی
۷	(دوسری قسم[6]) وہ تعزیر جو حق العبد (یعنی بندے کے حق) کی وجہ سے واجب ہوتی ہے مثلاً کسی پر قذف کرنے سے تعزیر کا لازم ہونا[5] اور اس کی مانند، تو چونکہ وہ (مدعی کے) دعویٰ پر موقوف ہوتی ہے لہٰذا اسے حاکم مجاز کے علاوہ کسی اور کو قائم کرنے کا اختیار نہیں ہے لیکن اگر وہ دونوں (یعنی مدعی اور مدعا علیہ) کسی کو فیصلہ کے لئے حاکم مان لیں تو پھر یہ حکم نہیں ہے۔	فتح قدیر

ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۴۷، ص ۲۴۸ ملخصاً حکم نمبر ۵۹، ۶۰ / ۴۶۳، ۳ / ۴۶۷ نیز ۶۹ / ۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں اور اگر دھوکہ و فریب سے کسی منکوحہ عورت کو یا چھوٹی لڑکی کو کوئی شخص لے جائے تو اس کے متعلق حکم نمبر ۶۰ / ۴۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] رد المحتار میں ہے کہ المکابر یعنی وہ جو بطور غلبہ و قہر اعلانیہ لینے والے ہوں ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۴۹ - حکم نمبر ۲ / ۴۶۳ مع حواشی نیز ۳۴ / ۴۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] جیسا کہ در مختار و رد المحتار میں ہے۔ اور لکھا ہے کہ خواہ کوئی رہزن اس کی بجائے کسی اور پر رہزنی کر رہا ہو تو اس کی شر سے لوگوں کو بچانے کیلئے اس کا قتل مباح ہے۔ نیز لکھا ہے کہ سبھی ظالم سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ جو ایسی معمولی چیز جو قیمت رکھتی ہے اسے ظلماً لے لیتے ہیں نیز لکھا ہے کہ لواطت کرنے والے اور گلا گھونٹ دینے والے کیلئے بھی یہی حکم ہے جو بغیر قتل باز نہ آئیں تو ایسے مجرموں کا (تعزیراً) قتل حاکم مجاز پر واجب اور دوسروں کیلئے مباح ہے۔ اور لکھا ہے کہ حرام میں مشغول کی حرمت ساقط قرار پاتی ہے۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۴۹ ملخصاً نیز حکم نمبر ۲، ۳ / ۴۶۷ مع حاشیہ و ۶۳ تا ۱۷ / ۴۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] جیسا کہ رد المحتار میں ہے۔ اور در مختار میں ہے کہ ضابطہ یہ ہے کہ ہر ایسا گناہ جس پر حد نہیں اس کے ارتکاب کی صورت میں خاوند اپنی بیوی کو اور آقا اپنے غلام کو تعزیری سزا دینے کا اختیار رکھتا ہے اور رد المحتار میں ہے کہ جب غلام بدتہذیبی کرے تو اس کے آقا کو اسے تادیبی سزا دینا حلال ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اگر آقا نے اپنے غلام کو تادیبی سزا دینے کیلئے کسی اور شخص کو مامور کیا تو اس مامور کیلئے جائز ہے کہ اس غلام کو تادیبی سزا دے مگر (حاکم مجاز کے امر کے بغیر) آزاد شخص کیلئے مذکورہ جواز نہیں ہے۔ البتہ متعلم کو تادیبی سزا دینے کیلئے باپ کی نیابت میں معلم کیلئے مذکورہ جواز ہے ملخوذ از در مختار مع رد المحتار ج ۳ ص ۲۶۰، ص ۲۶۱ حکم نمبر ۳، ۱۱ / ۴۶۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں۔ نیز آقا اپنے غلام پر حاکم مجاز کی اجازت کے بغیر حد نہیں لگا سکتا۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۵۰ / ۴۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز آقا اپنے غلام کو تعزیری سزا میں قتل کر دے یا اس کا عضو کاٹ دے تو اس کے متعلق حکم نمبر ۲۴ / ۴۶۷ ملاحظہ ہو۔ اور اگر آقا تعزیری سزا میں غلام کو ضرب فاحش لگائے تو اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۱۹ / ۴۶۷ کے حاشیہ اور کتاب الحاشیہ ج ۲ کا ص ۲ ملاحظہ ہو لیا اور غلام کے متعلق دیگر قابل حد جرائم کی سزا کے متعلق حکم نمبر ۳۰ / ۴۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] تعزیر کی پہلی قسم وہ ہے جو [illegible] حکم نمبر ۲ / ۴۶۷ [illegible] حکم نمبر ۳ / ۴۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — التعزیر	حوالہ
۲/۶۷ - ۸	یجری فیہ الابراء والعفو والشہادۃ علی الشہادۃ والیمین کسائر حقوقہ	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
۹	ویثبت التعزیر بشہادۃ رجلین اورجل وامرأتین لانہ من جنس حقوق العباد	کذا فی التبیین وھکذا فی الکافی والمحیطین
۱۰	رجل ادعی قبل انسان شتیمۃ فاحشۃ او ادعی انہ ضربہ وقال لی بینۃ حاضرۃ فی المصر وطلب منہ کفیلا بنفسہ فانہ یؤخذ منہ کفیلا بنفسہ الی ثلاثۃ ایام وان اقام علی ذلک شاھدین اورجل وامرأتین او شاھدین علی شہادۃ رجلین یؤخذ منہ کفیلا بنفسہ حتی یسئل عن الشہود فاذا عدل الشہود یضرب	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۱	التعزیر قد یکون بالحبس وقد یکون بالصفع وتعریک الاذن وقد یکون بالکلام العنیف وقد یکون بالضرب وقد یکون بنظر القاضی الیہ بنظر عبوس	کذا فی النہایۃ
۱۲	وعند ابی یوسفؒ یجوز التعزیر للسلطان بأخذ المال وعندھماؒ وباقی الائمۃ الثلاثۃؒ لا یجوز	کذا فی فتح القدیر
	ومعنی التعزیر باخذ المال علی القول بہ امساک شیئ من مالہ عندہ مدۃ لینزجر ثم یعیدہ الحاکم الیہ لان یأخذ الحاکم لنفسہ اولبیت المال کما یتوھمہ الظلمۃ اذلا یجوز لاحد من المسلمین أخذ مال احد بغیر سبب شرعی	کذا فی البحرالرائق

ے ۱ جیسا کہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ جب (وہ جرم شہادت سے ثابت ہوا ور) ملزم انکار کرے تو حلف اٹھائے گا۔ اور حلف میں یوں نہ کہے کہ خدا کی قسم میں نے نہیں کہا۔ بلکہ یوں کہے گا خدا کی قسم جس حق کا مدعی دعویدار ہے وہ مجھ پر نہیں ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صـ ۲۵۸ ملخصا (مترجم) ے ۲ اور گواہی سے دیگر قابل حد جرائم کے ثبوت کے احکام کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱}{۲۶۱}$ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ے ۳ رد المحتار میں ہے کہ الصفع یہ ہے کہ آدمی اپنا ہاتھ پھیلا کر کسی انسان کی گردن یا بدن پر مارے اور اس سے مراد مکہ نہیں ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ صـ ۲۴۶ (مترجم) ے ۴ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ تعزیری سزا تشہیر کرانے، منہ کالا کرنے اور ایسی دشنام سے بھی ہو سکتی ہے جو قذف نہ ہو۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صـ ۲۴۲ نیز تعزیری سزا کے کوڑوں کے متعلق حکم نمبر $\frac{۲۱۱۸}{۲۶۷}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وضمنی نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام — تعزیر کا بیان	حوالہ
۸-۴۶۷	تعزیر کی مذکورہ قسم میں ملزم کو بری کرنا، معاف کر دینا، گواہی پر گواہی اور قسم [1] سبھی کا اجرا ہوتا ہے جیسا کہ دوسرے حقوق العبد میں کیا جاتا ہے۔	قاضیخان
۹	(مذکورہ) تعزیر (کے لئے قصور) کا ثبوت دو مردوں کی گواہی سے یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے ہوتا ہے۔ اس لئے کہ یہ حقوق العباد کی جنس سے ہے [2]	تبیین، کافی، محیطین
۱۰	کسی آدمی نے کسی انسان پر فحش گالی کا دعوی کیا یا یہ دعوی کیا کہ اس نے اسے ضرب لگائی ہے۔ اور یہ کہا کہ میرے گواہ شہر میں موجود ہیں۔ اور مدعا علیہ سے اسکی ذات کا ضامن مانگا تو مدعا علیہ سے تین دن کے لئے اس کی ذات کا ضامن لیا جائے گا۔ اور اگر مدعی نے اپنے دعوی پر دو مرد گواہ یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہ یا دو مردوں کی گواہی پر دو مرد گواہ قائم کر دئے تو مدعا علیہ سے اسکی ذات کا کفیل اس وقت تک لیا جائیگا جبتک کہ ان گواہوں کے (معتبر ہونے کے) متعلق دریافت کیا جائے پس جب ان گواہوں کو معتبر قرار دے دیا گیا تو مدعا علیہ کو تعزیری مار (یعنی سزا) دی جائے گی۔	قاضیخان
۱۱	تعزیری سزا کبھی قید کر دینے سے ہوتی ہے۔ کبھی صفع [3] یعنی تھپٹر مارنے سے، کبھی گوشمالی سے، کبھی سخت کلامی سے، کبھی (کوڑے کی) ضرب لگانے سے، اور کبھی قاضی کا تیوری چڑھی ہوئی نظر کے ساتھ مجرم کو دیکھنے سے تعزیری سزا ہوتی ہے [4]	نہایہ
۱۲	(ا) امام ابو یوسفؒ کے ہاں سلطان کے لئے جائز ہے کہ وہ تعزیری سزا مجرم کا مال لے لینے کی صورت میں دے اور امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ اور باقی تینوں اماموں کے ہاں مال لے لینے کی تعزیری سزا جائز نہیں ہوتی ہے۔ (ب) اور مال لے لینے سے تعزیری سزا کے مذکورہ قول کا معنی یہ ہے کہ حاکم مجاز مجرم کے مال سے کچھ مال کچھ عرصہ کے لئے روک رکھے تاکہ مجرم (نصیحت حاصل کرکے) جرم سے باز آجائے اور پھر حاکم وہ مال مجرم کو واپس کردے اور مال لے لینے سے تعزیری سزا دینے کا یہ معنی نہیں ہے کہ حاکم مجاز (مجرم کا وہ مال) اپنے لئے یا بیت المال کے لئے لے لے جیسا کہ ظالم لوگ ایسا گمان کرتے ہیں۔ اس لئے کہ مسلمانوں میں سے کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی شخص کا مال شریعت کے بیان کردہ سبب کے بغیر لے لے۔	فتح قدیر، بحر رائق

الباب السابع فی حد القذف والتعزیر

دفعات شق نمبر	التعزیر	حوالہ
۴۶۷-۱۳	فی الشافی التعزیر علی مراتب تعزیر اشراف الاشراف وهم العلماءُ والعلویةُ[1] بالاعلام وهو ان یقول له القاضی بلغنی انك تفعل کذا فینزجر به وتعزیر الاشراف وهم الامراء والدهاقین[3] بالاعلام والجر الی باب القاضی والخصومة فی ذلك وتعزیر الاوساط وهم السوقیة بالاعلام والجر والحبس وتعزیر الاخسة بهذا کله وبالضرب	کذا فی النهایة
۱۴	واکثره تسعة وثلاثون سوطا واقله ثلث جلدات وذکر مشائخنا[4] ان ادناه علی مایراه الامام یقدر بقدر مایعلم انه ینزجر به	کذا فی الهدایة
۱۵	وینبغی ان ینظر القاضی فی سببه فان کان من جنس مایجب به الحد ولم یجب بعارض یبلغ التعزیر اقصی غایاته ومثاله اذا قال لامة الغیر اولام ولد الغیر یازانیة یجب علیه اقصی غایات التعزیر لان الحد لایجب ههنا لعدم احصان المقذوف وهذا من جنس مایجب به الحد وان کان من جنس مالایجب به الحد نحو ان یقول لغیره یا خبیث حتی وجب التعزیر فالتعزیر مفوض الی رأی الامام	کذا فی المحیط
۱۶	وصح حبسه بعد الضرب اذا کان فیه مصلحة	کذا فی العینی شرح الکنز

۱؎ سادات علوی یعنی جنکا سلسلہ نسب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہو حکم نمبر ۲۱/۴۶۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو اور (مترجم) ۲؎ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ تعزیری سزا میں قصور اور قصوروار کی حالت کا اعتبار کیا جاتا ہے چنانچہ اگر اشرف الاشراف میں سے کسی نے جنایت فاحشہ کا ارتکاب کیا یا کسی کو زخمی کردیا یا اس نے کوئی قصور بار بار کیا تو اس میں اسے صرف جتا دینا کفایت نہ کریگا بلکہ بقدر جنایت تعزیری سزا دی جائے گی ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۴۷ (مترجم) ۳؎ دھاقین کے متعلق رد المحتار میں ہے کہ یہ دھقان کی جمع ہے اور دہقان گاؤں کے سردار، تاجر اور اس شخص کو کہتے ہیں جو صاحب مال اور صاحب جائیداد ہو۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۴۶ بعض اوقات دہقان کا کلمہ ذم وعیب کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۸۰/۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ جیسا کہ البحر الرائق میں ہے اور لکھا ہے کہ اگر حاکم مجاز یہ جانے کہ تعزیری سزا میں ایک کوڑے سے ہی مجرم کو نصیحت ہو کر وہ جرم سے باز آسکتا ہے تو مختصر کے حکم

دفعات شق نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام — تعزیر کا بیان	حوالہ
۴۶۷ - ۱۳	الشافی میں ہے کہ تعزیری سزا کئی درجوں پر ہے - ۱ - اشرف الاشراف کے لئے تعزیر - اور وہ (دینی) علماء اور سادات علویہ[1] ہیں ان کے لئے تعزیر انہیں جتا دینا ہے[2] - اور وہ یوں کہ قاضی ان سے کہدے کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم ایسا کرتے ہو پس وہ اسی سے باز آجائے گا - ۲ - اشراف کے لئے تعزیر - اور وہ حکام اور دھاقین[3] ہیں ان کے لئے تعزیر انہیں جتا دینا اور حاکم مجاز کے دروازہ تک کھینچ لانا اور اس کے ساتھ خصومت (یعنی اس کے خلاف دلیل قائم) کرنا ہے - ۳ - درمیانہ درجہ والوں کے لئے تعزیر اور وہ بازاری لوگ ہیں - ان کے لئے تعزیر انہیں جتانا، انہیں حاکم مجاز کے دروازہ تک کھینچ لانا اور انہیں قید میں رکھنا ہے - ۴ - اور کمینہ خصلت لوگوں کے لئے تعزیر - اور ان کے لئے مذکورہ سب کچھ اور (کوڑوں کی) ضرب لگانا ہے -	نہایہ
۱۴	اور (تعزیری سزا میں کوڑوں کی) ضرب کی تعداد زیادہ سے زیادہ انتالیس کوڑے اور کم سے کم تین کوڑے ہیں ہمارے مشائخ نے ذکر کیا ہے کہ کم سے کم مقدار حاکم مجاز کی رائے پر ہے - وہ اتنی مقدار مقرر کرے گا جس سے یہ جانے کہ مجرم اس سزا سے اس جرم سے باز آجائے گا[4]	ہدایہ
۱۵	(و) قاضی (یعنی حاکم مجاز) کو چاہیئے کہ وہ تعزیر کے سبب پر نظر کرے پس اگر تعزیر کا سبب (یعنی متعلقہ جرم) اس جنس سے ہو کہ اس میں حد واجب ہوتی ہے البتہ کسی عارض (مثلاً کسی شبہ کی وجہ سے یا کسی خاص شرط کے نہ پائے جانے وغیرہ) کی وجہ سے حد واجب نہیں ہوئی - تو تعزیری سزا اپنے انتہائی درجہ کو پہنچے گی اسکی مثال یہ ہے کہ جب کسی شخص نے دوسرے کی باندی سے یا دوسرے کی ام ولد سے یوں کہا کہ "یازانیۃ"[5] (یعنی اے زانیہ) تو یوں کہنے والے پر انتہائی درجہ کی تعزیری سزا واجب ہوگی - اس لئے کہ اس صورت میں مقذوف کے محصن[6] نہ ہونے کی وجہ سے حد قذف واجب نہیں ہوئی - حالانکہ مذکورہ کلام اس جنس سے ہے جس پر حد قذف واجب ہوتی ہے (ب) اور اگر تعزیر کا سبب اس جنس سے ہو کہ اس میں حد واجب نہیں ہوتی مثلاً کوئی شخص دوسرے سے یوں کہے کہ "یاخبیث"[7] (یعنی اے نجس یا اے ردی) پھر کہنے والے پر تعزیر واجب ہوئی تو اس تعزیر (کے کوڑوں) کی مقدار حاکم مجاز کی رائے پر ہے -	محیط
۱۶	(تعزیری سزا میں کوڑوں کی) ضرب لگانے کے بعد مجرم کو قید کر دینا بھی صحیح ہے[8] جبکہ (حاکم مجاز کی رائے میں) اس میں مصلحت ہو -	عینی

[4] کے بموجب تین کوڑے چاہئیں اور مشائخ کے قول کے بموجب پھر ایک کوڑا ہی کافی ہے - ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۴۸ نیز حکم نمبر ۱۶ تا ۱۸، ۲۰ / ۴۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] حکم نمبر ۲، ۴۳ / ۴۶۶، ۳۰ ب / ۴۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] حد قذف میں محصن کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷ / ۴۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] کسی کو خبیث کہنے میں حد قذف لازم نہ ہونے اور تعزیر لازم ہونے کے متعلق حکم نمبر ۲۲، ۳۶ / ۴۶۷ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۲۷، ۳۳ / ۴۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) [8] جیسا کہ البحر الرائق میں ہے اور لکھا ہے کہ تعزیری سزا میں کوڑوں کی ضرب اور قید کرنا جمع ہو سکتا ہے اور لکھا ہے تعزیری سزا میں قید کرنا جیلخانہ میں بھی ہو سکتا ہے اور مجرم کو اس کے گھر میں قید کرنے سے بھی ہو سکتا ہے - ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۴۸ نیز حکم نمبر ۱۱، ۱۲، ۱۵ و ۲۷ / ۴۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — التعزیر	حوالہ
۴۶۷-۱۷	وتقدیر مدۃ الحبس راجع الی الحاکم	کذا فی البحر الرائق
۱۸	اشد الضرب التعزیر ثم حد الزنا ثم حد الشرب ثم حد القذف	کذا فی النہر الفائق
۱۹	ومن حد او عزر فمات بسبب ذلک فدمہ ھدر بخلاف الزوج اذا عزر زوجتہ لترک الزینۃ او الاجابۃ اذا دعاھا الی فراشہ اولاجل ترک الصلوۃ او الخروج عن البیت فماتت ضمن	کذا فی النہر الفائق

۱؎ حکم نمبر ۱۴/۴۶۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ تعزیر کے کوڑوں کے متعلق حکم نمبر ۱۱، ۱۳ تا ۱۵/۴۶۷، زنا کی حد میں کوڑوں کی سزا کے متعلق حکم نمبر ۳۰/۴۶۲ شراب نوشی کی حد میں کوڑوں کی سزا کے متعلق ۲۶، ۲۸/۴۶۵ اور حد قذف میں کوڑوں کی سزا کے متعلق حکم نمبر ۲/۴۶۶ ملاحظہ ہوں اور مجرم کے غیر ضروری کپڑے اتار کر کوڑوں کی سزا دینے کے متعلق حکم نمبر ۲۳/۴۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۳؎ جیساکہ الجوہرۃ النیرہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس نے شرع کے امر سے کیا ہے اور شرعی امر کی ادائیگی، سلامتی کی شرط سے مقید نہیں ہے۔ ماخوذ از الجوہرۃ النیرۃ ج۲ ص۲۵۴ وھکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص۴۸ ودر مختار ورد المحتار ج ۳ ص۲۶۲ نیز حکم نمبر ۳۶/۴۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ ۴؎ چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ ہر وہ ضرب (یعنی بدنی سزا) جس کا شریعت نے امر کیا ہے اس کے سبب موت واقع ہونے کی صورت میں ضارب پر ضمان لازم نہیں ہوتی اور ہر وہ بدنی سزا جسکا شریعت نے امر نہیں کیا صرف اس کی اجازت دی ہے اس کے سبب سے موت واقع ہونے کی صورت میں ضارب ضامن ہوگا اور خاوند پر بیوی کو تعزیری سزا دینا واجب نہیں ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص۴۹ حکم نمبر ۱۹ ب/۴۶۷ کے حاشیہ کا ۵ ملاحظہ ہو نیز خاوند بیوی کو یا والدین اولاد کو یا استاد شاگرد کو تعزیری وتادیبی سزا دیں تو اس کے متعلق مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۱) - بیوی کے لئے تادیبی کاروائی

۱ - خاوند کے لئے بیوی سے حسن سلوک کا حکم ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اپنی عورتوں سے بہتر سلوک کرتے ہیں۔ ماخوذ از ترمذی ج ۱ ص۱۴۷ وکذا فی المشکوۃ مترجم ج ۲ ص۴۱۳ - ۲ - بیوی کے لئے خاوند سے حسن معاملت کے متعلق حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مفہوم یوں ہے کہ جو عورت نماز، روزہ (وغیرہ) کا فریضہ ادا کردے۔ فحاشی سے بچے اور (جائز امور میں) خاوند کی اطاعت کرے تو وہ جنت کے جس دروازہ سے چاہے داخل ہو جائے۔ ماخوذ از مشکوۃ مترجم ج ۲ ص۴۱۱۔

۳ - درمختار میں ہے کہ اگر بیوی نے خاوند سے (حسب حق) نان نفقہ یا لباس طلب کیا اور اصرار کیا تو اس پر اسے تادیبی سزا نہیں دی جا سکتی اسلئے کہ صاحب حق شخص بات کر سکتا ہے۔ ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۳ ص۲۶۱ - ۴ - قرآن مجید کی ایک آیت کا مفہوم یہ ہے کہ بیوی کی سرکشی ونافرمانی پر پہلے زبانی نصیحت سے کام لو۔ اس سے اصلاح نہ ہو تو اس سے الگ رہو۔ اس سے بھی اصلاح نہ ہو تو وَاضْرِبُوْھُنَّ یعنی انہیں بدنی سزا دو (جو بقول ابن عباس رضی نہ زیادہ ہو اور نہ توہین آمیز) سورۃ نسأ آیت ۳۴ - ۵ - (۱) درمختار میں ہے کہ ضابطہ یہ ہے

دفعات شق نمبر	ساتواں باب۔ حدقذف اور تعزیر کے احکام — تعزیر کا بیان	حوالہ
۴۶۷-17	تعزیری سزا میں قید رکھنے کی مدت حاکم مجاز کی رائے پر ہے [1]	بحر رائق
18	(کوڑوں کی سزا دینے میں) سب سے شدید ضرب تعزیر (کے کوڑوں) کی ضرب ہے پھر (یعنی اسکی نسبت ہلکی ضرب) زنا کی حد (کے کوڑوں) کی ضرب ہے۔ پھر شراب نوشی کی حد اور پھر حد قذف (کے کوڑوں) کی ضرب ہے [2]	نہر فائق
19	(و) جس شخص کو حد لگائی گئی یا تعزیری سزا دی گئی اور اس سبب سے اسکی موت واقع ہوگئی تو اس کا خون رائیگاں جائیگا [3] (ب) اور اس حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ جب خاوند نے بیوی کو زینت ترک کرنے پر، یا جب خاوند نے اسے بستر پر بلایا تو اس کے نہ ماننے پر، یا نماز نہ پڑھنے پر، یا بلا اجازت گھر سے نکل جانے پر اسے تعزیری سزا دی اور اس سبب سے اسکی موت واقع ہوگئی تو خاوند ضامن ہوگا [4]	نہر فائق

کہ ہر ایسا گناہ جس پر (قصاص اور) حد واجب نہیں ہوتی اسکے ارتکاب کی صورت میں خاوند اپنی بیوی کو اور آقا اپنے غلام کو تعزیری سزا دینے کا اختیار رکھتا ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۶۱ ۔ حکم نمبر ۱۱/۴۶۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (ب) فتاوی بزازیہ میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب ایک بین کرنے والی عورت پر اچانک آکر اسے سزا دی حتی کہ اسکا خمار گر گیا اور آپ سے ایسا کرنے کے جواز کے متعلق کہا گیا تو آپ نے فرمایا کہ لاحرمۃ بعد اشتغالہا بالمحرم و التحقت بالاماء" یعنی حرام فعل میں اسکی مشغولیت کے بعد اسکی حرمت باقی نہیں رہی تھی اور وہ باندیوں سے ملحق ہوگئی ماخوذ از فتاوی بزازیہ المسماۃ بالجامع الوجیز للکردری علی ہامش فتاوی عالمگیری ج ۶ ص ۴۳ ۔ ۶ ۔ درمختار و رد المحتار و البحرالرائق میں ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو خواہ وہ چھوٹی ہو تادیبی سزا دے سکتا ہے۔ مثلا بیوی قدرت پانے کے باوجود وہ زینت بھی ترک کردے جس کی شریعت نے اجازت دے رکھی ہے۔ نیز حق مہر کی ادائیگی کے بعد خاوند کی اجازت کے بغیر ناحق طور پر گھر سے نکل جائے یا خاوند اسے بستر پر بلائے تو ایام عذر سے پاک ہونے (اور اہم مرض) اور فرض روزہ سے نہ ہونے کے باوجود انکار کردے یا وہ چھوٹے بچہ کو رونے پر مارے اور زبانی سمجھانے سے نصیحت حاصل نہ کرے یا وہ خاوند کو گالی دے خواہ خاوند نے اسے گالی دی تھی یا نہ یا وہ خاوند کے کپڑے پھاڑ دے یا وہ اسکی داڑھی کھینچے یا وہ خاوند سے جھگڑے میں اتنا شور و غوغا کرے تاکہ اجنبی سن لے یا وہ اپنا چہرہ اجنبی کے سامنے کھولے یا وہ غیر محرم سے (غیر مباح) کلام کرے یا وہ اس غیر محرم کو گالی دے یا وہ اسے خاوند کی اجازت کے بغیر ایسی چیز دے جس کا دینا عادۃ (مروج) نہ ہو تو ان امور پر خاوند بیوی کو تادیبی سزا دے سکتا ہے۔ ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۳ ص ۲۶۰ ، ص ۲۶۱ والبحرالرائق ج ۵ ص ۴۹ ۔ نیز اگر خاوند بیوی کو ایسی گالی دے جو قذف قرار پائے تو اس کے احکام حکم ۴۶۲ میں اور اگر وہ قذف نہ قرار پاتی ہو تو اسکے احکام حکم ۴۶۷ میں ملاحظہ ہوں۔ اگر عورت اجنبی کے سامنے چہرہ کھولے تو اسکے احکام حکم نمبر ۲۰۴/۴۰۲ کے حاشیہ میں ملاحظہ ہوں۔ اور اگر عورت غیر محرم سے غیر مباح کلام کرے تو اس کے احکام حکم نمبر ۲۰۵/۴۰۲ کے حاشیہ میں ملاحظہ ہوں۔

۷ ۔ درمختار اور رد المحتار میں ہے کہ خاوند کا بیوی کو تادیبی سزا دینا واجب نہیں ہے۔ صرف مباح ہے۔ لہذا یہ سزا سلامتی کی شرط سے مقید ہے۔ حتی کہ اگر بیوی نے خاوند پر ضرب فاحش لگانے کا دعوی کیا اور ثابت ہوگیا تو خاوند کو تعزیری سزا دی جائے گی (و کذا فی البزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۴۲۹) اور لکھا ہے کہ مذکورہ امور کی مانند جن امور میں بیوی کو تادیبی سزا دینا مباح ہے ان میں خاوند بیوی کو ضرب فاحش نہیں لگا سکتا اور ضرب فاحش یہ ہے کہ اس ضرب سے ہڈی ٹوٹ جائے یا جلد پھٹ جائے یا ضرب کا سیاہ نشان پڑ جائے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۶۲ ۔ نیز حکم نمبر ۲۰/۴۶۷ ملاحظہ ہو

۸ ۔ حکم نمبر ۱۹ و/۴۶۷ کا حاشیہ اور حکم نمبر ۳۹/۴۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں۔

۹ ۔ رد المحتار میں ہے کہ اگر کسی خاوند نے اپنی بیوی کو ناحق بدنی سزا دی تو خواہ وہ سزا ضرب فاحش نہ ہو۔ اس خاوند کو تعزیری سزا دی جاسکے گی۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۶۲ و ہکذا فی البحرالرائق ج ۵ ص ۴۹ ۔

دفعات شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف و التعزیر	التعزیر	حوالہ

۱۹ب/۴۶۷ (ب) اولاد کے لئے تادیبی کاروائی

۱۔ درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ صغرسنی (یعنی بچہ ہونا) تعزیری سزا کے لئے مانع نہیں ہے حد کے لئے مانع ہے جیساکہ حکم نمبر ۲/۴۵۸، ۷/۴۶۵ میں اور ۲/۴۶۶ کے حاشیہ میں ہے) اور لکھاہے کہ باپ اپنے سات سالہ بچے کو نماز کا حکم دے سکتاہے۔ اور دس سالہ بچے کو نماز چھوڑنے پر بدنی سزا دے سکتاہے اور اس سے مراد ہاتھ سے سزا دینا ہے چھڑی سے نہیں۔ نیز لکھاہے کہ روزہ ترک کرنے کے متعلق بھی یہی حکم ہے اور باپ کی طرح ماں بھی تعزیری سزا دے سکتی ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۲۶۱۔ حکم ۱۱/۴۶۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔

۲۔ البحرالرائق میں ہے کہ والد اپنی اولاد کو قرآن مجید اور علم و ادب سکھانے کے لئے جبر کر سکتاہے۔ کیونکہ یہ والدین کا فریضہ ہے۔ اور لکھا ہے کہ جن امور میں باپ بیٹے کو تادیبی سزا دے سکتاہے ان امور میں یتیم کا سرپرست بھی یتیم کو سزا دے سکتاہے ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص ۴۹۔

۳۔ البحرالرائق میں ہے کہ کسی قریب البلوغ بچہ نے عالم دین کو گالی دی تو اسے تعزیری سزا دی جاسکے گی۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص ۴۹۔

۴۔ ردالمحتار میں ہے کہ بچہ کسی کو قذف کرے تو اس پر حد قذف نہ لگائی جائے گی البتہ اسے تعزیری سزا دی جائے گی نیز لکھاہے کہ بچہ کسی آدمی کو گالی دے تو بچہ کے غیر مکلف ہونے کی وجہ سے حق اللہ تعالیٰ تو نہیں مگر حق العبد ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص ۲۳۱، ص ۲۵۷۔

۵۔ البحرالرائق میں بحوالہ التبیین لکھاہے کہ بچوں پر تعزیری سزا مشروع ہے۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص ۴۹۔

۶۔ البحر و ردالمحتار میں ہے کہ کوئی شخص اپنے بیٹے کو تعزیری سزا دینے کیلئے اپنی طرف سے کسی دوسرے کو مامور کرے تو یہ جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ مامور معلم ہو تو باپ کی نیابت میں اس کے لئے ممانعت نہیں ہے جیساکہ اگر تعزیری سزا پانے والا غلام ہو تو مذکورہ ممانعت نہیں ہے ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص ۴۹ و ردالمحتار ج ۳ ص ۲۶۱۔ حکم نمبر ۶/۴۶۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔

۷۔ ردالمحتار میں ہے کہ بڑا بیٹا تعزیری سزا میں اجنبی کے حکم میں ہے۔ البتہ اگر اس سے عدم امن کا خدشہ ہو تو فتنہ یا عار سے بچنے کے لئے (باپ) اسے ساتھ رکھے اور اس پر کوئی ایسا امر واقع ہو تو اس کی تادیب کرے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص ۲۶۱۔

۸۔ والدین اولاد کو تادیبی سزا میں ضرب فاحش لگائیں تو اس کی نظیر کے حکم اور ضرب فاحش کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۹ب/۴۶۷ کے حاشیہ ۱ کا ۳ اور حاشیہ ج کا ۲ نیز حکم نمبر ۲۰/۴۶۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں۔

۹۔ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ باپ نے بیٹے کو تادیبا بدنی سزا دی یا یتیم کو اس کے سرپرست نے سزا دی اور اس سبب سے اس کی موت واقع ہوگئی تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں وہ باپ یا وہ سرپرست ضامن ہوگا۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۴ حکم نمبر ۱۹د/۴۶۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔

۱۰۔ ردالمحتار میں ہے کہ جب کوئی شخص اپنے والدین میں کوئی ناجائز امر دیکھے تو ایک بار انہیں کہدے۔ اگر وہ قبول کرلیں تو فبہا اور اگر انہیں ناگوار گزرے تو ان سے سکوت اختیار کرلے اور اس امر کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے استغفار اور دعا میں مشغول ہو۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص ۲۶۱۔

۱۱۔ ردالمحتار میں ہے کہ کسی کی ماں بیوہ ہو وہ ولیمہ وغیرہ کے لئے باہر جاتی ہو اور اس کے بیٹے کو اس میں کسی مفسدہ کا خدشہ ہو تو وہ بیٹا ماں کو منع نہیں کرسکتا بلکہ وہ اس کا معاملہ حاکم مجاز کے ہاں پیش کرے تاکہ وہ اس بیوہ کو منع کردے یا وہ اس کے بیٹے کو حکم

دفعات شق نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام	تعزیر کا بیان	حوالہ

۱۹ ب / ۲۶۷ دے کہ وہ اپنی بیوہ ماں کو منع کر دے - ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۶۱ - ۱۲ - حکم نمبر ۱۱۴، ۱۱۵ / ۴۶۶ ملاحظہ ہوں -

۱۳ - فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ جب کوئی شخص ایسا (مباح) کام کرے جس میں اس کے والدین کے لئے دینی یا دنیوی ضرر نہ ہو مگر اس کے والدین اس کے اس کام کو پسند نہ کرتے ہوں تو اسے لازم ہے کہ والدین کی اجازت حاصل کرے جبکہ اسے ایسا کرنے کا چارہ کار ہو - اگر کسی شخص کو والدین کی رعایت ملحوظ رکھنے میں یہ تعذر پیش آئے کہ ایک کی رعایت سے دوسرے کو اذیت ہو تو تعظیم و احترام میں باپ کے حق کو ترجیح ہے اور خدمت و انعام میں ماں کے حق کو ترجیح ہے اور لکھا ہے کہ دین حاصل کرنے کے لئے نکل جانے میں اگر اولاد اور ماں باپ میں سے جس کا نفقہ اس کے ذمہ ہے ان کے ضائع ہونے کا خطرہ نہ ہو تو ان کی اجازت کے بغیر نکل جانے میں حرج نہیں اور یہ عقوق نہیں قرار پاتا، نیز لکھا ہے کہ جبکہ اسکی ہلاکت کا خطرہ نہ ہو - نیز بعض کا قول ہے کہ جبکہ وہ صغیر بغیر داڑھی کے نہ ہو - اور مزید احکام بھی مذکور ہیں - ماخوذ از فتاویٰ عالمگیری بحث ۴۸، باب ۲۹ ملخصاً نیز حکم نمبر ۴۷ / ۲۹۱ ملاحظہ ہو

(ج) متعلم کے لئے تادیبی کاروائی

۱ - رد المحتار میں ہے کہ معلم (یعنی استاد) متعلم (یعنی شاگرد) کے باپ (یا بہر سرپرست) کی نیابت میں متعلم کی مصلحت کے لئے اسے تادیبی سزا دے سکتا ہے - بشرطیکہ ضرب فاحش و غیر معتاد نہ ہو - ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۶۱، صفحہ ۲۶۲ - نیز حکم نمبر ۲۰، ۱۱ / ۴۶۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں -

۲ - در مختار و رد المحتار میں ہے کہ اگر معلم نے بچہ کو ضرب فاحش لگائی تو اسے تعزیری سزا دی جاسکے گی، ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۶۲ و هكذا فى البزازية على هامش عالمگیری جلد ۶ صفحہ ۴۲۹ اور اس حکم کی نظیر اور ضرب فاحش کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۹ ب / ۴۶۷ کے حاشیہ ۱ کا ملاحظہ ہو -

۳ - در مختار و رد المحتار میں ہے کہ اگر معلم نے بچہ کو تادیب میں اسے بدنی سزا دی اور اس سے اسکی موت واقع ہوگئی تو وہ ضامن ہوگا - ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۶۲ ملخصاً - اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۱۹ و / ۴۶۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — التعزیر	حوالہ
۴٦٧ ۲۰	ویضرب فی التعزیر قائما علیه ثیابه وینزع عنه الحشو والفرو ولا یمد فی التعزیر ویفرق الضرب علی الاعضاء الا الرأس والفرج فی قول ابی حنیفة [1]	کذا فی فتاوی قاضیخان
	هکذا ذکر فی حدود الاصل وذکر فی اشربة الاصل یضرب التعزیر فی موضع واحد ولیس فی المسئلة اختلاف روایة وانما اختلف الجواب لاختلاف الموضوع فموضوع الاول اذا بلغ التعزیر اقصاه وموضوع الثانی اذا لم یبلغ	کذا فی التبیین
۲۱	الاصل فی وجوب التعزیر ان کل من ارتکب منکرا او آذی مسلما بغیر حق بقوله او بفعله [2] یجب التعزیر الا اذا کان الکذب ظاهرا فی قوله کما اذا قال یا کلب او یا خنزیر او نحوه فانه لا یجب التعزیر [3]	کذا فی شرح الطحاوی
	وهو الصحیح	هکذا فی فتاوی قاضیخان
	وقیل ان کان المسبوب من الاشراف کالفقهاء [4] والعلویة [5] یعزر وان کان من العامة لا یعزر وهذا احسن	کذا فی الهدایة

۱؎ مدکے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۳۸/۴٦۲ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۳۳، ۳۹/۴٦۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱۵ و/۴٦٧ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ اور درمختار میں ہے کہ یا آنکھ یا ہاتھ کے اشارے سے ایذادی تو یہ معصیت ہے اور ہر ایسی معصیت جس پر حد لازم نہیں ہوتی تعزیر لازم ہو سکتی ہے۔ ماخوذ از درمختار ج ۳ ص
٢٥١ نیز حکم نمبر ۱۵ ب/۴٦٧ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ درمختار و رد المحتار میں ہے اس صورت میں تعزیر لازم نہ ہونے کے قول کی وجہ یہ ہے کہ کہنے والے کا جھوٹ ظاہر ہے اور ہر وہ گالی جسکا عیب گالی دینے والے پر عود کرے اس میں گالی دینے والے پر تعزیر نہیں اور اگر اس گالی کا عیب مسبوب یعنی جسے گالی دی گئی ہے اسپر عود کرے تو تعزیر لازم ہے۔ پھر لکھا ہے کہ قاعدہ ہے کہ جس نے کسی ناجائز قول یا فعل کا ارتکاب کر کے کسی مسلمان کو ناحق ایذا دی تو اسپر تعزیر لازم ہے اور کسی کو کتا اور خنزیر کہنے میں ان الفاظ کی حقیقت تو مقصود ہی نہیں ہوتی کہ کہا جائے کہ کہنے والے کا جھوٹ ظاہر ہے اور اگر ان الفاظ میں ایذا نہ ہوتی تو اشراف کو کہنے سے بھی تعزیر لازم ہونے کا قول نہ ہوتا۔ کیونکہ ان کے حق میں بھی ان الفاظ کے کہنے والے کا جھوٹ ظاہر ہے۔ پھر لکھا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ اشراف سے مراد کریم النفس حسن الطبع لوگ ہیں اور فقہاء اور علویہ کا ذکر اسلئے ہے کہ ان میں اکثر ان ہی اوصاف کے ہوتے ہیں اور کتا اور خنزیر کے الفاظ سے مراد ان کی طبعی خباثت وغیرہ ہے۔ اور چونکہ مذکورہ صفت کے لوگوں کو ان الفاظ سے عیب لاحق ہوتا ہے پس تعزیر ہوگی اور ایسا شخص جس نے خود ہی اپنے آپ کو عیب دار بنا رکھا ہے اسے ان الفاظ سے وحشت لاحق نہیں ہوتی پس جیسا کہ فاسق کو فاسق کہنے سے تعزیر نہیں اسی طرح اس صورت میں بھی نہ ہوگی اور ہدایہ کے

دفعات متن نمبر	ساتواں باب حد قذف اور تعزیر کے احکام۔ تعزیر کا بیان	حوالہ
۴۶۷-۲۰	(ا) تعزیر کے کوڑے (مجرم کو) اس حالت میں مارے جائیں گے کہ وہ کھڑا ہو۔ کپڑے پہننے ہوئے ہو۔ البتہ اس سے گدا اور پوستین اتار دئے جائیں گے (ب) تعزیری سزا میں مدّ نہ ہوگا (ج) (ا) اور تعزیر کے کوڑے مجرم کے سر (مع چہرے) اور فرج کو چھوڑ کر بدن کی متفرق جگہوں پر مارے جائیں گے۔ یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب ہے [1]	قاضیخان
	(۲) الاصل میں حدود کی بحث میں یوں ہی لکھا ہے اور الاصل کی الاشربۃ کی بحث میں لکھا ہے کہ تعزیر کے کوڑے (بدن کی مذکورہ جگہیں چھوڑ کر) ایک ہی جگہ پر مارے جائیں گے اور مسئلہ کے حکم میں روایت کا اختلاف نہیں ہے۔ البتہ جواب کا اختلاف موضوع کے اختلاف کی وجہ سے ہے۔ پس پہلے حکم (یعنی مندرجہ ۲۰/۴۶۷ ج ۱) کا موضوع یہ ہے کہ جب تعزیر (کے کوڑوں کی تعداد) انتہائی درجہ (یعنی انتالیس کوڑوں) تک پہنچی ہو۔ اور دوسرے حکم (یعنی مندرجہ ۲۰/۴۶۷ ج ۲) کا موضوع یہ ہے کہ تعزیر (کے کوڑوں کی تعداد) انتہائی درجہ تک نہ پہنچی ہو [2]	تبیین
۲۱	(ا) تعزیری سزا واجب ہونے میں قاعدہ یہ ہے کہ جس شخص نے منکر (یعنی کسی ناجائز قول یا فعل) کا ارتکاب کیا یا اس نے اپنے قول یا فعل سے [3] کسی مسلمان کو ناحق ایذا دی (اور اس پر حد یا قصاص لازم نہیں ہوتا) تو اس پر تعزیر واجب ہے لیکن اگر کہنے والے کا جھوٹ اسی قول میں واضح ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے۔ مثلاً کسی شخص نے (دوسرے سے) یوں کہا کہ "اے کتے" یا "اے خنزیر" یا اسکی مانند لفظ کہا تو (ان صورتوں میں) تعزیر واجب نہ ہوگی۔	شرح طحاوی
	(ب) یہی مذکورہ حکم صحیح ہے۔	قاضیخان
	(ج) اور بعض کا قول یہ ہے کہ اگر وہ شخص جسے (کتا یا خنزیر اور انکی مانند الفاظ سے) گالی دی گئی ہو وہ اشراف لوگوں میں سے ہو مثلاً فقہاء میں سے یا علوی سادات میں سے ہو تو (مذکورہ گالی دینے والے کو) تعزیری سزا دی جائیگی اور اگر وہ شخص جسے وہ گالی دی گئی ہو عام لوگوں میں سے ہو تو (مذکورہ گالی دینے والے کو) تعزیری سزا نہ دی جائے گی۔ اور یہ حکم حسن (یعنی اچھا) ہے۔ [4]	ہدایہ

حسن کہنے کا مرجع یہی ہوگا نیز لکھا ہے کہ ہدایہ میں تفصیل مذکور ہے اور ظاہر روایت پر مبنی ضابطہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی کے متعلق (بطور گالی) ایسا فعل منسوب کرے جو (خلقی نہ ہو وہ) فعل اختیاری ہو۔ شرعاً حرام ہو اور عرف میں باعث عار سمجھا جاتا ہو تو منسوب کرنے والے کو تعزیر لگائی جائے گی ورنہ نہیں۔ پس کسی کو "یا حمار" کہنے والے پر تعزیر نہیں اسلئے کہ اس کا حقیقی معنی مراد نہیں اور مجازی معنی یعنی کند ذہن ہو وغیرہ خلقی امر ہے اختیاری نہیں ہے۔ اور یا حجام کہنے والے پر اس لئے تعزیر نہیں کہ شرع میں حرام نہیں اگرچہ عرف میں باعث عار ہو اور کسی کو نرد کھیل کھیلنے والا کہنے میں اس لئے تعزیر نہیں کہ وہ عرف میں باعث عار نہیں سمجھا جاتا اگرچہ شرعاً حرام ہے۔ ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۳ صـ ۲۵۵ تا صـ ۲۵۶ اور شرح وقایہ میں ہے کہ قبیح معنی پر دلالت کرنے والے الفاظ کا شمار نہیں ہو سکتا البتہ قاعدوں اور ضابطوں سے ان کے متعلق احکام معلوم کئے جا سکتے ہیں۔ ماخوذ از شرح وقایہ ج ۲ صـ ۲۸۲۔ حکم نمبر ۲۳/۴۶۷ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — التعزیر	حوالہ
۶۷۴-۲۲	من قذف مسلما بیا فاسق وھو لیس بفاسق اویا ابن فاسق یا کافر یا یھودی یا نصرانی یا ابن النصرانی یا خبیث یا سارق وھو لیس بسارق یا فاجر یا منافق یا لوطی یا من یعمل عمل قوم لوط یا من یلعب بالصبیان یا آکل الربا یا شارب الخمر یا دیوث یا مخنث یا خائن یا ابن قحبۃ یا زندیق یا قرطبان یا مأوی الزوانی یا مأوی اللصوص عزر۔	کذا فی الکافی

۱؎ درمختار میں ہے کہ مسلمان کوئی ہو۔ خواہ مسلم عادل ہو یا مستور ہو۔ اسے گالی دینے کا حکم برابر ہے۔ نیز لکھا ہے کہ ذمی کو گالی دینا بھی ایسا ہی جیسا کہ مسلمان کو گالی دینا۔ ماخوذ از درمختار مع ردالمحتار ج ۳ ص ۲۵۲۔ اور مسلم عدل کے متعلق حکم نمبر ۷/۲۶۷ کا چوتھا حاشیہ و ۹۹/۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ درمختار میں ہے کہ گالی دینے میں حرف "یا" یعنی "اے" حرف ندا کی قید نہیں ہے۔ اس لئے کہ ندا کے ساتھ اسے فاسق کی بجائے بطور خبر مثلاً یوں کہنا کہ "تو فاسق ہے"۔ "یا" فلاں شخص فاسق ہے" وغیرہ کا حکم بھی اسی طرح ہے جس طرح کہ ندا کے ساتھ کہنے کا حکم ہے۔ البتہ اگر حاکم مجاز کے سامنے کسی نے بطور دعوی یوں کہا کہ فلاں نے یوں کیا ہے تو اس مدعی پر تعزیر نہیں بشرطیکہ اس نے بطور گالی نہ کہا ہو۔ مگر دعوی زنا کے متعلق یوں حکم نہیں ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۵۴۔ نیز حکم نمبر ۴۸،۲۵/۲۶۷، ۵۰/۴۴۸ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۳؎ فاسق یعنی بدکار۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۹۲۵ (مترجم) ۴؎ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ اگر وہ معلوم الفسق ہو یعنی اس کا فسق مشہور اور اعلانیہ ہو تو اس نے اس قائل کے کہنے سے پہلے ہی اپنے آپ کو وہ عیب لگا رکھا ہے لہذا پھر کہنے والے پر تعزیر نہ ہوگی۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۵۲، ص ۲۵۴۔ ۵؎ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ اگر کسی مسلمان میں اسے کافر قرار دینے کا سبب موجود نہیں ہے اور پھر اسے کسی نے بطور گالی کافر کہا تو اس پر تعزیر ہے اور اگر کہنے والے نے مذکورہ مسلمان کے متعلق یہ عقیدہ رکھا کہ وہ کافر ہے اور اس وجہ سے اسے کافر سے خطاب کیا تو یوں کہنے والے کی تکفیر کی جائے گی اس لئے کہ جب اس نے یہ عقیدہ رکھا کہ مسلمان کافر ہے تو اس نے یہ عقیدہ رکھا ہے کہ دین اسلام کفر ہے (پس اسکی تکفیر کی جائیگی) ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۵۳ (مترجم) ۶؎ جیسا کہ درمختار ج ۳ ص ۲۵۳ میں ہے۔ نیز حکم نمبر ۱۱/۴۴۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۷؎ فاجر یعنی گنہگار۔ زانی۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۹۰۴ اور رد المحتار میں ہے کہ عرف حاضرہ میں فاجر اس شخص کو کہتے ہیں جو لڑائی جھگڑا بہت کرنے والا ہو نیز لکھا ہے فاسق و فاجر کو بطور عطف لانے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مفہوم میں تغایر ہے چنانچہ قنیہ میں ہے کہ اگر گالی کے مدعی نے گالی دینے پر دو گواہ قائم کئے تو ایک نے یہ گواہی دی کہ گالی دینے والے نے اسے "یا فاسق" کہا ہے اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ گالی دینے والے اس شخص نے اسے "یا فاجر" کہا ہے تو دونوں کے اس اختلاف کی وجہ سے) یہ گواہی قبول نہ ہوگی۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۵۳۔ ۸؎ جیسا کہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ (شرعی) منافق اسے کہتے ہیں جو اسلام ظاہر کرے اور اس کے باطن میں کفر ہو۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۵۴ (مترجم) ۹؎ لوطی (یعنی لواطت کرنے والا۔ لڑکوں سے بدفعلی کرنے والا) قوم لوط ؑ کا عمل بد کرنے والا۔ ماخوذ از منتہی الارب ص ۱۱۷۵ فارسی۔ (مترجم) ۱۰؎ جیسا کہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ یعنی لڑکوں کے ساتھ کھیلنے والا۔ اور غصہ اور گالی دینے کے قرینہ سے عرف میں اس سے مراد وہ شخص ہے جو ان کے ساتھ قبیح فعل کرتا ہو۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۵۵ (مترجم) ۱۱؎ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ دیوث۔ یعنی جو آدمی اپنی عورت

دفعہ وار شق نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام تعزیر کا بیان	حوالہ
۴۶۷ - ۲۲	جس شخص نے کسی مسلمان [1] کو یوں الزام دیا کہ "اے [2] فاسق [3]" حالانکہ وہ فاسق نہیں ہے [4] یا یوں کہا کہ "اے فاسق کے بیٹے" "اے کافر [5]" "اے یہودی" "اے نصرانی" "اے نصرانی کے بیٹے" "اے خبیث [6]" "اے چور" حالانکہ وہ چور نہیں ہے یا یوں کہا کہ "اے فاجر [7]" "اے منافق [8]" "اے لوطی [9]" "اے قوم لوط کا عمل کرنے والے" "اے لونڈوں سے کھیلنے والے [10]" "اے سود خور" "اے شراب خور" "اے دیوث [11]" "اے مخنث [12] (یعنی ہیجڑے)" "اے خائن" (یعنی خیانت کرنے والے [13])" "اے قحبہ کے بیٹے [14]" "اے زندیق [15]" "اے قرطبان [16]" "اے زانی عورتوں کی جائے ٹھکانہ" "اے چوروں کی جائے پناہ" تو ان سب (۲۳) صورتوں میں یوں کہنے والے کو تعزیری سزا دی جائے گی [17]	کافی

کے متعلق یا اپنے محرم کے متعلق غیرت نہ رکھے اور مصر و شام کے عرف میں القواد بھی اسی مفہوم میں مستعمل ہے۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۵۴ (مترجم) [12] رد المحتار میں ہے کہ مخنث نون کے فتحہ، کسرہ کے ساتھ لوطی کے مفہوم میں آتا ہے نیز مخنث اسے کہتے ہیں جو اپنی حرکات، سکنات، ہیئت اور کلام میں عورتوں کی عادات رکھے اگر وہ پیدائشی طور پر ایسا ہو تو مذموم نہیں ہے اور اگر بتکلف ایسا کرے تو مذموم ہے ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۵۴ نیز حکم نمبر ۵۴/۴۶۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [13] رد المحتار میں ہے کہ خائن وہ شخص ہے جو اپنے پاس رکھی ہوئی امانتوں میں خیانت کرے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۵۴ نیز حکم نمبر ۶۳/۴۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم) [14] القحبۃ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۹/۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور البحر الرائق میں ہے کہ اس سے واضح ہے کہ کوئی شخص کسی کے اصل کو گالی دے تو ولد کے مطالبہ پر اسے تعزیر لگائی جا سکے گی۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۴۴ اور جیسا کہ در مختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے کہ اس طرح کی گالی میں مقصود ولد ہی ہوتا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ خواہ اس کا اصل زندہ ہو اور یا ابن الزانیۃ کہنے میں یوں حکم نہیں ہے۔ اور کسی کے اصل کو گالی دینے پر اس اصل کے مطالبہ پر بھی اسے تعزیر لازم ہو سکتی ہے۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۵۵ نیز حکم نمبر ۷۹/۴۶۶، ۲۴/۴۶۷ حکم ملاحظہ ہو (مترجم) [15] رد المحتار میں ہے کہ زندیق یعنی بے دین۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۵۴ و المنجد اردو ص ۵۲۳ نیز زندیق مجوسیوں کا ایک فرقہ ہے ماخوذ از منتہی الارب اردو ص ۱۴۴۵ (مترجم) [16] در مختار و رد المحتار میں ہے کہ قرطبان قلتبان سے معرب ہے۔ یہ دیوث کے معنی میں آتا ہے۔ اور وہ شخص جو اپنی عورت یا محرم کیساتھ کسی غیر مرد کو دیکھے تو اسے چھوڑ کر اسکے کیساتھ خلوت مہیا کرے۔ نیز اسے بھی کہتے ہیں جو برے کام میں دو شخصوں کو جمع کرنے کا سبب بنے۔ اور اسے بھی کہتے ہیں جو (غیر محرم) بالغ لڑکے یا اپنے (غیر محرم) مزارع کیساتھ اپنی عورت بھیجدے اور اپنی عورت کے ہاں انہیں اپنی غیر حاضری میں بھی آنے کی اجازت دے دے۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۵۴، ص ۲۵۵ اور دیوث کے لفظ کے متعلق حکم نمبر ۲۲/۴۶۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [17] در مختار و رد المحتار میں ہے کہ کسی (اہل السنت والجماعت) مسلمان کو رافضی یا مبتدعی کہنے پر تعزیر لازم ہے اور مبتدعی اہل بدعت کو کہتے ہیں اور اہل بدعت ہر وہ شخص ہے جو ایسی بات کہے جو اہل السنت والجماعت کے اعتقاد کیخلاف ہو۔ نیز لکھا ہے کہ اگر کسی نے کسی کو احمق کہا جو ناقص العقل بد اخلاق کے معنی میں ہے یا مباحی کہا اور مباحی اسے کہا جاتا ہے جو ہر چیز کے مباح ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو یا عوانی کہا اور یہ اسے کہا جاتا ہے کہ جو لوگوں پر ظلم کر کے حاکم کیلئے ٹیکس لیتا ہو تو ان الفاظ کے کہنے پر غیبت پر تعزیر لازم ہو گی۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۵۴ نیز حکم نمبر ۲۵/۴۶۷ ملاحظہ ہو۔ نیز رد المحتار میں بطور تنبیہ لکھا ہے کہ اگر کسی آدمی نے دوسرے کو بہت سی ایسی گالیاں دیں جنمیں سے ہر گالی پر تعزیر لازم ہو سکتی ہے تو اسے ہر گالی کی تعزیری سزا دی جا سکے گی اسلئے کہ حقوق العباد میں تداخل نہیں۔ البتہ حدود میں تداخل ہوتا ہے (حکم نمبر ۱۲۴/۴۶۶ ملاحظہ ہو) اور حق اللہ سے لازم شدہ تعزیر میں بھی تداخل کا قول ہونا چاہیئے۔ نیز لکھا ہے اگر کسی نے ایک قابل تعزیر لفظ سے ایک جماعت کو گالی دی مثلاً جماعت سے یوں کہا کہ تم سب فاسق ہو، یا کئی قابل تعزیر الفاظ سے جماعت کو گالیاں دیں تو تعزیری سزا متعدد ہو سکے گی تداخل نہ ہو گا (مگر حد قذف کیصورت میں حکم نمبر ۱۲۵ تا ۱۲۹/۴۶۶ ملاحظہ ہو) ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۵۷، ص ۲۵۸ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع في حد القذف والتعزير — التعزير	حوالہ
۴۶۷-۲۳	ولو قال يا تيس يا حية يا ذئب يا حجام يا بغاء يا مؤاجر يا ولد الحرام يا عيار يا ناكس يا منكوس يا سُخْرَة يا كشخان يا ضحكة يا موسوس يا ابن الموسوس وابوه ليس كذلك يا رستاقي وهو ليس كذلك يا مقعد لا يعزر	كذا في الكافي

[1] تیس یعنی بکرے جیسی طبیعت والا۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۱۵۲ چنانچہ درمختار میں ہے کہ کسی کو تیس، بندر، بیل، گائے، سانپ کہنے پر تعزیر لازم نہیں ہوتی اس لئے کہ کہنے والے کا جھوٹ ظاہر ہے۔ اور ہدایہ میں ہے کہ اگر مخاطب اشراف میں سے ہو تو تعزیر کا لازم ہونا احسن ہے۔ ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۳ ص ۲۵۵ حکم نمبر ۲۱ ج / ۴۶۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] جیساکہ درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۵۶ میں ہے۔ نیز اس کے متعلق حکم نمبر ۲۱ ج / ۴۶۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] درمختار و رد المحتار میں ہے کہ بغّا اور باغا بھی آتا ہے گویا بغاء سے ماخوذ ہے (اور بغاء نافرمانی کرنے والے اور ظلم و تعدی کرنے والے کو کہتے ہیں۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۱۳۰) اور لکھا ہے کہ بغّا مابون کو کہتے ہیں۔ اور مابون اسے کہتے ہیں جسکے دبر میں ایک قسم کا کیڑا ہوتا ہے جس کی وجہ سے اسمیں طلب ہوتی ہے کہ اس کے دبر میں جماع کیا جائے اور وہ اسے ترک نہیں کرسکتا لیکن عام اس لفظ سے گالی دیتے ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ کیا کہتے ہیں اور اس سے مناسب یہی ہے کہ یہ لفظ کہنے پر تعزیر لازم نہ ہو جیساکہ متون میں ہے اور مابون کے معنی میں مراد لینے سے تعزیر مناسب ہے کیونکہ اس نے اسے عیب لاحق کیا ہے جیساکہ (۳۱ / ۴۶۷ میں) کسی کو معفوج کہنے کا حکم ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۵۶ ملخصا (مترجم) [4] جیساکہ کنز ص ۱۷۴ میں ہے اور آجَر مواجرۃ مزدور بنانا (اجرتی) ماخوذ المنجد اردو ص ۶۱ اور رد المحتار میں ہے کہ مؤاجر کا حقیقی معنی یہ ہے کہ جو شخص اپنی اہل کو زنا کیلئے اجرت پر دیتا ہو لیکن حقیقی معنی متعارف معنی نہیں ہے بلکہ مؤاجر بھی مؤجر ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۵۶ اور البحر الرائق میں ہے کہ مؤجر کسی شی کو اجرت پر دینے والا اور مؤجَر یعنی غیر نے اسے اجرت پر لیا اور یہ شرعی عقد ہے اس میں عیب لگانا نہیں ہے پس تعزیر لازم نہ ہوگی۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۴۶ (مترجم)

[5] کسی مسلمان کو ولد الحرام کہنے یا حرامزادہ کہنے کے متعلق مزید درج ذیل فقہی حوالہ جات ملاحظہ ہوں (۱) کنز میں ہے کہ کسی کو ولد الحرام کہنے پر تعزیر لازم نہیں ہے۔ ماخوذ از کنز ص ۱۷۴ (۲) فتاوی قاضیخان میں ہے کہ کسی نے کسی کو ولد الحرام کہا تو یوں کہنے پر تعزیر واجب نہیں ہے ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیری ج ۳ ص ۴۷۹ (۳) البحر الرائق میں ہے کہ کسی کو ولد الحرام کہنے پر تعزیر لازم ہونی چاہیے اس لئے کہ عرف میں ولد الحرام بمعنی ولد الزنا ہے۔ البتہ زنا کا صریح الزام نہ ہونے کی وجہ سے حد قذف لازم نہیں۔ مگر اس لفظ سے عیب لاحق ہے پس تعزیر ہونی چاہیے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۴۶ - (۴) اور رد المحتار میں ہے کہ کسی کو ولد الحرام کہنے پر تعزیر لازم ہونی چاہیے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۵۶ ملخصا (۵) کنز میں ہے کہ کسی کو "حرامزادہ" کہنے پر تعزیر لازم ہے بین السطور کنز میں ہے کہ حرامزادہ سے مراد ولد الحرام ہے اور حاشیہ کنز میں ہے کہ حرامزادہ سے مراد مولود الحرام ہے۔ ماخوذ از کنز مع بین السطور و حاشیہ کنز ص ۱۷۴ (۶) شرح وقایہ میں ہے کہ کسی کو حرامزادہ کہنے پر تعزیر ہے۔ ماخوذ از شرح وقایہ ج ۲ ص ۲۸۱ (۷) فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کسی کو حرامزادہ کہنے پر حد قذف نہیں البتہ تعزیر ہے ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی هامش عالمگیری ج ۶ ص ۴۳۰ (۸) درمختار و رد المحتار میں ہے کہ کسی کو حرامزادہ کہنے پر تعزیر لازم ہے اور حرامزادہ کا معنی یہ ہے کہ جو شخص حرام وطی سے متولد ہو۔ پس حرام وطی حالت حیض کو بھی شامل ہے۔ پس صریح زنا کا الزام نہ ہونے کی وجہ سے حد قذف لازم نہیں تعزیر لازم ہے اور عرف میں اگرچہ حرامزادہ سے مراد ولد زنا لیا جاتا ہے مگر اس لفظ سے مراد زیادہ تر دھوکا باز اور کمینہ خصلت شخص مراد لیا جاتا ہے پس حد قذف نہیں تعزیر ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۵۵ نیز حکم نمبر ۱۱ / ۴۶۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات متن نمبر	ساتواں باب حد قذف اور تعزیر کے احکام تعزیر کا بیان	حوالہ
۴۶۷-۲۳	اگر کسی شخص نے کسی (مسلمان) سے یوں کہا اے تیس، ۱ اے سانپ، اے بھیڑیئے، اے حجام، ۲ اے بغا، ۳ اے مؤاجر، ۴ اے ولد الحرام، ۵ اے عیار، ۶ اے ناکس، ۷ اے منکوس (یعنی ناکس شدہ) اے سُخرہ، ۸ اے کشخان، ۹ اے ضحکہ، ۱۰ اے موسوس، ۱۱ اے مسوئی کے بیٹے حالانکہ اس کا باپ ایسا نہیں ہے اے رستاقی، ۱۲ حالانکہ وہ ایسا نہیں ہے اے مقعد (یعنی لنجے) ۱۳ تو ان سب (۱۷) صورتوں میں یوں کہنے والے پر تعزیر لازم نہ ہوگی۔	کافی

۶ عیار یعنی آوارہ گرد۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۸۵۹ اور البحر الرائق میں ہے کہ عیار کا لفظ بہت آنے جانے والا، خواہش کو ڈھیل دینے والا اور متردد بلا عمل کے معنی میں آتا ہے اس سے عیب لاحق نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس سے تعزیر لازم نہیں۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۴۶ مترجم ۷ ناکس یعنی ذلت سے سر نیچا کرنے والا۔ ماخوذ از منتہی الارب فارسی ص ۱۸۹۷ اور البحر الرائق میں ہے کہ ناکس ضعیف، اور سر کے بل الٹے کے معنی میں آتا ہے گویا کہنے والے نے اس لفظ سے اس پر بدعا کی ہے اسے عیب نہیں لگایا۔ پس تعزیر لازم نہ ہوگی۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۴۷ (مترجم)

۸ السُخرۃ یعنی بیگار اور جس سے ٹھٹھا کیا جائے۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۵۵۰ اور البحر الرائق میں ہے کہ السُخرۃ السخر سے ماخوذ ہے اور اس چیز کو کہتے ہیں جو بغیر اجرت کے استعمال کی جائے۔ پس اسمیں عیب کی بات نہیں بلکہ مدح ہے (پس تعزیر لازم نہیں ہے) ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۴۷ (مترجم)

۹ کشخان یعنی جو آدمی اپنی عورت کے متعلق بے غیرت ہو۔ ماخوذ از منتہی الارب اردو ج ۲ ص ۱۷۴ اور البحر الرائق میں ہے کہ کشخان اس دیوث کو کہتے ہیں جسے غیرت نہ آئے۔ پس یہ دیوث اور قرطبان کے معنی میں ہے اور پھر تعزیر لازم ہے لیکن کاشح اسے بھی کہتے ہیں جو اپنے ساتھ والوں کی مودت سے دور کر دیا گیا ہو اس لئے کہ حدیث میں آتا ہے کہ افضل الصدقۃ علی ذی الرحم الکاشح الحدیث یعنی سب سے افضل صدقہ وہ ہے جو اس رشتہ دار پر کیا جائے جو رشتہ داری کی دوستی سے دور کر دیا گیا ہو۔ چنانچہ اگر کشخان بھی اسی سے ماخوذ ہے تو پھر قرطبان کے مفہوم میں نہیں ہے (اور پھر تعزیر بھی لازم نہیں ہے) ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۴۷ (مترجم)

۱۰ جیسا کہ در مختار مع رد المحتار ج ۳ ص ۲۵۷ اور کنز ص ۱۷۴ میں ہے اور ضُحکۃ جس پر لوگ ہنسیں اور ضُحَکَۃ جو لوگوں پر ہنسے ماخوذ از المنجد اردو ص ۶۲۰ وکذا فی الدر المختار مع رد المحتار ج ۳ ص ۲۵۷ (مترجم)

۱۱ جیسا کہ کنز ص ۱۷۴ میں ہے اور موسوس۔ بے تکی باتیں کرنے والا۔ وہم میں مبتلا۔ بے نفع بات کرنے والا۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۱۳۶۹ اور البحر الرائق میں ہے کہ موسوس مغلوب العقل کو اور اس شخص کو کہتے ہیں جس کی باتیں بے تکی ہوں۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۴۷ (مترجم)

۱۲ رستاقی۔ گاؤں کے رہنے والا (گنوار) ماخوذ از منتہی الارب اردو ص ۱۳۶۲ (مترجم)

۱۳ مقعد یعنی اپاہج۔ گٹھیا کا مریض۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۱۰۲۱۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۲/۱۵۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — التعزیر	حوالہ
۴۶۷-۲۴	ولو قال یا ابن الفاجرۃ یا ابن الفاسقۃ فعلیہ التعزیر لانہ الحق نوع الشین بہ	کذا فی غایۃ البیان
۲۵	ولو قال لفاسق یا فاسق او لشارب یا شارب او لظالم یا ظالم لا یجب فیہ شیئ	کذا فی العتابیۃ
۲۶	ولو قال لرجل صالح ذی مروۃ یا لص یا مشرک یا کافر عزر	کذا فی غایۃ البیان
۲۷	ان قال یا بلید عزر	کذا فی الواقعات
۲۸	وان قال یا سفلۃ عزر	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۲۹	ولو قال لاخر یا بی نماز یعزر	ھکذا فی السراجیۃ
۳۰	ولو قال لصالح یا سفیہ عزر	ھکذا فی التمرتاشی
۳۱	رجل قال لصالح یا معفوج یا ابن قرطبان ذکر الناطفیؒ انہ علیہ التعزیر ولو قال یا قرد یا قواد یا مقامر ففی ھذا کلہ لا یجب التعزیر	کذا فی فتاوی قاضیخان
	قال الصدر الشہیدؒ یجب التعزیر فی قولہ یا مقامر	کذا فی الخلاصۃ
	ولو قال یا معفوج فانہ یعزر ولا یجب الحد فی قول ابی یوسفؒ ومحمدؒ حتی یضیف الی السبیل وعلی قول ابی حنیفۃؒ لا یکون قاذفا بحال وعلیہ التعزیر لانہ الحق بہ الشین والمعفوج المضروب فی الدبر	کذا الظہیریۃ

ـــہ ۱ اور کسی کو "اے فاسق یا اے فاجر" اور "قحبہ کے بیٹے" کہنے کے متعلق حکم نمبر ۲۲/۴۶۷ کا تیسرا ساتواں اور چودھواں حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــہ ۲ کسی کو "اے فاسق" کہنے کے متعلق حکم نمبر ۲۲/۴۶۷ ملاحظہ ہو نیز حکم ۲۶، ۲۷/۴۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــہ ۳ حکم نمبر ۲۵/۴۶۷ و حکم نمبر ۲۲/۴۶۷ کا حاشیہ ـــہ ۵ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــہ ۴ صحاح البحر الرائق ج ۵ صـ۴۷ میں ہے بلید یعنی کند ذہن۔ ماخوذ از منتہی الارب صـ۵۶۳ اور درمختار و رد المحتار میں ہے کہ بلید بمعنی خبیث اور فاجر کے بھی استعمال ہوتا ہے پس کسی کو بلید کہنے والے کو تعزیر لگائی جائے گی۔ اور وہ آجکل کے عرف میں بمعنی کند ذہن ہے پس تعزیر لازم نہ ہونی چاہیئے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ صـ۲۵۴ ـــہ ۵ سفلہ یعنی ادنی درجہ کا آدمی۔ ماخوذ از المنجد اردو صـ۵۷۱ (مترجم) ـــہ ۶ سفیہ یعنی نادان، بیوقوف قدر نہ جاننے والا۔ ماخوذ از منتہی الارب اردو صـ۱۵۰۶ اور البحر الرائق میں ہے کہ کسی (مسلمان) کو سفیہ کہنے پر تعزیر لازم ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ صـ۴۵ اور درمختار و رد المحتار میں ہے کہ سفیہ فضول خرچ اور اسراف کرنیوالے کو کہتے ہیں اور آجکل کے عرف میں فحش زبان والے کو کہتے ہیں۔ اس سے تعزیر لازم ہے۔ ماخوذ از درمختار

دفعات نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام — تعزیر کا بیان	حوالہ
۴۶۷-۲۴	اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ "اے فاجرہ کے بیٹے" یا یوں کہا کہ "اے فاسقہ کے بیٹے"، تو یوں کہنے والے پر تعزیر لازم ہوگی اسلئے کہ اس نے اسے ایک قسم کا عیب لگایا ہے ؎ ۱	غایہ بیان
۲۵	اگر کسی نے کسی فاسق شخص کو یوں کہا کہ "اے فاسق" یا کسی نے کسی شرابی کو یوں کہا کہ "اے شرابی" یا کسی نے کسی ظالم کو یوں کہا کہ "اے ظالم"، تو ان صورتوں میں یوں کہنے والے پر کچھ تعزیر لازم نہ ہوگی ؎ ۲	عتابیہ
۲۶	کسی نے کسی نیک صاحب مروت شخص سے یوں کہا کہ "اے چور" "اے مشرک" "اے کافر" تو (ان صورتوں میں یوں کہنے والے کو) تعزیر لگائی جائے گی ؎ ۳	غایہ بیان
۲۷	اگر کسی نے کسی (مسلمان) کو یوں کہا کہ "اے بلید" (یعنی اے خبیث اور فاجر کند ذہن) تو یوں کہنے والے کو تعزیر لگائی جائے گی ؎ ۴	واقعات
۲۸	اگر کسی نے کسی کو یوں کہا کہ "اے سفلة"، تو یوں کہنے والے کو تعزیر لگائی جائے گی ؎ ۵	جوہرہ نیرہ
۲۹	اگر کسی نے کسی (نمازی مسلمان) کو یوں کہا کہ "اے بے نماز"، تو یوں کہنے والے کو تعزیر لگائی جاتی ہے۔	سراجیہ
۳۰	اگر کسی نے کسی نیک شخص کو یوں کہا کہ "یا سفیہ"، تو یوں کہنے والے کو تعزیر لگائی جائے گی ؎ ۶	تمرتاشی
۳۱	(و) اگر کسی نے کسی نیک شخص کو یوں کہا کہ "یا معفوج" ؎ ۷ یا ابن قرطبان ؎ ۸"، تو یوں کہنے والے کے متعلق الناطفیؒ نے ذکر کیا ہے کہ اس پر تعزیر لازم ہے (ب) اور اگر کسی نے (کسی نیک شخص کو) یوں کہا کہ اے بندر ؎ ۹ یا قواد ؎ ۱۰ یا مقامر (یعنی اے جواری) تو (ان سب صورتوں میں یوں کہنے والے پر) تعزیر واجب نہ ہوگی۔	قاضیخان
	(ج) الصدر الشہیدؒ نے کہا ہے کہ کسی (نیک مسلمان) کو یا مقامر کہنے والے پر تعزیر واجب ہوگی ؎ ۱۱	خلاصہ
	(د) اگر کسی نے کسی (نیک مسلمان) کو یوں کہا کہ "یا معفوج"، تو یوں کہنے والے کو تعزیر لگائی جائے گی اور اس صورت میں امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب یوں کہنے والے پر حد قذف واجب نہ ہوگی جبتک کہ وہ السبیل کی طرف اضافت نہ کرے (یعنی جبتک یوں نہ کہے کہ "معفوج السبیل") ۔ اور امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب (مذکورہ لفظ کہنے سے) وہ کسی صورت میں قاذف نہ قرار پائے گا۔ البتہ یوں کہنے والے پر تعزیر لازم ہے کیونکہ اسنے اسے عیب لگایا ہے ؎ ۱۲ (س) اور معفوج مضروب فی الدبر (یعنی جسکے دبر میں جماع کیا جائے) کو کہتے ہیں۔	ظہیریہ

درمختار و ردالمحتار ج ۳ صفحہ ۲۵۴ (مترجم) ؎ ۷ معفوج کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۳۱/۴۶۷ کا (س) ملاحظہ ہو۔ اور ردالمحتار میں ہے کہ کسی کو "یا معفوج" کہنے پر تعزیر واجب ہے اور معفوج اسے کہتے ہیں جسکے دبر میں (جماع) کیا جائے (اس معنی میں معفوج بمعنی گانڈو ہوگا) اور جسکے دبر میں مارا جائے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ صفحہ ۲۵۶ (مترجم) ؎ ۸ قرطبان کے متعلق حکم نمبر ۲۲/۴۶۷ کا حاشیہ ؎ ۱۶ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎ ۹ حکم نمبر ۲۳/۴۶۷ کا حاشیہ ؎ ۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎ ۱۰ قواد - مطیع ماخوذ از المنجد اردو صفحہ ۱۰۵۴ ۔ اور ردالمحتار میں ہے کہ قواد مصر و شام کے عرف میں دیوث کے معنی میں بھی آتا ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ صفحہ ۲۵۴ اور دیوث کہنے کے متعلق حکم نمبر ۲۲/۴۶۷ کا حاشیہ ؎ ۱۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎ ۱۱ جیسا کہ درمختار و ردالمحتار میں ہے۔ اور لکھا ہے کہ کسی کو ساحر یا مقامر کہنے پر تعزیر ہے اور خصوصاً جبکہ اشراف کو کہے یا خوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ صفحہ ۲۵۷ اور مقامر یعنی شرط لگانے والا۔ بازی لگانے والا۔ جوئے باز۔ ماخوذ از المنجد اردو صفحہ ۱۰۴۰ ملخصاً ؎ ۱۲ حکم نمبر ۷۹/۴۶۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — التعزیر	حوالہ
۴۶۷-۳۲	ولو قال یا ابلہ او قال یا شیئ او قال یا ستوریا لا شیئ علیہ	کذا فی الفتاوی الکبری
۳۳	ولو قال یا قذر یجب فیہ التعزیر	کذا فی الفتاوی الکبری
۳۴	اذا اخذ رجل فی حادثۃ فتوی العلماء وجاء الی خصمہ فقال الخصم انا لا اعمل بہ اوقال لیس کما أفتوا وھو جاھل ان ذکر اھل العلم بالتحقیر وجب علیہ التعزیر	کذا فی الحاوی القدسی
۳۵	واذا قذف بالتعریض وجب التعزیر	کذا فی الحاوی القدسی
۳۶	الاولی للانسان فیما اذا قیل لہ ما یوجب الحد والتعزیر ان لا یجیبہ قالوا ولو قال "یا خبیث" الاحسن ان یکف عنہ ولو رفع الی القاضی لیؤدبہ یجوز ولو اجاب مع ھذا فقال بل انت لا بأس	کذا فی البحر الرائق
۳۷	عن اصحابنا فیمن اعتاد الفسق بانواع الفساد یھدم علیہ بیتہ	کذا فی السراجیۃ
۳۸	قال فخر الاسلام ان اعتاد سرقۃ ابواب المساجد یجب ان یعزر ویبالغ فیہ ویحبس حتی یتوب	کذا فی البحر الرائق
۳۹	من موجبات التعزیر کتابۃ الصکوک والخطوط بالتزویر	کذا فی التتارخانیۃ

؎۱ جیسا کہ ردالمحتار ج ۳ ص ۲۵۴ میں ہے اور المنجد اردو ص ۱۲۸ میں ہے کہ اَبلَہ یعنی بیوقوف۔ اور البحر الرائق میں ہے کہ الابلہ دنیا کے امور اور شر در سے غفلت کرنے کے معنی میں آتا ہے (یعنی بھولا بھالا) بعض روایات کا مفہوم ہے کہ جنت میں داخل ہونے والوں میں اکثر بھولے بھالے لوگ ہوں گے اور الابلہ ہر الحذق یعنی ہوشیار اور صاحب علم کو فضیلت حاصل ہے۔ جیسا کہ بعض روایات کا مفہوم ہے۔ کہ جنت میں ان کے اونچے درجے کے مقام کو عام اہل جنت چمکتے ستاروں کی طرح دیکھیں گے۔ نیز لکھا ہے کسی کو البلید کہنے پر تعزیر ہوگی (جیسا کہ حکم نمبر ۲۷/۴۶۷ میں ہے) ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۴۷ (مترجم) ؎۲ ستور یعنی جسے نہ شرم ہو نہ حیا۔ مفہوم ماخوذ از المنجد اردو ص ۵۴۱ (مترجم) ؎۳ جیسا کہ البحر الرائق ج ۵ ص ۴۷ میں ہے۔ اور قذر یعنی گندگی۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۹۷۴ اور خبیث کہنے کے متعلق حکم نمبر ۲۲/۴۶۷ کا چھٹا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۴ حکم نمبر ۲۰/۴۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۵ آمرینی کرنا یعنی کسی پر ڈھال کرات کرنا۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۹۱۷۔ چنانچہ درمختار وردالمحتار میں ہے کہ کسی نے دوسرے سے یوں کہا۔ یا زانی نہیں

دفعات شق نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام — تعزیر کا بیان	حوالہ
۳۲-۴۶۷	اگر کسی نے دوسرے کو یوں کہا اے ابلہ[۱] (یعنی بیوقوف)، یا یوں کہا کہ اے لا شیئ (یعنی اے ناچیز) یا یوں کہا کہ "اے مستور[۲]" (یعنی بے شرم) تو یوں کہنے والے پر کچھ لازم نہ ہوگا۔	فتاوی کبری
۳۳	اگر کسی نے دوسرے کو یوں کہا "یا قذر[۳]" تو یوں کہنے پر تعزیر واجب ہوگی۔	فتاوی کبری
۳۴	جب کسی آدمی نے کسی پیش آمدہ امر کے متعلق علماء کا فتوی حاصل کیا اور اپنے مخالف جھگڑا کرنے والے کے ہاں لایا تو اسکے مخالف نے کہا کہ میں اس فتوی پر عمل نہیں کروں گا یا یوں کہا کہ اس امر کا حکم ایسا نہیں ہے جیسا کہ علماء نے فتوی دیا ہے اور وہ مخالف (دینی علوم کے لحاظ سے) ایک بے علم شخص ہے تو اگر اس نے مذکورہ کہنے میں علماء کا تذکرہ تحقیر سے کیا ہے تو اس پر تعزیر واجب ہے[۴]۔	حاوی قدسی
۳۵	جب کسی نے کسی پر تعریض[۵] کے ساتھ قذف کیا تو یوں قذف کرنے والے پر تعزیر واجب ہے	حاوی قدسی
۳۶	اولی یہ ہے کہ انسان کو جب کوئی ایسی بات کہی جائے کہ اسکی وجہ سے کہنے والے پر حد یا تعزیر واجب ہو سکتی ہے تو (کہنے والے کو بدلہ میں) کوئی جواب نہ دے۔ مشائخ نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص نے دوسرے سے یوں کہا کہ "یا خبیث" (یعنی اے خبیث[۶]) تو احسن یہ ہے کہ اسے کوئی جواب دینے سے رک جائے اور اسے تہذیب سکھانے کے لئے مقدمہ حاکم مجاز کے ہاں لے جائے تو جائز ہے اور مذکورہ احکام کے باوجود اگر اس نے (بدلہ میں) یوں جواب دیا کہ "بل انت" (یعنی بلکہ تو ہے) تو کوئی حرج نہیں[۷]۔	بحر رائق
۳۷	جس شخص نے کئی قسم کے فساد کا ارتکاب کر کے فسق کی عادت اختیار کر لی ہو تو (اسکے متعلق ہمارے (فقہاء) اصحاب سے مروی ہے کہ (بطور تعزیر) اس کا گھر گروایا جا سکتا ہے۔	سراجیہ
۳۸	فخر الاسلام کا قول ہے کہ اگر کسی شخص نے مسجدوں کے دروازے چوری[۸] کرنے کی عادت اختیار کر لی ہو تو واجب ہے کہ (حاکم مجاز) اسے تعزیری سزا دے اور اسے یہ سزا بڑھا چڑھا کر دے اور اسے قید میں رکھے حتی کہ وہ توبہ کرے۔	بحر رائق
۳۹	تعزیر واجب کرنے والے امور میں سے ایک ہے کہ کوئی شخص معاہدے اور خطوط جھوٹ اور فریب کے ساتھ لکھے (یعنی جعل سازی کرے)	تتارخانیہ

ہوں" تو شبہ کی وجہ حد قذف ساقط ہوگی مگر اس نے اس سے مخاطب کو عیب لگایا ہے کیونکہ اس کا معنی یہ قرار پاتا ہے کہ "بلکہ تو زانی ہے" پس اسے تعزیر لگائی جائے گی۔ اور قذف کی قید سے یہی ظاہر ہے کہ اگر کسی نے دوسرے کو تعریض کے ساتھ گالی دی تو تعزیر نہ ہوگی۔ ماخوذ از در مختار درد المختار ج ۳ صفحہ ۲۶۳ تا ۲۶۴۔ نیز حکم نمبر ۳۱/۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] کسی کو خبیث کہنے کے متعلق حکم نمبر ۲۲/۴۶۷ کے چھٹے حاشیہ میں اور کسی کو قذر (یعنی گندگی) کہنے کے متعلق حکم نمبر ۳۳/۴۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۷] لا بأس یعنی کوئی حرج نہیں۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۲۳/۲۲۵ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۸] دروازوں کی چوری کے متعلق حکم نمبر ۷/۴۶۹ مع حاشیہ اور مسجد سے چوری کے متعلق حکم نمبر ۱ب/۴۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف و التعزیر — التعزیر	حوالہ
۴۰-۳۶۷	و منها الممازحة فی احکام الشریعة	کذا فی التاتارخانیة
۴۱	و مما یوجب التعزیر ما ذکر ابن رستم فیمن قطع ذنب برذون او حلق شعر جاریته	کذا فی التاتارخانیة
۴۲	و منها لو اکره السلطان رجلا علی قتل مسلم بغیر حق و اوعده بقتله ان لم یقتله فقتله فالقصاص علی السلطان و التعزیر علی القاتل عند ابی حنیفة و محمد	کذا فی التاتارخانیة
۴۳	و منها اذا اکره الرجل غیره فزنی یجب علی الذی اکرهه التعزیر۔	کذا فی التاتارخانیة
۴۴	و من موجبات التعزیر الزهد البارد	کذا فی التاتارخانیة
۴۵	اذا اتی بهیمة او وطی بشبهة او لطم مسلما او رفع مندیله فی السوق عن رأسه عزر	هکذا فی السراجیة
۴۶	اذا وجد شهود التعزیر عبیدا او کفارا بعد ما عزر فمات او جرحته السیاط او رجع الشهود لا ضمان عند ابی حنیفة رحـ خلافا لهما رحـ	کذا فی محیط السرخسی
۴۷	فی القنیة قال له یا فاسق ثم اراد ان یثبت بالبینة فسقه لیدفع التعزیر عن نفسه لا تسمع بینته و لو اراد اثبات فسقه ضمنا لما تصح فیه الخصومة کجرح الشهود اذا قال رشوته بکذا فعلیه رده تقبل البینة کذا هذا و هذا اذا شهدوا علی فسقه و لم یبینوا	

۱ـ نیز حکم نمبر ۳۴/۳۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۲ـ برذون یعنی چوپایہ۔ تاتاری گھوڑا۔ ماخوذ از منتہی الارب ج ۱ ص ۵۱۸ (مترجم)، ۳ـ حکم نمبر ۱۱/۳۶۱، ۵۷/۳۶۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۴ـ جیسا کہ درمختار در المختار میں ہے کہ الزهد البارد (یعنی ٹھنڈا تقوی) مثلاً کسی شخص کو ایک دانہ کھجور کا گرا پڑا ملے تو وہ اسکا مالک معلوم کرنے کیلئے اعلان کرتا پھرے۔ اور اس میں اس کی مراد تقوی اور دیانت کا اظہار ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی ایک آدمی کے بار بار اعلان پر فرمایا تھا کہ کلها یا بارد الورع فانه ورع یبغضه اللہ تعالی۔ یعنی اے بارد الورع اسے کھالے اسلئے کہ یوں کرنا ایسی پرہیزگاری ہے جسے اللہ تعالی پسند نہیں فرماتا اور اسے تازیانہ سے (تعزیری) سزا دی اور مراد یہ ہے کہ بطور ریا ایسا کرنا ممنوع ہے۔ اور اگر کوئی حقیقتاً اس درجہ کا متقی پرہیزگار ہو تو ایسا کرنا ممدوح ہے جیسا کہ منقول ہے کہ کسی عورت نے کسی امام سے مسئلہ پوچھا کہ رات کو اسکے گھر کے سامنے چوکیدار روشنی لئے گذر رہا ہو تو اس روشنی میں اون کاتنے کا حکم کیا ہے تو انہوں نے اس عورت سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ تو اس عورت نے جواب دیا کہ میں حضرت بشر الحافی رحـ کی بہن ہوں تو انہوں نے جواب میں کہا کہ اس روشنی میں کاتنے کا کام نہ کر اسلئے کہ ورع (یعنی پرہیزگاری) تمہارے گھر سے رخصت ہو جائے گی۔ ماخوذ از درمختار در المختار ج ۳ ص ۲۶۴۔ ورع اور تقوی میں معنوی فرق کے متعلق حکم نمبر ۴/۱۵۸ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۵ـ چوپائے سے وطی کرنے کے حکم کے متعلق حکم نمبر ۸۳/۲۲۹، ۷۰/۳۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۶ـ شبہ کے متعلق حکم نمبر

دفعات و نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام تعزیر کا بیان	حوالہ
۴۶۷-۴۰	تعزیر واجب کرنے والے امور میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی شخص احکام شریعت سے مزاح کرے [1]	تتارخانیہ
۴۱	تعزیر واجب کرنے والے امر میں سے ایک وہ ہے جو ابن رستمؒ نے ذکر کیا ہے کہ جس نے برذون (چوپایہ) کی[2] دم کاٹ دی یا اپنی باندی کے (سر کے) بال مونڈ دیئے۔	تتارخانیہ
۴۲	تعزیر واجب کرنے والے امر میں سے ایک یہ ہے کہ اگر سلطان نے کسی آدمی کو کسی مسلمان کے ناحق قتل پر مجبور کیا اور اسے دھمکی دی کہ اگر اس نے اس مسلمان کو قتل نہ کیا تو اسے قتل کر دیا جائے گا پس اس آدمی نے اس مسلمان کو قتل کر دیا تو مقتول کا قصاص سلطان پر ہے اور قاتل پر تعزیر لازم ہے یہ حکم امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں ہے۔	تتارخانیہ
۴۳	تعزیر واجب کرنے والے امر میں سے ایک یہ ہے کہ جب کسی شخص نے دوسرے کو مجبور کیا (کہ وہ زنا کرے) پس اس نے زنا کا ارتکاب کیا تو مجبور کرنے والے پر تعزیری سزا لازم ہوگی [3]	تتارخانیہ
۴۴	تعزیر واجب کرنے والے امور میں سے ایک السزهد البارد (یعنی ٹھنڈا تقوی) ہے [4]	تتارخانیہ
۴۵	جب کسی شخص نے چوپایہ[5] سے وطی کی یا اس نے شبہ میں وطی کی [6] یا کسی شخص نے کسی مسلمان کو تھپڑ مار دیا[7] یا سر بازار اس کے سر سے اس کا رومال اتار ڈالا [8] تو ان سب صورتوں میں، اسے تعزیر لگائی جائے گی۔	سراجیہ
۴۶	جب کسی شخص کو تعزیری سزا دی گئی اور (اس سبب سے) اسکی موت واقع ہوگئی یا وہ تعزیری کوڑوں کی سزا سے زخمی ہوگیا اس کے بعد معلوم ہوا کہ تعزیر (لازم کرنے والے جرم) کے گواہ غلام تھے یا کافر تھے یا ان گواہوں نے گواہی سے رجوع کر لیا تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں کوئی ضمان لازم نہیں [9] اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا اختلاف ہے۔	محیط سرخسی
۴۷	قنیہ میں ہے کہ کسی شخص نے کسی (مسلمان کو اسکے فسق کا سبب بیان کئے بغیر اس) کو یوں کہا کہ "اے فاسق"[11] پھر یوں کہنے والے نے اپنے سے تعزیر ہٹانے کے لئے یہ چاہا کہ گواہوں سے اس کا فسق ثابت کرے تو اس کے ان گواہوں کی گواہی مسموع نہ ہوگی [12] اور اگر یوں کہنے والے اس شخص نے اسکا فسق کسی ایسے امر کے	

۲/۴۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] حکم نمبر ۵۰/۴۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] غالباً اس لئے کہ سر کا عمامہ، ٹوپی اور رومال عزت کی چیز سمجھی جاتی ہے اسلئے کسی کو راضی کرنے اور اسکی دلجوئی کیلئے انتہائی اقدام کے طور پر اسکے پاؤں پر پگڑی رکھنے کا معمول ہے، پس کسی کے سر پر سے سر بازار اس کا مندیل یعنی رومال وغیرہ اتارنا سر بازار اس کی توہین کرنا ہے لہٰذا یہ عمل سبب تعزیر قرار پاتا ہے۔ (مترجم) [9] حکم نمبر ۱۱/۴۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم) [10] فتاوی عالمگیری کی یہ عبارت بحوالہ القنیۃ، البحر الرائق سے ماخوذ ہے اور عالمگیری کے نسخہ مطبوعہ مصر مطبع امیریہ، میمنیہ دونوں میں یوں درج تھی، "ضمنا لا تصح فیہ الخصومۃ" اور عالمگیری کے ماخذ البحر الرائق میں یہ فقرہ یوں لکھا ہے۔ "ضمنا لما تصح فیہ الخصومۃ" ماخوذ از البحر الرائق مصری ج ۵ ص ۴۳ اور البحر الرائق کی مذکورہ عبارت کے ماخذ القنیۃ میں بھی یوں لکھا ہے "ضمنا لما تصح فیہ الخصومۃ" ماخوذ از القنیۃ ص ۱۴۰ اور رد المحتار میں بھی بحوالہ القنیۃ یوں لکھا ہے کہ "اذا اثبت فسقہ فی ضمن ما تصح فیہ الخصومۃ بجرح الشہود الخ" اور مفہوم کے لحاظ سے بھی مذکورہ "لا تصح" کی بجائے "لما تصح" ہی درست قرار پاتا ہے چنانچہ "لما تصح" ہی درج ہے (مترجم) [11] کسی کو اے فاسق کہنے پر تعزیر لازم ہونے کے متعلق حکم نمبر ۲۲، ۲۵/۴۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) [12] جیسا کہ در مختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اگر قاذف نے قذف کو ثابت کرنے کیلئے مجرد گواہی یعنی اسکے فسق کا سبب بیان کئے بغیر مثلاً یہ گواہی پیش کی کہ وہ فاسق ہے تو ایسی گواہی کی سماعت نہ ہوگی۔ ماخوذ از الدر المختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۵۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — التعزیر	حوالہ
۴۶۷ -	واما اذا بینوہ بما یتضمن اثبات حق اللہ تعالی والعبد فانہا تقبل کما اذا قال لہ یا فاسق فلما رفع الی القاضی ادعی انہ رأہ یقبل اجنبیۃ او عانقہا او خلا بہا او نحو ذلک ثم اقام رجلین شہدا انہما رأیاہ فعل ذلک فلا شک فی قبولہا وسقوط التعزیر عن القائل	کذا فی البحر الرائق
۴۸	اذا ادعی شخص علی شخص بدعوی توجب التکفیر وعجز المدعی عن اثبات ما ادعاہ لا یجب علیہ شیٔ اصلا اذا صدر الکلام علی وجہ الدعوی عند حاکم الشرع اما اذا صدر عنہ علی وجہ السب او الانتقاص فانہ یعزر علی ما یلیق بہ	کذا فی النہر الفائق ناقلا عن السراجیۃ
۴۹	حنفی ارتحل[3] الی مذہب الشافعیؒ یعزر	کذا فی جواہر الاخلاطی
۵۰	ضرب غیرہ بغیر حق وضربہ المضروب ایضا یعزران ویبدأ باقامۃ التعزیر بالبادیٔ منہما	کذا فی البحر الرائق

[1] جیسا کہ رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت میں قاضی کو چاہیے کہ اسکے فسق کا سبب دریافت کرے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۵۳ (مترجم)
[2] حکم نمبر ۲۲/۲۹۳ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] قولہ ارتحل الی مذہب الشافعی یعزر اذا کان ارتحالہ لا لغرض محمود شرعا کما افادہ فی التاتارخانیۃ اھ مصحح بحراوی عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی حنفی مسلک ترک کرکے شافعی مسلک اختیار کرنے پر تعزیر لگانے کا حکم اس صورت میں ہے کہ اسکا ایسا کرنا از روئے شرع کسی محمود غرض کیلئے نہ ہو۔ جیسا کہ تتارخانیہ میں کہا گیا ہے۔ از تصحیح کنندہ بحراویؒ اور جیسا کہ در مختار درالمختار میں ہے۔ اور لکھا ہے عام آدمی کے حنفی یا شافعی کہلانے کا مدار اس کے مفتی کے مسلک پر ہے البتہ جو شخص نظر و بصیرت اور استدلال رکھتا ہو یا اس نے کسی مجتہد کی تحقیقات پڑھی ہوں اس کا اپنا مسلک قرار پا سکتا ہے۔ اور لکھا ہے اگر کسی شخص کو اجتہاد سے (یعنی مسلمہ شرعی دلائل پر مبنی تحقیق سے) ایک مسلک واضح ہو اور اس وجہ سے وہ اپنا سابقہ مسلک چھوڑ کر اپنے ہاں واضح شدہ مسلک اختیار کرے تو ایسا کرنا محمود اور قابل اجر ہے۔ البتہ شرعی دلیل و تحقیق کے بغیر یا کسی دنیوی غرض کی خاطر یا محض خواہش کی تکمیل کے لئے یا محض ایک عامی آدمی ایک مسلک کو چھوڑ کر دوسرا مسلک اختیار کرے تو اس پر تادیب اور تعزیر لازم ہے۔ خواہ حنفی سے شافعی بنے یا شافعی سے حنفی وغیرہ۔ تاکہ مجتہدین کی تحقیقات پر مبنی مسلک کھیل نہ بنا لئے جائیں۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۶۳۔ نیز رد المحتار میں بحوالہ الشاہدی لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی مسئلہ کے حکم میں دوسرے امام کے ہاں تحقیق شدہ

حوالہ	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام — تعزیر کا بیان	دفعات شق نمبر
بحر رائق	ضمن میں ثابت کرنا چاہا جسمیں خصومت کرنا (یعنی مقدمہ قائم کرنا) معتبر ہوتا ہے۔ جیساکہ گواہوں پر جرح کرنے میں کہا کہ میں نے اسکو اتنی رشوت دی تھی اسپر لازم ہے کہ اسے واپس کرے تو (چونکہ رشوت لینے سے اس کا فسق ضمناً ثابت ہوتا ہے لہذا) اس پر اسکے گواہوں کی گواہی مسموع ہوتی ہے تو ایسے ہی یہ بھی ہے اور ان گواہوں کی گواہی مسموع نہ ہونے کا مذکورہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ ان گواہوں نے اسکے فسق پر گواہی دی اور اسکے فسق (کے سبب) کو بیان نہ کیا اور اگر ان گواہوں نے ایسا سبب بیان کیا جو اللہ تعالیٰ کے یا بندوں کے حق پر مشتمل ہو تو وہ گواہی قبول کی جائے گی ـہ۱ جیساکہ جب کسی شخص نے کسی شخص کو یوں کہا کہ "اے فاسق" پھر جب یوں کہنے والے کو حاکم مجاز کے ہاں لایا گیا تو اس نے دعوی کیا کہ اس نے دیکھا کہ اس نے ایک اجنبی عورت کا بوسہ لیا ہے یا یہ کہا کہ اس نے دیکھا کہ اس نے اجنبی عورت سے معانقہ کیا (یعنی وہ اس سے بغلگیر ہوا) یا یہ کہا کہ اس نے دیکھا کہ اس نے اجنبیہ عورت کے ساتھ خلوت کی (یعنی اسکے ساتھ تنہائی میں رہا) یا اس نے اسمیں اس قسم کا کوئی اور فسق دیکھنے کا دعوی کیا اور پھر دو مرد گواہ قائم کئے جنہوں نے یہ گواہی دی کہ ان دونوں نے اسے مذکورہ فسق کرتے دیکھا ہے تو اس صورت میں اس گواہی کی سماعت قبول ہونے اور یوں کہنے والے سے تعزیر ساقط ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔	۴۷ -
نہر فائق	(د) جب کسی شخص نے کسی شخص پر ایسا دعوی کیا جس سے مدعا علیہ کا کافر قرار دیا جانا لازم آتا ہو اور مدعی اپنا دعوی ثابت کرنے سے عاجز رہا تو اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر مدعی سے وہ کلام شرعی حاکم کے ہاں بطور دعوی صادر ہوا تو اس مدعی پر کچھ واجب نہ ہوگا (ب) اور اگر مدعی سے وہ کلام مدعا علیہ کو گالی دینے یا اسکی تنقیص کرنے کے طور پر صادر ہوا تو اسے ایسی تعزیری سزا دی جاسکے گی جو اس کے حال کے مناسب ہو ـہ۲	۴۸
جواہر الاخلاطی	حنفی مسلک رکھنے والے کسی شخص نے حنفی مسلک چھوڑ کر شافعی مسلک اختیار کر لیا تو اسے تعزیر لگائی جاسکے گی ـہ۴	۴۹
بحر رائق	کسی شخص نے دوسرے شخص کو ناحق ضرب (یعنی چوٹ) لگائی اور مضروب نے بھی ضارب کو ضرب لگائی تو دونوں کو تعزیر لگائی جائے گی اور حاکم مجاز پہلے اسپر تعزیر جاری کرے گا جس نے ان دونوں میں سے (ضرب لگانے میں) پہل کی تھی ـہ۵	۵۰

مسلک پر بنا بر ضرورت عمل کر لیا تو وہ ایسا کرنے میں معذور قرار پا سکتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۷۷ (مترجم) ـہ۴ حکم ہذا کی عربی عبارت پر حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـہ۵ جیساکہ در مختار و رد المحتار میں ہے۔ کہ گالی دینے میں ایک دوسرے سے بدلہ لینا کفایت کر سکتا ہے۔ مگر ایک دوسرے کو ضرب لگانے میں ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ضربیں ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں۔ پس دونوں پر تعزیر لازم ہوگی۔ نیز لکھا ہے کہ بدلہ لینا تب کفایت کرتا ہے کہ مساوات ممکن ہو اور محض ان دونوں کا حق ہو۔ پس اگر قاضی کی مجلس میں دو شخصوں نے ایک دوسرے کو گالی دی تو یہ بدلہ کفایت نہ کرے گا اس لئے کہ انہوں نے مجلس شرع کی ہتک کی ہے۔ پس ان دونوں کو تعزیری سزا دی جاسکے گی ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۵۰ - نیز حکم نمبر ۱۵۰ب/۳۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — التعزیر	حوالہ
۴۶۷-۵۱	یعزر من شهد شرب الشاربین والمجتمعون علی شبه الشرب وان لم یشربوا	کذا فی النهر الفائق
۵۲	ومن معه رکوة خمر یعزر ویحبس	کذا فی النهر الفائق
۵۳	والمسلم یبیع الخمر اویأکل الربا یعزر ویحبس	کذا فی النهر الفائق
۵۴	وکذا المغنی والمخنث والنائحة یعزرون ویحبسون حتی یحدثوا توبة	کذا فی النهر الفائق
۵۵	فی الخانیة المقیم اذا افطر فی رمضان متعمدا یعزر ویحبس بعد ذلک اذا کان یخاف منه عوده الی الافطار ثانیا	کذا فی التتارخانیة
۵۶	رجل قبل حرة اجنبیة اوامة اوعانقها اومسها بشهوة یعزر وکذا لو جامعها فیما دون الفرج فانه یعزر	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۷	ولو مکنت المرأة قردا من نفسها کان حکمها کاتیان الرجل البهیمة	کذا فی الجوهرة النیرة فی باب حد الزنا
۵۸	من یتهم بالقتل والسرقة وضرب الناس یحبس ویخلد فی السجن الی ان تظهر التوبة	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۹	سئل علی بن احمد عمن کان له دعوی علی رجل فلم یجده فاوقع اهل عشیرته فی ایدی الظلمة بغیر حق وبغیر کفالة فقیدوهم وحبسوهم فی السجن وضربوهم ضربا شدیدا وغصبوا منهم اعیانا کثیرة بغیر حق فلو انهم صححوا هذه الامور عند القاضی هل یجب التعزیر علی هذا الموقع فقال نعم یعزر	کذا فی التتارخانیة ناقلا عن الیتیمة

۱؎ حکم نمبر $\frac{۱۲}{۴۶۵}$، $\frac{۴۵}{۴۶۱}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر $\frac{۱۲}{۴۶۵}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر $\frac{۱}{۴۶۵}$ کے حاشیہ کا "ا" اور حکم نمبر $\frac{۱۲}{۴۶۵}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں۔ نیز الجوهرة النیرة میں ہے کہ اگر کوئی شخص پیشاب پیئے یا پاخانہ کھائے تو یہ حرام ہے مگر ایسا کرنے والے پر حد لازم نہیں۔ البتہ اسے حد کی سزا سے درے تعزیری سزا دی جا سکتی ہے۔ ماخوذ از الجوهرة النیرة ج ۲ ص ۲۷۰ (مترجم) ۴؎ حکم نمبر $\frac{۲۲}{۴۶۷}$ کا حاشیہ نمبر ۱۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات متن نمبر	ساتواں باب - حد قذف اور تعزیر کے احکام — تعزیر کا بیان	حوالہ
۵۱-۴۶۷	جو شخص شراب خوروں کی مجلس شراب میں موجود (پایا گیا) ہو اور جو لوگ اس طرح جمع شدہ ہوں کہ (قرائن سے) ان پر شراب خوروں کا شبہ پڑتا ہو تو خواہ انہوں نے شراب نہیں پی انہیں تعزیری سزا دی جاسکے گی [۱]	نہر فائق
۵۲	جس شخص کے پاس شراب کی صراحی (یعنی شراب والا برتن پایا گیا) ہو تو اسے تعزیری سزا دی جاسکے گی اور اسے قید میں رکھا جاسکے گا [۲]	نہر فائق
۵۳	اور جو مسلم شخص شراب کی (خرید و) فروخت کرتا ہو [۳] یا سود کھاتا ہو تو اسے تعزیری سزا دی جاسکے گی اور اسے قید میں رکھا جاسکے گا۔	نہر فائق
۵۴	اسی طرح راگ گانے والا، مخنث (یعنی عورتوں جیسا بننے والا) [۴] اور بین کرنے والی ان سب کو تعزیری سزا دی جاسکے گی اور انہیں قید میں رکھا جائے گا حتیٰ کہ توبہ کا اظہار کریں۔ [۵]	نہر فائق
۵۵	خانیہ میں ہے کہ (مسلمان) مقیم شخص جب (کسی عذر شرعی کے بغیر) رمضان شریف کا روزہ جان بوجھ کر نہ رکھے تو اسے تعزیری سزا دی جائے گی۔ اور اس کے بعد اسے قید میں رکھا جائے گا جبکہ اس سے یہ اندیشہ ہو کہ وہ روزہ نہ رکھنے (کے مذکورہ جرم) کا ارتکاب دوبارہ کرے گا۔	تتارخانیہ
۵۶	(۱) کسی مرد نے کسی اجنبیہ آزاد عورت یا (اجنبیہ) باندی کا بوسہ لیا یا اس سے بغلگیر ہوا یا اسے شہوت سے چھوا تو اسے تعزیری سزا دی جائے گی [۶] (ب) اسی طرح اگر کسی مرد نے مذکورہ اجنبیہ سے فرج کے علاوہ میں جماع کیا تو اسے تعزیری سزا دی جائے گی [۷]	قاضیخان
۵۷	اگر کسی عورت نے اپنے ساتھ بندر کو (وطی کرنے کا) قابو دیا تو اس عورت کے لئے ایسا ہی حکم ہے جیسا کہ اس مرد کے لئے حکم ہے جو کسی چوپایہ سے وطی کرے [۸]	جوہرہ نیرہ
۵۸	جو شخص قتل کرنے، چوری کرنے اور لوگوں کو ضرب لگانے کے ساتھ متہم ہو تو اسے قید میں رکھا جائے گا اور اسے قید خانہ میں ہمیشہ رکھا جائے گا حتیٰ کہ اس کی توبہ ظاہر ہو [۹]	قاضیخان
۵۹	شیخ علی ابن احمدؒ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس کا کسی آدمی پر دعویٰ تھا وہ اسے نہ ملا پس اس نے اسکے اہل و عیال کو ناحق طور پر اور بغیر کفالت کے ظالموں کے قبضہ میں دے دیا پس انہوں نے انہیں گرفتار کیا۔ قید خانہ میں قید کیا انہیں شدید ضربیں لگائیں اور ناحق طور پر ان سے بہت سا مال چھین لیا پھر اگر انہوں نے مذکورہ امور کو قاضی کے سامنے صحیح ثابت کر دیا تو کیا ظالموں کے قبضہ میں ڈالنے والے اس شخص پر (بھی) تعزیری سزا واجب ہوگی تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ ہاں اسے تعزیری سزا دی جائے گی۔	تتارخانیہ

[۵] یہ حکم رمضان شریف کا روزہ نہ رکھنے کے متعلق ہے۔ اور اگر مکلف شخص رمضان شریف کا روزہ رکھ کر بغیر عذر شرعی توڑ دے تو اس پر کفارہ بھی لازم ہوگا اس کے متعلق حکم نمبر ۲/۴۶۷ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] حکم نمبر ۴/۴۶۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۷] اور جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت میں فاعل اور مفعول پر جو عاقل، بالغ اور رضامند ہو تو تعزیری کا سزا دی جائے گی اور اگر بچہ ہو یا بچی ہو تو کچھ لازم نہیں۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری ج ۶ ص ۴۲۹ نیز حکم نمبر ۱/۴۵۸ مع حاشیہ ۳، ۱۰۳/۴۶۶، ۱۰۴، ۴/۴۶۷، ۶۸/۴۶۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں اور جبر کی صورت میں حکم نمبر ۱۱/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۸] حکم نمبر ۷۰/۴۶۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [۹] حکم نمبر ۳۷/۴۶۷، ۶/۴۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السابع فی حد القذف والتعزیر — التعزیر	حوالہ
۴۶۷م - ۶۰	رجل خدع امرأة رجل او ابنته وهی صغیرة واخرجها وزوجها من رجل قال محمدؒ احبسه بهذا ابدا حتی یردها او یموت	کذا فی فتاوی الکبری
۶۱	رجل سقی ابنا صغیرا له خمرا یعزر	کذا فی التتارخانیة
۶۲	الاستمناء حرام وفیه التعزیر	کذا فی السراج الوهاج
۶۳	ولو مکن امرأته او امته من العبث بذکره فانزل فانه مکروه ولا شیٔ علیه	کذا فی السراج الوهاج
۶۴	قال ابو نصر الدبوسیؒ فیمن قطع ید عبده او قتله ان علیه التعزیر	کذا فی الحاوی فی الفصل الثالث فی الجنایات
۶۵	عبد یطالب البیع من مولاه وهو مقر انه یحسن صحبته یعزر لانه متعنت	کذا فی فتاوی الکبری

۱ اور کوئی عورت رضا و رغبت زنا پر راضی ہو تو اس کے متعلق حکم نمبر ۴/۴۶۷ مع حاشیہ میں تعزیری سزا ملاحظہ ہو اور زنا کی حد کے متعلق حکم نمبر ۲، ۴/۴۶۱، ۴۹ تا ۵۱/۴۶۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں نیز حکم نمبر ۱/۴۵۴ کے حاشیہ کا دسواں ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ حکم نمبر ۱/۴۶۵ کے حاشیہ کا و ۱۲/۴۶۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ حکم نمبر ۶۹/۴۶۳ کا چوتھا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ حکم نمبر ۶۱/۴۶۲ کا چوتھا حاشیہ ملاحظہ ہو البتہ روزہ کی حالت میں ایسا کرنے کے حکم کے متعلق حکم نمبر ۸۴، ۸۵/۲۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ یعنی آقا پر اپنے غلام کے قتل کے جرم میں تعزیری سزا ہوگی اور تعزیری سزا کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہو اور غلام کے قتل کے بدلہ میں اس کے آقا پر قصاص کے متعلق کنز الدقائق میں ہے کہ ہمارے ہاں آزاد شخص کے قتل کے قصاص میں آزاد شخص قتل کیا جا سکتا ہے۔ مگر اولاد کے قتل کے بدلہ میں اس کے والد کو غلام کے قتل کے قصاص میں اس کے آقا کو قتل نہیں کیا جا سکتا اور حاشیہ میں ہے کہ اس لئے کہ ایک حدیث شریف میں یوں ہی حکم وارد ہے ماخوذ از کنز الدقائق مع حاشیہ صفحہ ۳۶۹ چنانچہ ترمذی شریف میں ہے۔ کہ بعض اہل علم مثلاً حسن بصریؒ، عطا ابن ابی رباحؒ، احمدؒ اور اسحقؒ کے ہاں غلام کے قتل کے قصاص میں آزاد کو قتل کرنے کا حکم نہیں ہے۔ اور حاشیہ ترمذی شریف میں بحوالہ اللمعات لکھا ہے کہ امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے ہاں غلام کے بدلہ میں آزاد کو قتل کرنے کا حکم نہیں ہے مگر ہمارے ہاں غلام کے بدلہ میں آزاد کو قتل کیا جا سکتا ہے۔ نیز ترمذی شریف میں ہے کہ سفیان ثوریؒ کے ہاں حکم یہ ہے

حوالہ	ساتواں باب - حدِ قذف اور تعزیر کے احکام — تعزیر کا بیان	دفعات شق نمبر
فتاوی کبری	کوئی آدمی کسی مرد کی بیوی کو یا کسی کی چھوٹی (یعنی نابالغ) بیٹی کو دھوکہ فریب سے نکال لایا اور کسی اور مرد سے اس کا نکاح کر دیا تو اس کے متعلق امام محمدؒ کا قول یہ ہے کہ میں اسے دائمی قید کا حکم دوں گا حتی کہ وہ اس عورت یا لڑکی کو واپس لوٹائے یا قید میں مرجائے [1]	۴۶۷-۶۰
تتارخانیہ	کسی آدمی نے اپنے چھوٹے بچہ کو شراب پلادی تو پلانے والے کو تعزیری سزادی جائے گی [2]	۶۱
سراج وہاج	استمناء (یعنی منی نکالنا مثلاً ہاتھ وغیرہ کے عمل سے ایسا کرنا) حرام ہے اور اسمیں تعزیر لازم ہے [3]	۶۲
سراج وہاج	اگر کسی آدمی نے اپنی بیوی یا باندی کو اپنے ذکر سے کھیلنے دیا پس (اس سے) اسے انزال ہوگیا تو ایسا کرنا مکروہ ہے البتہ (اس سے) اس پر کچھ (تعزیر) لازم نہیں ہے [4]	۶۳
حاوی	جس نے اپنے غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالا یا اسے قتل کر ڈالا تو اس کے متعلق ابو نصر الدبوسیؒ کا قول ہے کہ اسے تعزیری سزادی جائے گی [5]	۶۴
فتاوی کبری	کوئی غلام اپنے آقا سے اپنی فروخت کا مطالبہ کرتا ہے اور وہ اس کا اقرار کرتا ہے کہ اس کا آقا اسے ساتھ رکھنے میں حسن سلوک کرتا ہے تو اس (غلام) کو تعزیری سزادی جائے گی اس لئے کہ وہ متعنت (یعنی تکلیف دہ ورنج دہندہ) ہے۔	۶۵

اگر کسی آزاد شخص نے دوسرے کا غلام قتل کر دیا تو اسے اس غلام کے بدلہ میں قتل کیا جا سکتا ہے اور اگر کسی نے اپنا غلام قتل کر دیا تو غلام کے بدلہ میں اس کے آقا کو قتل کرنے کا حکم نہیں ہے۔ ماخوذ از ترمذی شریف مع حاشیہ ج ۱ ص۱۸۰۔ چنانچہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ کسی شخص کو اپنے غلام کے قصاص میں قتل نہیں کیا جائیگا۔ ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۶ ص۴۔ اور اس کے متعلق مزید احکام فتاوی عالمگیری کی بحث ص۵۵ کتاب الجنایات میں ہیں۔ نیز حکم نمبر ۱/۴۵۵، ۵۰/۴۶۲، ۶/۴۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الاول فی بیان السرقۃ وما تظهر به　　السرقۃ وظهورها	حوالہ

وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا

مجلس تنظیم اسلامیہ فتاویٰ عالمگیریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ وعلی عباد اللہ الصالحین - اجمعین

کتاب السرقۃ

دفعات ۴۶۸ تا ۴۷۳ - عنوانات ۶ - تعداد شق ۳۲۳

وفیہ اربعہ ابواب

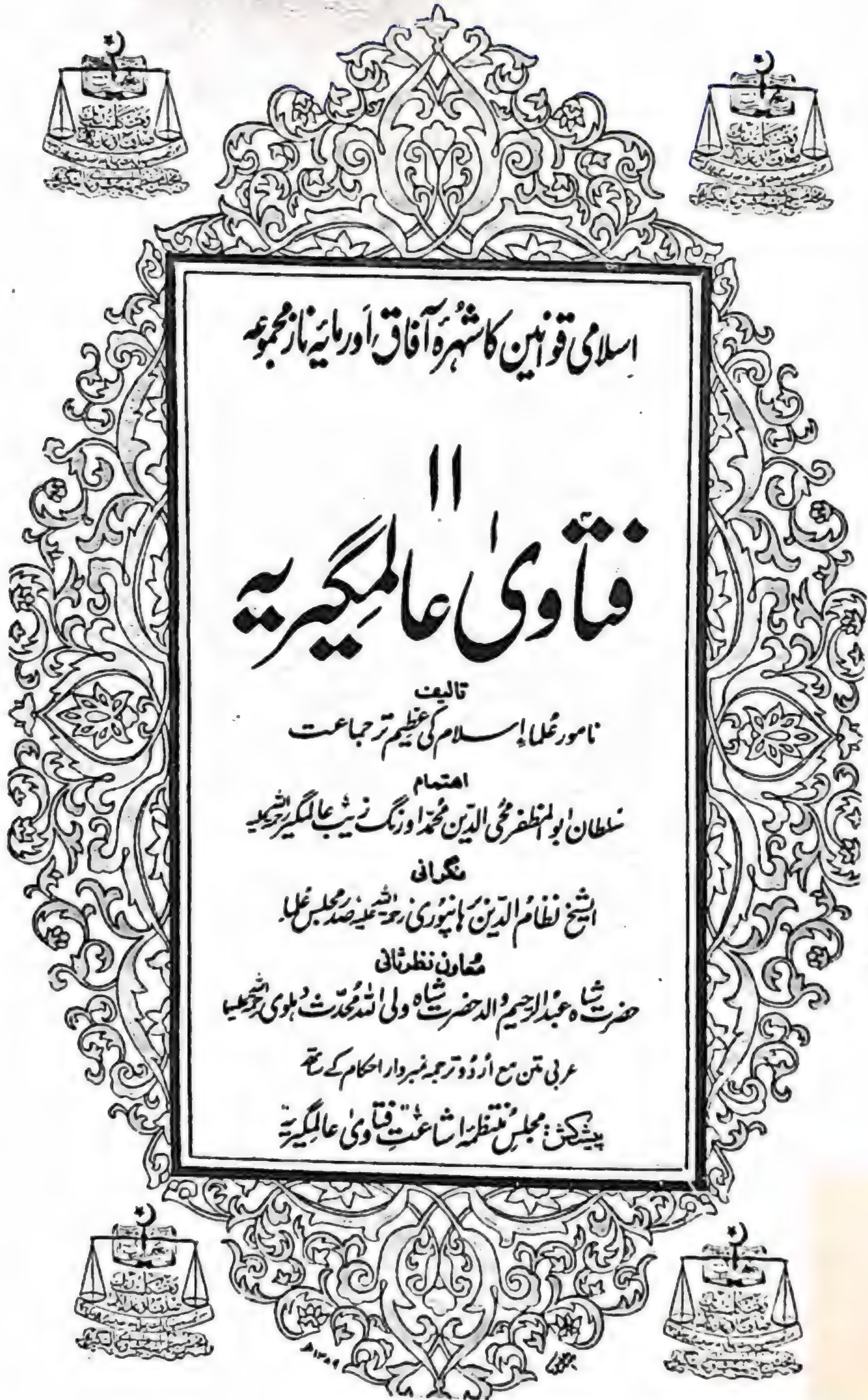
الباب الاول فی بیان السرقۃ وما تظهر به

دفعات ۴۶۸ تا ۴۶۸ - عنوان ۱ - تعداد شق ۸۰

۴۶۸ - السرقۃ وظهورها　　تعداد شق ۸۰

دفعات و شق نمبر	متن	حوالہ
۱-	وهی فی شرع اخذ العاقل البالغ نصابا محرزا او ما قیمته نصاب ملکا للغیر لا شبهة له فیه علی وجه الخفیة	کذا فی الاختیار شرح المختار

[1] حدود کے مفہوم اور ان میں حد سرقہ یعنی چوری کی حد کے بیان کی ترتیب کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۵۴ کے حاشیہ کا ب ۵ ملاحظہ ہو۔ اور درمختار میں ہے کہ سرقہ (یعنی چوری) کے بیان کو باب السرقۃ کی بجائے کتاب السرقۃ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ اسکے حکم میں ضمان بھی لازم ہوتی ہے۔ جو حدود سے خارج ہے۔ تو گویا سرقہ کا بیان من وجہ حدود کا غیر ہے۔ لہٰذا اسے باب السرقۃ کی بجائے کتاب السرقۃ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جو کئی ابواب پر مشتمل ہے۔ نیز لکھا ہے کہ سرقہ کی دو قسمیں ہیں۔ اول یہ کہ اس کا ضرر صرف صاحب مال کے لئے ہو۔ دوم یہ کہ اس کا ضرر صاحب مال کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے بھی ہو۔ پہلی قسم کو سرقہ صغریٰ اور دوسری قسم کو سرقہ کبریٰ کہا جاتا ہے۔ سرقہ صغریٰ (یعنی چوری) میں وہ مال مالک یا اس کے قائمقام کی مثلاً مال کا امین یا مستعیر یعنی مانگ کر لانے والے کی آنکھ سے وہ مال خفیۃ لیا جاتا ہے اور سرقہ کبریٰ میں مسلمانوں کے ملک اور ان کے راستوں کی حفاظت کے ذمہ دار امام وقت یعنی حاکم مجاز (یا اس کے قائمقام) کی آنکھ سے وہ مال خفیۃ لیا جاتا ہے (جسے رہزنی یا ڈکیتی کہتے ہیں) سرقہ صغریٰ اور سرقہ کبریٰ کی تعریف اور اکثر شرطیں مشترک ہیں۔ اور سرقہ کبریٰ کا بیان آخر میں ہے کیونکہ اس کا وقوع اقل ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۶۵ - سرقہ کبریٰ کی شرائط کے متعلق حکم ۴۷۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حرز کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)



اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

۱۱

فتاویٰ عالمگیریہ

تالیف

نامور علماء اسلام کی عظیم تر جماعت

اہتمام

سلطان ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

نگرانی

الشیخ نظام الدین برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس علماء

معاونِ نظرِ ثانی

حضرت شاہ عبد الرحیم والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما

عربی متن مع اردو ترجمہ نمبر وار احکام کے ساتھ

پیشکش: مجلسِ منتظمہ اشاعتِ فتاویٰ عالمگیریہ

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی بیان السرقة وما تظهر به — السرقة وظهورها	حوالہ

وتمت كلمت ربك صدقا وعدلا

بسم الله الرحمٰن الرحيم ۝

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيدنا محمد سيد المرسلين وعلى آله واصحابه وعلى عباد الله الصالحين ـ اجمعين

کتاب السرقة

دفعات ۴۶۸ تا ۴۷۳ ـ عنوانات ۶ ـ تعداد شق ۳۲۳

وفيه اربعه ابواب

الباب الاول فی بيان السرقة وما تظهر به

دفعات ۴۶۸ تا ۴۶۸ ـ عنوان ۱ ـ تعداد شق ۸۰

۴۶۸ ـ السرقة وظهورها — تعداد شق ۸۰

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱ـ	وهى فى شرع اخذ العاقل البالغ نصابا محرزا او ما قيمته نصاب ملكا للغير لا شبهة له فيه على وجه الخفية	كذا فى الاختيار شرح المختار

ـلہ حدود کے مفہوم اور ان میں حد سرقہ یعنی چوری کی حد کے بیان کی ترتیب کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۵۴ کے حاشیہ کا ب ۵ ملاحظہ ہو۔ اور۔ درمختار میں ہے کہ سرقہ (یعنی چوری) کے بیان کو باب السرقة کی بجائے کتاب السرقة سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ اسکے حکم میں ضمان بھی لازم ہوتی ہے۔ جو حدود سے خارج ہے۔ تو گویا سرقہ کا بیان من وجہ حدود کا غیر ہے۔ لہٰذا اسے باب السرقة کی بجائے کتاب السرقة سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جو کئی ابواب پر مشتمل ہے۔ نیز لکھا ہے کہ سرقہ کی دو قسمیں ہیں۔ اول یہ کہ اس کا ضرر صرف صاحب مال کے لئے ہو۔ دوم یہ کہ اس کا ضرر صاحب مال کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے بھی ہو۔ پہلی قسم کو سرقہ صغری اور دوسری قسم کو سرقہ کبری کہا جاتا ہے۔ سرقہ صغری (یعنی چوری) میں وہ مال مالک یا اس کے قائمقام کی مثلاً مال کا امین یا مستعیر یعنی مانگ کر لانے والے کی آنکھ سے وہ مال خفیۃ لیا جاتا ہے اور سرقہ کبری میں مسلمانوں کے ملک اور ان کے راستوں کی حفاظت کے ذمہ دار امام وقت یعنی حاکم مجاز یا اس کے قائمقام کی آنکھ سے وہ مال خفیۃ لیا جاتا ہے (جسے رہزنی یا ڈکیتی کہتے ہیں) سرقہ صغری اور سرقہ کبری کی تعریف اور اکثر شرطیں مشترک ہیں۔ اور سرقہ کبری کا بیان آخر میں ہے کیونکہ اس کا وقوع اقل ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۶۵ ـ سرقہ کبری کی شرائط کے متعلق حکم ۴۷۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ـ۲ـه حرز کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۵۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعہ و شق نمبر	پہلا باب - چوری اور اس کے ظہور کا بیان — چوری اور اس کے ظہور کے احکام	حوالہ
	بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ جو سب جہانوں کا رب ہے۔ اور درود اور سلام ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سب رسولوں کے سردار ہیں۔ اور ان کی آل پر، ان کے اصحاب پر، اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر، سب پر ہو،	
	چوری کی بحث دفعات ۴۶۸ تا ۴۷۳ - عنوانات ۶ - تعداد شق ۳۲۳ اور اس میں چار باب ہیں **پہلا باب چوری اور اس کے ظہور کا بیان** دفعات ۴۶۸ تا ۴۶۸ - عنوان ۱ - تعداد شق ۸۰	
۴۶۸	**چوری کا مفہوم اور اس کا ظہور** اور اس میں ۸۰ شقیں ہیں	
۱	شرع میں چوری[۱] اسے کہتے ہیں کہ عاقل بالغ شخص محرز[۲] (یعنی محفوظ شدہ) نصاب[۳] کو یا جس کی قیمت نصاب تک پہنچتی ہو اس کو درآنحالیکہ وہ غیر کی ملک ہو جس میں اسکے لئے کوئی شبہ جگہ نہ پاتا ہو[۴]، خفیۃ[۵] لے لے[۶]۔	اختیار شرح مختار

[۳] درمختار میں ہے کہ مسروق یعنی چوری شدہ چیز کو بھی مجازاً سرقہ یعنی چوری کہا جاتا ہے۔ اور شرع میں باعتبار حرمت اس چیز کے لینے کو بھی سرقہ کہا جاتا ہے جو ناحق لی جائے خواہ نصاب کو نہ پہنچے (اور اس میں ضمان اور تعزیری سزا لازم ہوگئی ہے) مگر سرقہ کی حد واجب ہونے کیلئے نصاب کا اور دیگر متعلقہ شرائط کی قید ہے۔ ماخوذ از درمختار مع ردالمحتار ج ۳ ص ۲۶۵ ملخصاً - اور نصاب کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۴/۴۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] حکم نمبر ۶۹، ۷۰/۴۶۹، ۳۱، ۵۱/۴۷۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۵] البحرالرائق میں ہے کہ خفیۃ لینے کی قید سے بطور غلبہ اعلانیہ لینا اور لوٹ لینا اور اچک لینا خارج ہو گیا ان صورتوں میں چوری کی حد نہیں ہے۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص ۵۰ لوٹ لینے اور اچک لینے کے متعلق حکم نمبر ۶۳/۴۶۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور خفیۃ لینے کے معتبر ہونے کے متعلق حکم ۲، ۳/۴۶۸ ملاحظہ ہوں نیز حکم نمبر ۶۳/۴۶۹ مع حاشیہ ۳۱/۴۶۸ اور ۱/۴۵۲ کے حاشیہ د ۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۶] البحرالرائق میں ہے کہ حقیقۃً لیا مثلاً چور نے خود مال لیا یا حکماً لیا مثلاً چوروں کی ایک جماعت کسی گھر میں داخل ہو کر چوری کرے اور مال لیکر کسی ایک کو دے تاکہ وہ اٹھائے جائے اور پھر وہ اس گھر سے نکل آئیں تو ان سب پر چوری کی حد لگے گی۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص ۵۰ نیز حکم ۱۲، ۱۷/۴۶۸، ۱۴ تا ۱۶/۴۷۰ ملاحظہ ہوں۔ نیز قابل حد چوری کی تعریف اور اس کے متعلقات پر مشتمل مواد کا خاکہ یہ ہے کہ (بقیہ ص ۲۲۴ پر ملاحظہ ہو)

(حکم نمبر ۱/۴۶۸ کے حاشیہ ۶ کا بقیہ)

فتاوی عالمگیری میں قابل حد چوری کی تعریف بیان کرتے ہوئے حکم نمبر ۱/۴۶۸ میں (۷) اصولی امور مذکور ہیں ۔ مزید امور کا بیان حد کے رکن شرط اور حکم میں، قطع ید کی شرائط میں، اور سرقہ کی بحث کے ذیلی عنوانات و متعلقہ مسائل کی جزئیات میں ہے اور البحرالرائق میں چوری کی جس تعریف کو "الاولی" کہا گیا ہے اس میں چوری کی تعریف، حد اور قطع ید کی شرائط اور چوری کے رکن وغیرہ بھی شامل ہیں ۔ اور اس کا ماحصل یوں قرار پاتا ہے کہ قطع ید کی حد کے قابل چوری یہ ہے کہ

(۱) ایسا شخص جو مکلف ہو (یعنی عاقل بالغ ہو) (۲) ناطق ہو (یعنی گونگا نہ ہو) (۳) بصیر ہو (یعنی اندھا نہ ہو)

(۴) اس کا بایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں صحیح ہوں ۔ (۵) وہ دس کھرے درہم یا اس کے بقدر (یعنی کم از کم اتنا نصاب)

(۶) بطور مقصود ۔ (۷) (اپنے باطن میں نہیں) ظاہر میں ۔ (۸) (اعلانیہ نہیں) خفیۃ ۔

(۹) صحیح قبضہ والے سے لے ۔ (۱۰) جبکہ وہ چیز جلد خراب ہونے والی نہ ہو (۱۱) وہ چیز غیر شخص کی ملکیت ہو ۔

(۱۲) حرز سے (یعنی محفوظ جگہ سے) لے ۔ (۱۳) جہاں شبہ متحقق نہ ہوتا ہو (۱۴) (معقول) تأویل کی گنجائش نہ ہو ۔

(۱۵) (واقعہ) دارالعدل کا ہو ۔ (۱۶) اور لے لینا پایا جائے ۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ صـ۵۱ وھکذا فی الدرالمختار و رد المحتار ج ۳ صـ۲۲۵، صـ۲۶۸ ملخصاً ۔ نیز البحر الرائق و درمختار و رد المحتار میں ہے کہ

(۱۷) وہ نصاب ایک حرز میں سے لے ۔ (۱۸) حرز میں سے مسروقہ نصاب کا نکالنا ایک بار میں ہو (۱۹) مسروقہ چیز مال قرار پاتی ہو ۔

(۲۰) وہ چوری حاکم مجاز کے ہاں ثابت ہو ۔ (۲۱) مسروق منہ (یعنی جس سے مال چوری کیا گیا ہے وہ) اس مسروقہ مال کا مطالبہ کرے ۔

(۲۲) مسروق منہ چوری کی گواہی پر حاضر ہو ۔ (۲۳) مسروق منہ قطع ید کی حد کے وقت حاضر ہو ۔

(۲۴) مسروقہ مال ضائع ہونے یا ضائع کرنے کی صورت میں قطع ید کی حد سے قبل مالک نے ضمان لینا اختیار نہ کیا ہو (۲۵) مسروقہ چیز ایسی نہ ہو کہ وہ دارالاسلام میں تافہا مباحا پائی جاتی ہو ۔

(۲۶) مسروقہ چیز ایسی نہ ہو کہ قبل ازیں اس چور کو اس کی چوری میں حد لگ چکی ہو اور اس کی دوبارہ چوری کے وقت بعینہ کسی تبدیلی کے بغیر حسب حال ہو ۔

(۲۷) چور نے مسروقہ چیز حاکم مجاز کے ہاں چوری کی خصومت سے قبل مالک کو واپس کردی ہو خواہ وہ واپسی حکماً ہو (۲۸) چور قطع ید کی حد سے قبل اس مسروقہ چیز کا مالک نہ بن جائے ۔

(۲۹) قطع ید کی حد سے پہلے مسروقہ چیز کی قیمت خصومت کے شہر میں اس مسروقہ چیز کا بعد اتنا گر جائے کہ اس کی قیمت نصاب سے کم ہو جائے (۳۰) گواہی سے ثابت شدہ چوری کے گواہ قطع ید کی حد سے پہلے فاسق یا اندھے یا پاگل یا مرتد نہ ہو گئے ہوں ۔

(۳۱) غلام پر گواہی سے ثابت شدہ کی صورت میں اسکا آقا گواہی کے وقت حاضر ہو (۳۲) ایسی سخت گرمی یا سردی نہ ہو یا وہ ایسا سخت مریض نہ ہو کہ حد سے اس کی موت کا خدشہ ہو ورنہ اسے قید میں رکھا جائیگا اور مناسب وقت میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ۔ (۳۳) کسی طعام کی چوری کی صورت وہ ایام قحط کے نہ ہوں ۔ مفہوم ماخوذ فی الجملہ از البحرالرائق ج ۵ صـ۵۰ تا صـ۶۵ و درمختار و رد المحتار ج ۳ صـ۲۲۰ تا صـ۲۹۱ (مترجم)

چوری کی حد اور اس حد میں قطع ید کے متعلق البحر الرائق اور درمختار و ردالمحتار سے ماخوذ مذکورہ امور کی مزید توضیحات اور فتاوی عالمگیری میں متعلقہ حوالہ جات درج ذیل ہیں

نمبر	عنوانات	توضیحات و فتاوی عالمگیری میں متعلقہ حوالہ جات
۱	مکلف ہونا	چنانچہ ردالمحتار میں ہے کہ مکلف یعنی عاقل بالغ شخص خواہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام اور یا ذمی کافر ہو۔ اور کافی الحاکم میں ہے کہ حربی کافر جو بطور مستأمن دارالاسلام میں آئے اور چوری کا ارتکاب کرے تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں لازم ہوگی۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۲۶۵، ص ۲۶۶۔ حکم نمبر ۱، ۲۰/۴۶۸، ۴۷/۴۲۳ اور ۸۱/۴۶۹ ملاحظہ ہوں۔
۲	ناطق ہونا	چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ گونگے شخص پر اس لئے حد لازم نہیں ہوتی کہ اس کا احتمال ہے کہ اگر وہ بات کر سکے تو کسی شبہ کا دعوی کر دے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۵۱ و ھکذا فی الدرالمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۲۶۶۔ حکم نمبر ۶/۴۶۱ مع حاشیہ، ۴۱/۴۲۳ اور ۳۲/۴۶۸ ملاحظہ ہوں۔ پس شبہ متحقق ہونے سے حد لازم نہ ہوگی تعزیری سزا ہو سکتی ہے۔
۳	بصیر ہونا	چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ اندھے شخص پر چوری کی حد اس لئے نہیں کہ وہ غیر کے مال سے جاہل ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۵۱ اور درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ اندھے پر چوری کی حد اس لئے نہیں کہ اسے غیر کے مال سے جہالت ہے اور لکھا ہے کہ یعنی یہ اس کے حال کا مقتضی ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۲۶۶ اور طحطاوی میں درمختار کے مذکورہ قول کے متعلق لکھا ہے کہ "ان الشان فیہ ذلک وان لم یجھل المسروق"، یعنی اندھے کی حالت کا تقاضا یہی ہے کہ اسے غیر کے مال سے جہالت ہے اگرچہ اسے مسروقہ چیز سے جہالت نہ ہو۔ ماخوذ از طحطاوی علی الدرالمختار ج ۳ ص ۱۸ اور اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۶/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ پس شبہ متحقق ہونے سے حد لازم نہ ہوگی مگر تعزیری سزا لازم ہو سکتی ہے۔
۴	بایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں صحیح ہونا	چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ ہمارے اصحاب نے بطور حد دایاں ہاتھ قطع کرنے کے لئے یہ شرط رکھی ہے کہ اس کا بایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں صحیح ہوں۔ یوں ہی المجتبی میں ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۵۱ اور بحوالہ البحر یوں ہی ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس کا ذکر فصل القطع میں ہے۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص ۲۶۶۔ حکم نمبر ۴ تا ۱۸/۴۷۱ ملاحظہ ہوں۔
۵	مسروقہ چیز نصاب ہونا یعنی دس کھرے درہم یا ان کی قیمت کے بقدر ہونا	جیسا کہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ یہ حکم ایک حدیث کی بنا پر ہے۔ نیز لکھا ہے کہ درہم، مضروبہ درہم (یعنی جو ڈھال کر بنائی گئی ہوں) کو کہا جاتا ہے اور مراد وہ درہم ہیں کہ ایسے دس درہم وزن میں سات مثقال ہوں جیسا کہ البحر و ہدایہ وغیرہ میں ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۲۶۶۔ حکم نمبر ۱/۴۶۸ اور ۴ تا ۱۲/۴۶۸ ملاحظہ ہوں۔
۶	مسروقہ نصاب بطور مقصود لینا	جیسا کہ البحر الرائق میں ہے کہ چوری کی حد لازم ہونے کے لئے مسروقہ نصاب کے قصد کی دلالت کا ثابت ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ التجنیس میں بحوالہ النوازل لکھا ہے کہ اگر کسی نے ایسا کپڑا چرایا جو دس درہم سے کم کا تھا اور اس کے کنارے پر دینار بندھا ہوا تھا تو قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی۔ اور فتاوی سمرقند میں ہے کہ اگر کسی نے ایسا کپڑا چرایا جو دس درہم کا نہ تھا اور اس میں بہت سے درہم تھے تو قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی

نمبر	عنوانات	توضیحات وفتاوی عالمگیری میں متعلقہ حوالہ جات
		اور یہ مذکورہ احکام تب ہیں کہ اس کپڑے میں عادۃ دراہم نہ رکھے جاتے ہوں ورنہ قطع ید کی حد لازم ہوگی۔ اس لئے کہ پھر قصد دراہم کی چوری پر واقع ہوگا۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص۵۱ اور جیسا کہ مذکورہ صورت کے متعلق در مختار ورد المحتار میں ہے کہ اگر وہ دراہم اس کپڑے میں تھے جس میں عادۃ نہیں رکھے جاتے تو قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی۔ اور اگر اسے ان دراہم کا علم تھا تو پھر اس چوری پر حد لازم ہوگی۔ اور اگر کسی نے دراہم رکھنے کی تھیلی چوری کی وہ تھیلی ایک درہم کی تھی اور اس میں بہت سے دراہم تھے تو خواہ وہ یہ کہے کہ میرا قصد دراہم کا نہ تھا تھیلی کا تھا یا وہ یہ کہے کہ مجھے تھیلی کے اندر کے درہموں کا علم نہ تھا اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ اس لئے کہ دلالۃ القصد متحقق ہے۔ ماخوذ از در مختار ورد المحتار ج ۳ ص۲۶۷۔ حکم نمبر ۶۰، ۶۱/۴۶۹ ملاحظہ ہوں۔
۷	(اپنے باطن میں نہیں) ظاہر میں لینا	چنانچہ در مختار ورد المحتار میں ہے کہ اگر کسی نے حرز (یعنی محفوظ جگہ) میں دینار نگل لیا اور پھر باہر آیا تو اس پر قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی۔ اور اگر مالک نے ضمان چاہا تو اس سے وہ دینار پاخانہ میں نکلنے کا انتظار نہ کیا جائے گا۔ بلکہ وہ فی الحال اس کے مثل کا ضامن ہوگا۔ اس لئے کہ وہ اسے ضائع کرنے والا قرار پاتا ہے اور ضائع کرنا ضمان کا سبب ہے۔ ماخوذ از در مختار ورد المحتار ج ۳ ص۲۶۷، وھکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص۵۱۔ حکم نمبر ۱۵/۴۶۸ ملاحظہ ہو۔
۸	(اعلانیہ نہیں خفیۃ) لینا	چنانچہ در مختار ورد المحتار میں ہے کہ دن کے وقت چوری کی صورت میں ابتداء وانتہاء خفیۃ لینے کا اعتبار ہے اور رات کے وقت چوری کی صورت میں صرف ابتداءً خفیۃ ہونے کا اعتبار ہے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی شخص رات کے وقت کسی کے گھر میں خفیۃ داخل ہوا اور پھر مال اعلانیہ طور پر خواہ مال کے مالک سے لڑائی کرکے لیا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ نیز بحوالہ الخلاصۃ، المحیط اور الذخیرۃ لکھا ہے کہ اہل خانہ یا چور میں سے کسی ایک کے زعم میں خفیۃ ہونا، خفیۃ ہونے کو کفایت کر جاتا ہے۔ ماخوذ از در مختار ورد المحتار ج ۳ ص۲۶۷ وھکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص۵۰۔ حکم نمبر ۱ تا ۳/۴۶۸، ۶۳/۴۶۹، ۳۰ تا ۳۴/۴۷۰۔ مع حواشی اور شہر میں قطع الطریق قرار پانے کے متعلق حکم نمبر ۱، ۲/۴۷۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔
۹	صحیح قبضہ والے سے لینا	چنانچہ در مختار ورد المحتار ج ۳ ص۲۸۷ میں ہے کہ اگر صحیح قبضہ والے سے چوری ہو جائے تو وہ شخص چوری کی حد کے لئے خصومت (یعنی حاکم مجاز کے ہاں مرافعہ) کر سکتا ہے اور صحیح قبضہ مثلاً وہ چیز اس کے پاس بطور امانت تھی۔ یا اس نے بطور غصب رکھی ہوئی تھی۔ یا اس کے پاس بطور رہن تھی وغیرہ۔ اور بحوالہ الفتح لکھا ہے صحیح قبضہ، مالک، امین اور ضامن کو شامل ہے۔ جیسا کہ غاصب۔ اس لئے کہ اس پر مغصوب یعنی چھینی ہوئی چیز کی حفاظت امین کی طرح لازم ہے اور اسی سے وہ اپنے سے ضمان ساقط کرا سکتا ہے۔ اور ص۲۸۸ میں ہے کہ اگر غیر صحیح قبضہ والے سے چوری ہو جائے تو وہ شخص چوری کی حد کے لئے خصومت نہیں کر سکتا مثلاً قطع ید کی حد کے بعد اس چور سے وہ چیز چوری ہو گئی تو پہلا چور یا کوئی اور خواہ وہ مالک ہو دوسرے چور پر قطع ید کی حد کے لئے خصومت نہیں کر سکتا اس لئے کہ پہلے چور کو قطع ید کی حد کے بعد اس چیز پر اس

نمبر	عنوانات	توضیحات و فتاویٰ عالمگیری میں متعلقہ حوالہ جات
		کا قبضہ صحیح نہ قرار پاتا تھا اور ص۲۸۹ میں ہے کہ اس صورت کے متعلق لکھا ہے کہ اس لئے کہ پہلے چور کو قطع ید کی حد لگنے کے بعد پہلے چور پر اس چیز کے ضائع ہونے یا ضائع کرنے کی صورت میں اس کی ضمان لازم نہیں ہوتی۔ پس پہلے چور کا قبضہ نہ بطور ملک ہے۔ نہ بطور امانت اور نہ بطور ضمان اور وہ مسروقہ چیز غیر معصوم ہے۔ پس اس میں قطع ید کی حد لازم نہیں۔ اور ص۲۲۷ میں امام کرخیؒ و طحاویؒ سے منقول حکم ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ حق یہ ہے کہ جو نوادر ہشامؒ میں امام محمدؒ سے منقول ہے کہ مسروقہ مال چور سے چوری ہونے کی صورت میں اگر پہلے چور پر قطع ید کی حد جاری ہوئی ہو تو دوسرے چور پر قطع ید کی حد جاری نہ کروں گا۔ اور اگر پہلے چور سے قطع ید کی حد (کسی وجہ سے) ہٹا دی گئی ہو تو دوسرے چور پر قطع ید کی حد لازم ہوسکے گی۔ ایسا ہی حکم امام ابو یوسفؒ میں ہے اور یوں ہی الفتح اور النہر میں ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص۲۸۷، ص۲۸۹، ص۲۲۷۔ حکم نمبر ۷۱، ۷۲/۴۶۹ اور ۲۵/۴۷۱ ملاحظہ ہوں۔
۱۰	مسروقہ چیز جلد خراب ہونے والی نہ ہو	جیسا کہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور بحوالہ المجتبیٰ لکھا ہے کہ مثلاً گوشت، (تر) پھل وغیرہ نیز لکھا ہے کہ ہر وہ چیز جو (قدرتی طور پر) سال بھر باقی نہ رہ سکتی ہو (اسکی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں) ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص۲۲۶، ص۲۲۴۔ حکم نمبر ۸ تا ۱۲، ۳۰، ۳۴/۴۶۹ ملاحظہ ہوں۔
۱۱	مسروقہ چیز غیر شخص کی ملکیت ہو	چنانچہ البحر الرائق میں ہے کہ مسروقہ چیز ایسی ہو جو کسی غیر شخص کی ملکیت ہو۔ پس مسجد کی چٹائی اور خانہ کعبہ کے پردے خواہ حرز میں ہوں ان کی چوری پر چوری کی حد لازم نہ ہوگی۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص۵۱ وھکذا فی الدر المختار مع ردالمحتار ج ۳ ص۲۲۶۔ حکم نمبر ۶۴ تا ۶۶/۴۶۹ ملاحظہ ہوں۔
۱۲	مسروقہ چیز حرز میں سے لے	چنانچہ ردالمحتار میں ہے کہ حرز یعنی محفوظ جگہ دو قسم کی ہے۔ پہلی قسم حرز بنفسہ۔ اور وہ ہر ایسی جگہ ہے جو حفاظت کے لئے تیار کی جاتی ہے۔ اور اس میں بغیر اجازت داخلہ ممنوع ہوتا ہے۔ جیسا کہ حویلیاں، دکانیں، خیمے، خزانے (یعنی ذخیرہ کرنے کی جگہیں) اور صندوق وغیرہ۔ دوسری قسم حرز بغیرہ ہے اور وہ ہر ایسی جگہ جو حفاظت کے لئے نہیں ہوتی البتہ وہ جگہیں کسی حفاظت کنندہ سے محفوظ قرار پا سکتی ہیں۔ جیسا کہ مساجد، راستے اور صحرا وغیرہ۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص۲۲۷، ص۲۲۸ وھکذا فی البحر الرائق نیز البحر الرائق میں حرز بنفسہ کی مثال میں یہ بھی لکھا ہے کہ اور جیسا کہ کوئی شخص بنفسہ خود بھی حرز بنفسہ ہے۔ ماخوذ البحر الرائق ج ۵ ص۵۱ ص۵۲۔ حکم نمبر ۴۷ ملاحظہ ہو۔
۱۳	شبہ متحقق نہ ہو	جیسا کہ درمختار و ردالمحتار ص۲۲۸ میں ہے اور لکھا ہے کہ شبہ کی قید سے (مثلاً) باپ کے گھر سے چوری کرنا خارج ہے اور ص۲۹۰ میں ہے کہ (مثلاً) چور پر اس کے اقرار یا گواہی سے چوری ثابت ہوا اور وہ چور مسروقہ چیز کی ملکیت کا دعویٰ کرے تو خواہ اس نے (ملکیت پر) گواہی قائم نہ کی (مجرد دعویٰ سے) شبہ متحقق ہوگا اور حد لازم نہ ہوگی۔ اس لئے کہ اس کے قول میں سچائی کا احتمال ہے اور اسی لئے اس کے اقرار کے بعد اس کا رجوع صحیح قرار پاتا ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص۲۲۸، ص۲۹۰ وھکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص۶۳ پر شبہ کی وجہ سے حد لازم نہ ہوگی۔ البتہ ضمان اور تعزیری سزا لازم ہوسکتی ہے۔ حکم نمبر ۲۲، ۲۳/۲۶۸، ۸۲/۴۶۴ مع حاشیہ

نمبر	عنوانات	توضیحات و فتاویٰ عالمگیری میں متعلقہ حوالہ جات
		نیز حکم ۲۳/۴۶۸ ، ۶/۴۶۶ ، ۳۶، ۳۹، ۵۶/۴۷۰ ملاحظہ ہوں۔
۱۴	(معقول) تأویل کی گنجائش نہ ہو	جیسا کہ در مختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ تأویل کی قید سے قرآن مجید (وغیرہ) کی چوری خارج ہوگئی کیونکہ اس میں یہ تأویل گنجائش پاتی ہے کہ اس نے قرأت کے مقصد کے لئے لیا ہو (اور وہ مال نہیں پس قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی) ماخوذ از در مختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۶۸ ۔ حکم نمبر ۴۱، ۴۲، ۸۲، ۸۳/۴۶۹ ملاحظہ ہوں۔
۱۵	دار العدل ہونا	چنانچہ در مختار ورد المحتار ص ۲۶۷ میں ہے کہ دار الحرب (یعنی سلطنت کفار کی سرزمین میں) اور دار البغی (یعنی باغیوں کے علاقہ) میں چوری سے قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی۔ اور ص ۱۹۵ میں ہے کہ دار الاسلام کی بجائے دار العدل کہنے میں دار البغی خارج قرار پاتا ہے۔ ماخوذ از در مختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۶۷، ۱۹۵ حکم نمبر ۱/۴۵۵ ، ۱/۴۵۷ ، ۸۲/۴۶۹ اور اس کی نظیر کے متعلق ۴۳، ۴۴/۴۶۳ ملاحظہ ہوں۔
۱۶	لے لینا پایا جائے	چنانچہ در مختار ورد المحتار میں ہے کہ محرز بالمکان (یعنی جو چیز حرز بنفسہ سے محفوظ ہو اس) سے چوری پر قطع ید تب لازم ہوتی ہے کہ چور وہ چیز اس حرز سے نکال لائے کیونکہ اس حرز سے نکالنے سے قبل وہ چیز مالک کے قبضہ میں قرار پاتی ہے اور چوری میں لے لینا تب قرار پاتا ہے کہ مالک (یعنی جس سے چوری کی گئی ہے اس) کا قبضہ زائل ہو جائے اور مالک کا قبضہ تب زائل قرار پاتا ہے کہ چور وہ چیز حرز سے نکال لائے۔ اور لکھا ہے کہ حرز بالحافظ (یعنی حرز بغیرہ) سے چوری پر قطع ید کی حد محض لے لینے سے لازم ہو جاتی ہے اس لئے کہ اس صورت میں محض لے لینے سے مالک (یعنی جس سے چوری کی گئی ہے) کا قبضہ زائل قرار پاکر چوری مکمل ہو جاتی ہے۔ ماخوذ از در مختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۸۱ ۔ حکم نمبر ۱۰۱ تا ۱۰۱/۴۷۰ ملاحظہ ہوں۔
۱۷	مسروقہ نصاب ایک حرز میں سے لے	چنانچہ در مختار ورد المحتار میں ہے کہ اگر چور ایک حرز میں سے بقدر نصاب نکال لایا تو اس پر قطع ید کی حد لازم ہوگی اور اگر دو حرز میں سے کل بقدر ایک نصاب نکال لایا تو حد لازم نہ ہوگی۔ ماخوذ از در مختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۶۸ وکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۵۰ ۔ حکم نمبر ۱۳/۴۶۸ اور ۲۲/۴۷۰ ملاحظہ ہوں۔
۱۸	حرز سے مسروقہ نصاب کا نکالنا ایکبار میں ہو	چنانچہ در مختار ورد المحتار میں ہے کہ چور پر قطع کی حد تب لازم ہوتی ہے کہ مسروقہ چیز بقدر نصاب ایک بار میں حرز سے نکلے خواہ مالک ایک ہو یا متعدد ہوں۔ اور اگر کوئی چور حرز میں سے بعض نصاب نکال لایا پھر داخل ہوا اور باقی نصاب نکال لایا تو اس صورت میں اس پر قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی۔ ماخوذ از در مختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۶۸ وھکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۵۱ ۔ حکم نمبر ۱۴/۴۶۸ اور ۲۲/۴۷۰ ملاحظہ ہوں۔
۱۹	مسروقہ چیز مال قرار پاتی ہو	چنانچہ در مختار ورد المحتار میں ہے کہ چوری کی حد لازم ہونے کیلئے ضروری ہے کہ مسروقہ چیز متقوم مال ہو پس ہمارے ہاں خمر، خنزیر کی چوری پر قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی۔ ماخوذ از در مختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۶۷ حکم نمبر ۱/۴۶۵ کے دوسرے حاشیہ کا ن، ۳۱، ۳۹/۴۶۹ اور ۵۶/۴۶۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں۔

(۱/۴۶۸ کے حاشیہ ۲۰ کا بقیہ)

نمبر	عنوانات	توضیحات وفتاوی عالمگیری میں متعلقہ حوالہ جات
۲۰	وہ چوری حاکم مجاز کے ہاں ثابت ہو	چنانچہ در مختار ورد المحتار میں ہے کہ قطع ید کی حد لازم ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ چوری امام (یعنی حاکم مجاز) کے ہاں (اقرار یا معتبر گواہی سے) ثابت ہو۔ اور رد المحتار میں ہے کہ حاکم مجاز کے ہاں ثابت ہونا چوری کی تعریف کا جز نہیں بلکہ قطع (ید) کی حد (اور دیگر حدود) جاری کرنے کی شرائط میں سے ہے۔ ماخوذ از در مختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۶۸۔ حکم نمبر ۱/۴۵۵ اور ۲۱، ۲۹/۴۶۸ اور اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۵/۴۶۱ ملاحظہ ہوں۔
۲۱	مسروق منہ مسروقہ مال کا مطالبہ کرے	چنانچہ در مختار ورد المحتار میں ہے کہ چوری کی حد لازم ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ مسروق منہ (یعنی جس سے چوری کی گئی ہے وہ) مسروقہ مال کا مطالبہ کرے اس لئے کہ ظہور سرقہ کے لئے خصومت شرط ہے۔ اور لکھا ہے کہ یہ حکم علی المذہب ہے۔ اور امام ابو یوسف رح سے مروی ہے کہ چوری کے اقرار کی صورت میں، مسروق منہ کی طرف سے مال کا مطالبہ شرط نہیں۔ جیسا کہ الفتح میں ہے۔ ماخوذ از در مختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۸۶۔ حکم نمبر ۲۱، ۲۶، ۴۳، ۵۰، ۵۱، ۵۵/۴۶۸ اور ۲۳، ۲۹، ۴۲/۴۷۰ اور حاشیہ ہذا کا ۲۲ ملاحظہ ہوں۔
۲۲	مسروق منہ چوری کی گواہی پر حاضر ہو	چنانچہ در مختار میں ہے کہ (چوری کی حد لازم ہونے کے لئے) ادائے شہادت کے وقت مسروق منہ کا حاضر ہونا لازمی ہے۔ ماخوذ از در مختار مع رد المحتار ج ۳ ص ۲۸۶ اور جیسا کہ البحر الرائق ص ۵۲ میں بحوالہ المبسوط لکھا ہے کہ (قاضی کو) چور سے مسروق منہ کے متعلق سوال کرنے کی ضرورت اس لئے نہیں کہ وہ (عدالت میں) حاضر ہوتا اور خصومت کرتا ہے اور گواہ چوری پر گواہی دیتے ہیں۔ نیز ص ۶۲ میں بحوالہ البدائع لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے ہاں چوری کے اقرار میں (بھی) دعوی شرط ہے حتی کہ اگر کسی چور نے یہ اقرار کیا کہ اس نے فلاں غائب کے مال سے چوری کی ہے تو اسے تب تک قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی جبتک کہ مسروق منہ، حاضر نہ ہو اور خصومت نہ کرے یہ حکم امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے ہاں ہے اور امام ابو یوسف رح کے ہاں چور کے اقرار کی صورت میں دعوی شرط نہ ہونے کی وجہ سے یہ حکم نہیں ہے ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۵۲، ص ۶۲۔ حکم نمبر ۲۶، ۵۰، ۵۱/۴۶۸ اور ۴۲/۴۷۱ اور حاشیہ ہذا کا ۲۱ ملاحظہ ہوں۔
۲۳	مسروق منہ قطع ید کی حد کے وقت حاضر ہو	چنانچہ در مختار ورد المحتار میں ہے کہ ظاہر روایت کے بموجب چور پر قطع ید کی حد کے وقت مسروق منہ کا حاضر ہونا شرط ہے۔ اس لئے کہ اس کا احتمال ہے کہ وہ چور کے لئے ملکیت کا اقرار کرے اور پھر اس سے قطع ید کی حد ساقط ہو جائے۔ البتہ طلب القطع مسروق منہ کا حق نہیں وہ حق اللہ تعالی ہے اسی لئے حد واجب ہونے کے بعد مسروق منہ اس حد کو معاف نہیں کر سکتا۔ ماخوذ از در مختار ج ۳ ص ۲۸۶ وھکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۶۳ وہدایہ ج ۲ ص ۲۸۰۔ حکم نمبر ۲۶، ۵۰، ۵۱/۴۶۸ اور ۲۰، ۲۳، ۴۲/۴۷۱ ملاحظہ ہوں۔
۲۴	مسروقہ مال ضائع ہونے یا ضائع کرنیکی صورت میں قطع ید کی حد سے قبل مالک ضمان لینا اختیار نہ کرے	چنانچہ رد المحتار میں بحوالہ الکافی لکھا ہے کہ اگر مسروقہ عین مال ضائع ہو جائے یا ضائع کر دیا جائے اور قطع کی حد سے قبل مالک اس مال کی ضمان لینا اختیار کرے تو پھر ہمارے ہاں قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی کیونکہ یہ صورت دعوی سرقہ سے دعوی مال کی طرف رجوع کو متضمن ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۹۱ اور جیسا کہ البحر الرائق میں ہے کہ قطع ید کی حد اور ضمان نہیں ہوتے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۶۵۔ حکم نمبر ۲۵، ۳۰/۴۷۱، ص ۴۷۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

نمبر	عنوانات	توضیحات وفتاوی عالمگیری میں متعلقہ حوالہ جات
۲۵	مسروقہ چیز ایسی نہ ہو کردہ دارالاسلام میں تافہا مباحا پائی جاتی ہو	چنانچہ البحرالرائق میں ہے کہ جو چیز تافہا بطور مباح پائی جاتی ہو اس کی چوری میں قطع ید کی حد نہیں لگائی جاتی اور تافہا یعنی حقیرا ور مباحا یعنی اسکی جنس بصورتہ غیر مرغوب اور بطور مباح فی الاصل پائی جاتی ہو۔ اور بہت کم ایسا ہوتا ہو کہ اس کا لے لینا مالک کو ناگوار گذرے اسی لئے اس کا حرز بھی ناقص ہوتا ہے پس اس میں شرعی زجر کی حاجت نہیں۔ ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص۵۳۔ وکذا فی الدرالمختار ورد المحتار ج ۳ ص۲۷۳۔ حکم نمبر ۱/۴۶۹ ملاحظہ ہو۔
۲۶	مسروقہ چیز ایسی نہ ہو کہ اس چور کو قبل ازیں اسکی چوری میں حد لگ چکی ہو اور وہ چیز بعینہ بغیر کسی تبدیلی کے حسب حال ہو۔	جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ ایسی مسروقہ چیز جس کی چوری پر قطع ید کی حد لگ چکی ہو پھر وہ چیز مالک کو واپس کی گئی تو اس چور نے اسے دوبارہ چوری کر لیا درآنحالیکہ اس مسروقہ چیز کی پہلی بار چوری کرنے کی حالت میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی ہو تو (اسکی دوبارہ چوری پر) اس چور کو (دوبارہ) قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص۲۴۷ حکم نمبر ۱۷ تا ۱۹/۴۶۹ اور ۲۵/۴۷۱ ملاحظہ ہو۔
۲۷	چور نے مسروقہ چیز حاکم مجاز کے ہاں خصومت سے قبل مالک کو واپس نہ کر دی ہو خواہ واپسی حکما ہو۔	چنانچہ درمختار میں ہے کہ اگر چور نے مسروقہ مال قاضی (یعنی حاکم مجاز) کے ہاں خصومت سے پہلے مالک کو واپس کر دیا خواہ وہ واپسی حکما ہو تو اس چور پر قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی۔ اور رد المحتار میں ہے کہ خصومت سے پہلے یعنی دعوی اور شہادت یا اقرار سے پہلے اور اگر اس نے خصومت کے بعد واپس کی تو خواہ قطع ید کا فیصلہ ہوا تھا یا نہ پھر قطع ید کی حد لازم ہو سکے گی۔ نیز لکھا ہے کہ حکما واپسی سے مراد یہ ہے کہ مالک کے اصول یعنی ماں باپ، دادا یا دادی کو واپس کر دے یا مالک کی فرع یعنی اولاد کو لوٹا دے یا مالک کے ہر ایسے ذو رحم محرم کو جو اس کے عیال میں ہو۔ یا اس کے غلام یا مکاتب کو یا مالک کی زوجہ کو یا مالک کے ملازم کو لوٹا دے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص۲۸۹ وکذا فی البحرالرائق اور لکھا ہے کہ یا مکاتب غلام سے چوری کی صورت میں وہ مال اس کے آقا کو لوٹا دے یا عیال سے چوری کی صورت میں عیال والے کو لوٹا دے (تو ان سب صورتوں میں قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی) ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص۶۴۔ حکم نمبر ۲۷، ۲۸/۴۷۱ ملاحظہ ہوں۔
۲۸	چور قطع ید کی حد سے قبل اس مسروقہ چیز کا مالک نہ قرار پائے۔	جیساکہ البحرالرائق میں ہے کہ اگر چور پر قطع ید کے فیصلہ کے بعد وہ چور اس مسروقہ چیز کا مالک قرار پایا تو اس پر قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی۔ مثلا مالک نے وہ چیز چور کے ہاتھ بیچ دی یا اسے ہبہ کر دیا اور ہبہ مع القبض ہو گیا تو چونکہ حد جاری کرنا فیصلہ کا حصہ ہے تو گویا وہ فیصلہ سے قبل مالک قرار پا گیا (اور خصومت باقی نہ رہی) حالانکہ حد جاری ہونے کے وقت خصومت باقی ہونا ضروری ہے۔ مفہوم ماخوذ از البحرالرائق ج ۵ ص۶۴ وہکذا فی الدرالمختار ورد المحتار ج ۳ ص۲۸۹، ص۲۹۰۔ حکم نمبر ۲۹/۴۷۱، ۳۰/۴۷۲ ملاحظہ ہوں
۲۹	قطع ید کی حد سے پہلے خصومت کے شہر میں مسروقہ چیز کی قیمت نصاب سے کم نہ ہو جائے۔	جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ کمالِ نصاب حد جاری ہونے تک ضروری ہے۔ اور لکھا ہے کہ اگر مسروقہ چیز کی قیمت اس عین چیز میں کمی یا عیب پیدا ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ مسروقہ چیز کی قیمت اس چوری کی خصومت کے شہر میں اس چیز کا بھاؤ گر جانے کی وجہ سے نصاب سے کم ہو گئی تو حد لازم نہ ہوگی۔ مفہوم

(۱/۴۶۸ کے حاشیہ ۵۶ کا بقیہ)

نمبر	عنوانات	توضیحات وفتاوی عالمگیری میں متعلقہ حوالہ جات
		ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۹۰ وهكذا في البحر الرائق ج ۵ ص ۶۴ - حکم نمبر ۳۱/۴۷۱ ملاحظہ ہو۔
۳۰	گواہی سے ثابت شدہ چوری کے گواہ قطع ید کی حد سے پہلے، فاسق یا اندھے یا پاگل یا مرتد نہ ہوگئے ہوں۔	جیساکہ درمختار مع رد المحتار میں ہے کہ حد میں فیصلہ کے بعد (اور حد جاری ہونے سے پہلے) بعض گواہ گواہی کے اہل نہ رہیں مثلاً وہ فاسق ہو جائیں یا اندھے یا گونگے ہو جائیں یا قذف کی وجہ سے اہل نہ رہیں تو وہ حد لازم نہ ہوگی اس لئے کہ حد کا جاری ہونا فیصلہ کا حصہ ہے (تو گویا وہ فیصلہ سے پہلے اہل نہ رہے) ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۲ ص ۲۰۰ - حکم نمبر ۵۲، ۵۳/۴۶۸، ۲۵ ج/۴۶۲، اور ۳۳/۴۶۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔
۳۱	غلام پر گواہی سے ثابت ہونے والی چوری کی صورت میں (گواہی کے وقت) آقا حاضر ہو۔	چنانچہ درمختار میں ہے کہ غلام پر گواہی سے ثابت ہونے والی چوری کی صورت میں یہ شرط ہے کہ اس کا آقا (گواہی کے وقت) حاضر ہو۔ ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۳ ص ۲۹۰ - اور البحر الرائق میں ہے کہ جب غلام پر چوری کا ثبوت گواہی سے ہو تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں یہ شرط ہے کہ گواہی قائم ہوتے وقت اس کا آقا حاضر ہو۔ اور غلام کے اقرار کی صورت میں اس پر اتفاق ہے کہ اس کے آقا کی حاضری شرط نہیں ہے۔ یہ شرح الطحاوی میں ہے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۶۵ - نیز حکم نمبر ۶۲/۴۶۸ ملاحظہ ہو۔ اور عنوان ثبوت الزنا میں اس کی نظیر میں ہے کہ اس کے آقا کو گواہوں میں طعن کا حق ہے جیساکہ حکم نمبر ۳۰/۴۶۱ میں ہے (مترجم)
۳۲	قطع ید کی حد ایسی سخت گرمی یا سردی میں نہ ہو یا وہ ایسا سخت مریض نہ ہو کہ قطع ید کی حد سے اسکی موت کا خدشہ ہو ورنہ انتظار کیا جائے گا۔	چنانچہ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ چوری میں قطع ید کی حد ایسی سخت گرمی یا سخت سردی میں نہ لگائی جائے گی یا چور کی ایسی سخت بیماری میں نہ لگائی جائے گی کہ اس حد کی وجہ سے اس کی موت کا خدشہ ہو۔ کیونکہ حد زاجر ہے متلف نہیں (یعنی قطع ید کی حد اس لئے ہے کہ حصول نصیحت ہو اس لئے نہیں کہ وہ جان سے جائے) اور اس صورت میں اسے قید میں رکھا جائے گا تاکہ مناسب وقت میں حد لگائی جائے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۸۵ - حکم نمبر ۲۲/۴۷۱ اور ۵۱، ۵۲/۴۶۲ ملاحظہ ہوں۔ (مترجم)
۳۳	کسی طعام کی چوری کی صورت میں وہ ایام قحط کے نہ ہوں۔	چنانچہ درمختار میں بحوالہ شمنی لکھا ہے کہ ایامِ قحط میں مطلقاً طعام کی چوری پر قطع ید کی حد لازم نہیں ہے، اور رد المحتار میں بحوالہ فتح لکھا ہے کہ خواہ وہ کھانے کے لئے تیار شدہ نہ ہو۔ مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۷۳ اور البحر الرائق میں بحوالہ الظهيرية وغیرہ لکھا ہے کہ گندم وغیرہ کی چوری میں قطع ید کی حد بالاجماع لازم ہو سکتی ہے مگر یہ حکم تب ہے کہ وہ سال قحط کا نہ ہو اور اگر قحط کا سال ہو تو پھر خواہ وہ چیز جلد خراب ہونے والی ہو یا نہ، اسکی چوری پر قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی۔ اس لئے کہ (بھوک سے بے قراری کی صورت میں) ضرورت ظاہر ہے اور اس میں (حرام شیئ سے بھی بقدر ضرورت) لینا مباح ہونے کی گنجائش ہوتی ہے اور پھر حد لازم نہ ہوگی چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ "لا قطع في مجاعة مضطرة" یعنی "بے قرار کرنیوالی بھوک کی صورت میں (چوری کے ارتکاب پر) قطع ید کی حد نہیں ہے"۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد منقول ہے کہ "قحط کے سال میں (چوری پر) قطع ید کی حد لازم نہیں ہے"۔ مفہوم ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۵۴ - حکم نمبر ۸، ۹، ۱۲/۴۶۹ مع حواشی نیز حاشیہ ہذا کا نمبر ۱، (حکم نمبر ۱/۴۶۸ کے حاشیہ کا ص ۲) ملاحظہ ہوں۔

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی بیان السرقة وما تظهر به السرقة وظهورها	حوالہ
۴۶۸ — ۲	ثم ان كانت السرقة نهارا اعتبرت الخفية ابتداء وانتهاء وان كانت ليلا اعتبرت ابتداء فقط	كذا فی النهر الفائق
۳	حتى لو نقب البيت على سبيل الخفية والاستتار ليلا ثم أخذ المال على سبيل المغالبة والمكابرة جهارا من المالك بان استيقظ المالك ودخل عليه بالسلاح وقاتل معه لما منعه من اخذ المال فانه يقطع اما لو كابره نهارا بان نقب البيت على سبيل الخفية ودخل البيت ثم اخذ المال مكابرة ومغالبة لا يقطع	كذا فی محيط السرخسی
۴	اقل النصاب فی السرقة عشرة دراهم مضروبة بوزن سبعة جياد	كذا فی العتابية
۵	فاذا سرق تبرا وزنه عشرة دراهم او متاعا قيمته عشرة دراهم غير مضروبة فانه لا قطع فيه على الصحيح	كذا فی البحر الرائق
۶	ولو سرق نصف دينار قيمته النصاب قطع عندنا ولو سرق دينارا قيمته اقل من النصاب لا يقطع	كذا فی البحر الرائق
۷	ولو سرق عشرة مغشوشة والفضة غالبة لا يقطع فی ظاهر الرواية هو الاصح	كذا فی العتابية
۸	ولو سرق زيوفا او نبهرجة او ستوقة فلا قطع الا ان تكون كثيرة تبلغ قيمتها نصابا من الجياد	كذا فی البحر الرائق
۹	واذا وجب تقويم المسروق بعشرة دراهم أيقوم بأعز النقود ام بنقد البلد الذی يروج بين الناس فی الغالب روى ابو يوسف عن ابی حنيفة رح انه يقوم بعشرة دراهم بنقد البلد الذی يروج بين الناس فی الغالب وروى الحسن عن ابی حنيفة رح انه يقوم بعشرة دراهم	

۱؎ حکم نمبر ۳/۴۶۸ ملاحظہ ہو۔ نیز رات کا وقت ہونے کی صورت میں حکم نمبر ۳۲ ج، ۳۳/۴۷۰ بھی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۲/۴۶۸، ۳۲، ۳۳/۴۷۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۲/۴۶۸ اور حکم نمبر ۱/۴۵۲ کے حاشیہ د کا ۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ درہم میں وزن سبعہ کے متعلق حکم نمبر ۷ب/۲۲۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ نصاب سے متعلق احکام حکم نمبر ۵ تا ۱۲/۴۶۸ میں نیز حکم نمبر ۳۱/۴۷۱ میں ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	پہلا باب - چوری اور اس کے ظہور کا بیان ۔۔۔ چوری اور اس کے ظہور کے احکام	حوالہ
۲-۴۶۸	پھر چوری میں مال خفیۃ لینے سے مراد یہ ہے کہ، اگر چوری دن میں واقع ہو تو خفیۃ مال لینے کا اعتبار ابتدا میں بھی ہے اور انتہاء میں بھی - اور چوری رات میں واقع ہو تو خفیۃ مال لینے کا اعتبار فقط ابتداء میں ہے [1]	نہر فائق
۳	(مذکورہ حکم کی بنا پر) (۱) حتی کہ اگر کسی چور نے رات کے وقت خفیہ طور پر اور چھپ کر نقب لگائی پھر اس نے مالک سے اعلانیہ بطور غلبہ و قہر مال لیا بایں طور کہ مالک جاگ اٹھا اور چور ہتھیار لے کر اندر داخل ہوا اور جب مالک نے اسے مال لینے سے روکا تو چور نے مالک سے مقاتلہ کیا (البتہ مالک کو قتل نہ کیا)، تو اس صورت میں چور (پر چوری کی حد لگے گی اور اس) کا ہاتھ کاٹا جائے گا [2] (ب) اور اگر چور نے دن کے وقت غلبہ کیا بایں طور کہ اس نے خفیہ طور پر گھر میں نقب لگائی اور گھر میں داخل ہو گیا پھر اس نے بطور قہر و غلبہ مال لیا تو اس صورت میں (چوری کرنے والے چور) کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا [3]	محیط سرخسی
۴	چوری (کی حد) کا کم سے کم نصاب دس درہم ہیں جو وزن سبعہ [4] میں مضروبہ ہوں (یعنی وہ درہم ڈھال کر یوں بنائے گئے ہوں کہ وہ دس درہم وزن میں سات مثقال کے برابر ہوں) اور کھرے ہوں [5]	عتابیہ
۵	جب کسی نے دس درہم وزن کا چاندی کا ڈلا یا کوئی سامان چوری کیا جس کی قیمت دس ایسے درہموں جتنی بنتی ہے جو غیر مضروب (یعنی ڈھلے ہوئے نہ) ہوں تو صحیح قول کے بموجب اس صورت میں (چوری کی حد میں) ہاتھ کاٹنا لازم نہ ہوگا -	بحر رائق
۶	اگر کسی نے ایسا نصف دینار (یعنی سونے کا سکہ) چرایا جس کی قیمت نصاب تک پہنچتی ہے تو ہمارے ہاں (اس چوری کی حد میں) ہاتھ کاٹا جائے گا اور اگر کسی نے ایسا دینار چرایا جس کی قیمت نصاب سے کم بنتی ہے تو (اس چوری کی حد میں اس چور کو) قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی -	بحر رائق
۷	اگر کسی شخص نے دس مغشوشہ (یعنی غش والی) [6] درہمیں چرائیں اور ان میں چاندی غالب تھی تو اس میں ظاہر روایت کے بموجب قطع ید (یعنی ہاتھ کاٹنے) کا حکم نہ ہوگا - یہی [7] حکم زیادہ صحیح ہے -	عتابیہ
۸	اگر کسی شخص نے ایسے درہم چرائے جن کا رواج نہ رہا ہو یا جو بیکار ہو گئی ہوں یا جو کھوٹی ہوں تو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی لیکن اگر وہ زیادہ ہوں کہ ان کی قیمت (چوری کی حد کے) نصاب تک پہنچتی ہو (یعنی ان کی قیمت دس کھرے درہم جتنی یا زیادہ بنتی ہو) تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر قطع ید کی حد لگائی جائے گی)	بحر رائق
۹	(۱) جب چوری شدہ مال کی قیمت کا اندازہ کرنا دس درہموں (کی نقدی کی مالیت) سے واجب ہو تو کیا اس نقدی سے اندازہ کیا جائے جو نقدی کمیاب ہے یا شہر کی اس نقدی سے اندازہ کیا جائے گا جو لوگوں میں زیادہ رائج ہے (تو اس کے متعلق) امام ابو یوسف رحمہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ سے روایت کیا ہے کہ اس مال کی قیمت کا اندازہ دس درہموں سے	

[6] غش یعنی ملاوٹ، ماخوذ از منتہی الارب اردو ج ۲ ص ۴۶۰، غِش یعنی جعلی سکہ - ماخوذ از المنجد اردو ص ۸۷۴ (مترجم) [7] حکم نمبر ۸/۴۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الاول فی بیان السرقة وما تظہر بہ — السرقة وظہورہا	حوالہ
۴۶۸ -	اعز النقود حتی لا یجب القطع بالشک ،	کذا فی المحیط
۱۰	وھو المختار عند البعض	کذا فی خزانة المفتین
۱۱	ولا یقطع بتقویم الواحد ولا عند اختلاف المقومین	کذا فی المحیط
	وتثبت القیمة بقول رجلین عدلین لہما معرفة بالقیم	کذا فی التبیین
۱۲	وانما یعتبر کمال النصاب فی حق السارق ولذلک اذا سرق عشرة دراہم من عشرة انفس من کل نفس درہم من بیت واحد یقطع	کذا فی المحیط
۱۳	ویشترط ان یکون حرزا واحدا فلو سرق نصابا من منزلین مختلفین فلا قطع والبیوت من دار واحدة بمنزلة بیت واحد حتی لو سرق من عشرة انفس فی دار کل واحد فی بیت علیحدة من کل واحد منہم درہما قطع بخلاف ما اذا کانت الدار عظیمة وفیہا حجر	کذا فی البحر الرائق
۱۴	ولا بد ان یخرجہ مرة واحدة فلو اخرج بعضہ ثم دخل[۳] واخرج باقیہ لا یقطع ،	کذا فی النہر الفائق
۱۵	ولا بد ان یخرجہ ظاہرا حتی لو ابتلع دینارا فی الحرز وخرج لا یقطع ولا ینتظر ان یتغوطہ بل یضمن مثلہ	کذا فی البحر الرائق فی السرقة

[۱] مذکورہ اندازہ کرنے کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱۱}{۴۶۸}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] حکم نمبر $\frac{۱۳}{۴۶۸}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] جیسا کہ در مختار ور دالمحتار میں ہے اور صاحب رد المحتار نے لکھا ہے کہ اس صورت میں قطع ید کی حد تب نہ ہوگی کہ جو ہر بار بعض نصاب گھر سے باہر نکال لایا جیسا کہ الجوہرة میں ہے اور اگر کوئی چور گھر میں داخل ہوا اور اس کے کمرہ سے ایک درہم چوری کی اور اسے اس گھر کے صحن تک لایا پھر لوٹا اور ایک درہم اور کمرہ سے نکال لایا اور اسی طرح اس نے دس درہم چوری کئے تو یہ ایک چوری قرار پائے گی پس اگر وہ چور وہ دس درہم اس گھر سے باہر نکال لایا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور اگر مذکورہ صورت میں وہ ہر بار ایک ایک درہم گھر سے باہر نکال لاتا رہا اور اس طرح دس درہم نکال لایا تو وہ کئی چوریاں ہیں (اور ہر چوری میں نصاب پورا نہیں) پس اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور اسی

حوالہ	پہلا باب - چوری اور اس کے ظہور کا بیان چوری اور اس کے ظہور کے احکام	دفعات وشق نمبر
	شہر کی اس نقدی میں کیا جائے گا جس کا رواج لوگوں میں زیادہ ہے ۔	۴۶۸-
محیط	(ب) اور حسنؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے کہ اس کا اندازہ دس درہموں سے اس نقدی میں کیا جائے گا جو کمیاب نقدی ہے حتیٰ کہ شک کے ساتھ قطع ید کی حد واجب نہ ہوگی [۱]	
خزانۃ مفتین	(مذکورہ صورت میں) بعض کے ہاں بھی (مذکورہ) حکم مختار ہے ۔	۱۰
محیط	(ل) (چوری شدہ مال کی قیمت کا اندازہ کرنے میں) ایک آدمی کی تقویم (یعنی قیمت کا اندازہ کرنے) سے قطع ید کی حد جاری نہ ہوگی (ب) اور (دو آدمیوں کے متفقہ اندازہ کی بجائے) اندازہ کرنے والے دو آدمیوں کے باہم اختلاف کی صورت میں بھی قطع ید کی حد جاری نہ ہوگی ۔	۱۱
تبیین	(ج) اور قیمت کا اندازہ دو ایسے معتبر آدمیوں کے قول سے ثابت ہوگا جو قیمتوں کی پہچان رکھتے ہوں ۔	
محیط	مسروقہ مال کا نصاب پورا ہونے کا اعتبار چور پر متعلق ہی ہے ۔ چنانچہ اگر کسی شخص نے دس آدمیوں کے مال سے دس درہم ایک گھر سے [۲] بایں صورت چوری کئے کہ ہر ایک کا ایک ایک درہم چوری کیا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی ۔	۱۲
	(ل) (قابل حد چوری کے نصاب میں) یہ شرط ہے کہ حرز (یعنی وہ محفوظ مقام جہاں سے مال چوری کیا گیا) ایک ہو ۔ پس اگر کسی نے دو مختلف گھروں سے چوری کا (ایک) نصاب چرایا تو اس چوری پر قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی ۔	۱۳
	(ب) اور ایک مکان کے مختلف کمرے ایک ہی مکان کے حکم میں ہیں ۔ حتیٰ کہ اگر کسی نے ایک گھر میں سے دس آدمیوں کی چوری کی ان میں سے ہر آدمی اس گھر کے علیحدہ کمرے میں رہتا تھا اور چور نے ان میں سے ہر ایک کا ایک ایک (کھرا) درہم چوری کیا تو اس صورت میں اس چور کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی [۳]	
بحر رائق	(ج) اس صورت کے خلاف اس صورت کا حکم ہے جبکہ مکان بڑا ہو اس میں کئی چھوٹے چھوٹے مکان ہوں [۴]	
نہر فائق	یہ بھی ضروری ہے کہ چور قابل حد نصاب کو ایک ہی بار نکال لائے پس اگر کوئی چور بعض نصاب نکال لایا پھر داخل ہوا اور بقیہ نصاب نکال لایا تو (چوری کی اس صورت میں چور کو) قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ۔	۱۴
بحر رائق	یہ (بھی ضروری ہے کہ (قابل حد نصاب کی چوری میں) چور وہ مال (اپنے باطن میں نہیں بلکہ) اپنے ظاہر میں نکال لائے حتیٰ کہ اگر کسی نے محفوظ مکان میں (چوری کا) دینار نگل لیا اور نکل آیا تو (چوری کی اس صورت میں اس) چور کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ۔ اور اس کا انتظار نہ کیا جائے گا کہ وہ چور اس دینار کو پاخانہ میں پھرے ۔ بلکہ وہ اس کے مثل کا ضامن ہوگا [۶]	۱۵

طرح تتارخانیہ میں ہے ۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۶۸ ۔ نیز حکم نمبر ۱۷، ۲۲ / ۴۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ـہ حکم نمبر ۱۷ ب، ج / ۴۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ـہ فتاویٰ عالمگیری عربی مطبوعہ امیریہ مصر میں یہ عبارت یوں درج تھی "ثم دخل" اور مطبوعہ مطبع میمنیہ مصر ج ۲ ص ۱۱۲ میں یوں درج ہے "ثم دخل" اور چونکہ مفہوم کے لحاظ سے مطبوعہ میمنیہ کے نسخہ کی عبارت صحیح ہے لہذا وہی درج ہے ۔ نیز حکم نمبر ۲۲ / ۴۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶ـہ جیسا کہ در مختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت میں جب مالک ضمان طلب کرلے تو وہ فی الحال واپس کرنے پر قادر نہیں پس وہ اس دینار کا ہلاک کنندہ قرار پاکر ضامن ہوگا ۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۶۷ ۔ نیز حکم نمبر ۳۵ / ۴۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الاول فی بیان السرقة وما تظهر به	حوالہ
۴۶۸ - ۱۶	یقطع الردء والمباشر فی ظاهر الروایة	کذا فی الظهیریة
۱۷	ولو کانوا جماعة والسارق بعضهم قطعوا ان اصاب کلا منهم نصاب وهذا استحسان سواء خرجوا معه من الحرز او بعده من فوره اوخرج هو بعدهم من فورهم ولو کان فیهم صغیر او مجنون او معتوه او ذو رحم محرم من المسروق منه لم یقطع احد	کذا فی النهر الفائق
۱۸	ولو سرق رجل من رجل عشرة دراهم ثم مات المسروق منه فورثه عشرة نفر کان لهم ان یقطعوا السارق فی سرقته فان غاب بعضهم لم یقطع السارق حتی یحضروا جمیعا	کذا فی محیط السرخسی
۱۹	ولو وکل رجلا بطلب کل حق له فاخذ سارقا قد اقر بسرقة عشرة دراهم من موکله له ان یطالب بما اقر به من المال ولا اقطعه ولو حضر الموکل بعد القضاء للوکیل علیه بالعشرة لم اقطعه	کذا فی محیط السرخسی
۲۰	العبد والحر سواء فی القطع	کذا فی الهدایة
۲۱	السرقة انما تظهر باحد الامرین اما بالبینة او بالاقرار فان کان ظهورها بالاقرار فالقاضی یسأله عن ماهیة السرقة فان بین ذلک فالقاضی یسأله عن المسروق فان المسروق اذا لم یکن مالا لا یجب القطع بسرقته فان بین جنس المال یسأله عن مقدار المال وهذا اذا کان المسروق غائبا عن مجلس القضاء فان کان حاضرا فی مجلس القضاء ویدعیه المسروق منه فاقر السارق فالقاضی لا یحتاج الی السؤال عن المسروق وعن مقداره ولکن ینظر الی المسروق فان امکن ایجاب القطع بسرقته اوجبه ومالا فلا. ثم یسأله کیف سرق ثم یسأله عن المکان ولا یسأله عن الوقت وان احتمل تقادم العهد ثم یسأله عن المسروق منه	

۱؎ حکم نمبر ۱/۴۶۸ کے چھٹے حاشیہ میں البحر الرائق کا حوالہ و حکم نمبر ۱۷/۴۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ جیساکہ درمختار ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس محفوظ مکان میں سب داخل ہوئے جیساکہ قرینہ موجود ہے۔ ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۳ ص ۲۷۱ اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ اگر وہ سب چوری کے فعل میں شریک ہوئے مگر گھر کے اندر ایک گیا اور مال نکال لیا تو مال نکالنے پر قطع ید کی حد اور اس کے باقی ساتھیوں پر تعزیر لازم ہوگی۔ ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج ۲ ص ۲۷۵ وھکذا فی ردالمحتار ج ۳ ص ۲۷۱۔ حکم نمبر ۱/۴۶۸ کے حاشیہ میں البحر الرائق کا حوالہ، حکم نمبر ۱۲/۴۶۸، ۱/۴۵۴ کے حاشیہ دکا ۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ جیساکہ درمختار ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ ان میں سے کسی پر بھی حد لازم نہ ہونے کا مطلق حکم اس کو بھی شامل ہے کہ جب بڑوں نے اور عقل والوں نے

دفعات/شق نمبر	چوری اور اس کے ظہور کے احکام	حوالہ
۴۶۸ - ۱۶	ظاہر روایت کے بموجب (قابل حد) چوری کے جرم کا ارتکاب کرنے والے کو اور اس کے مددگار کو (دونوں کو) قطع ید کی حد لگائی جائے گی [1]	ظہیریہ
۱۷	(i) اگر (چوروں کی) ایک جماعت ہو اور ان میں سے بعض نے (قابل حد) چوری کا ارتکاب کیا ہو تو اگر اس جماعت میں سے ہر ایک کو چوری شدہ مال میں سے چوری کے نصاب کے بقدر آتا ہے تو سب پر قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ اور یہ حکم از روئے استحسان ہے خواہ وہ سب اس محفوظ مکان سے اس چور کے ساتھ نکلے یا اس کے بعد فوراً نکلے یا چوری کا ارتکاب کرنے والا اس محفوظ مکان سے ان سب کے بعد فوراً نکلا حکم برابر ہے [2] (ب) اور اگر چوروں کی اس جماعت میں کوئی چھوٹا (یعنی نابالغ) ہو یا مجنون (یعنی پاگل) ہو یا معتوہ (یعنی مخبوط الحواس) ہو یا جسکا مال چرایا گیا ہے اس کا ذی رحم محرم ہو تو (ان چوروں میں سے) کسی کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائیگی [3]	نہر فائق
۱۸	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کے دس درہم چوری کئے پھر جس آدمی کی چوری کی گئی تھی وہ وفات پاگیا اور اس کے وارث دس شخص ہیں۔ تو ان وارثوں کو حق حاصل ہے کہ اس کی (مذکورہ) چوری کی حد میں چور کے ہاتھ کٹوائیں۔ اور اگر ان وارثوں میں سے بعض غائب ہوں تو جبتک سب وارث حاضر نہ ہوں تو اس چور کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔	محیط سرخسی
۱۹	کسی شخص نے کسی آدمی کو اپنے پر حق کے مطالبہ کے لئے وکیل بنایا پس اس وکیل نے چور پکڑا جس نے اس کے موکل کے دس درہم چوری کرنے کا اقرار کیا تو اس وکیل کو حق حاصل ہے کہ چور نے جس مال کی چوری کا اقرار کیا ہے اس کا مطالبہ کرے مگر میں (محض وکیل کی حاضری پر) اس چور کے لئے کی حد کا حکم نہ دوں گا [4] اور اگر اس چور پر وکیل کو دس درہم ادا کرنے کا فیصلہ ہونے کے بعد موکل خود حاضر ہوا تب بھی اس چور کے قطع ید کی حد کا حکم نہ دوں گا۔	محیط سرخسی
۲۰	(چوری کی حد کے لئے ہاتھ کاٹنے (کی حد) میں غلام اور آزاد برابر ہیں [5]	ہدایہ
۲۱	چوری کا ظہور (یعنی ثبوت) دو امور میں سے کسی ایک سے ہوگا گواہی [6] سے ہوگا یا مجرم کے اقرار سے ہوگا [7] پس اگر چوری کا ظہور مجرم کے اقرار سے ہو تو قاضی (یعنی حاکم مجاز) اس سے دریافت کرے گا کہ چوری کیا ہوتی ہے۔ اگر اس نے چوری کی ماہیت (ٹھیک) بیان کردی تو قاضی اس سے یہ دریافت کرے گا کہ کیا چیز چرائی ہے اس لئے کہ اگر چوری شدہ چیز مال نہ قرار پاتا ہو تو اس کی چوری سے قطع ید کی حد نہ واجب ہوگی۔ اگر اس نے چوری شدہ مال کی جنس بیان کردی تو قاضی اس سے یہ دریافت کرے گا کہ چوری شدہ مال کی مقدار کیا ہے اور یہ سوال اس صورت میں ہوگا جبکہ چوری شدہ چیز مجلس قضا (یعنی عدالت کی مجلس) سے غائب ہو اور اگر چوری شدہ چیز مجلس قضا میں موجود ہو اور جس شخص کی چوری کی گئی ہے وہ اس چیز کا دعویدار ہو اور چور نے (اسکی)	

مال لیا تھا تب بھی یہی حکم ہے۔ ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۳ صفحہ ۲۷۲ اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ اس صورت میں اگر ان میں سے مال نکالنے والا بچہ یا مجنون تھا تو بالاجماع ان سب پر حد لازم نہ ہوگی اور اگر مال نکالنے والا عاقل بالغ تھا لیکن ان میں بچہ یا مجنون تھا تو بھی امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے ہاں ان میں سے کسی پر حد لازم نہ ہوگی اس لئے کہ شبہ جگہ پاتا ہے۔ اور امام ابو یوسف کے ہاں مال نکالنے والے پر اور بچہ اور مجنون کے علاوہ باقی ان سب پر حد لازم ہوگی۔ ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج ۲ صفحہ ۲۷۵۔ حکم نمبر ۳۲/۴۶۸ نیز اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۲۰۱،۲/۴۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] حکم نمبر ۱۵۲/۴۶۲ ملاحظہ ہو [5] تمام کیلئے دیگر قابل حد جرائم کی سزا کے متعلق حکم نمبر ۳۰،۲/۴۷۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] گواہی سے ثابت شدہ چوری کے احکام حکم نمبر ۳۹/۴۶۸ سے شروع ہوتے ہیں اور گواہی سے دیگر قابل حد جرائم کے ثبوت کے احکام کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۶۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] حکم نمبر ۳۲، ۲۳، ۴۲/۴۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور دیگر قابل حد جرائم کے اقرار کے احکام کے متعلق حکم نمبر ۲/۴۶۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ (مترجم)

دفعات متن نمبر	الباب الاول فی بیان السرقة وما تظهر به — السرقة وظهورها	حواله
۲۶۸/۴ -	فاذا بین ذلک الآن یقضی القاضی علیه بالقطع ویکتفی بالاقرار مرة واحدة عند ابی حنیفة رح ومحمد رح	کذا فی المحیط
۲۲	ویستحب للامام ان یلقن حتی لا یقر بالسرقة	کذا فی الظهیریة
۲۳	وینبغی ان یلقن المقر الرجوع احتیالا للدرء واذا رجع عن الاقرار صح فی القطع ولا یصح فی المال	کذا فی الاختیار شرح المختار
۲۴	ولو اقر فقال سرقت من هذا مائة درهم ثم قال وهمت انما سرقت من الآخر لا یقطع لواحد منهما ویرد المال الی الاول ویضمن مثله للثانی	کذا فی محیط السرخسی
۲۵	ولو اقر بسرقة ثم رجع ثم اقر ببعض المال فلا یقطع	کذا فی الغیاثیة
۲۶	فی القدوری اذا اقر بسرقة فقال سرقت هذه الدراهم ولا ادری لمن هی او قال لا اعرف صاحبها لم یقطع	کذا فی الذخیرة
۲۷	قال محمدؒ فی الجامع الصغیر رجلان اقرا بسرقة مائة درهم ثم قال احدهما هو مالی لا یقطع واحد منهما ویستوی ان قال احدهما هذه المقالة قبل القضاء بالقطع او بعد القضاء قبل الاستیفاء نص علیه محمدؒ فی الاصل وهذا لان الاستیفاء فی باب الحدود شبیها بالقضاء	کذا فی المحیط

۱؎ حکم نمبر ۸۵/۲۶۴ ملاحظہ ہو۔ ۲؎ حکم نمبر ۲۲، ۵۰ تا ۵۳/۲۶۸، ۲۳/۲۴۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۵، ۱۲/۲۴۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۴؎ حکم نمبر ۲۴، ۲۹ ب، ۳۸، ج ۳۹، ۴۶، ۵۰/۲۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۲۳/۲۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ جیسا کہ درمختار مع رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ کسی نے یوں کہا کہ میں نے یہ دراہم چوری کئے ہیں اور میں نہیں جانتا کہ یہ کس کے ہیں یا یوں کہا کہ میں تجھے اس کا مالک نہیں بتاؤں گا، تو قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی اسلئے کہ مالک کا مطالبہ نہ پایا جاتا تھا

ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۳ ص ۲۸۷ وهکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۶۲ ۔ حکم نمبر ۲۱، ۵۰ تا ۵۳/۲۶۸، ۲۳/۲۴۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	پہلا باب - چوری اور اس کے ظہور کا بیان چوری اور اسکے ظہور کے احکام	حوالہ
۴۶۸-	چوری کا اقرار کیا ہے تو قاضی کے لئے چوری شدہ چیز اور اس کی مقدار کے متعلق دریافت کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ وہ اس چوری شدہ چیز پر نظر کرے گا پس اگر اس چیز کی چوری پر قطع ید کی حد لگ سکتی ہو تب اس حد کا حکم دے گا ورنہ نہیں نیز قاضی اس سے یہ (بھی) دریافت کرے گا کہ اس نے کیسے چوری کی پھر اس سے یہ دریافت کرے گا کہ اس نے کہاں سے چوری کی اور قاضی اس سے چوری کے وقت کے متعلق دریافت نہ کرے اگرچہ تقادم العہد (یعنی عرصہ گذر جانے) کا احتمال ہو[۱ھ] پھر قاضی اس سے اس شخص کے متعلق دریافت کرے گا جس کا اس نے مال چرایا ہے۔ ۲ھ جب اس چوری کا اقرار کرنے والے اس چور نے مذکورہ سب امور کو (ٹھیک) بیان کر دیا تو اب قاضی اس پر چوری کی حد میں قطع ید کا فیصلہ دے گا ۔ اور امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں چوری کے اقرار کی صورت میں ایک بار اقرار کفایت کر جاتا ہے ۔	محیط
۲۲	حاکم وقت کے لئے مستحب ہے کہ وہ چوری کا اقرار کرنے والے کو تلقین کرے کہ وہ چوری کا اقرار نہ کرے (تاکہ قطع ید کی حد کا دفاع ہو سکے) ۳ھ	ظہیریہ
۲۳	چاہیئے کہ چوری کا اقرار کرنے والے کو قطع ید کی حد ہٹانے کے لئے حیلہ کے طور پر اس اقرار سے رجوع کر لینے کی تلقین کرے اور جب وہ چوری کے اقرار سے رجوع کرے تو قطع ید کی حد ہٹانے کے لئے صحیح قرار پائیگا مگر اس مال کا تاوان واجب نہ ہونے) کے لئے صحیح نہ ہوگا ۴ھ	اختیار
۲۴	کسی شخص نے چوری کا اقرار کیا اور کہا کہ میں نے اس آدمی کے سو درہم چرائے ہیں پھر کہا کہ مجھے یہ وہم ہوا ہے۔ البتہ میں نے فلاں دوسرے آدمی کے سو درہم چرائے ہیں۔ تو (اس صورت میں) ان دونوں میں سے کسی کے لئے بھی (اس چوری میں) قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ۔ اور وہ مال اس کو لوٹایا جائے گا جس کے لئے اس نے پہلے اقرار کیا تھا اور دوسرے کے لئے اس مال کے مثل کا ضامن ہوگا ۵ھ	محیط سرخسی
۲۵	کسی شخص نے چوری کا اقرار کیا پھر اس اقرار سے رجوع کر لیا پھر اس نے بعض مال چوری کرنے کا اقرار کیا تو اس صورت میں اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ۔	غیاثیہ
۲۶	قدوری میں ہے کہ کسی شخص نے چوری کا اقرار کیا اور کہا کہ میں نے یہ درہم چرائے ہیں اور مجھے پتہ نہیں کہ یہ کس کے ہیں ۔ یا یوں کہا کہ میں ان درہموں کا مالک نہیں پہچانتا تو (چوری کی اس صورت میں) قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ۔ ۶ھ	ذخیرہ
۲۷	(۱) امام محمدؒ نے جامع صغیر میں لکھا ہے کہ دو آدمیوں نے سو درہم چوری کرنے کا اقرار کیا پھر ان دونوں میں سے ایک نے یہ کہا کہ یہ میرا مال ہے تو اس صورت میں ان دونوں میں سے کسی پر بھی قطع ید کی حد نہ لگائی جائیگی ۷ھ خواہ ان دونوں میں سے ایک نے مذکورہ بات قطع ید کے فیصلہ سے پہلے کہی یا قطع ید کے فیصلہ کے بعد اور حد جاری ہونے سے پہلے کہی حکم برابر ہے۔ الاصل میں اس حکم کو امام محمدؒ نے بطور نص ذکر کیا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ حدود کے باب میں حد کا جاری ہونا بھی حد کے فیصلہ سے ملا ہوا ہے ۸ھ	محیط

۷ھ حکم نمبر ۴۳ب/۴۶۸ ملاحظہ ہو اور گواہی سے ثابت شدہ چوری میں اس سے ملتی جلتی صورت کا حکم ۶۰/۴۶۸ میں ملاحظہ ہو (مترجم) ۸ھ حکم نمبر ۲۰و/۴۶۱ کا حاشیہ، ۲۵ج/۴۶۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں۔ نیز حکم نمبر ۴۳/۴۶۸ ملاحظہ ہو اور گواہی سے ثابت شدہ چوری میں اس سے ملتا جلتا حکم ۶۰/۴۶۸ میں ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و تشریح نمبر	الباب الاول فی بیان السرقۃ وماتظھر بہ السرقۃ وظھورھا	حوالہ
۲۸-۳۶۸	ولو اقر احدھما فقال سرقت انا وفلان من فلان ھذا الثوب الذی فی ایدیھما ذکر محمدؒ ھذہ المسئلۃ فی الاصل وجعلھا علی وجھین اما ان صدقہ الآخر وفی ھذا الوجہ یقطعان بالاجماع او ان کذبہ الآخر فھو علی وجھین الاول ان یقول لم اسرق انا والثوب ثوبنا وفی ھذا الوجہ لا قطع علی واحد منھما بالاجماع واما ان یقول لم اسرق ولا اعرف الثوب وفی ھذا الوجہ اختلفوا قال ابوحنیفۃؒ ومحمدؒ یقطع المقر والمنکر لا یقطع اجماعا	کذا فی المحیط
	ولو صدقہ فلان ثم رجع سقط بالاتفاق القطع عن المقر	ھکذا فی العتابیۃ
	ولو قال احدھما سرقنا ھذا الثوب من فلان فقال الآخر کذبت لم نسرقہ ولکنہ لفلان قطع المقر ولم یقطع المنکر عند ابی حنیفۃؒ	کذا فی السراج الوھاج
۲۹	ولو ادعی علی رجل سرقۃ فانکر یستحلف فان ابی ان یحلف لم یقطع ویضمن المال ولو اقر بذلک اقرارا ثم رجع عن اقرارہ وانکر لم یقطع ویضمن المال	کذا فی السراج الوھاج
۳۰	ولو اقر بالسرقۃ فقال الآخر بل سرقتھا انا دونہ یقطع من صدقہ المسروق منہ فان صدق الاول ثم الثانی فلا قطع ولا ضمان لان تصدیق الثانی ھذا تکذیب لذلک	کذا فی العتابیۃ
	فان قال المسروق منہ بعد ما صدق الاول لم یسرقھا الاول وسرقھا الثانی لا یقطع واحد منھما ولا یقضی بالمال علی الاول ویقضی بہ علی الثانی	کذا فی محیط السرخسی

۱ـ حکم نمبر ۳۶/۳۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ـ حکم نمبر ۲۳، ۲۸، ۳۳، ۴۲/۳۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ـ غالباً اس لئے کہ اس صورت میں مسروق منہ نے پہلے ہی

دفعات شق نمبر	پہلا باب، چوری اور اسکے ظہور کا بیان — چوری اور اسکے ظہور کے احکام	حوالہ
۲۸-۲۶۸	اگر دو میں سے ایک شخص نے اقرار کیا کہ میں نے اور ان فلاں آدمی نے فلاں آدمی سے یہ کپڑا[۱] چرایا ہے۔ جو کہ ان کے ہاتھ میں ہے۔ تو اس مسئلہ کو امام محمدؒ نے الاصل میں ذکر کیا ہے اور اس کی دو صورتیں قرار دیں (ل) پہلی صورت یہ ہے کہ اگر دوسرے آدمی نے اس کی تصدیق کر دی تو اس صورت میں بالاجماع دونوں کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔	
	(ب) دوسری صورت یہ ہے کہ اگر دوسرے آدمی نے اس کی تکذیب کر دی تو وہ دو طریق پر ہے ایک[؟] کہ وہ دوسرا یوں کہے میں نے چوری نہیں کی ہے اور یہ کپڑا ہمارا اپنے تو اس طریق پر ان دونوں میں سے کسی ایک کو بھی بالاجماع قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ اور دوسرے یہ کہ وہ دوسرا آدمی یوں کہے کہ میں نے چوری نہیں کی اور میں اس کپڑے کو بھی نہیں پہچانتا تو اس صورت کے حکم میں فقہاءؒ نے اختلاف کیا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب اقرار کرنے والے کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور انکار کرنے والے کو بالاجماع قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔	محیط
	(ج) اگر (مذکورہ صورت میں دوسرے آدمی نے اس کی تصدیق کی پھر اس نے اس تصدیق سے رجوع کر لیا (یعنی انکار کر دیا)، تو اقرار کرنے والے سے بالاتفاق قطع ید کی حد ساقط ہو جائے گی۔	عتابیہ
	(د) اور اگر دو میں سے ایک نے یوں کہا کہ ہم نے یہ کپڑا فلاں شخص سے چوری کیا ہے اور دوسرے نے کہا تو جھوٹ کہتا ہے ہم نے چوری نہیں کی بلکہ یہ کپڑا فلاں آدمی کا ہے تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اقرار کرنے والے کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور انکار کرنے والے کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔	سراج وہاج
۲۹	(ل) اگر کسی آدمی نے کسی آدمی پر چوری کا دعوٰی کیا تو مدعا علیہ نے انکار کیا تو اس سے قسم لی جائے گی۔ اگر اس نے قسم اٹھانے سے انکار کر دیا تو اس کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی البتہ وہ اس (چوری شدہ) مال کا ضامن ہو گا (ب) اور اگر اس نے چوری کا اقرار کر لیا پھر اس اقرار سے رجوع کر لیا اور چوری کرنے سے انکار کر دیا تو اس کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی البتہ وہ اس مال کا ضامن ہو گا[۲]۔	سراج وہاج
۳۰	(ل) اگر ایک شخص نے چوری کا اقرار کیا تو دوسرے نے کہا کہ اس نے نہیں بلکہ میں نے چوری کی ہے تو جس شخص کا مال چوری کیا گیا ہے اس نے جس کی تصدیق کی اس کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی (ب) اور اگر جس کا مال چوری کیا گیا ہے اس نے پہلے (کے چور ہونے) کی تصدیق کی پھر اس نے دوسرے (کے چور ہونے) کی تصدیق کی تو (ان میں سے کسی پر) نہ قطع ید کی حد لازم ہو گی نہ ضمان لازم ہو گی۔ اس لئے کہ اس کا دوسرے (کے چور ہونے) کی تصدیق کرنا، اس کی تکذیب کرنا ہے[۳]۔	عتابیہ
	(ج) اگر (مذکورہ صورت میں)، جس کا مال چوری کیا گیا ہے اس نے پہلے شخص (کے چور ہونے) کی تصدیق کے بعد یوں کہا کہ اس مال کو پہلے نے نہیں چرایا اسے دوسرے نے چرایا ہے تو ان دونوں میں سے کسی کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور پہلے پر مال (کی ضمان) کا حکم نہ ہو گا اور دوسرے پر مال (کی ضمان) کا حکم ہو گا۔	محیط سرخسی

دعوٰی کیا تو دوسرا بری ہو گیا اور اس نے دوسرے پر دعوٰی کیا تو پہلا بری ہو گیا۔ نیز اسلئے کہ مسروق منہ کا کلام متناقض یعنی باہم متضاد ہو گیا۔ چنانچہ مبسوط سرخسی میں ہے کہ قطع کی حد کیلئے خصو...

شرح ... مبسوط سرخسی ج ۹ ص ۱۱۱ (مترجم)

دفعات شق نمبر	پہلا باب، چوری اور اسکے ظہور کا بیان — چوری اور اسکے ظہور کے احکام	حوالہ
۴۶۸-	(د) اور اگر (مذکورہ صورت میں) جس کا مال چوری کیا گیا ہے اس نے پہلے شخص (کے چور ہونے) کی تصدیق کی پھر اس کے بعد دوسرے نے چوری کا اقرار کیا تو اس نے اس کی (بھی) تصدیق کر دی تو دوسرا اس مال کا ضامن ہوگا۔	عتابیہ
۳۱	(و) اگر کسی نے چوری کا اقرار کیا تو (مال کے) مالک نے (چوری کی بجائے) چھین کر لے جانے کا دعویٰ کیا یا اس کا الٹ ہو (یعنی مالک نے چوری کا دعویٰ کیا اور اس شخص نے چھین کر لے جانے کا اقرار کیا)، تو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور اقرار کرنے والا اس مال کا ضامن ہوگا [1]۔	عتابیہ
	(ب) اور اگر اس نے (یعنی مذکورہ صورت میں مال کے مالک نے) یوں کہا کہ "نہیں" پھر وہ خاموش ہو گیا اور پھر کہا کہ بلکہ تو نے مجھ سے چھین کر لیا ہے تو (اس صورت میں) اس (اقرار کنندہ) کو اس مال (کی ضمان) کا حکم نہ ہوگا۔	محیط سرخسی
۳۲	جب کسی نے یوں اقرار کیا کہ اس نے اس بچہ کے ساتھ یا اس گونگے کے ساتھ مل کر چوری کی ہے تو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [2]۔	محیط سرخسی
۳۳	اگر چار مردوں نے چوری کا اقرار کیا پھر ان میں سے دو نے (اس اقرار سے) رجوع کر لیا تو قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر دو نے چوری کا اقرار کیا پھر ان میں سے ایک نے (اس اقرار سے) رجوع کر لیا (تو قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی) [3]۔	عتابیہ
۳۴	جس شخص نے اقرار کیا کہ اس نے فلاں شخص سے یہ کپڑا چرایا ہے اور جس کی چوری کی گئی ہے اس نے یہ اقرار کیا کہ اس کپڑے میں سے نصف اس چرانے والے کا ہے چنانچہ اس نے یوں کہا آدھا کپڑا تیرا ہے اور چور نے اس امر کا انکار کیا تو اس کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔	محیط
۳۵	جب چوری کرنے والے نے یوں کہا کہ میں نے یہ مال فلاں شخص سے چرایا اور (اب) جس کے قبضہ میں ہے اس کے ہاں نے امانت رکھا ہے یا میں نے اسے ہبہ کر دیا ہے یا اس نے مجھ سے چھین لیا ہے اور جس کے قبضہ میں وہ مال ہے اس نے اس کی تکذیب کی تو چوری کرنے والے اس شخص کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور قابض پر اس کے قول کی تصدیق نہ ہوگی۔	عتابیہ
۳۶	اگر کسی نے اقرار کیا کہ اس نے اور فلاں شخص نے فلاں آدمی کے ایک ہزار درہم چرائے ہیں تو (اس صورت میں) امام ابو حنیفہ رح کے آخری قول کے بموجب اس کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور صاحبین کا قول بھی یہی ہے اور اس کے ساتھی کے حاضر ہونے کا انتظار نہ کیا جائے گا [4]۔	ظہیریہ
۳۷	نوادر بشر میں امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ جب کسی شخص نے یوں کہا کہ "سرقت تسعة دراهم لابل عشرة" (یعنی میں نے نو درہم چوری کئے ہیں نہیں بلکہ دس درہم) تو امام ابو حنیفہ کے قول کے قیاس کے بموجب اسکو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔	محیط

[2] حکم نمبر ۱۷ ب / ۴۶۸ ، ۶ / ۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [3] حکم نمبر ۲۳، ۲۸، ج ۲۹، ب / ۴۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [4] حکم نمبر ۱۷، ۲۸ / ۴۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الاول فی بیان السرقة وماتظهربه السرقة وظهورها	حواله
۲۶۸ -	ولوصدق الاول ثم اقر الثانی فصدقه ضمن الثانی	کذا فی العتابیة
۳۱	ولو اقر بالسرقة فادعی المالک الغصب وعلی العکس فلا قطع وضمن	کذا فی العتابیة
	ولو قال لا وسکت ثم قال بل غصبته منی لا یقضی بالمال	کذا فی محیط السرخسی
۳۲	واذا اقر انه سرق مع هذا الصبی او مع الاخرس لا یقطع	کذا فی محیط السرخسی
۳۳	ولو اقر اربعة بسرقة فرجع اثنان فلا قطع وکذا لو اقر اثنان فرجع احدهما	هکذا فی العتابیة
۳۴	من اقر انه سرق هذا الثوب من فلان فاقر المسروق منه بنصف ذلک الثوب للسارق فقال نصف الثوب لک وانکر السارق ذلک لم یقطع	کذا فی المحیط
۳۵	واذا قال السارق سرقته من فلان واودعته الی هذا الذی فی یده او وهبته منه او غصب منی وکذبه ذو الید قطع ولم یصدق علیه	کذا فی العتابیة
۳۶	ولو اقر انه سرق هو وفلان من فلان الف درهم قطع المقر عند ابی حنیفة رحمه الله فی الآخر وهو قولهما رحمهما الله ولا ینتظر حضور شریکه	کذا فی الظهیریة
۳۷	فی نوادر بشر رحمه الله عن ابی یوسف رحمه الله اذا قال سرقت تسعة دراهم لا بل عشرة لا قطع علیه فی قیاس قول ابی حنیفة رحمه الله	کذا فی المحیط فی المتفرقات

ـه حکم نمبر ۱/۲۶۸ کا پانچواں حاشیہ، ۲۳/۲۶۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الاول فی بیان السرقۃ وما تظہر بہ السرقۃ وظہورہا	حوالہ
۴۶۸-۳۸	المنتقی رجل قال سرقت من مال فلان مائۃ درہم لا بل العشرۃ الدنانیر یقطع فی الثانی الدنانیر ویضمن مائۃ درہم یرید بہ اذا ادعی المقر لہ المالین فہذا قول ابی حنیفۃ و ان قال سرقت مائۃ لا بل مائتین قطع ولا یضمن یرید بہ اذا ادعی المقر لہ المائتین	کذا فی محیط السرخسی
	ولو قال سرقت مائتین بل مائۃ لم یقطع ویضمن المائتین لانہ اقر بسرقۃ مائتین ورجع عنہا فوجب الضمان ولم یجب القطع ولم یصح الاقرار بالمائۃ اذا کان لا یدعیہا المسروق منہ ولو انہ صدقہ فی الرجوع الی المائۃ لا ضمان	کذا فی فتح القدیر
۳۹	اذا قال سرقت من ہذا عشرۃ دراہم لا بل سرقت من ہذا عشرۃ قال ابو حنیفۃ اضمنہ للاول عشرۃ واقطعہ للثانی وقال ابو یوسف لا یقطع حتی یقر للثانی مرۃ اخری ثم رجع الی قول ابی حنیفۃ رح	کذا فی محیط السرخسی
۴۰	فی المنتقی لو قال سرقت من ہذا عشرۃ دراہم لا بل سرقتہا من ہذا قال اضمنہ لکل واحد منہما عشرۃ ولا یقطع	کذا فی الظہیریۃ
۴۱	ولو قال سرقت ہذا الثوب منہ وہو یساوی مائۃ ثم قال لا ولکن سرقت ہذا الآخر لم یقطع فی قول ابی حنیفۃ رح فی الاول ویقطع فی الثانی	کذا فی محیط السرخسی

ا؎ حکم نمبر ۳۵/۲۷۱-۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۲۳، ۲۹/۴۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۳۰، ۲۹/۴۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	پہلا باب ، چوری اور اسکے ظہور کا بیان — چوری اور اسکے ظہور کے احکام	حوالہ
۴۶۸-۳۸	(د) المنتقی میں ہے کہ کسی شخص نے یوں کہا کہ "سرقت من مال فلان مائة درهم لا بل العشرة الدنانير" (یعنی میں نے فلاں کے مال سے سو درہم چوری کئے نہیں بلکہ دس دینار) تو دس دینار کی وجہ سے اسکو قطع ید کی حد لگائی جائیگی اور سو درہم کا وہ ضامن ہوگا اور اس سے مراد یہ ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہوگا کہ جس شخص کے لئے چوری کا اقرار کیا گیا ہے اس نے مذکورہ دونوں مالوں کا دعوی کیا ہو۔ یہ امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے۔	
	(ب) اور اگر اس نے یوں کہا "سرقت مائة لا بل مائتين" (یعنی میں نے سو درہم چوری کئے نہیں بلکہ دو سو درہم)، تو اس کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور وہ ضامن نہ ہوگا اور اس سے مراد یہ ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جس کے لئے چوری کا اقرار کیا گیا ہے اس نے صرف دو سو درہم کا دعوی کیا ہو[1]۔	محیط سرخسی
	(ج) اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "سرقت مائتين بل مائة" (یعنی میں نے دو سو چوری کئے نہیں بلکہ ایک سو) تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور وہ دو سو کا ضامن ہوگا اس لئے کہ اس نے دو سو درہم چوری کرنے کا اقرار کیا اور پھر اس چوری کے اقرار سے رجوع کر لیا پس ضمان واجب ہوگی[2] اور قطع ید کی حد واجب نہ ہوگی اور اس کا سو درہم کا اقرار صحیح نہ قرار پائے گا۔ جب کہ جس کی چوری کی گئی ہے وہ اس کا دعوی نہیں کرتا۔ اور اگر جس کی چوری کی گئی ہے اس نے سو درہم پر اس کے رجوع کی تصدیق کی تو ضمان لازم نہ ہوگی[3]۔	فتح قدیر
۳۹	جب کسی شخص نے یوں کہا کہ "سرقت من هذا عشرة دراهم لا بل سرقت من هذا عشرة" (یعنی میں نے اس کے دس درہم چوری کئے نہیں بلکہ میں نے اس کے دس چوری کئے) تو اس کے متعلق امام ابو حنیفہؒ کا قول یہ ہے کہ میں پہلے کے لئے دس درہم کی ضمان کا حکم دوں گا اور دوسرے کے لئے (چوری کے اقرار پر) قطع ید کی حد کا حکم دوں گا[4] اور امام ابو یوسفؒ کا قول یہ ہے کہ (مذکورہ صورت میں) دوسرے کے لئے (چوری کے (اقرار پر) قطع ید کا حکم نہ دیا جائے گا جبتک کہ وہ دوسرے (کی چوری) کے لئے دوبارہ اقرار نہ کرے پھر امام ابو یوسفؒ نے امام ابو حنیفہؒ کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔	محیط سرخسی
۴۰	المنتقی میں ہے کہ اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "سرقت من هذا عشرة دراهم لا بل سرقتها من هذا" (یعنی میں نے اس کے دس درہم چوری کئے نہیں بلکہ میں نے وہ درہم اس کے چوری کئے)، تو (اس کے حکم کے متعلق فرمایا کہ) میں ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے دس درہم کی ضمان کا حکم دوں گا اور اس کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی[5]۔	ظہیریہ
۴۱	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ میں نے یہ کپڑا اس سے چوری کیا ہے اور وہ کپڑا سو درہم کا ہے پھر یوں کہا "لا ولكن سرقت هذا الآخر" (یعنی نہیں بلکہ میں نے یہ دوسرا کپڑا چوری کیا ہے) تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب اسکو پہلے کے لئے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور دوسرے کے لئے قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔	محیط سرخسی

[4] حکم نمبر ۲۳، ۲۸، ج ۴۰ / ۴۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] حکم نمبر ۳۹ / ۴۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الاول فى بيان السرقة وماتظهربه السرقة وظهورها	حوالہ
۲۶۸-۴۲	لا يصح اقرار الصبى والصبية بالسرقة فان احتلم او احبل او كانت امرأة فحبلت اوحاضت ثم اقرت صح الاقرار	كذا فى المحيط
۴۳	اذا اقر بالسرقة طائعا ثم قال المتاع متاعى او قال استودعته او قال اخذته رهنا بدين لى عليه درئ عنه القطع كما لو ثبتت السرقة عليه بالبينة واذا قضى القاضى على السارق بالقطع ببينة او باقرار ثم قال المسروق منه هذا متاعه لم يسرق منى انما كنت استودعته (وقال شهد شهودى بزور) او اقرهو بالباطل (وما اشبه ذلك سقط عنه القطع	كذا فى المحيط
۴۴	اذا اقر بالسرقة مكرها فاقراره باطل ومن المتاخرين من افتى بصحته	كذا فى الظهيرية
۴۵	المدعى عليه بالسرقة اذا انكر السرقة حكى عن الفقيه ابى بكر الاعمش ان الامام يعمل فيه باكبر رأيه فان كان اكبر رأيه انه سارق وان المال عنده عزره ويجوزله ذلك وعامة المشائخ على ان للامام ان يعزره كما لو رأه الامام يمشى مع السراق	كذا فى الذخيرة
	ادعى على آخر سرقة كان على المدعى البينة وعلى المدعى عليه اليمين والضرب خلاف الشرع ولايفتى به لان فتوى المفتى يجب ان يطابق الشرع	
	ادعى على آخر سرقة فقدمه الى السلطان وطلب من السلطان ان يضربه حتى يقر بالسرقة فضرب مرة اومرتين ثم اعيد الى السجن من غيران يعذب فخاف المحبوس فصعد خوفا من التعذيب فسقط فمات وقد لحقه من هذا الحبس غرامة والسرقة ظهرت على يد غيره كان لورثته ان يأخذوا صاحب السرقة بدية ابيهم	

ـــــ
[1] جبر کرنے کی وجہ سے چوری کا اقرار کرنے کے متعلق حکم نمبر ۴۴/۲۶۸ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۲۷/۲۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] جیساکہ درمختار ردالمحتار میں ہے، اور لکھا ہے کہ وہ حد، حق العبد کے ضمن میں ثابت ہوئی تھی اور جب اسکے اقرار سے وہ حق باطل ہوگیا تو جو حد اسکے ضمن میں ثابت تھی وہ بھی باطل قرار پائے گی۔ ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۳ ص ۲۷۱ حکم نمبر ۲۷، ۲۸، ۲۹ /۲۶۸ ملاحظہ ہوں۔ اور مسروق منہ کے معاف کردینے کے متعلق حکم نمبر ۵۵/۲۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات نمبر	پہلا باب - چوری اور اسکے ظہور کا بیان	
	چوری اور اسکے ظہور کے احکام	حوالہ
۴۶۸-۴۲	لڑکا یا لڑکی چوری کا اقرار کرے تو یہ اقرار صحیح نہیں قرار پایا پھر اگر لڑکے کو احتلام ہوا یا اس کے جماع سے حمل رہا یا وہ لڑکی عورت قرار پائی وہ حاملہ ہوئی یا اسے حیض آیا پھر اس نے (چوری کا) اقرار کیا تو یہ اقرار صحیح ہوگا۔	محیط
۴۳	(ل) جب کسی شخص نے (بغیر کسی کے جبر کے) اپنی مرضی سے[1] چوری کا اقرار کیا پھر یہ کہا کہ یہ مال میرا مال ہے۔ یا یہ کہا کہ یہ مال میرے پاس امانت رکھا گیا ہے۔ یا یہ کہا کہ یہ مال میں نے اس قرض کے بدلے رہن رکھا ہے جو قرض میری طرف سے اس پر ہے تو (ان صورتوں میں) اس سے قطع ید کی حد ہٹا دی جائے گی (ب) جیساکہ اگر کسی پر گواہوں کی گواہی سے چوری ثابت ہوئی ہو۔ اور جب قاضی نے گواہی یا اقرار کی بنا پر چور کو قطع ید کی حد لگانے کا فیصلہ دیا تو جس کا مال چوری کیا گیا تھا اس نے یہ کہا کہ یہ اس کا ایسا مال ہے جو اس نے مجھ سے چوری کر کے نہیں لیا البتہ میں نے اس کے پاس امانت رکھا تھا یا یہ کہا کہ میرے گواہوں نے جھوٹی گواہی دی ہے یا یہ کہا کہ چور نے (چوری کا) جھوٹا اقرار کیا ہے یا اس جیسی بات کہی[2] تو (ان سب صورتوں میں) اس چور سے قطع ید کی حد ساقط ہو جائے گی۔	محیط
۴۴	(ل) جب کسی شخص نے اس پر جبر ہونے کی وجہ سے چوری کا اقرار کیا تو اس کا اقرار باطل ہے (ب) بعض متاخرین نے جبر سے اقرار کرنے کے صحیح قرار پانے کا فتوی دیا ہے[3]	ظہیریہ
۴۵	(ل) جس پر چوری کرنے کا دعوی کیا گیا جب وہ چوری کرنے کا انکار کردے تو اس کے متعلق فقیہ ابو بکر الاعمش سے مروی ہے کہ اس صورت میں حاکم مجاز اپنی غالب رائے سے عمل کرے گا۔ پس اگر اس کی غالب رائے یہ ہو کہ وہ شخص چور ہے اور مال اس کے پاس ہے تو اسے سزا دے گا اور حاکم مجاز کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔ اور عام مشائخ کے ہاں حاکم مجاز کے لئے جائز ہے کہ وہ مذکورہ مشتبہ شخص کو تعزیری سزا دے جیساکہ اگر حاکم مجاز کسی شخص کو چوروں کے ساتھ جاتے دیکھے (تو وہ اسے تعزیری سزا دے سکتا ہے)[4] (ب) کسی شخص نے دوسرے پر چوری کا دعوی کیا تو مدعی پر لازم ہے کہ گواہ لائے اور (مدعی کے گواہ اور مدعا علیہ کا اقرار نہ ہونے کی صورت میں) مدعا علیہ پر قسم ہوگی اور ضرب (یعنی بدنی سزا دینا) خلاف شرع ہے۔ اس کا فتوی نہ دیا جائے گا۔ اس لئے کہ مفتی کا فتوی شرع کے مطابق ہونا لازم ہے۔ (ج) کسی شخص نے دوسرے پر چوری کا دعوی کیا اور اسے سلطان (یعنی حاکم مجاز) کے پیش کیا اور درخواست کی کہ سلطان اسے سزا دے تاکہ وہ چوری کا اقرار کرے۔ پس حاکم نے اسے ایک یا دو بار سزا دی پھر اسے تکلیف پہنچانے کے حکم کے بغیر واپس قید خانہ میں بھیج دیا پس گرفتار شدہ کو (پھر سزا پانے کا) خوف ہوا - وہ سزا دیئے جانے کے ڈر سے قید خانہ پر چڑھا اور گر کر وفات پاگیا اور اسے اس قید میں تاوان بھی اٹھانا پڑا اور چوری کسی اور کے ہاتھ پر ظاہر ہوئی تو (اس صورت میں) اس وفات یافتہ کے وارثوں کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے باپ (یعنی وفات یافتہ مورث)	ذخیرہ

[3] جیساکہ درمختار ور دالمحتار میں ہے۔ اور پھر لکھا ہے کہ مخفی نہ رہے کہ قطع ید کی حد شبہ کے تحقق کیوجہ سے دور ہو جاتی ہے جیساکہ چوری کا اقرار کنندہ اقرار کے بعد اگر بھاگ جائے یا قاضی نے چور سے حلف لینا چاہی تو اس نے انکار کر دیا تو یہ انکار چوری کے ارتکاب کیلئے معنوی اقرار قرار پاتا ہے مگر ان صورتوں میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہوتی البتہ مال کی ضمان لازم ہو سکتی ہے پس جبکہ ہاں جبر سے چوری کا اقرار صحیح قرار پانے پر فتوی ہے وہ ضمان لازم

(۱) عالمگیری [illegible] ۱۵ (۲) [illegible] ۲۵/۷۸۸ [illegible] ۷۸۸ [illegible] (۴) [illegible]

دفعات شق نمبر	الباب الاول فی بیان السرقة وما تظهر به — السرقة وظهورها	حوالہ
۴۶۸-	وبالغرامة التی ادی الی السلطان لان الکل حصل بتسبیبه وهو متعد فی هذا التسبیب	کذا فی الفتاوی الکبری
۴۶	اذا اقر بالسرقة ثم هرب لا یتبع وان کان فی فوره بخلاف ما اذا شهد علیه الشهود بالسرقة ثم هرب فانه یتبع فی فوره ویقطع	کذا فی المحیط
۴۷	اذا قال الرجل انا سارق هذا الثوب فنون القاف ونصب الباء لایقطع ولو قال انا سارق هذا الثوب بالاضافة یقطع	کذا فی الظهیریة
۴۸	قال محمد عبد الرجل فی یدیه عشرة دراهم اقرانه سرقها من هذا الرجل فان کان العبد مأذونا له فی التجارة او مکاتبا واقر بسرقة مستهلکة او بسرقة قائمة یصح اقراره فی حق القطع والمال فیقطع ید العبد ویرد المسروق علی المسروق منه ان کان المسروق قائما وان کان العبد محجورا علیه فان اقر بسرقة مستهلکة صح اقراره فی حق القطع وان اقر بسرقة مال قائم بعینه فی یده فان صدقه المولی یقطع ویرد المال علی المسروق منه وان کذبه المولی فی المال وقال المال مالی فعلی قول ابی حنیفة رح یصح فی حق القطع والمال جمیعا فیقطع العبد ویرد المال علی المسروق منه	هکذا فی الذخیرة
۴۹	واذا کان ظهور السرقة بالشهادة فانه یشترط شهادة رجلین عدلین ولا یکتفی بشهادة النساء بانفرادهن لا فی حق القطع ولا فی حق المال واما شهادة النساء مع الرجال فهی مقبولة فی حق المال عندنا غیر مقبولة فی حق القطع وکذا الشهادة علی الشهادة تقبل علی المال ولا تقبل علی القطع	هکذا فی المحیط
۵۰	واذا شهد رجلان عدلان بذلک فالقاضی یقبل الشهادة علی المال والقطع جمیعا ویسأل الشاهدین عن ماهیة السرقة ثم یسألهما عن المسروق عن جنسه وعن مقداره اذا لم یکن حاضرا فی المجلس فاما اذا کان حاضرا فی المجلس فلا یسألهما عن المسروق جنسا وقدرا	

ے۱ حکم نمبر ۲۳/۴۶۸ نیز اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۲۴، ۲۷/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ے۲ حکم نمبر ۸۵/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ے۳ حکم نمبر ۳۰/۴۶۱ ملاحظہ

دفعات نمبر	پہلا باب - چوری اور اسکے ظہور کا بیان چوری اور اس کے ظہور کے احکام	حوالہ
۴۶۸ -	کا تاوان قتل اور وہ تاوان جو اس نے حاکم کو ادا کیا سب اس شخص سے لیں جسکی چوری ہوئی تھی - اس لئے کہ یہ سب کچھ اسی کے سبب سے ہوا اور وہ اس کا سبب بننے میں تجاوز کرنے والا ہے ۔	فتاوی کبری
۴۶	(۱) جب کسی شخص نے چوری کا اقرار کیا پھر بھاگ گیا تو اس کا پیچھا نہ کیا جائے گا اگرچہ اس کا پیچھا کرنا فوری طور پر (ہو سکتا) ہو [1] (ب) اور حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ جب گواہوں نے کسی شخص پر چوری کرنے کی گواہی دی پھر وہ (چور) بھاگ گیا تو فی الفور اس کا پیچھا کیا جائیگا اور اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی [2]	محیط
۴۷	جب کسی شخص نے یوں کہا کہ " اَنَا سَارِقٌ هٰذَا الثَّوْبَ (یعنی میں چور ہوں اس کپڑے کو) پس اس نے سَارِقٌ کے قاف تنوین سے اور " الثَّوْبَ " کی با کو نصب سے کہا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی - اور اگر اس نے یوں کہا کہ " اَنَا سَارِقُ هٰذَا الثَّوْبِ " (یعنی میں اس کپڑے کا چور ہوں) تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی ۔	ظہیریہ
۴۸	امام محمدؒ نے کہا ہے کہ کسی شخص کے غلام کے پاس دس درہم ہیں اس غلام نے اقرار کیا [3] کہ اس نے یہ درہم فلاں آدمی کے چرائے ہیں ۔ تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ غلام ایسا ہے کہ وہ تجارت کرنے کے لئے (اپنے آقا سے) اجازت یافتہ ہے یا وہ غلام مکاتب ہے اور اس نے ایسے مال کی چوری کا اقرار کیا ہے جسے تلف کیا جاچکا ہے یا ایسے مال کی چوری کا اقرار کیا ہے جو مال (اس کے پاس) موجود ہے تو قطع ید کی حد اور مال کے حق میں اس کا اقرار صحیح قرار پائے گا پس اس غلام کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور مسروقہ مال اگر موجود ہے تو وہ اس شخص کو واپس کیا جائے گا جس کی چوری کی گئی ہے ۔ اور اگر وہ غلام تصرفات سے منع شدہ ہو ۔ (یعنی نہ تجارت کے لئے اجازت یافتہ ہو اور نہ مکاتب ہو) تو اگر اس نے ایسے مال کی چوری کا اقرار کیا جو تلف کیا جاچکا ہے تو اس کا اقرار قطع ید کے لئے صحیح قرار پائے گا اور اگر اس نے ایسے مال کی چوری کا اقرار کیا جو بعینہ اس کے قبضہ میں موجود ہے تو اگر اس کے آقا نے (اس کے اقرار کی) تصدیق کی تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور وہ مال اس شخص کو واپس کیا جائیگا جس کی چوری کی گئی ہے اور اگر اس کے آقا نے مال کے متعلق اپنے غلام کی تکذیب کی اور یہ کہا کہ وہ مال میرا مال ہے تو بھی) امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب اس غلام کا اقرار قطع ید کی حد اور مال سبھی کے متعلق صحیح قرار پائے گا پس اس غلام کو قطع ید کی حد لگائی جائیگی اور مسروقہ مال اس شخص کو واپس کیا جائے گا جس کی چوری کی گئی ہے ۔	ذخیرہ
۴۹	اور جب چوری کا ظہور (یعنی ثبوت) گواہی سے ہو تو شرط ہے کہ دو عادل [4] (یعنی معتبر) مرد گواہ ہوں اور اس میں صرف عورتوں کی گواہی کفایت نہ کرے گی نہ قطع ید کے حکم میں اور نہ مال کے حکم میں ۔ البتہ ہمارے ہاں مردوں کے ساتھ عورتوں کی گواہی مال کے حق میں قبول کی جائے گی اور قطع ید کے حق میں قبول نہ کی جائے گی [5] اسی طرح گواہی پر گواہی بھی مال کے حق میں قبول کی جائے گی قطع ید کے حق میں قبول نہ ہوگی [6]	محیط
۵۰	جب (حاکم مجاز کے ہاں) دو معتبر مردوں نے چوری کی گواہی دی تو قاضی (یعنی حاکم مجاز) مال کے لئے اور قطع ید کی حد کے لئے سبھی کیلئے ان کی گواہی قبول کرے گا اور گواہوں سے دریافت کرے گا کہ چوری کیا ہوتی ہے ۔ پھر ان یہ دریافت کرے گا کہ مسروقہ مال کی جنس اور اس کی مقدار کیا ہے بشرطیکہ مسروقہ مال مجلس عدالت میں موجود نہ ہو ۔ اور اگر وہاں موجود ہو تو	

اور غلام پر چوری کی گواہی کی صورت کے متعلق حکم نمبر ۶۲/۴۶۸ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۳۲/۱۷۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] گواہی اور معتبر گواہ کے متعلق حکم نمبر ۷/۲۲۷ کا تیسرا اور چوتھا حاشیہ ملاحظہ ہو ۔ وراقرار

[2] ثابت شدہ چوری کے متعلق حکم نمبر ۲۱/۔ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات نمبر	الباب الاول فی بیان السرقة وما تظهر به السرقة وظهورها	حوالہ
۴۶۸-	ولکن ینظر الی السرقة علی نحو ما قلنا فی فصل الاقرار ثم یسألهما کیف سرق ویسألهما عن المکان والوقت والمسروق منه ایضا فاذا بینا جملة ذلک وعرف القاضی الشهود بالعدالة قضی علیه بالقطع وان لم یعرف الشهود بالعدالة فانه لا یقضی بالقطع ما لم یتعرف عن حال الشهود بالسؤال من المزکی ویحبس السارق الی ان تظهر عدالة الشهود فان عدلت الشهود بعد ما حبس المشهود علیه ان کان المسروق منه حاضرا یقضی القاضی بالقطع وان کان غائبا لا یقضی بالقطع	هکذا فی المحیط
۵۱	فان کان حاضرا فقضی علیه بالقطع ثم غاب قبل استیفاء القطع لم یذکر محمد رح هذا الفصل فی الکتاب وقد اختلف المشائخ رح فیه بعضهم قالوا یجب ان یکون لابی حنیفة فیه قولان علی قوله الاول لا یستوفی القطع وعلی قوله الآخر یستوفی ومنهم من قال غیبة المسروق منه تمنع الاستیفاء علی قوله الاول والآخر جمیعا	هکذا فی المحیط
۵۲	واذا شهد شاهدان علی سرقة ثم غابا بعد ما ظهرت عدالتهما او ماتا قبل القضاء او بعد القضاء قبل الامضاء ففی الوجهین جمیعا القاضی لا یقضی ولا یمضی فی قول ابی حنیفة رح الاول وفی قوله الآخر یقضی ویمضی	هکذا فی المحیط
۵۳	واما اذا فسقا او عمیا او ارتدا او ذهب عقولهما فان کان ذلک قبل القضاء منع القضاء وان حدثت هذه العوارض بعد القضاء قبل الامضاء فانه منع الامضاء	هکذا فی المحیط

ا؎ حکم نمبر ۲۱/۴۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ اور اگر گواہ گواہی کے بعد غائب ہو جائیں یا فاسق، اندھے، مرتد یا پاگل ہو جائیں اس کے حکم کے متعلق حکم نمبر ۵۲، ۵۳/۴۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۵۱/۴۶۸ ملاحظہ ہو۔ نیز درمختار ورد المحتار میں ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی پر چوری کا دعوی کیا اور پھر ثابت نہ کر سکا تو اس پر تعزیر لازم نہ ہوگی جیسا کہ کسی شخص نے کسی پر ایسا دعوی کیا جس سے مدعی علیہ کا کافر قرار دیا جانا لازم آتا ہو اور پھر ثابت نہ کر سکے تو تعزیر لازم نہیں ہے۔ بشرطیکہ وہ بطور دعوی حاکم شرعی کے ہاں ہو اور اگر بطور گالی دینے یا اسکی تنقیص کے لئے ہو تو پھر تعزیر ہوگی۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۵۷۔ حکم نمبر ۲۲/۴۶۷ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۵۷/۴۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ جیسا کہ درمختار مع رد المحتار میں بحوالہ شرح المنظومة ہے اور لکھا ہے کہ قطع ید کے وقت چوری کے گواہوں کی حاضری صحیح حکم کے بموجب شرط نہیں ہے، ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۸۶ اور جیسا کہ رد المحتار میں بحوالہ کافی الحاکم فی الحد: دکھایا ہے کہ جب (قطع ید کے وقت) مسروق منہ حاضر ہو اور چوری کے گواہ غائب ہوں تو پہلے قول کے بموجب) جبتک وہ گواہ حاضر نہ ہوں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور اسکے بعد امام ابو حنیفہ کا (آخری) قول یہ ہے کہ (مذکورہ صورت میں) قطع ید کی حد لگا دی جائے گی۔ اور یہی قول صاحبین و دیگر ائمہ کا ہے

دفعات نمبر	پہلا باب - چوری اور اسکے ظہور کا بیان چوری اور اسکے ظہور کے احکام	حوالہ
۴۶۸-	پھر مسروقہ مال کی جنس اور مقدار دریافت کرنے کی بجائے مسروقہ مال پر نظر کرلے گا جیسا کہ ہم نے چوری کے اقرار کی فصل میں کہا ہے [۱]۔ پھر قاضی یہ دریافت کریگا کہ اس نے چوری کیسے کی اور ان گواہوں سے چوری کے مکان، وقت اور جس شخص کی چوری کی گئی ہے اس کے متعلق بھی دریافت کرے گا۔ پس جب گواہوں نے مذکورہ سب امور (ٹھیک) بیان کردیئے اور قاضی گواہوں کے معتبر ہونے سے آگاہ ہے تو قاضی اس (آگاہی سے) چور پر قطع ید کی حد لگانے کا فیصلہ کر سکے گا [۲] اور اگر قاضی ان گواہوں کے معتبر ہونے سے واقف نہ ہو تو جب تک تزکیہ کرنے والے سے دریافت کرکے گواہوں کے حال سے واقفیت حاصل نہ کرلے اس چور پر قطع ید کی حد کا حکم نہ دے گا البتہ چور کو ان گواہوں کے معتبر قرار پانے کے ظہور تک قید رکھے گا پس اگر اس کے قید میں ہونے کے بعد گواہ معتبر قرار پائے تو جس شخص کی چوری کی گئی ہے وہ حاضر ہو تو قاضی قطع ید کی حد کا حکم دے گا اور اگر جس شخص کی چوری کی گئی ہے وہ غائب ہو تو چور پر قطع ید کی حد کا حکم نہ دیا جائیگا [۳]	محیط
۵۱	اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ شخص جسکی چوری کی گئی ہے وہ (مجلس عدالت میں) حاضر تھا پس چور کو قطع ید کی حد لگانے کا فیصلہ سنا دیا گیا پھر قطع ید کی حد جاری ہونے سے پہلے وہ شخص غائب ہوگیا جس کی چوری کی گئی تھی تو اس کے حکم کے متعلق امام محمدؒ نے کتاب میں اس فصل کو ذکر نہیں کیا اور اس کے حکم میں مشائخؒ کا اختلاف ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ لازم ہے کہ اس کے حکم میں امام ابو حنیفہؒ کے دو قول ہیں آپ کے پہلے قول کے بموجب (اس صورت میں) قطع ید کی حد جاری نہ ہوگی اور آپ کے آخری قول کے بموجب قطع ید کی حد جاری ہوگی اور بعض کا قول یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے پہلے اور آخری سبھی اقوال کے بموجب جس شخص کی چوری کی گئی ہے اس شخص کا غائب ہونا قطع ید کی حد نافذ کرنے کے لئے مانع ہے [۴]	محیط
۵۲	جب (مذکورہ صورت میں) دو گواہوں نے کسی چوری پر گواہی دی پھر ان دونوں کے معتبر قرار پانے کے بعد وہ دونوں غائب ہوگئے یا قاضی کے فیصلہ سے پہلے یا قاضی کے فیصلہ کے بعد اور حد جاری ہونے سے پہلے وہ دونوں گواہ وفات پاگئے تو ان دونوں صورتوں کے متعلق امام ابو حنیفہؒ کے پہلے قول کے بموجب قاضی نہ فیصلہ سنائے گا۔ اور نہ قطع ید کی حد کو نافذ کرے گا۔ اور امام ابو حنیفہؒ کے آخری قول کے بموجب قاضی فیصلہ سنا سکے گا اور قطع ید کی حد بھی لگا سکے گا [۵]	محیط
۵۳	اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ دو گواہ (چوری پر گواہی دینے اور معتبر قرار پانے کے بعد) فاسق یا اندھے یا مرتد ہوگئے یا ان کی عقل جاتی رہی تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر مذکورہ امر قاضی کے فیصلہ سنانے سے پہلے پیش آیا تو یہ امر قاضی کے فیصلہ سنانے کے لئے مانع ہے اور اگر یہ امور قاضی کے فیصلہ سنانے کے بعد اور (قطع ید کی) حد نافذ ہونے سے پہلے پیش آئے تو یہ امر حد نافذ کرنے کے لئے مانع ہے [۶]	محیط

اور امام محمدؒ کا ہے اور ان گواہوں کی موت کی صورت میں بھی یہی حکم ہے اور رجم کے سوا ہر حد میں یہی حکم ہے۔ نیز رد المحتار میں ہے کہ در مختار (مع رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۷۲) میں جو مذکور ہے کہ قطع ید کے وقت چوری کے گواہوں کی حاضری شرط ہے ورنہ قطع ید نہ ہوگی یہ امام ابو حنیفہؒ کا پہلا قول ہے اور آپکے آخری قول کے بموجب (مذکورہ صورت میں) قطع ید کی حد ہوگی۔ نیز لکھا ہے کہ قطع ید کے وقت چوری کے گواہوں کی حاضری کی شرط ہونے کے متعلق کافی الحاکم سے منقول، الفتح، البحر اور النہر میں جو کچھ لکھا ہے اسے الشرنبلالیہ میں رد کیا گیا ہے۔ پھر صاحب رد المحتار نے لکھا ہے کہ غالباً کافی کا وہ نسخہ جو صاحب الفتح تک پہنچا اسمیں فقرہ رہ جانے سے سقط واقع ہوگیا ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۷۲ وھکذا فی صفحہ ۲۸۷۔ حکم نمبر $\frac{۵۲،۵۰}{۴۶۸}$ نیز حکم نمبر $\frac{۳۵}{۴۶۳}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۶] حکم نمبر $\frac{۵۲،۵۰}{۴۶۸}$ نیز حکم نمبر $\frac{۳۵}{۴۶۲}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الاول فی بیان السرقة وما تظهر به السرقة وظهورها	حوالہ
۴۶۸-۵۴	واذا شهد شاهدان علی رجلین انهما سرقا من فلان وبینا السرقة واحد المشهود علیهما غائب لم یوجد ولم یقدر علیه فعلی قول ابی حنیفة[۱] الآخر وهو قول ابی یوسف[۲] ومحمد[۲] یقطع الحاضر فان جاء الغائب فقدمه رب المال الی القاضی فالقاضی یأمره باعادة البینة	هکذا فی المحیط
۵۵	ولو امر الامام بقطع سارق فعفی المسروق منه کان عفوه باطلا	کذا فی الایضاح
۵۶	واذا شهد کافران علی کافر ومسلم بسرقة لا یقطع الکافر کما لا یقطع المسلم	کذا فی المحیط
۵۷	واذا شهد شاهدان علی رجل انه سرق بقرة واختلفا فی لونها فقال احدهما بیضاء وقال الآخر سوداء قبلت الشهادة عند ابی حنیفة رح خلافا لهما[۲] قال الکرخی[۲] هذا الاختلاف فی لونین یتشابهان کالحمرة والصفرة واما ما لا یتشابهان کالسواد والبیاض فلا تقبل الشهادة اجماعا والصحیح ان الکل علی الخلاف	کذا فی المحیط
۵۸	ولو شهد احدهما انه سرق ثورا وشهد الآخر انه سرق بقرة لا تقبل الشهادة اجماعا	کذا فی المحیط
۵۹	ولو شهدا انه سرق ثوبا وقال احدهما انه هروی وقال الآخر انه مروی ذکر فی نسخ ابی سلیمان[۲] انه علی الخلاف وذکر فی نسخ ابی حفص[۲] انه لا تقبل الشهادة اجماعا	کذا فی المحیط
۶۰	واذا قال المشهود علیه بالسرقة هذا متاعی کنت استودعته فجحد فی او اشتریته	

[۱] گواہی سے چوری کے ثبوت کے بیان کے متعلق حکم نمبر ۳۹/۴۶۸ ، ۵۰۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ [۲] جیساکہ درمختار ورد المحتار میں بحوالہ کافی الحاکم لکھا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اگر قطع ید کی حد ثابت ہوا ور مسروق منہ (یعنی جس سے چوری کی گئی ہے وہ) یہ کہے کہ میں نے اسے معاف کردیا تو اس کے معاف کرنے سے وہ باطل نہ ہوگی اسلئے کہ قطع ید کی حد محض حق اللہ تعالیٰ ہے مسروق منہ اس حد کو ساقط کرنے کا مالک نہیں ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۳ ص ۲۷۱ اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۱۴۸/۴۲۶ ۔ نیز حکم نمبر ۲۹/۴۷۱ ، ۴۳ ب/۴۶۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	پہلا باب - چوری اور اس کے ظہور کا بیان چوری اور اس کے ظہور کے احکام	حوالہ
۴۶۸-۵۴	جب دو (معتبر) مرد گواہوں نے دو آدمیوں پر گواہی دی کہ انہوں نے فلاں آدمی کی چوری کی ہے اور انہوں نے چوری کو (کماحقہ)[1] بیان کر دیا اور جن دو پر چوری کی گواہی دی گئی ہے ان میں سے ایک غائب ہے۔ وہ نہ ملا اور نہ اس پر قدرت پائی جا سکی تو امام ابوحنیفہؒ کے دوسرے قول بموجب اور وہی امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول بھی ہے کہ حاضر چور کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی پھر اگر غائب چور آ گیا اور صاحب مال شخص اسے قاضی کے ہاں لے گیا تو قاضی صاحب مال کو دوبارہ گواہی کے لئے کہے گا۔	محیط
۵۵	اگر حاکم مجاز نے (ثبوت کے بعد) چور کو قطع ید کی حد لگانے کا حکم دیا تو جس شخص کی چوری کی گئی تھی اس نے چور کو معاف کر دیا تو اس کا معاف کرنا باطل قرار پائے گا[2]۔	ایضاح
۵۶	جب دو کافروں نے ایک کافر اور ایک مسلمان پر چوری کی گواہی دی تو کافر پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی جیسا کہ اس مسلمان پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔	محیط
۵۷	(ا) جب دو (معتبر مرد) گواہوں نے کسی آدمی پر گواہی دی کہ اس نے گائے چوری کی ہے اور ان دونوں نے اس گائے کا رنگ بیان کرتے میں اختلاف کیا پس ایک نے کہا کہ وہ سفید رنگ کی تھی اور دوسرے نے کہا کہ وہ سیاہ رنگ کی تھی تو امام ابوحنیفہؒ کے ہاں ایسی گواہی قبول کی جائیگی اور صاحبینؒ کا خلاف ہے۔ (ب) امام کرخیؒ نے کہا ہے کہ (امام ابوحنیفہؒ اور صاحبینؒ میں) اختلاف دو متشابہ رنگوں کے بیان کرنے میں گواہوں کے اختلاف کی صورت میں ہے جیسے سرخی اور زردی اور دو ایسے رنگ جو باہم متشابہ نہیں ہوتے جیسے سیاہی اور سفیدی تو ان کے بیان کرنے میں گواہوں کا اختلاف ہو تو بالاجماع ایسی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔ (ج) اور صحیح حکم یہ ہے کہ سب رنگوں (کے بیان کرنے میں اگر گواہوں کا اختلاف ہو تو اس گواہی کے قبول ہونے) میں امام ابوحنیفہؒ اور صاحبینؒ کا مذکورہ اختلاف ہے۔	محیط
۵۸	اگر (مذکورہ صورت میں) گواہوں میں سے ایک گواہ نے یہ گواہی دی کہ اس نے بیل چوری کیا اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اس نے گائے چوری کی تو ایسی گواہی بالاجماع قبول نہ کی جائے گی۔	محیط
۵۹	اگر دو (معتبر مرد) گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے کپڑا چوری کیا ہے اور گواہوں میں سے ایک نے یہ کہا کہ وہ کپڑا ہروی شہر کا بنا ہوا ہے۔ اور دوسرے گواہ نے یہ کہا کہ وہ مرو شہر کا بنا ہوا ہے تو اس کے حکم کے متعلق نسخ ابی سلیمانؒ میں مذکور ہے کہ ایسی گواہی کی قبولیت میں (مذکورہ) اختلاف ہے اور نسخ ابی حفصؒ میں مذکور ہے کہ ایسی گواہی، بالاجماع قبول نہ کی جائے گی۔	محیط
۶۰	جب اس شخص نے جس پر چوری کی گواہی دی گئی ہے یہ کہا کہ یہ مال میرا ہے[3] میں نے اس کے پاس امانت رکھوایا تھا	

[3] جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور بحوالہ البحر لکھا ہے کہ چور پر چوری اس کے اقرار یا گواہی سے ثابت ہوئی اور چور نے مسروقہ چیز پر ملکیت کا دعویٰ کیا تو خواہ اپنے (ملکیت پر) گواہی قائم نہ کی (مجرد دعوی سے) شبہ متحقق ہونے کی وجہ سے قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی اس لئے کہ اس کے قول کی سچائی کا احتمال ہے اور اسی لئے اقرار کے بعد اس کا رجوع صحیح قرار پاتا ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۹۰ و کذا فی البحر الرائق ج ۵ صفحہ ۶۴ ۔ حکم نمبر ۲۷، ۲۳۱۲۹ / ۴۶۸ ملاحظہ ہوں نیز حکم نمبر ۸۳ / ۴۴۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الاول فی بیان السرقۃ وما تظہر بہ السرقۃ وظہورہا	حوالہ
۴۶۸	منہ او اقرلی بہذا درئی الحد عنہ فی جمیع ذلک	کذا فی المحیط
۶۱	واذا شہد اثنان انہ سرق ہذا المال ہذا الرجل وشہد الآخران انہ سرق ہذا ہذا الآخر والمسروق منہ یدعی السرقۃ علی الاول فانہ لا یقطع الاول	کذا فی محیط السرخسی
۶۲	واذا شہد الشہود علی عبد مأذون لہ بسرقۃ عشرۃ دراہم او اکثر والعبد یجحد فان کان مولاہ حاضرا قطع عندہم جمیعا وہل یضمن ان کان استہلکہا لا یضمن وان کانت قائمۃ ردہا المسروق منہ ان کان المولی غائبا لا یقطع العبد عند ابی حنیفۃؒ ومحمدؒ ویضمن السرقۃ وان کان الشہود شہدوا بسرقۃ اقل من عشرۃ دراہم قضی القاضی بالمال ولا یقضی بالقطع سواء کان المولی حاضرا او غائبا وان کان الشہود شہدوا علی اقرار المأذون بسرقۃ عشرۃ دراہم فالقاضی یقضی بالمال ولا یقضی بالقطع فی قول ابی حنیفۃؒ ومحمدؒ ولو شہدوا علی عبد محجور علیہ بسرقۃ عشرۃ او اکثر فان کان غائبا فالقاضی لا یقضی علیہ بشیٔ لا بالقطع ولا بالمال عند ابی حنیفۃؒ ومحمدؒ وان کان الشہود شہدوا علی اقرار العبد المحجور بالسرقۃ فالقاضی لا یقبل ہذہ البینۃ اصلا سواء کان المولی حاضرا او غائبا حتی لا یقطع العبد ولا یؤاخذ المولی ببیعہ لاجل المال ولکن یؤاخذ العبد بہ بعد العتق	کذا فی الذخیرۃ فی فصل المتفرق
۶۳	اللص اذا دخل دار رجل واخذ المتاع واخرجہ فلہ ان یقتلہ	کذا فی محیط السرخسی
۶۴	وفی نوادر ابن سماعۃؒ قال محمدؒ اللص اذا کان ینقب البیت فرآہ صاحب البیت صاحبہ فان ذہب والا فلہ قتلہ قال محمدؒ فی نوادر ابن رستمؒ اذا رآہ ینقب بیتہ	

؎۱ اور اقرار سے ثابت شدہ چوری میں اس سے ملتا جلتا حکم ۲۷، ۴۳/۴۶۸ میں ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۲ ماذون لہ وہ غلام جو اپنے آقا کی طرف سے تجارت کے لئے اجازت یافتہ ہو اسکے متعلق حکم نمبر ۱/۲۳۳، ۳۳/۲۶۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۳ غلام کے اقرار کی صورت حکم نمبر ۴۸/۴۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۴ حکم نمبر ۳۰۵/۲۶۱، ۴۸/۴۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۵ حکم نمبر ۴۹/۴۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۶ محجور علیہ غلام، یعنی جسے اس کے آقا نے تصرفات سے منع کر رکھا ہو مفہوم ماخوذ از باب ۱ بحث ۳۹ فتاوی عالمگیری (مترجم) ؎۷ حکم نمبر ۳۰۵/۲۶۱، ۴۸، ۴۹/۴۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	پہلا باب - چوری اور اسکے ظہور کا بیان — چوری اور اسکے ظہور کے احکام	حوالہ
۴۶۸-	اور اس نے یہ امانت واپس کرنے سے انکار کر دیا تھا یا یہ کہا کہ میں نے یہ مال اس سے خرید لیا ہے یا یہ کہا کہ اس نے یہ مال میرا ہونے کا اقرار کیا تھا تو ان سب صورتوں میں اس سے قطع ید کی حد ہٹا دی جائے گی [1]	محیط
۶۱	جب دو (معتبر) مردوں نے گواہی دی کہ یہ مال اس آدمی نے چوری کیا اور دو اور (معتبر) مردوں نے یہ گواہی دی کہ یہ مال اس دوسرے آدمی نے چوری کیا ہے اور جس شخص کی چوری کی گئی ہے وہ پہلے آدمی پر چوری کا دعوی کرتا ہے تو (اس صورت میں) اس پہلے آدمی کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [2]۔	محیط سرخسی
۶۲	(ا) جب ماذون [3] غلام پر گواہوں [4] نے دس یا زیادہ درہم چرانے کی گواہی دی اور وہ غلام چوری سے انکار کرتا ہے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (۱) اگر اس کا آقا حاضر ہو تو سب کے ہاں اس غلام کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور کیا وہ اس مال کا ضامن ہوگا؟ تو اگر اس نے اس مال کو تلف کر دیا تو ضامن نہ ہوگا اور اگر وہ مسروقہ مال موجود ہو تو جس شخص کی چوری کی گئی ہے اسے واپس کیا جائے گا (۲) اور اگر اس کا آقا غائب ہو تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اس غلام کو قطع ید کی حد نہ [5] لگائی جائے گی اور وہ مسروقہ مال کا ضامن ہوگا (۳) اور اگر گواہوں نے (اس ماذون غلام پر) دس درہموں سے کم کی چوری پر گواہی دی تو قاضی وہ مال دینے کا حکم دے گا اور قطع ید کی حد لگانے کا حکم نہ دے گا خواہ اس کا آقا حاضر تھا یا غائب تھا (۴) اور اگر گواہوں نے اس ماذون غلام کے متعلق دس درہم چوری کرنے کے اقرار پر گواہی دی تو قاضی، امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب، وہ مال دینے کا حکم دے گا اور قطع ید کی حد لگانے کا حکم نہ دے گا (ب) اور اگر محجور علیہ [6] غلام پر گواہوں نے دس یا زیادہ درہم چرانے کی گواہی دی تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) (۱) کہ اگر اس کا آقا غائب ہو تو امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ کے ہاں قاضی اس غلام پر کچھ حکم نہ دے گا نہ قطع ید کی حد لگانے کا اور نہ مال دینے کا۔ (۲) اور اگر گواہوں نے محجور علیہ غلام کے متعلق چوری کرنے کے اقرار پر گواہی دی تو قاضی ایسی گواہی کسی طرح قبول نہ کرے گا خواہ اس کا آقا حاضر ہو یا غائب ہو حتی کہ نہ اس غلام کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور نہ مال کے لئے اس کا آقا اس کی فروخت کے لئے ماخوذ ہوگا۔ لیکن وہ غلام آزاد ہونے کے بعد اس مال کے لئے ماخوذ ہوگا [7]	ذخیرہ
۶۳	کوئی چور کسی آدمی کے گھر داخل ہوا - اس کا مال لیا اور باہر نکال لایا تو گھر والے کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اسے (اس وقت تعزیرا) قتل کر دے [8]	محیط سرخسی
۶۴	(ا) نوادر ابن سماعۃؒ میں امام محمدؒ کا قول منقول ہے کہ جب کوئی چور (کسی کے) گھر میں نقب لگا رہا تھا کہ گھر کے مالک نے اسے دیکھ لیا اور اسکے متعلق شور کیا پس اگر وہ بھاگ گیا تو خیر ورنہ (اس وقت) گھر والے کو اختیار حاصل ہے کہ اسے قتل کر دے (ب) نوادر ابن رستمؒ میں امام محمدؒ کا قول منقول ہے کہ جب کسی شخص نے چور کو دیکھا کہ وہ اسکے گھر میں	

ه ۸ حکم نمبر ۳ تا ۵/۴۶۷ ، و حکم نمبر ۶۴ تا ۷۱/۴۶۸ ، ۴۰، ۴۲/۴۷۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی بیان السرقۃ وماتظہر بہ — السرقۃ وظہورھا	حوالہ
۶۴ -	فقتلہ یغرم دیتہ وقال ابوحنیفۃؒ یسعہ قتلہ ولا یغرم دیتہ	کذا فی محیط السرخسی
۶۵	ذکر فی المجرد وفی نوادر ابن سماعۃؒ عن محمدؒ فی اللص اذا دخل دار رجل فعلم بہ صاحب الدار وعلم انہ لا یقدر ان یأخذہ بیدہ لہ قتلہ سواء دخل علیہ مکابرۃ اوغیر مکابرۃ وھو یرید ان یسرق مالہ فقتلہ فلا قود علیہ ولا دیۃ	کذا فی محیط السرخسی
۶۶	فی فتاوی اھل سمرقند سارق حفر جدار رجل ولم ینفذ الحفرۃ حتی علم صاحب البیت فالقی علیہ حجرا فقتلہ فعلی عاقلتہ الدیۃ وعلیہ الکفارۃ	کذا فی الذخیرۃ
۶۷	وفی فتاوی ابی اللیثؒ رجل اطلع علی حائط رجل وعلی الحائط مُلاءۃ فخاف صاحب الحائط انہ ان صاح بہ یأخذ الملاءۃ ویذھب ھل یحل لہ ان یرمیہ قال یسعہ ذلک اذا کانت الملاءۃ تساوی عشرۃ دراھم فصاعدا قال الفقیہ ابو اللیثؒ اصحابنا لم یقدروا ھذا التقدیر بل اطلقوا ان لہ ان یرمیہ	کذا فی المحیط
۶۸	وفی جنایات الجامع الصغیر رجل دخل علی رجل لیلا فسرقہ ثم اخرج السرقۃ من الدار فاتبعہ الرجل وقتلہ فلا شئ علیہ قالوا اراد بھذا اذا کان لا یقدر علی استرداد السرقۃ الا بالقتل اذ کانت الحالۃ ھذہ یباح القتل ولا ضمان علی القاتل	کذا فی المحیط
۶۹	وفی المنتقی اذا کان مع رجل رغیف فاراد رجل ان یأخذ منہ وسعہ ان یقاتل بالسیف اذا کان یخاف علی نفسہ الجوع وکذلک الماء لشربہ	کذا فی المحیط
۷۰	لص معروف بالسرقۃ وجدہ رجل یذھب فی حوائجہ غیر مشغول بالسرقۃ لا یجوز لہ ان یقتلہ ولکنہ یأخذہ ویأتی بہ الی الامام حتی یستتیبہ بالحبس	کذا فی الظہیریۃ

۱؎ حکم نمبر ۶۳/۴۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۶۳/۴۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۶۳/۴۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ مُلَاءَۃ چادر، ہر نرم جامہ۔ ماخوذ از منتہی الادب عربی سے فارسی ص ۱۱۸۰ (مترجم) ۵؎ بری نیت سے جھانک کر دیکھنا جرم ہے۔ نیز حکم نمبر ۳(۱)/۴۶۷ مع حواشی و حکم نمبر ۶۳/۴۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶؎ حکم نمبر ۶۳/۴۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۷؎ حکم نمبر ۶۳/۴۶۸ مع

دفعات/حکم نمبر	پہلا باب - چوری اور اسکے ظہور کا بیان — چوری اور اسکے ظہور کے احکام	حوالہ
۴۶۸-	نقب لگا رہا ہے تو اس نے اس چور کو قتل کر دیا تو اس کی دیت (یعنی تاوان قتل) کا ضامن ہوگا (ج) اور امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ گھر والے کو مذکورہ چور کے قتل کی گنجائش حاصل ہے اور اس کی دیت کا ضامن نہ ہوگا [۱]	محیط سرخسی
۶۵	المجرد اور نوادر ابن سماعہؒ میں امام محمدؒ سے اس چور کے متعلق مروی ہے کہ جب وہ کسی آدمی کے گھر میں داخل ہوا تو گھر والے کو پتہ چل گیا اور اس نے یہ بھی جانا کہ وہ اس چور کو ہاتھ سے پکڑنے پر قادر نہیں تو اسے اختیار حاصل ہے کہ وہ اسے قتل کر دے خواہ وہ بطور قہر و غلبہ داخل ہوا ہو یا وہ اس صورت کے بغیر داخل ہوا ہو درآنحالیکہ وہ اس کا مال چوری کرنے کا ارادہ رکھتا ہو پس اسے قتل کر دیا تو گھر والے پر قصاص اور دیت (یعنی تاوان قتل) کچھ لازم نہیں ہے [۲]	محیط سرخسی
۶۶	فتاوی اہل سمرقند میں ہے کہ کسی چور نے کسی شخص کی دیوار کو کھودا اور ابھی دیوار میں سوراخ نہ ہونے پایا تھا کہ گھر والے نے اسے دیکھ کر اوپر سے اس پر پتھر پھینک کر اسے قتل کر دیا تو گھر والے کی مددگار برادری پر اس کی دیت (یعنی تاوان قتل) اور قاتل پر کفارہ لازم ہے [۳]	ذخیرہ
۶۷	فتاوی ابو اللیثؒ میں ہے کہ کسی آدمی نے کسی آدمی کی دیوار پر سے (چوری کے ارادہ سے) جھانک کر دیکھا اور دیوار پر ایک ملاءۃ[۴] (یعنی چادر) ہے پس دیوار والے شخص کو یہ خدشہ ہوا کہ اگر اس نے شور کیا تو وہ (چور) چادر لے کر چلتا بنے گا۔ تو کیا (اس صورت حال میں) اس کے لئے جائز ہے کہ اسے تیر یا کوئی چیز پھینک مارے تو آپ نے کہا کہ ہاں اسے ایسا کرنا جائز ہے جبکہ وہ چادر دس درہم یا زیادہ کی ہو۔ فقیہ ابو اللیثؒ کا قول ہے کہ ہمارے اصحابؒ نے اس مقدار کو مقرر نہیں کیا ہے بلکہ انہوں نے مطلقاً حکم دیا ہے کہ (مذکورہ صورت میں) وہ اسے پھینک مارے [۵]	محیط
۶۸	جنایات الجامع الصغیر میں لکھا ہے کہ کوئی آدمی دوسرے آدمی کے ہاں رات کو داخل ہوا۔ اس نے چوری کی اور پھر مسروقہ مال گھر سے باہر نکال لایا پس گھر والے نے اس کا پیچھا کیا اور اسے قتل کر دیا تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا فقہاءؒ نے کہا ہے کہ اس سے مراد ایسی صورت ہے کہ وہ اسے قتل کئے بغیر مسروقہ مال واپس نہ لے سکتا ہو اور صورت یوں ہو تو اس کا قتل کرنا مباح ہے اور قاتل پر ضمان لازم نہیں ہے [۶]	محیط
۶۹	المنتقی میں ہے کہ جب کسی آدمی کے پاس روٹی ہو اور دوسرا آدمی اس سے چھین لینا چاہے تو روٹی کے مالک کو گنجائش حاصل ہے کہ وہ اس کے ساتھ تلوار سے مقاتلہ کرے بشرطیکہ اسے اپنے آپ پر بھوک کا خوف ہو اور اس طرح پانی کی صورت میں بھی یہی حکم ہے [۷]	محیط
۷۰	کوئی چور چوری میں مشہور ہے اسے کسی آدمی نے ایسی حالت میں پایا کہ وہ اپنی بعض ضروریات کے لئے جا رہا ہے چوری میں مشغول نہیں ہے تو اس آدمی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس مشہور چور کو قتل کرے بلکہ وہ اسے پکڑ کر حاکم مجاز کے ہاں لائے تاکہ وہ اسے قید کر کے توبہ کرائے [۸]	ظہیریہ

حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۸؎ حکم نمبر ۶۳/۴۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الاول فی بیان السرقة وما تظهر به — السرقة وظهورها	حوالہ
۲۶۸/م-۷۱	السارق اذا صاح به رب المال فهرب لا یحل لصاحب المال ان یتبعه ویضربه الا اذا اذهب بماله فحینئذ یحل له ان یتبعه ویضربه بالسلاح حتی یلقی ماله	کذا فی المحیط
۷۲	یستحب للمدعی ان یدعی بلفظ الأخذ دون السرقة وکذا یستحب للشهود ان یشهدوا بلفظ الأخذ دون السرقة او یقولوا هذا المال للطالب درأ للحد	کذا فی السراجیة
۷۳	ادعی انه سرق منه کذا فقال "گرفتہ ام"[۲] ضمن المال ولا یقطع ولو اقر بعد ذلک بالسرقة ایضا	کذا فی السراجیة
۷۴	قال ابو حنیفه رحمه الله فیمن ادعی علی آخر سرقة وانکر المدعی علیه یستحلف وان نکل یقضی علیه بالمال دون القطع	کذا فی الظهیریة
۷۵	وکذا الرجوع عن الاقرار	کذا فی العتابیة
۷۶	وکذا فی الشهادة بعد حین لا یقطع وضمن	کذا فی العتابیة
۷۷	شهدا فقطع ثم قالا بل آخر لا یقطع وضمنا الدیة للاول	کذا فی التاتارخانیة
۷۸	ولو شهد آخران علی رجوعهما لا تقبل شهادتهما ویقطع	کذا فی التاتارخانیة
۷۹	شهدا علی اقراره وهو ساکت او منکر لا یقطع	کذا فی التاتارخانیة
۸۰	شهد اربعة فرجع اثنان وشهدا علی آخر لا یقطعان ویقضی بالمال علی الاول	کذا فی التاتارخانیة

[۱] حکم نمبر ۲۳/۲۶۸ مع حاشی ملاحظہ ہو (مترجم)، [۲] اخذت یعنی میں نے لیا، حاشیہ عربی فتاوی عالمگیری (مترجم)، [۳] حکم نمبر ۲۹/۲۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم)، [۴] حکم نمبر ۲۹،۲۳/۲۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۵] حکم نمبر ۸۵/۲۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [۶] یعنی دو معتبر گواہوں نے چور کی چوری پر شرعی شہادت دی اور انہوں نے خود قاضی کے ہاں اس گواہی سے رجوع نہ کیا بلکہ انکے رجوع پر دو اور گواہوں نے گواہی دی تو انکے رجوع پر یہ گواہی قبول نہ ہوگی اور اس چور کو قطع ید کی حد لگائی جائیگی (مترجم)

دفعات نمبر	پہلا باب - چوری اور اسکے ظہور کا بیان چوری اور اسکے ظہور کے احکام	حوالہ
۴۶۸-۷۱	چور پر جب مال کے مالک نے شور کیا تو وہ بھاگ پڑا تو اس صورت میں مال کے مالک کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ اس کا پیچھا کرے اور اسے مارے لیکن جب وہ چور اس کا مال لے گیا تو پھر اسے جائز ہے اس کا پیچھا کرے اور اسے ہتھیار سے ضرب لگائے حتیٰ کہ وہ اس کا مال ڈال دے۔[1]	محیط
۷۲	(مال کے) مدعی کے لئے مستحب ہے کہ وہ (چور پر) دعویٰ کرے تو "چوری کرنے" کے لفظ کی بجائے "لے لینے" کے لفظ سے دعویٰ کرے۔ اسی طرح (چوری کے) گواہوں کے لئے مستحب ہے کہ وہ (چوری پر گواہی دیں تو) "چوری کرنے" کے لفظ کی بجائے "لے لینے" کے لفظ سے گواہی دیں یا یوں کہیں "یہ مال اس طالب کا ہے" تاکہ قطع ید کی حد ہٹائی جاسکے	سراجیہ
۷۳	کسی شخص نے دعویٰ کیا کہ اس نے اس کی چوری کی ہے تو مدعا علیہ نے کہا "گرفتہ ام" (یعنی میں نے لیا ہے) تو اس صورت میں وہ مال کا ضامن ہوگا اور اس کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اگرچہ اس کے بعد چوری کرنے کا بھی اقرار کرلے۔	سراجیہ
۷۴	امام ابو حنیفہ رح کا قول ہے کہ جس شخص نے دوسرے پر چوری کا دعویٰ کیا اور مدعی علیہ نے چوری کرنے سے انکار کیا تو مدعا علیہ سے قسم لی جائے گی پس اگر اس نے قسم اٹھانے سے انکار کیا تو اس پر مال (کی ضمان) کا حکم دیا جائیگا قطع ید کی حد کا حکم نہ دیا جائے گا۔[3]	ظہیریہ
۷۵	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کسی نے چوری کا اقرار کیا پھر اس اقرار سے رجوع کرلیا (تو اس پر مال کی ضمان لازم ہوگی قطع ید کی حد نہ لازم ہوگی)۔[4]	عتابیہ
۷۶	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم (چوری پر) عرصہ بعد گواہی کی صورت میں ہے کہ اس چور کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور وہ چور مال کا ضامن ہوگا۔[5]	عتابیہ
۷۷	(چوری پر) دو (معتبر) مرد گواہوں نے گواہی دی پس اس چور کو قطع ید کی حد لگائی گئی پھر ان گواہوں نے کہا کہ (چور یہ نہیں تھا) بلکہ دوسرا شخص ہے تو اس دوسرے کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور وہ دونوں گواہ پہلے شخص کی دیت (یعنی تاوان) کے ضامن ہوں گے۔	تتارخانیہ
۷۸	اگر (مذکورہ صورت میں یعنی دو معتبر گواہوں نے چوری پر گواہی دی تو) دو اور گواہوں نے پہلے گواہوں کے متعلق گواہی سے رجوع کرلینے کی گواہی دی تو بعد والے گواہوں کی گواہی قبول نہ ہوگی اور اس چور کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔[6]	تتارخانیہ
۷۹	دو گواہوں نے کسی شخص کے (چوری کرنے کے) اقرار پر گواہی دی اور وہ شخص چپ رہا یا اس نے انکار کردیا تو اس صورت میں اس پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔[7]	تتارخانیہ
۸۰	چار گواہوں نے (چوری کی) گواہی دی پھر (ان میں سے) دو گواہوں نے گواہی سے رجوع کرلیا اور کسی اور شخص پر اس چوری کی گواہی دی تو ان دونوں پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی (جن پر مذکورہ صورت میں چوری کی گواہی دی گئی ہے) اور پہلے پر مال کی ضمان کا حکم کیا جائے گا۔	تتارخانیہ

[7] حکم نمبر ۶۲/۴۶۸ ، ۵/۴۶۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الثانی فیما یقطع فیہ ومالا یقطع فیہ

دفعات ۳۶۹ تا ۳۷۱ عنوانات ۳ تعداد شق ۱۸۲

وفیہ ثلاثۃ فصول

الفصل الاول فی القطع

دفعات ۳۶۹ تا ۳۶۹ عنوان ۱ تعداد شق ۸۴

۳۶۹ - فیما یقطع

تعداد شق ۸۴

شق	متن	حوالہ
۱	لا قطع فیما یوجد تافہا مباحا فی دار الاسلام کالخشب[1] والحشیش والقصب والسمك والزرنیخ والمغرۃ والنورۃ ویدخل فی السمك المالح[2] والطری۔	کذا فی الھدایۃ وھکذا فی الکافی والاختیار
۲	ویقطع بالساج والقنا والآبنوس والصندل	کذا فی الکافی
۳	وبالفصوص الخضر والیاقوت والزبرجد	کذا فی الکافی
۴	ویقطع فی الجواھر کلھا	کذا فی الغیاثیۃ
۵	فاما الذھب والفضۃ واللؤلؤ والفیروزج فقد روی ھشام رح عن محمد رح انہ اذا سرقھا علی الصورۃ التی توجد مباحۃ وھو المختلط بالحجر والتراب لا یجب القطع وفی ظاھر الروایۃ یجب القطع علی کل حال	کذا فی المحیط

[1] چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ مباح فی الاصل یہ کہ وہ چیزیں اس صورت میں غیر مرغوب اور حقیر سمجھی جاتی ہوں طبیعتیں ان کے دینے میں بخل نہ کریں - ان کے لینے میں بالعموم مالک کو ناگواری نہ ہو اور ان کا حرز یعنی ان کا محفوظ کرنا بھی ناقص ہوتا ہو جیسا کہ جلانے کی جو لکڑی باہر دروازہ پر پڑی رہتی ہے - پس ان کی چوری میں حد لازم نہیں ہوتی جیسا کہ دس درہم سے کم کی چوری میں حد لازم نہیں ہوتی یا اس میں شرکت عامہ کی وجہ سے شبہ جگہ پاتا ہے لہذا قطع ید کی حد لازم نہیں ہوتی - ماخوذ از ہدایہ ج ۳ ص ۲۶۶ ملخصا - (مترجم)

[2] جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس سے مراد جلانے کی وہ لکڑی ہے جو عادۃ محفوظ کر کے نہیں رکھی جاتی - ماخوذ درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۷۳ نیز حکم نمبر ۲۵، ۶ / ۳۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دوسرا باب - جن چیزوں میں قطع ید کی حد ہے اور جنمیں نہیں ہے انکے احکام

دفعات ۴۶۹ تا ۴۷۱ عنوانات ۳ تعداد شق ۱۸۲

اور اس میں تین فصلیں ہیں

پہلی فصل - قطع ید کی حد کے قابل چیزوں کا بیان

دفعات ۴۶۹ تا ۴۷۱ عنوان ۱ تعداد شق ۸۴

۴۶۹ - قطع ید کی حد کے قابل چیزیں

اور اس میں ۸۴ شقیں ہیں

شق	متن	حوالہ
۱	جو چیزیں دار الاسلام میں ایسی پائی جاتی ہیں جو کم قیمت اور حقیر ہوں انکا لینا مباح [۱] سمجھا جاتا ہو تو انکی چوری پر قطع ید کی حد نہیں لگائی جاتی۔ مثلاً جلانے کی لکڑی [۲]، گھاس، [۳] نئر، مچھلی، ہڑتال، گیری اور چونا۔ اور مچھلی میں نمک لگائی ہوئی اور تازی مچھلی دونوں شامل ہیں۔	ہدایہ - کافی اختیار
۲	ساج (یعنی [۵] ساگوان)، قنا (یعنی [۶] نیزہ کی لکڑی)، آبنوس اور صندل کی لکڑی کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائیگی [۷]	کافی
۳	اور سبز نگینوں، یاقوت اور زبرجد (یعنی ان قیمتی پتھروں سے قابل حد نصاب کی چوری پر قطع ید کی حد لگائی جائیگی)	کافی
۴	تمام جواہرات میں (قابل حد نصاب کی چوری پر) قطع ید کی حد لگائی جاتی گی۔	غیاثیہ
۵	(ا) سونے، چاندی، لولؤ اور فیروزج کے متعلق ہشام نے امام محمد سے روایت کیا ہے کہ جب کسی نے ان چیزوں کو اس صورت میں چرایا جس صورت میں یہ بطور مباح [۸] پائی جاتی ہیں۔ یعنی پتھر اور مٹی میں ملی ہوئی صورت میں ہوں تو (ان کی چوری پر) قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی (ب) اور ظاہر روایت کے بموجب حکم یہ ہے کہ ان چیزوں کی چوری پر ہر حال میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔	محیط

[۳] حکم نمبر ۶/۴۶۹ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [۴] قولہ المالح الافصح المملوح۔ مصححہ۔ یعنی المالح بمعنی نمک دانی کی بجائے المملوح بمعنی نمک لگائی ہوئی کا لفظ زیادہ فصیح ہے حاشیہ عربی فتاوی ھذا (مترجم) [۵] جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور رد المحتار میں ہے کہ سیاہ رنگ کی یہ لکڑی بلاد ہند میں پائی جاتی ہے زمین میں بوسیدہ نہیں ہوتی۔ آبنوس کی لکڑی سے قدرے کم سیاہ ہوتی ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۷۲ (مترجم) [۶] جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور رد المحتار میں ہے کہ القناء یعنی نیزہ کی لکڑی۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۷۲ (مترجم) [۷] یعنی جبکہ ان صورتوں و مابعد کی صورتوں میں چوری کے نصاب اور چوری کی حد کیلئے دیگر شرائط پائی جائیں تو قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ (مترجم) [۸] بطور مباح پائے جانے کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۶۹ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع ومالا یقطع — الفصل الاول۔ فیما یقطع ومالا	حوالہ
۴۶۹-۶	وان جعل من الخشب الذی لا قطع فیه بابا او کرسیا او سریرا یجب القطع بسرقته وفی الحشیش والقصب والبوری کما لم یوجب القطع قبل العمل لم یوجب بعد العمل حتی لو اتخذ منها حصیر و سرق لا یقطع	کذا فی المحیط
	واذا غلبت الصنعة علی الاصل فی الحصیر کما فی الحصیر البغدادیة والجرجانیة قالوا یقطع ایضا	کذا فی الکافی
۷	وانما یقطع فی الابواب اذا کانت فی الحرز وکانت خفیفة لا یثقل حملها علی الواحد لانه لا یرغب فی سرقة الثقیل من الابواب وان کانت مرکبة علی الباب لا یقطع فیها	کذا فی التبیین
۸	ولا یقطع فیما یتسارع الیه الفساد کاللبن واللحم والفواکه الرطبة	کذا فی الهدایة
۹	اما الفاکهة الیابسة التی تبقی فی ایدی الناس کالجوز واللوز فانه یقطع فیها اذا کانت محرزة	کذا فی السراج الوهاج
۱۰	ولا قطع فی الفاکهة علی الشجر والزرع الذی لم یحصد واذا قطعت الفاکهة بعد استحکامها وحصدت الحنطة وجعلت فی حظیرة وعلیها باب مغلق قطع فیها	کذا فی السراج الوهاج
۱۱	ولا فرق فی عدم القطع باللحم بین کونه مملوحا قدیدا او غیره	کذا فی فتح القدیر
۱۲	اذا سرق من آخر طعاما والسنة سنة قحط لا یجب القطع بسرقة سواء کان طعاما	

[1] حکم نمبر ۱، ۷ / ۴۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] حکم نمبر ۱ / ۴۶۹ اور ۶، ج / ۴۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر ۱ / ۴۶۹ ، ۶، ب / ۴۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] جیسا کہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ گھر کا جو دروازہ جڑا ہوا ہو اس کی چوری سے قطع ید کی حد نہیں لگائی جاتی۔ نیز لکھا ہے کہ وہ دروازہ خفیف ہو۔ جس کا اٹھانا ایک آدمی کیلئے ثقیل نہ ہو کیونکہ ثقیل دروازہ کی چوری مرغوب نہیں ہوتی جیسا کہ ہدایہ اور زیلعی میں ہے اور فتح میں ہے کہ یہ حکم محل نظر ہے اس لئے کہ ثقیل ہونا اس کے مال قرار پانے کے منافی نہیں۔ نیز یہ کہ اس کی چوری میں ایک آدمی کیلئے رغبت کم ہوتی ہے مگر چوروں کی ایک جماعت کیلئے ایسا نہیں ہوتا۔ اسلئے الحاکم نے اس کے متعلق الکافی میں مطلقاً قطع ید کا حکم دیا ہے نیز لکھا ہے کہ یہ باہر کے دروازے کا بیان ہے۔ اور حویلی کے اندر کا دروازہ حرز میں قرار پاکر اس کی چوری میں حد سرقہ لازم ہوگی۔ البتہ مسجد کے دروازوں کی صورت میں یہ حکم نہیں ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۴۲، ۲۴۳ ملخصاً نیز حکم نمبر ۱۰، ۲ / ۴۶۹ ، ۱، ب / ۴۶۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] درمختار میں ہے کہ تر چیز جو ل... باقی نہیں رہ سکتی (یعنی خراب ہو جاتی ہے) اس کی چوری میں قطع ید کی حد نہیں ہے۔ ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۳ ص ۲۴۴ (مترجم) [6] حکم نمبر ۱۱، ۱۲ / ۴۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] حکم نمبر ۱۰، ۱۲ / ۴۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) [8] جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ یہ حکم اسلئے ہے کہ ان میں احراز یعنی محفوظ شدہ ہونا نہیں پایا جاتا۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۶۲

حوالہ	دوسرا باب ۔ جن چیزوں میں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں ہے پہلی فصل ۔ قطع ید کی حد کے قابل چیزیں	دفعات/شق نمبر
محیط	(ا) اگر جلانے کی ایسی لکڑی جس کی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہوتی[۱] اس سے کسی نے کواڑ یا کرسی یا تخت بنوایا تو اس کی چوری پر قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ (ب) اور گھاس، نرٹ، چٹائی کی چوری میں جس طرح عمل سے پہلے (یعنی ان سے کچھ بنانے کے عمل سے پہلے) قطع ید کی حد واجب نہیں ہوتی۔ اسی طرح ان سے کچھ بنانے کے بعد چوری پر بھی قطع ید کی حد واجب نہیں ہوتی۔ حتی کہ اگر اس سے چٹائی بنائی گئی اور وہ چوری کی گئی تو اس چور کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی[۲]	۴۶۹-۶
کافی	(ج) اگر چٹائی میں اصل (مالیت) پر کارگیری (کی مالیت) غالب ہو جیسا کہ بغدادی چٹائی اور جرجانی چٹائی تو اس کے متعلق فقہاء نے کہا ہے کہ اس کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی[۳]	
تبیین	اور کواڑوں کی چوری میں قطع ید کی حد تب لگائی جائے گی جبکہ وہ حرز میں ہوں (یعنی محفوظ کئے ہوئے ہوں) اور ہلکے ہوں کہ ایک آدمی پر ان کا اٹھانا بھاری نہ ہو۔ اس لئے کہ بھاری کواڑوں کی چوری میں رغبت نہیں کی جاتی۔ اور اگر وہ کواڑ دروازوں سے ملے ہوئے تھے تو ان کی چوری میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی[۴]	۷
ہدایہ	ان چیزوں کی چوری میں قطع ید کی حد نہیں لگائی جاتی جو جلد خراب ہو جاتی ہیں[۵]۔ مثلاً دودھ، گوشت[۶] اور تر و تازہ پھل[۷]	۸
سراج وہاج	خشک پھلوں کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی جاتی ہے جو لوگوں کے پاس باقی رہتے ہیں۔ مثلاً اخروٹ اور بادام۔ بشرطیکہ وہ حرز میں (یعنی محفوظ مکان میں) ہوں۔	۹
سراج وہاج	(ا) جو پھل درخت پر ہیں اور جو کھیتی ابھی کاٹی نہیں گئی ان کی چوری میں قطع ید کی حد نہیں ہے[۸] (ب) اور جب پھل پکنے کے بعد توڑ لئے گئے اور گندم کی کھیتی کاٹ لی گئی اور انہیں کسی حظیرہ (یعنی احاطہ) میں کر دیا گیا جس کے دروازہ کو تالا لگایا گیا ہے تو ان کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔[۹]	۱۰
فتح قدیر	گوشت کی چوری سے قطع ید کی حد نہ ہونے کے حکم میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ گوشت ٹکڑے کیا ہوا نمک دیا ہوا ہو یا اس کے علاوہ ہو[۱۰]	۱۱
	(ا) جب کسی شخص نے دوسرے کا طعام[۱۱] چوری کیا (۱) اور وہ سال قحط والا ہے تو طعام کی چوری سے قطع ید کی حد واجب	۱۲

اور جیسا کہ درمختار ردالمحتار میں ہے۔ نیز لکھا ہے کہ ان میں محفوظ شدہ ہونا نہیں پایا جاتا۔ خواہ وہ درخت محفوظ جگہ میں ہو اسلئے کہ اسکا ملحاکم میں ہے کہ اگر کسی نے محفوظ چاردیواری میں کھجور کے درختوں پر سے کھجوریں چوری کیں یا وہ گندم چوری کی جو خوشوں میں ہے اور گندم کاٹی نہیں گئی تو اس سے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ نیز لکھا ہے کہ اگر کھجوریں محفوظ جگہ میں رکھی جائیں جیسکا دروازہ ہو یا گندم کی کھیتی کاٹ کر محفوظ جگہ میں رکھی جائے یا صحرا میں رکھی جائے اور مالک اسکی حفاظت کرتا ہو تو اس کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۷۴ نیز حکم نمبر ۲۰/۳۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

۹ حظارہ حظیرہ چار دیواری یا لکڑیوں کا باڑہ یا احاطہ وکاوٹ۔ ماخوذ از منتہی الادب اردو ج ۱ ص ۱۰۲۴۔ اسمیں علیحدہ باب مغلق کا ذکر ہے تاکہ وہ حرز قرار پا سکے اور یا اسپر حفاظت کنندہ ہو اسکے متعلق حکم نمبر ۱۰ و ۹/۳۶۹، ۳۷ ب/۴۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں۔ نیز حکم نمبر ۸، ۳۰/۳۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۱۰ حکم نمبر ۱۲، ۸/۳۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۱۱ جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ طعام سے مراد واللہ اعلم مثلاً کھانے کے لئے تیار شدہ چیز اور جو اس کے حکم میں ہے مثلاً گوشت اور پھل۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۳۶۶۔ چنانچہ درمختار میں ہے کہ اگر کسی شخص نے گوشت چوری کیا تو اس قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی۔ اگرچہ اس گوشت کی قیمت چوری کے نصاب کو پہنچے ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۳ ص ۲۹۲ نیز حکم ۳۰۸، ۳۰/۳۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع ومالا یقطع — الفصل الاول - فیما یقطع ومالا	حوالہ
۴۶۹ -	یتسارع الیہ الفساد اولا یتسارع وسواء کان محرزا اولم یکن وان کانت السنۃ سنۃ خصب ان کان طعاما یتسارع الیہ الفساد فکذلک الجواب وان کان طعاما لا یتسارع الیہ الفساد وھو محرز قطع قال مشائخنا والجواب فی الثمار علی ھذا التفصیل ایضا اذا کانت السنۃ سنۃ قحط لا یجب القطع فی سرقۃ الثمار سواء کان ثمرا یتسارع الیہ الفساد اولا یتسارع وسواء کان الثمر علی رأس الشجر اوکان محرزا وان کانت السنۃ سنۃ خصب ان کان ثمرا یتسارع الیہ الفساد لا یجب القطع سواء کان محرزا اولم یکن وان کان ثمرا لا یتسارع الیہ الفساد وھو محرز ففیہ القطع	کذا فی الذخیرۃ
۱۳	ویقطع فی الحبوب کلھا والادھان والطیب والعود والمسک	کذا فی السراج الوھاج
۱۴	وکذا اذا سرق قطنا اوکتانا اوصوفا قطع	کذا فی السراج الوھاج
۱۵	وکذا اذا سرق حنطۃ اوشعیرا اودقیقا اوسویقا اوسمنا اوتمرا اوزبیبا اوزیتا فانہ یقطع	کذا فی السراج الوھاج
۱۶	وکذا یقطع فی الامتعۃ الملبوسۃ والمفروشۃ وجمیع الاوانی من الحدید والصفر والرصاص والخشب والادم والقراطیس والسکاکین والمقاریض والموازین والارسان	کذا فی السراج الوھاج
۱۷	ولا قطع فی الحجارۃ	کذا فی السراج الوھاج
۱۸	ولا یقطع فی الرخام ولا فی القدور من الحجارۃ والملح	کذا فی التبیین
۱۹	وقال ابوحنیفۃ رح لا قطع فی القرون معمولۃ کانت اوغیر معمولۃ	کذا فی السراج الوھاج
۲۰	ولو سرق نخلۃ باصلھا اوشجرۃ باصلھا من البستان وھی تساوی عشرۃ لا قطع فیہ	کذا فی السراج الوھاج
۲۱	وفی الخل والعسل یقطع اتفاقا	کذا فی شرح مجمع البحرین
۲۲	سرق باغ من تاجر اھل العدل بینھم لا یقطع	کذا فی التاتارخانیۃ

۱ حکم نمبر ۸، ۱۰، ۱۱ / ۴۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲ حکم نمبر ۴۴ / ۴۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۳ حکم نمبر ۱۸ / ۴۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۴ حکم نمبر ۱۷، ۳۰ / ۴۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۵ حکم نمبر ۱۰ و / ۴۶۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۶ حکم نمبر ۳۴ / ۴۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۷ جیسا کہ رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ وہ باغی محارب یعنی جنگ کنندہ ہے اور وہ ایسا کرنا حلال سمجھتا ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۶۷ اور جیسا کہ

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - جن چیزوں میں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں ہے / پہلی فصل - قطع ید کی حد کے قابل چیزیں	حوالہ
۴۶۹-	نہ ہوگی خواہ وہ طعام ایسا ہو جو (بالعموم) جلد خراب ہو جاتا ہو یا جلد خراب نہ ہوتا ہو اور خواہ وہ طعام محفوظ شدہ ہو یا نہ ہو (۲) اور اگر وہ سال (قحط کا نہ ہو) سرسبزی و شادابی کا ہو تو اگر وہ طعام ایسا ہو کہ وہ (بالعموم) جلد خراب ہو جاتا ہو تو بھی مذکورہ حکم کی طرح جواب ہے - اور اگر وہ طعام ایسا ہو کہ وہ جلد خراب نہ ہوتا ہو اور محفوظ کیا ہوا ہو تو اس کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی (ب) ہمارے مشائخ نے کہا ہے کہ طعام کے متعلق حکم کی مذکورہ تفصیل کی طرح پھلوں کے متعلق بھی یہی جواب ہے - (۱) اگر وہ سال قحط والا ہے تو پھلوں کی چوری سے قطع ید کی حد واجب نہ ہوگی خواہ وہ پھل ایسا ہو کہ (بالعموم) جلد خراب ہو جاتا ہو یا جلد خراب نہ ہوتا ہو - اور خواہ وہ پھل درخت پر ہو یا وہ محفوظ شدہ ہو (۲) اور اگر وہ سال سرسبزی اور شادابی کا ہو تو اگر وہ پھل ایسا ہو کہ وہ (بالعموم) جلد خراب ہو جاتا ہو تو اس کی چوری میں قطع ید کی حد واجب نہ ہوگی خواہ وہ محفوظ شدہ ہو یا نہ - اور اگر وہ پھل ایسا ہو کہ وہ جلد خراب نہ ہوتا ہو اور وہ محفوظ شدہ ہو تو اس کی چوری میں قطع ید کی حد لازم ہوگی [1]	ذخیرہ
۱۳	ہر قسم کے اناج، تیل، خوشبو، عود اور کستوری کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی -	سراج وہاج
۱۴	اسی طرح جب کسی نے روئی یا کتان (یعنی السی) یا اون چوری کی تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی -	سراج وہاج
۱۵	اسی طرح جب کسی نے گندم یا جو یا آٹا یا ستو یا گھی یا کھجور یا کشمش یا زیتون کا تیل چوری کیا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائیگی	سراج وہاج
۱۶	اسی طرح وہ چیزیں جو پہنی جاتی ہیں اور وہ چیزیں جو بچھائی جاتی ہیں - اور سب برتن جو لوہے کے ہوں یا پیتل کے ہوں یا جست و سیسہ کے یا لکڑی کے یا چمڑے کے اور کاغذ [2] چھریاں، قینچیاں، ترازو اور رسیاں چوری کرنے میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی -	سراج وہاج
۱۷	پتھر چوری کرنے میں قطع ید کی حد نہیں ہے [3]	سراج وہاج
۱۸	(ا) سنگ مرمر کی چوری میں قطع ید کی حد نہیں ہے (ب) اور پتھر کی ہانڈیاں اور نمک چرانے میں بھی قطع ید کی حد نہیں ہے [4]	تبیین
۱۹	امام ابو حنیفہ رح کا قول ہے کہ سینگوں کی چوری میں قطع ید کی حد نہیں ہے خواہ اس میں کچھ عمل کیا گیا ہو (یعنی اس سے کچھ بنایا گیا ہو) یا اس میں کچھ عمل نہ کیا گیا ہو -	سراج وہاج
۲۰	اگر کسی نے کھجور کا درخت جڑ سمیت یا باغ میں سے کوئی درخت جڑ سمیت چوری کیا اور وہ قیمت میں دس درم کے برابر بنتا ہے تو اس چوری میں قطع ید کی حد نہیں ہے [5]	سراج وہاج
۲۱	اور سرکہ اور شہد کی چوری میں بالاتفاق قطع ید کی حد لگائی جائے گی [6]	شرح مجمع البحرین
۲۲	کسی باغی نے اہل عدل کے تاجر کی چوری کی جو (تاجران) اہل عدل میں تھا تو (اس چوری سے) قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [7]	تاتارخانیہ

حکم نمبر ۸۳/۴۶۹ میں ہے - نیز اگر صورت اس کے برعکس ہو تو اس کے متعلق حکم ۸۲، ۸۳/۴۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وما لا یقطع — الفصل الاول - فیما یقطع وما لا یقطع	حوالہ
۴۶۹-۲۳	ویقطع فی السکر[1] اجماعا	كذا فی الهداية
۲۴	روی عن محمد ؒ انه لا يقطع فی العاج[2] مالم يعمل منه شئ وقال اصحابنا ؒ يجب ان لا يقطع فی معمول العاج وغير معموله لانه مختلف فی كونه مالا وقالوا يجب ان يكون هذا الجواب فی العاج الذی هو من عظام الجمال ولا يقطع فی غير معموله لانه يوجد مباحا[3] ويقطع فی معموله لان الصنعة تغلب عليه فصار كالخشب اذا عمل	كذا فی الايضاح
۲۵	وظاهر الرواية فی الزجاج انه لا يقطع	كذا فی فتح القدير
۲۶	ولا قطع فی سرقة الصيد وحشيا كان او غير وحشی سواء كان صيد البر او صيد البحر	كذا فی التاتارخانية فی فصل شرائط القطع
۲۷	ولا قطع فی الحناء ولا فی البقول والريحان الرطب	كذا فی العتابية
۲۸	ولا قطع فی التبن والماء والنوی	كذا فی العتابية
۲۹	ولا فی جلود السباع المذبوحة الا ان يجعل بساطا او مصلی	كذا فی العتابية
۳۰	ولا فی الاناء وقد در فيه طعام	كذا فی العتابية
۳۱	ولا قطع فی سرقة الخمر والخنزير من الذمی	كذا فی التمرتاشی
۳۲	ولا قطع فی البازی والصقر وسائر الطيور ولا فی الوحوش ولا فی الكلب والفهد ولا فی الدجاج والبط والحمام	كذا فی التمرتاشی
۳۳	والاشربة علی ثلاث مراتب حلال كالفقاع ونحوه نفيه القطع وشراب نقيع التمر والزبيب والصحيح ان فيه القطع والخمر لا يجب فيه القطع	كذا فی السراج الوهاج

ۓ۱ السکر یعنی شکر از المنجد اردو ص۵۲۲ گنے کا رس از معجم الاعظمی جامع ازہر — (مترجم) ۓ۲ عاج کے مفہوم کے متعلق منتہی الارب اردو ج ۲ ص۲۳۴ میں ہے کہ عاج دریائی چوپایہ کی ہڈی کچھوے کی ہڈی اور ہاتھی کی ہڈی کو کہتے ہیں اور منتہی الارب فارسی ص۱۳۲۲ میں ہے کہ عاج ہاتھی کی ہڈی اور عام لوگ عاج ہاتھی دانت کو کہتے ہیں اور المنجد اردو ص۵۱ میں ہے کہ العاج ہاتھی دانت کو اور ہاتھی دانت کے ٹکڑے کو کہتے ہیں۔ (مترجم) ۓ۳ اس مباح کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱/۳۶۹ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۓ۴ حکم نمبر ۶ و/۴۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ۓ۵ جیساکہ درمختار در المختار ج ۳ ص۲۹۳ میں ہے اور شکار کی تعریف کے متعلق حکم نمبر ۱/۳۱۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۓ۶ حکم نمبر ۸/۴۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ۓ۷ طعام کے مفہوم کے متعلق حکم ۱۲ و/۴۶۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہو اور اگر برتن میں شہد ہو تو اس کے حکم کے متعلق حکم نمبر ۵۷ ج/۴۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ۓ۸ حکم نمبر ۱/۴۶۵ کے پہلے حاشیہ کا س، حکم نمبر ۳۳/۴۶۹ میں تیسری قسم ملاحظہ ہو (مترجم) ۓ۹ چنانچہ ہدایہ میں

دوسرا باب - جن چیزوں میں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں ہے

دفعات وشق نمبر	پہلی فصل - قطع ید کی حد کے قابل چیزیں	حوالہ
۲۳-۴۶۹	شکر چوری[1] کرنے میں بالاجماع قطع ید کی حد لگائی جائے گی ۔	
۲۴	(و) عاج[2] (یعنی ہاتھی دانت اور دیگر ہڈی) کے متعلق امام محمدؒ سے مروی ہے کہ عاج سے جبتک کوئی چیز نہ بنائی جائے اس کی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں اور ہمارے اصحابؒ نے کہا ہے کہ عاج سے کچھ بنایا گیا ہو یا نہ بنایا گیا ہو اس کی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہ ہونا واجب ہے اس لئے کہ اس کا مال ہونا مختلف فیہ ہے (ب) اور فقہاءؒ نے کہا ہے کہ ضروری ہے کہ یہ جواب اس عاج کے متعلق ہو جو ادنٹوں کی ہڈیوں سے ہو - اور اس میں کچھ بنایا نہ گیا ہو تو اس کی چوری سے قطع ید کی حد نہیں لگائی جاتی اسلئے کہ وہ بطور مباح[3] پائی جاتی ہے اور اگر اس میں کچھ بنایا گیا ہو تو اس کی چوری پر قطع ید کی حد لگائی جائے گی اس لئے کہ اس (کی اصل) پر کاریگری (کی مالیت) غالب ہو جاتی ہے پس وہ جلانے کی اس لکڑی کے حکم ہوگی جس سے کچھ بنایا جائے[4] (تو اس کی چوری سے قطع ید کی حد لازم ہوتی ہے)	ہدایہ
۲۵	شیشہ کی چوری پر ظاہر روایت کے بموجب قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ۔	ایضاح
۲۶	شکار خواہ وحشی ہو یا غیر وحشی اور خشکی کا ہو یا آبی اس کی چوری پر قطع ید کی حد لازم نہیں ہوتی[5]	فتح قدیر
۲۷	حنا (یعنی مہندی)، ساگ اور تازہ[6] ریحان (یعنی نازبو) کی چوری میں قطع ید کی حد نہیں ہے ۔	تتارخانیہ
۲۸	انجیر، پانی اور گٹھلیوں کی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہے	عتابیہ
۲۹	ذبح شدہ درندوں کی کھالوں کی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہے لیکن اگر اس سے بچھونا یا مصلی بنایا گیا ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر قطع ید کی حد لگائی جائے گی)	عتابیہ
۳۰	ایسا برتن اور ہانڈی جسمیں طعام[7] ہو اس کی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہے ۔	عتابیہ
۳۱	خمر[8] (یعنی شراب) اور خنزیر ذمی شخص سے چوری کرنے پر قطع ید کی حد لازم نہیں ہے	عتابیہ تمرتاشی
۳۲	(و) باز، شکرہ اور تمام پرندوں کی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہے (ب) نیز وحشی جانوروں کی چوری پر بھی قطع ید کی حد لازم نہیں ہے (ج) نیز کتے اور چیتے کی چوری پر بھی قطع ید کی حد لازم نہیں ہے۔ (د) اور مرغی، بطخ اور کبوتر کی چوری پر (بھی) قطع ید کی حد لازم نہیں ہے[9]	تمرتاشی
۳۳	(مشروبات کی چوری کے متعلق حکم یہ ہے کہ) مشروبات تین طرح کے ہوتے ہیں (۱) حلال مشروب جیسے فقاع[10] اور اسکی مانند مشروبات پس ان کی چوری میں قطع ید کی حد لازم ہے (۲) نقیع التمر و الزبیب[11] اور صحیح حکم یہ ہے کہ ان کی چوری میں قطع ید کی حد لازم ہے (۳) اور خمر (یعنی شراب) اسکی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہے[12]	سراج وہاج

جبکہ کتے اور چیتے کی جنس میں سے بطور مباح پائے جاتے ہیں ۔ اور کتے کے مال قرار پانے میں بھی اہل علم کا اختلاف ہے ۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صفحہ ۳۶۹ ۔ اور مباح کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۶۹ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو ۔ اور در المختار ج ۳ صفحہ ۲۷۵ میں ہے کہ شکاری کتے کے لئے بھی یہی حکم ہے ۔ نیز حکم نمبر ۵۷ و ۹/۴۶۹ ملاحظہ ہو اور در مختار و رد المختار میں ہے کہ پرندے کی چوری میں قطع ید کی حد نہیں ہے اور بطخ اور مرغی کے لئے بھی زیادہ صحیح حکم یہی ہے اور لکھا ہے کہ پرندہ اڑ جاتا ہے اس کا محفوظ ہونا کم ہے ۔ ماخوذ از در مختار و رد المختار ج ۳ صفحہ ۲۷۳ ۔ نیز حکم نمبر ۱/۴۵۴ کے حاشیہ د کا ۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [10] فقاع جَو اور کشمکش کا مشروب ۔ ماخوذ از منتہی الارب اردو ج ۲ صفحہ ۵۴۴ (مترجم) [11] نقیع التمر و الزبیب یعنی خشک کھجور اور خشک انگور پانی میں بھگو کر اس کا میٹھا پانی پینے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے ۔ نقیع التمر و نقیع الزبیب کے مزید احکام کے متعلق حکم نمبر ۹/۴۶۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [12] حکم نمبر ۳۱/۴۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع ومالا یقطع — الفصل الاول فیما یقطع ومالا	حوالہ
۴۶۹/۴-۳۴	ویقطع فی الدبس	كذا فی السراج الوهاج
۳۵	ولا قطع فی الطنبور والدف والمزمار وكل شيئ للملاهی	كذا فی السراج الوهاج
۳۶	لا قطع فی الطبل والبربط هذا اذا كان طبل لهو واما اذا كان طبل الغزاة فقد اختلف المشائخ فی وجوب القطع بسرقته اذا كان يساوی عشرة واختار الصدر الشهيد انه لا يجب القطع	كذا فی المحيط
	وهو الاقطع وفی الولوالجية وهو المختار	كذا فی النهر الفائق
۳۷	ولا يقطع فی الثريد والخبز	كذا فی السراج الوهاج
۳۸	فی نوادر ابی يوسف لا قطع فی الرب والجلاب	كذا فی العينی شرح الكنز
۳۹	ولو سرق ذمی من ذمی خمرا لم يقطع	كذا فی الايضاح
۴۰	ولا فی سرقة الشطرنج وان كان من ذهب والنرد كذلك	كذا فی المحيط
۴۱	ولا قطع فی سرقة المصحف وان كان عليه حلية تساوی الف درهم	كذا فی السراج الوهاج
۴۲	وكذا لا قطع فی كتب الفقه والنحو واللغة والشعر	كذا فی السراج الوهاج
۴۳	ولو سرق الجلد والاوراق قبل الكتابة يقطع	كذا فی محيط السرخسی
۴۴	ويقطع فی سرقة دفاتر الحساب	كذا فی المحيط
	المراد بذلك دفاتر قد مضى حسابها اما اذا لم يمض لم يقطع واما دفاتر التجار ففيها القطع لان المقصود الورق	كذا فی السراج الوهاج

لہ الدبس۔ کھجور اور شہد کا دوشاب۔ ماخوذ از منتہی الارب اردو ج ۱ ص ۱۲۳۱ اور دوشاب یعنی جس پر ایک دو شب گزر جائیں۔ ماخوذ از غیاث اللغات فارسی ص ۱۸۱ ملخصاً نیز حکم نمبر ۲۱/۴۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ طنبور یعنی ستار ماخوذ از المنجد اردو ص ۵۰۴ (مترجم) ۳ طبل یعنی ڈھول طبلہ نقارہ ماخوذ از منتہی الارب ج ۲ ص ۱۸۳ (مترجم) ۴ بربط۔ یعنی عود باجا۔ ماخوذ از منتہی الارب ج ۱ ص ۵۱۵ اور عود یعنی رباب ماخوذ از منتہی الارب ج ۲ ص ۴۱۴ (مترجم) ۵ جیسا کہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ غازیوں کے طبل کے لئے بھی زیادہ صحیح حکم یہی ہے کہ اس کی چوری میں قطع ید نہیں ہے اس لئے کہ اسمیں لھو کی صلاحیت کی وجہ سے شبہ جگہ پاتا ہے پس حد نہیں ہے ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۳ ص ۲۷۴ (مترجم) ۶ ثرید یعنی شوربہ میں چوری ہوئی روٹی۔ ماخوذ از منتہی الارب ج ۱ ص ۸۸۱ (مترجم) ۷ حکم نمبر ۸/۴۶۶ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ۸ رب یعنی گاڑھا شیرہ۔ ماخوذ از منتہی الارب ج ۱ ص ۱۳۲۶ (مترجم) ۹ ذمی شخص کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷/۱۸۱ نیز حکم نمبر ۳۰/۴۶۵، ۳۱، ۳۳/۴۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۱۰ جیسا کہ الجوہرۃ النیرۃ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ وہ ملاہی یعنی آلات کھیل ہیں۔ ماخوذ از الجوہرۃ النیرۃ ج ۲ ص ۲۵۸۔ اور شطرنج مشہور کھیل ہے۔ ماخوذ از منتہی

دفعات نمبر	دوسرا باب - جن چیزوں میں قطع ید ہے اور جن میں نہیں ہے / پہلی فصل - قطع ید کی حد کے قابل چیزیں	حوالہ
٢٦٩-٢٤-٣٤	دبس[1] (شہد یا کھجور سے میٹھا کیا ہوا مشروب) کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔	سراج وہاج
٣٥	طنبور[2] (یعنی ستار) دف، بانسری اور گانے بجانے کے تمام آلات کی چوری پر قطع ید کی حد لازم نہیں ہے۔	سراج وہاج
٣٦	(و) طبل[3] (یعنی ڈھول)، اور بربط[4] کی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہے اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب وہ کھیل کا طبل (یعنی ڈھول) ہو (ب) اور اگر وہ غازیوں کے لئے طبل (یعنی نقارہ) ہو تو اسکی چوری میں قطع ید کی حد واجب ہونے میں مشائخؒ کا اختلاف ہے جبکہ اس کی قیمت دس درہم بنتی ہو۔ صدر شہیدؒ نے یہ حکم اختیار کیا ہے کہ اس کی چوری میں (بھی) قطع ید کی حد واجب نہیں ہوتی۔ (ج) یہی (مذکورہ) حکم زیادہ صحیح ہے اور الولوالجیہ میں ہے کہ یہی مختار ہے[5]	محیط نہر فائق
٣٧	ثرید[6] اور ردی[7] کی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہے۔	سراج وہاج
٣٨	نوادر ابو یوسفؒ میں ہے کہ رب[8] (یعنی شیرہ) اور جلاب (یعنی گلاب) کی چوری میں (بھی) قطع ید کی حد نہیں ہے۔	عینی
٣٩	اگر کسی ذمی شخص نے ذمی کی شراب چوری کی تو اسپر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی[9]	ایضاح
٤٠	شطرنج خواہ سونے کا ہو اس کی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہے اور نرد کے لئے بھی یوں ہی حکم ہے[10]	محیط
٤١	قرآن مجید چوری کرنے پر قطع ید کی حد لازم نہیں ہے اگرچہ اسپر ہزار درہم قیمت کا زیور ہو[11]	سراج وہاج
٤٢	اسی طرح فقہ، نحو، لغت اور شعر کی کتابوں کی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں[12]	سراج وہاج
٤٣	اگر کسی شخص نے (خالی) جلد یا اوراق جن پر ابھی لکھا نہیں گیا، چوری کئے تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔	محیط سرخسی
٤٤	(و) حساب کے رجسٹروں کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ (ب) اور مذکورہ رجسٹروں سے مراد حساب کے وہ رجسٹر ہیں جن میں درج وہ حساب ہے جو گذر چکا اور اگر وہ ایسے رجسٹر ہیں جن میں درج حساب ابھی نہیں گذرا تو ان کی چوری میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی (ج) اور وہ رجسٹر جو تجارت پیشہ لوگوں کے (بغرض تجارت) ہوں تو ان کی چوری میں قطع ید کی حد ہے اسلئے ان میں مقصود وہ ورق ہیں[13]	محیط سراج وہاج

الاسباب ج ٢ ص ٣٥ اور نرد بھی ایک کھیل ہے اسے اردشیر بن بابک نے ایجاد کیا تھا اسے نرد شیر بھی کہا جاتا ہے ماخوذ از منتہی الارب ج ٢ فارسی ص ١٨٣٤ (مترجم) [11] جیساکہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ وہ پڑھنے کے لئے چرایا جاتا ہے اور وہ مال نہیں اور اس کی حفاظت مکتوب کی وجہ سے ہے اس جلد اور اوراق کی وجہ سے نہیں۔ اور اس پر لگا ہوا زیور اسکی ذیل میں ہے پس اس کا اعتبار نہیں۔ ماخوذ از ہدایہ ج ٢ ص ٢٦٨ (مترجم) [12] چنانچہ ہدایہ مع حاشیہ میں ہے کہ (لکھے ہوئے) رجسٹر اور کاپیاں خواہ ان میں تفسیر یا حدیث یا فقہ لکھی ہو ان کی چوری میں لکھا ہوا مضمون مقصود ہوتا ہے اور وہ مال نہیں ہے پس قطع ید لازم نہیں ہے۔ اور حساب کے رجسٹروں میں لکھا ہوا مضمون تو مقصود نہیں ہوتا بس ان میں وہ کاغذ مقصود ہوں گے اور کاغذ مال ہے پس قطع ید کی حد لازم ہوگی۔ ماخوذ از ہدایہ ج ٢ ص ٢٦٩۔ نیز حکم نمبر ٤٣، ٤٤ / ٢٦٩ ملاحظہ ہوں (مترجم) [13] جیساکہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ گذرے ہوئے حساب سے مراد یہ ہے کہ اب کسی کو اس حساب سے تعلق نہیں اور اب وہ محض کاغذ کی حیثیت سے باقی ہیں۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ٣ ص ٢٧٥۔ نیز حکم نمبر ١٢، ٤٣، ٤٤ / ٢٦٩ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع ومالا یقطع — الفصل الاول - فیما یقطع ومالا	حوالہ
۴۶۹-۴۵	ولا قطع فی قصب النشاب ولو اتخذہ نشابا ثم سرقه قطع	کذا فی الذخیرة
۴۶	لا قطع فی صلیب الذهب والفضة وکذا الصنم من الذهب والفضة	کذا فی الجوهرة النیرة
۴۷	واما الدراهم التی علیها التماثیل فانه یقطع فیها لانها لیست معدة للعبادة	کذا فی الجوهرة النیرة
۴۸	ویقطع فی الزعفران والورس والعنبر والوسمة والکتم	کذا فی العتابیة
۴۹	ولا یقطع بعبد کبیر ای ممیز یعبر عن نفسه ولو نائما او مجنونا او عجمیا لانه لیس سرقة بل اما غصب او خداع	کذا فی النهر الفائق
۵۰	ویقطع فی سرقة العبد الصغیر الذی لیس بممیز ولا معبر عن نفسه بالاجماع	کذا فی فتح القدیر
۵۱	فی المنتقی اذا سرق عبدا صغیرا قیمته خمسة دراهم وفی اذنه لؤلؤة تساوی خمسة دراهم قطعته	کذا فی المحیط
۵۲	من کان له علی غریمه عشرة دراهم فسرق من بیته مثلها ان کان دینه حالا لم یقطع وان کان مؤجلا فالقیاس ان یقطع وفی الاستحسان لا یقطع ولا فرق بین ان یکون الذی اخذہ بقدر ماله او اکثر او اقل وان سرق منه عروضا تساوی عشرة	

سے ۱ النشاب یعنی تیر۔ ماخوذ از المنجد اردو صفحہ ۱۲۷۷۔ نیز حکم نمبر ۱/۴۶۹ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) سے ۲ ورس۔ ایک گھاس ہے جو رنگائی کے کام آتا ہے۔ ماخوذ از المنجد اردو صفحہ ۱۳۶۰ (مترجم) سے ۳ وسمہ یعنی نیل کے درخت کے پتے جن سے خضاب تیار کیا جاتا ہے ماخوذ از المنجد اردو صفحہ ۱۳۶۸ (مترجم) سے ۴ کتم ایک گھاس ہے جس سے خضاب تیار کیا جاتا ہے اور اس کی جڑ کو جوش دے کر لکھنے کی روشنائی بنائی جاتی ہے۔ ماخوذ از منتہی الارب ج ۲ صفحہ ۷۳۸ (مترجم) سے ۵ عجمی یعنی غیر عرب لوگ ماخوذ از المنجد اردو صفحہ ۱۱۰ (مترجم) سے ۶ جیساکہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ بڑے غلام سے مراد وہ ہے جو امتیاز کر سکتا اور اپنے متعلق بیان کر سکتا ہے خواہ بالغ ہو یا بچہ ہو نیز لکھا ہے کہ نابینا غلام کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۷۵ اور چھوٹے غلام کے چوری کئے جانے کے متعلق حکم نمبر ۵۰، ۵۱/۴۶۹ اور آزاد بچہ چوری کئے جانے کے متعلق حکم نمبر ۶۳/۴۶۹، ۳۰، ۳۱/۴۷۰ ملاحظہ ہوں نیز حکم نمبر ۲۰/۴۶۷

دفعات نمبر	دوسرا باب - جن چیزوں میں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں ہے — پہلی فصل قطع ید کی حد کے قابل چیزیں	حوالہ
۴۶۹-۴۵	تیروں کی ڈنڈیوں (یعنی کانوں) کی چوری میں قطع ید کی حد نہیں ہے اور اگر اس سے[1] تیر بنا لیا تھا پھر چور نے انہیں چوری کر لیا تو اس میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔	ذخیرہ
۴۶	(ا) سونے یا چاندی کی بنی ہوئی صلیب کی چوری میں قطع ید کی حد نہیں ہے (ب) اسی طرح سونے یا چاندی کے بت کی چوری کے متعلق بھی یہی حکم ہے (یعنی اسمیں قطع ید کی حد نہیں ہے)	جوہرہ نیرہ
۴۷	اور جن درہموں پر تصاویر ہوں ان کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ کیونکہ وہ اس لئے تیار نہیں کی گئیں کہ ان کی عبادت کی جائے۔	جوہرہ نیرہ
۴۸	زعفران، ورس[2] بوٹی، عنبر، وسمہ[3] اور کتم[4] بوٹی کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔	عتابیہ
۴۹	ایسا غلام جو بڑا ہو یعنی برائی بھلائی کی تمیز رکھتا ہو۔ اپنے متعلق بیان کر سکتا ہو اس کو چوری کر لینے پر قطع ید کی حد لازم نہیں ہے۔ خواہ وہ اس وقت سویا ہوا تھا یا وہ پاگل ہو یا وہ عجمی ہو[5] اس لئے کہ وہ چوری نہیں بلکہ چھیننا ہے یا دھوکہ فریب سے لے جانا ہے[6]	نہر فائق
۵۰	ایسا چھوٹا غلام جو برائی بھلائی کی تمیز نہ رکھتا ہو اور اپنے متعلق بیان کر سکتا ہو تو اس کو چوری کرنے والے پر بالاجماع قطع ید کی حد لگائی جائے گی[7]	فتح قدیر
۵۱	المنتقی میں ہے کہ جب ایسا چھوٹا[8] غلام چوری کیا گیا جس کی قیمت پانچ درہم ہے۔ اور اس کے کان میں، پانچ درہم کا موتی ہے تو میں اس چور کے لئے قطع ید کی حد کا حکم دوں گا۔	محیط
۵۲	جس شخص نے اپنے مقروض سے دس درہم لینے تھے اس نے اپنے مقرض کے گھر سے (ا) اسکی مثل (یعنی اس جیسے) درہم چوری کر لئے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر اس کا قرض ایسا تھا کہ اسے فی الحال ادا ہونا چاہیئے تھا۔ تو اس چوری میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی (۲) اور اگر وہ قرض ایسا تھا کہ اسے بعد میں ادا ہونا تھا (یعنی میعادی تھا) تو ازروئے قیاس حکم یہ ہے کہ اس چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور ازروئے استحسان حکم یہ ہے کہ اس چوری میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی[9] (۳) اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس نے جو درہم مقروض سے چوری کئے وہ (اس قرض کے) مال کی مقدار جتنے لئے ہیں یا اس سے زیادہ لئے ہیں[10] یا اس سے کم لئے ہیں (ب) اور اگر اس نے مقروض کا سامان چوری کر لیا جس کی قیمت دس درہم بنتی ہے تو اس چوری میں قطع ید کی حد لازم ہے[11]۔ اور اگر اس نے یہ کہا کہ میں	

ملاحظہ ہو (مترجم)، [7] اور بڑے غلام کی چوری کے متعلق حکم نمبر ۴۱/۴۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم)، [8] حکم نمبر ۴۹/۴۶۹ ۵۰۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [9] جیساکہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ میعاد، مطالبہ میں تاخیر کے لئے ہے مگر دائن کا حق ثابت پس شبہ جگہ پاتا ہے (لہذا حد لازم نہ ہوگی)، ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۳ صفحہ ۲۸۶ (مترجم)، [10] جیساکہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اگر اس چور نے اپنے قرضہ کے حق سے زیادہ چوری کی تب بھی قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اس لئے کہ وہ بمقدار حق اس میں شریک ہے (اور اس سے شبہ جگہ پاتا ہے) ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صفحہ ۲۷۱ (مترجم)، [11] جیساکہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ نقدین (یعنی دراہم و دنانیر) تو حکماً ایک جنس قرار پاتی ہیں مگر سامان اور زیور کے لئے یہ حکم نہیں ہے پس (مذکورہ صورت میں) قطع ید کی حد لازم ہوگی۔ لیکن اگر (اس صورت میں) وہ چور بطور رہن لینے یا اپنے حق کی ادائیگی میں لینے کا دعوی کرے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی)، ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۳ صفحہ ۲۸۶، صفحہ ۲۷۷ (مترجم)

دفعات نمبر	الباب الثانی فیما یقطع ومالا یقطع — الفصل الاول - فیما یقطع ومالا	حوالہ
٤٦٩ -	قطع واما اذا قال اخذته رهنا بحقی او قضاء بحقی وصرح بذلك درئ عنه الحد بالاجماع وان أخذ صنفا من الدراهم اجود من حقه أو أردأ لم يقطع	کذا فی السراج الوهاج
	وان سرق من خلاف جنس حقه نقدا لا يقطع فی الصحيح	هکذا فی التبیین
	وان سرق حليا من فضة وعليه دراهم او حليا من ذهب وعليه دنانير فانه يقطع وان كان المتاع او الحلی قد استهلكه السارق فوجب عليه قيمته وهو مثل الذی عليه من الدين فانه يقطع ايضا	کذا فی السراج الوهاج
٥٣	ولو سرق المكاتب او العبد من غريم المولى قطع الا ان يكون المولى وكلهما بالقبض فحينئذ لا يجب القطع ولو سرق من غريم ابيه او غريم ولده الكبير او غريم مكاتبه قطع ولو سرق من غريم ابنه الصغير لا يقطع	کذا فی غایة البیان
	لو سرق من غريم عبده المأذون الذی عليه دين قطع وان لم يكن على العبد دين فالملك فيه له فلا يقطع فيه اذا كان من جنس حقه	کذا فی الایضاح
٥٤	اذا وقعت السرقة على شيئين احدهما ما يجب القطع فيه والآخر ما لا يجب فيه الاصل ان ما هو المقصود بالسرقة اذا كان مما يجب فيه القطع ويبلغ نصابا يقطع بالاجماع وان كان ما هو المقصود بالسرقة	

ے حکم نمبر $\frac{٥٢ ب}{٤٦٩}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ے حکم نمبر $\frac{٥٢ ب}{٤٦٩}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ے غالبا اس لئے کہ اس صورت میں وہ قیمت اپنے مساوی قرض کے بدلہ میں آگئی اور اس نے وہ قیمت ادا نہیں کی پس وہ ضمان نہ قرار پائے گی اور پھر قطع ید کی حد لازم ہو سکے گی۔ واللہ اعلم بالصواب - حکم نمبر $\frac{٣٥ و}{٤٧١}$ مع حاشیہ $\frac{١٠}{٢٧٢}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) ے مکاتب غلام کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{١٠}{٢٠٨}$، $\frac{٢}{٢٢٣}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ے جیسا کہ البحر الرائق میں ہے اور لکھا ہے کہ آقا کی طرف سے مکاتب یا غلام کو وصولی کا وکیل بنانے سے انہیں اس قرض کی وصولی کا حق مل جاتا ہے (پس قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی) ماخوذ از البحر الرائق ج ٥ صفحہ ٥٦ اس صورت میں یہ حکم ہے اور بالعموم قاعدہ مندرجہ حکم نمبر $\frac{٤٩}{٤٧٠}$ ملاحظہ ہو - نیز حکم نمبر $\frac{٥٢، ٥٣ ب}{٤٦٩}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - جن چیزوں میں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں ہے پہلی فصل - قطع ید کی حد کے قابل چیزیں	حوالہ
۴۶۹ -	نے جو (سامان) چوری کیا ہے وہ میں نے اپنے قرض کے حق کے لئے بطور رہن لیا ہے یا اپنے حق کی ادائیگی میں لیا ہے اور اس نے اسکی تصریح کی تو اس صورت میں اس سے چوری کی حد بالاجماع ہٹادی جائے گی (ج) اور اگر اس نے (مقروض کے گھر سے) اپنے حق کے درہموں سے عمدہ یا ان سے ردی درہم لئے تو اس چوری میں (بھی) قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔	سراج وہاج
	(د) اور اگر (مذکورہ صورت میں) قرض خواہ نے (اپنے مقروض سے) اپنے حق کی نقدی کی جنس کے خلاف (جنس کی) نقدی چوری کی تو صحیح حکم کے بموجب اس میں (بھی) قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [1]۔	تبیین
	(س) اور اگر (مذکورہ صورت میں) قرض خواہ نے (اپنے مقروض سے) چاندی کا زیور چوری کر لیا حالانکہ مقروض پر درہموں کا قرضہ ہے یا قرض خواہ نے (اپنے مقروض سے) سونے کا زیور چوری کر لیا حالانکہ مقروض پر دینار کا قرضہ ہے تو (اس صورت میں اس چوری پر) قطع ید کی حد [2] لگائی جائے گی اور اگر اس چور نے (چوری کردہ) اس سامان یا زیور کو تلف کر دیا اور اس پر اسکی قیمت لازم ہوئی اور وہ قیمت مقروض پر قرضہ جتنی بنتی ہے تو اس صورت میں بھی اس چوری پر قطع ید کی حد لگائی جائیگی [3]۔	سراج وہاج
۵۳	(و) اگر کسی مکاتب [4] غلام نے یا غلام نے اپنے آقا کے مقروض کی چوری کی تو اس میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی [5]۔ لیکن اگر آقا نے انہیں مال وصول کرنے کا وکیل بنا رکھا ہو تو (اس صورت میں اس چوری پر) قطع ید کی حد واجب نہ ہوگی۔	
	(ب) اگر کسی شخص نے اپنے باپ کے مقروض یا اپنے بالغ بیٹے کے مقروض یا اپنے مکاتب غلام کے مقروض کی چوری کی تو اس میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی [6]۔	
	(ج) اگر کسی شخص نے اپنے نابالغ بیٹے کے مقروض کی چوری کی تو اس میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [7]۔	غایۃ البیان
	(د) اگر کسی شخص نے اپنے ماذون مقروض غلام کے مقروض کی چوری کی تو اس چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ اور اگر وہ ماذون غلام مقروض نہ تھا تو چونکہ اس کے اس قرض کی ملکیت آقا کی ہے پس اس چوری میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی بشرطیکہ چوری کا مال اس کے حق والے مال کی جنس سے ہو [8]۔	ایضاح
۵۴	جب چوری کا ارتکاب ایسی دو چیزوں میں واقع ہوا جنہیں سے ایک ایسی ہے جس کی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہوتی۔ اور دوسری ایسی ہے جس کی چوری میں قطع ید کی حد لازم ہوتی ہے تو (اس کے حکم کے متعلق) قاعدہ یہ ہے کہ اگر چوری میں جو چیز لینا مقصود ہو وہ ایسی ہو کہ اس کی چوری میں قطع ید کی حد لازم ہوتی ہے اور وہ چوری کے نصاب کو پہنچتی ہو تو اس چوری میں بالاجماع قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ اور اگر چوری میں جو چیز لینا مقصود ہو وہ ایسی ہو	

[6] جیسا کہ الجوہرۃ النیرۃ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ ان قرضوں کے قبض کرنے کا حق اسے نہیں ہے (بلکہ اسکے غیر کا حق ہے) ماخوذ از الجوہرۃ النیرۃ ج ۲ صفحہ ۲۶۰ وھکذا فی الدر المختار ورد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۷۷۔ نیز حکم نمبر ۵۲، ۵۳ و ۴۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] جیسا کہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس صورت میں اس کو قرض وصول کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ پس اس چوری میں اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۷۷۔ نیز حکم نمبر ۵۲، ۵۳ / ۴۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) [8] حکم نمبر ۵۲، ۵۳ / ۴۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)

حوالہ	الباب الثانی فیما یقطع ومالا یقطع — الفصل الاول - فیما یقطع ومالا یقطع	دفعات شق نمبر
کذا فی المحیط	فما لا قطع فیہ لا یقطع وان کان معہ غیرہ مما یقطع فیہ ویبلغ نصابا وھذا قول ابی حنیفہؒ ومحمدؒ	۴/۲۶۹
کذا فی السراج الوہاج	ولو سرق اناء فضة قیمتہ مائة وفیہ نبیذ او طعام لا یبقی او لبن لا یقطع وانما ینظر الی ما فی الاناء	۵۵
کذا فی السراج الوہاج	ولا قطع علی سارق الصبی الحر وان کان علیہ حلیة وھذا قولھما وقال ابو یوسفؒ یقطع اذا کان علیہ حلیة وھو نصاب والخلاف فی الصبی الذی لا یمشی ولا یتکلم کیلا یکون فی ید نفسہ اما اذا کان یتکلم ویمشی فلا قطع علی سارقہ بالاجماع وان کان علیہ حلیة کثیرة	۵۶
کذا فی الذخیرة	فی المنتقی اذا سرق کلبا فی عنقہ طوق قیمتہ مائة درھم لم اقطعہ وان سرق حمارا قیمتہ تسعة وعلیہ اکاف قیمتہ درھم قطع وان سرق کوزا فیہ عسل قیمة الکوز تسعة دراھم وقیمة العسل درھم قطع	۵۷
کذا فی الذخیرة	وفی الاصل اذا سرق خابیة من خمر والظرف یساوی عشرة فلا قطع قال شمس الائمة السرخسیؒ فی شرحہ اذا شرب الخمر فی الحرز ثم اخرج الظرف والظرف مما یقطع فی سرقتہ قطع	۵۸
کذا فی الغیاثیة	سرق قمقمة وفیھا ماء یساوی عشرة لا یقطع ولو شرب الماء الذی فی الاناء فی الدار ثم اخرجہ فارغا قطع	۵۹

۱؎ اس کی مثال حکم نمبر ۵۵/۲۶۹ میں ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۵۴/۲۶۹ میں قاعدہ ملاحظہ ہو اور طعام اور دودھ کے متعلق حکم نمبر ۱۲/۲۶۹ مع پہلا حاشیہ اور حکم نمبر ۸/۲۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ جیسا کہ ہدایہ مع حاشیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ آزاد بچہ مال نہیں ہے اور اسپر زیور اس کی ذیل میں ہے اور حاشیہ میں ہے کہ اگر چور کا مقصود بچہ کا زیور چرانا ہوتا تو وہ زیور لیکر بچہ چھوڑ دیتا۔ ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۲ صفحہ ۲۲۸۔ نیز حکم نمبر ۱/۲۲۸، ۵۴/۲۶۹، ۱/۲۵۴ کے حاشیہ د کا ۲ ملاحظہ ہوں اور غلام بچہ کی چوری کی صورت میں حکم نمبر ۵۱، ۲، ۴۱/۲۶۹

دفعات نمبر	دوسرا باب - جن چیزوں میں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں ہے — پہلی فصل - قطع ید کی حد کے قابل چیزیں	حوالہ
۴۶۶	کہ اس کی چوری میں قطع ید کی حد نہیں لگائی جاتی تو اس چوری میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اگرچہ اسکے ساتھ (چوری شدہ) ایسی چیز بھی ہو جس کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی جاتی ہے اور وہ چوری کے نصاب کو پہنچتی ہو یہ حکم امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب ہے [1]	محیط
۵۵	اگر کسی شخص نے چاندی کا ایسا برتن چوری کیا جس کی قیمت سو درہم ہے اور اس میں مشروب یا طعام ہے جو (زیادہ دیر) باقی نہیں رہ سکتا یا اس میں دودھ ہے تو اس چوری میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی (اور) اس چیز کو ملحوظ رکھا جائے گا جو برتن میں ہے [2]	سراج وہاج
۵۶	(و) وہ چور جس نے آزاد بچہ چوری کیا اسپر قطع ید کی حد نہیں ہے اگرچہ اس بچے پر زیور ہو یہ حکم امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب ہے اور امام ابو یوسفؒ کا قول یہ ہے کہ اس چور کو قطع ید کی حد لگائی جائیگی بشرطیکہ اس بچہ پر زیور ہو جو کہ چوری کا نصاب بنتا ہو اور مذکورہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ وہ بچہ چل نہ سکتا ہو اور نہ کلام کر سکتا ہو تاکہ وہ (زیور) اس کے اپنے قبضہ میں نہ قرار پاتا ہو۔ (ب) اگر وہ بچہ کلام کرتا ہو اور چل سکتا ہو تو اس کے چور پر بالاجماع قطع ید کی حد لازم نہیں ہے اگرچہ اس پر زیور کثیر ہو [3]	سراج وہاج
۵۷	المنتقی میں ہے (و) جب کسی شخص نے ایسا کتا چوری کیا جس کی گردن میں ایسا پٹہ ہے جس کی قیمت سو درہم ہے تو میں اس چور پر قطع ید کی حد کا حکم نہ دوں گا [4] (ب) اور اگر کسی شخص نے گدھا چوری کیا جس کی قیمت نو درہم ہے اور اسپر پالان (یعنی جھول) ہو جس کی قیمت ایک درہم ہے تو اس چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ (ج) اور اگر کسی شخص نے ایک ایسا کوزہ چوری کیا جس میں شہد ہے اس کوزہ کی قیمت نو درہم اور اس شہد کی قیمت ایک درہم ہے تو اس چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی [5]	ذخیرہ
۵۸	(و) الاصل میں مذکور ہے کہ جب کسی شخص نے شراب کا مٹکا چوری کیا اور اس برتن کی قیمت دس درہم بنتی ہے تو اس چوری میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [6] (ب) اور شمس الائمۃ السرخسیؒ نے اپنی شرح میں لکھا ہے کہ جب کسی چور نے اس محفوظ جگہ میں (برتن سے) شراب پی لی پھر اس برتن کو وہاں سے چرا لایا اور وہ برتن ایسا ہے کہ اس کی چوری میں قطع کی حد لگائی جا سکتی ہے تو (چوری کی اس مذکورہ صورت میں) قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔	ذخیرہ
۵۹	(و) کسی شخص نے (کسی گھر سے) ایسا گھڑا چوری کیا جس میں پانی ہے اور اس (گھڑے) کی قیمت دس درہم بنتی ہے تو اس چوری میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [7] (ب) اور اگر اس نے وہ پانی جو اس برتن میں ہے اس گھر میں پی لیا پھر اسے خالی چرا لایا تو (اس صورت میں) اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔	غیاثیہ

[1] ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] ... ملاحظہ ہو اور اگر برتن میں طعام ہو تو ان کے حکم کے متعلق ۲۰/۴۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۵۴۰۱/۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] حکم نمبر ۵۴۰۳۲/۴۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] حکم نمبر ۲۱/۴۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] حکم نمبر ۵۴۰۳۱/۴۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع ومالا یقطع الفصل الاول - فیما یقطع ومالا	حوالہ
۴۶۹-۶۰	قال القدوری[1] اذا سرق مندیلا فیہ صرۃ دراھم فعلیہ القطع یرید بہ المندیل الذی یشد فیہ الدراھم عادۃ	کذا فی المحیط
۶۱	ولو سرق ثوبالا یساوی عشرۃ دراھم ووجد فی جیبہ عشرۃ دراھم مضروبۃ ولم یعلم بھا لم اقطعہ وان کان یعلم بھا فعلیہ القطع ولو سرق جرابا[2] فیہ مال اوجوالقا[3] فیہ مال اوکیسا فیہ مال قطع	کذا فی المبسوط
۶۲	ولو سرق فسطاطا ان کان منصوبا لا یقطع[4] وان کان ملفوفا یقطع	کذا فی السراج الوھاج
۶۳	لا قطع علی خائن[5] ولا خائنۃ ولا منتھب ولا مختلس	کذا فی الھدایۃ
۶۴	لا قطع علی النباش ھذا عند ابی حنیفۃ رح ومحمد رح	کذا فی الھدایۃ
۶۵	ولو سرق من القبر دراھم او دنانیر او شیاء غیر الکفن لم یقطع بالاجماع	کذا فی السراج الوھاج
۶۶	اختلف مشائخنا فیما اذا کان القبر فی بیت مقفل والاصح انہ لا یقطع سواء نبش الکفن او سرق مالا آخر من ذلک البیت وکذا اذا سرق الکفن من تابوت فی القافلۃ لا یقطع فی الاصح	کذا فی الکافی

[1] غالباً اسلئے کہ اس صورت میں چورنے اس چیز کو تافہ یعنی معمولی ناقابل حد چیز سمجھکر اٹھایا اور اس عذر سے اس سے حد دور ہوگئی۔ اور تافہ یعنی معمولی چیز کے مفہوم کے متعلق حکم ۱/۴۶۹ مع حاشیہ نیز ۱/۴۶۸ کے چھٹے حاشیہ کا ملاحظہ ہو (مترجم) [2] جراب یعنی برتن غلاف ماخوذ از منتہی الارب اردو ج ۱ ص ۹۲۲۔ جراب یعنی چمڑے کا برتن۔ ماخوذ از المنجد اردو ص ۱۶۹۔ اور ان صورتوں میں حرز (یعنی مال محفوظ شدہ) ہونے کے متعلق حکم نمبر ص ۴۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] رد المحتار میں ہے کہ اَلْجُوَالِقُ، اَلْجُوَالِقُ معروف برتن جسکا منہ بند ہوسکے، ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۸۳ اور منتہی الارب میں ہے کہ اَلْجُوَالِقُ اون سے بنی ہوئی پوشش۔ ماخوذ از منتہی الارب اردو ج ۱ ص ۹۲۴، بیچھے کی بوری (مترجم) [4] جیسا کہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ لگے ہوئے خیمہ کی چوری میں قطع ید کی حد اس لئے نہیں ہے کہ وہ محفوظ شدہ قرار نہیں پاتا بلکہ جو کچھ اسکے اندر رکھا ہے اسکی حفاظت اس خیمہ کے ذریعہ ہے اسی لئے خیمہ کے اندر سے چوری پر قطع ید ہے مگر لگے ہوئے خیمہ کی چوری پر قطع ید کی حد نہیں ہے۔ اور اگر وہ خیمہ لپٹا ہوا ہو یا کسی دوسرے خیمہ میں ہو یا محفوظ مکان میں ہو یا اسپر حفاظت کنندہ موجود ہو تو اس کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی جلئے گی۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۸۳ تا ۲۸۴ (مترجم) [5] چنانچہ خیانت کے متعلق درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۷۶ میں ہے کہ خیانت کرنا یعنی جو امانت اسکے قبضہ میں ہے اس میں خیانت کرکے لے لینا اور اسمیں چوری کی حد اسلئے لازم نہیں کہ حرز متحقق نہیں الخ۔ اور حرز کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۰۹ ملاحظہ ہوں۔ اور النھب کے متعلق المنجد اردو ص ۱۳۲۴ میں ہے کہ النَّھْبُ النُّھْبَۃ والنُّھْبَی یعنی لوٹ، غنیمت اور جملہ الخ۔ نھب لٹانے کے معنی میں ہونے کے متعلق فتاوی عالمگیری

دفعات و شق نمبر	دوسرا باب - جن چیزوں میں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں ہے پہلی فصل - قطع ید کی حد کے قابل چیزیں	حوالہ
۴۶۹-۶۰	قدوریؒ نے کہا ہے کہ جب کسی شخص نے ایسا مندیل (یعنی رومال) چوری کیا جس میں درہموں کی تھیلی ہے تو اس پر قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ اور اس سے مراد ایسا مندیل ہے جس میں عادۃً درہم باندھے جاتے ہیں (اور مسروقہ مال نصاب کو پہنچا ہو)۔	محیط
۶۱	(ا) اگر کسی شخص نے (محفوظ جگہ سے) ایسا کپڑا چوری کیا جس کی قیمت دس درہم نہیں بنتی اور اس کپڑے کی جیب میں دس درہم مضروبہ موجود تھے مگر چور کو اس کا علم نہ ہوا تو میں اس صورت میں اسے قطع ید کی حد کا حکم نہ دوں گا[1] اور اگر وہ چور ان درہموں کے متعلق جانتا تھا تو اس پر قطع ید کی حد لگائی جائے گی (ب) اگر کسی شخص نے (مذکورہ صورت میں) ایسا جراب[2] چوری کیا جس میں مال تھا یا ایسا برتن[3] (یا بوری کو) چوری کیا جس میں مال تھا یا ایسی تھیلی (یا بٹوا کی) چوری کی جس میں مال تھا تو (چور کو اس مال کا علم تھا یا نہ) اس چوری پر قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔	مبسوط
۶۲	کسی شخص نے بڑا خیمہ چوری کیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ خیمہ نصب شدہ (یعنی لگا ہوا) تھا اور اس نے چوری کیا تو اس میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی (ب) اور اگر وہ لپٹا ہوا تھا (یعنی لگا ہوا نہ تھا) تو اسکی چوری پر قطع ید کی حد لگائی جائے گی[4]	سراج وہاج
۶۳	جس مرد یا عورت نے خیانت کر کے مال لیا یا کسی نے لوٹ کر مال لیا یا کسی نے جھپٹا مار کر مال چھین لیا تو ان صورتوں میں اسپر قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی[5]	ہدایہ
۶۴	نباش[6] (یعنی کفن چور) پر بھی قطع ید کی حد نہ لگائی جائیگی یہ حکم امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں ہے۔	ہدایہ
۶۵	اگر کسی نے قبر میں سے درہم یا دینار یا کفن کے علاوہ کوئی اور چیز چوری کی تو اس سے قطع ید کی حد بالاجماع نہ لگائی جائیگی	سراج وہاج
۶۶	(ا) جب کوئی قبر تالا لگے ہوئے کمرے میں ہو تو وہاں سے چوری کے حکم کے متعلق ہمارے مشائخؒ میں اختلاف ہے زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ (اس چوری میں) قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ خواہ چور نے (قبر کھود کر) کفن چرایا یا اس کمرے سے کوئی اور مال چوری کیا[7] (ب) اسی طرح اگر کسی چور نے قافلہ میں کسی تابوت سے کفن چرالیا تو زیادہ صحیح کے بموجب اس کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔	کافی

عربی جلد ۵ بحث ۴۹، باب ۲ ص ۳۲۵ میں ہے کہ اگر کوئی شخص (کوئی چیز مثلاً) مٹھائی یا درہم رنگین یا کہے کہ جو چاہے لے یا یوں کہے کہ "اسمیں سے جو کوئی لے لے وہ اسی کا ہے" تو یوں لٹانا جائز ہے اور کسی کیلئے جو لے لیا وہ اسکا مالک ہے اور ولیمہ یا نکاح کی تقریب میں مٹھائی یا درہم بکھیرنا بھی جائز ہے الخ۔ اور نہب لوٹ ڈالنے کے معنی میں ہونے کے متعلق اور اختلاس یعنی اچک لیجانے کے متعلق جوہرہ نیرہ ج ۲ ص ۲۵۹ میں ہے کہ انتہاب یعنی اعلانیہ اور غلبہ کیساتھ لینا اور اختلاس یعنی مالک کی غفلت میں کوئی مال جھپٹ کر یا اچک لیجانا ہے الخ اور یوں ہی درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۰۶ میں ہے اور لکھا ہے کہ چونکہ لوٹ ڈالنے اور اختلاس میں خفیۃ لینا نہیں ہوتا لہذا ان میں چوری کی حد لازم نہیں ہوتی الخ اور اگر اعلانیہ اور قابل مقابلہ شوکت غلبہ اور قوت کے ساتھ حملہ آور ہو کر کسی بے مال لینے کا قصد کیا جائے تو شہر سے باہر واقع ہونے کی صورت میں قطع الطریق حقیقی قرار پانے اور شہر کے اندر واقع ہونے کی صورت میں امام ابو یوسفؒ کے قول کے بموجب قطع الطریق حکمی قرار پانے کے متعلق حکم نمبر ۲/۲۶۴ مع حواشی ملاحظہ ہو۔ اور غصب یعنی چھین لینے کے متعلق احکام فتاوی عالمگیری عربی جلد ۵ بحث ۴۲ ص ۱۱۹ میں ہیں اور درمختار مصری رد المحتار ج ۳ ص ۲۳۸ میں ہے کہ اگر کسی کو لقطہ یعنی گری پڑی چیز ملے اور پھر اس سے کوئی شخص چوری کرلے تو اس چوری میں بھی چوری کی حد لازم نہیں ہوتی الخ۔ نیز حکم نمبر ۱/۳۶۸ کا حاشیہ ۳ ہو حکم نمبر ۱/۲۵۴ کے حاشیہ کا نمبر ۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] جیسا کہ البحر الرائق میں ہے اور لکھا ہے کہ النباش وہ شخص ہے جو مردوں کے دفن کے بعد انکے کفن چوری کرے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۵۵

[7] جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اگر قبر مقفل کمرہ میں ہو تو بھی زیادہ صحیح حکم کے بموجب کفن چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہے۔ اور اگر قبر میں کفن کے علاوہ کپڑا ہو تو اس میں بھی قطع ید کی حد نہیں ہے، اور اگر کسی شخص نے اس کمرے سے چوری کی جسمیں قبر ہے یا میت ہے تو اس میں بھی قطع ید کی حد نہیں ہے اسلئے کہ قبر کی زیارت کیلئے میت کی تجہیز کیلئے اور عادۃً وہاں داخلہ کی اجازت ہوتی ہے۔ اور لکھا ہے کہ قبر اور میت سے حرز (یعنی اس جگہ کا محفوظ جگہ قرار پانا) باطل ہے۔ اسلئے کہ میت اپنی حفاظت نہیں کرتا اور صحرا محفوظ جگہ نہیں ہے نیز لکھا ہے کہ اگر کسی کو کفن چوری کی عادت ہو جائے تو اسے سیاستہً قطع ید کی سزا دی جا سکتی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ صحرا محفوظ جگہ قرار نہیں پاتی حتیٰ کہ اگر کسی نے صحرا میں مال دفن کیا پھر وہاں سے کسی نے چوری کر لیا تو اس چوری پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ اور اسکے متعلق تین منلاعج حد کا حکم ضعیف ہے یہ مقدسی نے بیان کیا ہے ماخوذ از درمختار و رد المحتار۔

دفعات شق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وما لا یقطع - الفصل الاول - فیما یقطع وما لا	حوالہ
۴۶۹-۶۷	ولو سرق ما اشتراہ[۱] من ید البائع فی مدۃ الخیار فلا قطع علیہ	کذا فی السراج الوہاج
۶۸	ولو اوصی لہ بشیئ فسرقہ قبل موت الموصی قطع وان سرقہ بعد موت الموصی وقبل القبول لم یقطع	کذا فی السراج الوہاج
۶۹	ولا قطع علی من سرق من الغنائم ولا علی من سرق من بیت مال المسلمین حرا کان او عبدا	کذا فی النہایۃ
۷۰	ولا یقطع فی مال للسارق فیہ شرکۃ	کذا فی التبیین
۷۱	واذا قطعت ید السارق ورد المتاع الی صاحبہ ثم سرقہ مرۃ اخری لم یقطع عندنا استحسانا	کذا فی المبسوط
۷۲	وکذا لو سرقہ منہ سارق آخر لم یکن لہ ولا لرب المال ان یقطع السارق الثانی	کذا فی محیط السرخسی
۷۳	الاصل انہ اذا لم تتبدل العین وکان بحالہ لا یقطع ثانیا عندنا وان تبدلت عینہ قطع کما لو کان قطنا فصار غزلا او کان غزلا فصار ثوبا فانہ یقطع بالاجماع	کذا فی شرح الطحاوی

۱ـ جیسا کہ در مختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ مال عامہ یعنی مسلمانوں کے بیت المال سے چوری پر قطع ید کی حد اس لئے نہیں کہ وہ مال تمام مسلمانوں کا ہے اور یہ بھی ان میں سے ہے بوقت احتیاج اس میں اس کا بھی حق ہے۔ پس شبہ جگہ پاتا ہے اور اس سے حد کا لازم ہونا ہٹ جاتا ہے نیز لکھا ہے کہ مال غنیمت سے چوری کرنے والے پر بھی حد نہیں اس لئے اگر وہ اس لشکر سے ہے تو اس میں اس کا حصہ ہے اور ایسا نہیں ہے تو چونکہ مال غنیمت کا خمس عام ضرورتمندوں کے لئے مال العامہ ہے اور مال العامہ سے چوری پر حد نہیں ہوتی اس لئے کہ ضرورت کے وقت وہ اس میں حقدار ہے پس شبہ جگہ پاتا ہے لہذا حد لازم نہیں ہے۔ ماخوذ از در مختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۷۶، ص ۲۷۹ اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۳۰/۴۶۴ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۶۳/۴۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم)

۲ـ جیسا کہ در مختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ مشترک مال یعنی وہ مال جسکے پاس ہے اور جس نے چوری کی ہے ان میں مشترک ہے۔ ماخوذ از در مختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۷۶ اور جیسا کہ الجوہرۃ النیرہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ بعض مال میں اس کی ملکیت کے ثبوت سے شبہ جگہ پاتا ہے۔ پس حد لازم نہ ہوگی۔ ماخوذ از الجوہرۃ النیرہ ص ۲۵۹/۲۷ (مترجم)

۳ـ حکم نمبر ۷۳/۴۶۹ میں قاعدہ ملاحظہ ہو۔ نیز اگر ... کہ مالک کو وہ مال ملنے کے بعد اسکی ملکیت کا [illegible]

دفعہ نمبر	دوسرا باب - جن چیزوں میں قطع ید ہے اور جن میں نہیں ہے — پہلی فصل - قطع ید کی حد کے قابل چیزیں	حوالہ
۶۶-۶۷	اگر کسی خریدار نے مدت خیار میں بائع سے وہ چیز چوری کر لی جو اس نے (بشرط خیار) خریدی تھی تو اس پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔	سراج وہاج
۶۸	اگر کسی وصیت کرنے والے نے کسی شخص کے لئے کسی چیز کی وصیت کی تو وصیت یافتہ نے وہ چیز وصیت کنندہ کی وفات سے پہلے چرالی تو اس چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی (ب) اور اگر اس نے وصیت کنندہ کی وفات کے بعد اور اپنے قبول سے پہلے چرالی تو (اس صورت میں) اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔	سراج وہاج
۶۹	جس شخص نے مال غنیمت سے چوری کی اس پر قطع ید کی حد لازم نہیں ہے اور جس نے مسلمانوں کے بیت المال سے چوری کی اس پر بھی قطع ید کی حد لازم نہیں ہے خواہ وہ چور آزاد شخص ہو یا غلام ہو [۱]	نہایہ
۷۰	ایسے مال کی چوری میں قطع ید کی حد نہیں لگائی جاتی جس مال میں چوری کرنے والے کی شرکت ہو [۲]	تبیین
۷۱	جب (کسی مال کی) چوری پر چور کا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور وہ مال مالک کو واپس کر دیا گیا پھر اس چور نے وہی مال دوبارہ چوری کر لیا تو ہمارے ہاں از روئے استحسان قطع ید کی حد (دوبارہ) نہ لگائی جائے گی [۳]	مبسوط
۷۲	اسی طرح (مذکورہ صورت میں) اگر کسی چور سے مسروقہ مال کسی دوسرے چور نے چوری کر لیا تو پہلے چور کے لئے اور مال کے مالک کے لئے دوسرے چور پر قطع ید کی حد (لگوانے) کا حق نہیں ہے [۴]	محیط سرخسی
۷۳	اور (مذکورہ احکام میں) قاعدہ یہ ہے کہ جب (مسروقہ) عین مال میں تبدیلی نہ ہوئی ہو اور وہ اپنے (سابقہ) حال کے مطابق ہو تو ہمارے ہاں اس چور کو اس مال کی دوبارہ چوری میں، دوبارہ قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور اگر اس مسروقہ عین مال میں تبدیلی آگئی تو (اس کی دوبارہ چوری میں اسے دوبارہ) قطع ید کی حد لگائی جائے گی جیسا کہ (پہلے) روئی تھی اس کی چوری پر قطع ید کی حد لگائی گئی اور روئی مالک کو واپس کر دی گئی پھر اس روئی کا سوت کاتا گیا (اور اسے اس چور نے چرالیا) یا (پہلے) سوت تھا (اس کی چوری پر حد لگائی گئی) پھر اس کا کپڑا بنایا گیا (اور اسے اس چور نے چرالیا) تو (ان صورتوں میں) اسے بالاجماع (دوبارہ) قطع ید کی حد لگائی جائے گی [۵]	شرح طحاوی

[۴] حکم نمبر ۱/۴۶۸ ، ۴۳/۴۶۹ ، ۲۵/۴۷۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۵] جیسا کہ درمختار میں ہے اور لکھا ہے کہ جب کسی چیز کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی گئی اور اس چیز میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی تو اس چیز کی (دوبارہ) چوری پر اسے پھر قطع کی حد نہ لگائی جائے گی اور اگر مسروقہ عین مال میں تبدیلی آگئی یا سبب میں تبدیلی آگئی مثلاً بیع ہوگئی تو پھر اسکی (دوبارہ) چوری میں اسے قطع کی حد پھر لگائی جائے گی جیسا کہ مجتبیٰ میں ہے۔ ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۳ ص ۲۷۷

حکم نمبر ۷۱ ، ۷۲ ، ۷۸ ، ۶۹ / ۴۶۹ ، ۲۵/۴۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع و ما لا یقطع — الفصل الاول-فیما یقطع و ما لا	حوالہ
۴۶۹/۴ -۷۴	ولو سرق مائة فقطعت يده فيها وردت الى مالكها ثم سرق ثانيا لم يقطع وان سرقها مع مائة اخرى تقطع رجله سواء كانتا مخلوطتين او متميزتين	كذا فى الظهيرية
۷۵	اذا سرق ذهبا او فضة فقطع فيها ورد العين على صاحبها فجعل المسروق منه آنية اوكانت آنية فضرب بها دراهم ثم عاد فسرقها لا يقطع عند ابى حنيفةؒ وقالا يقطع	كذا فى شرح الطحاوى
۷۶	فى كفاية البيهقىؒ سرق ثوبا فخاطه ثم رده فنقض فسرق المنقوض لا يقطع	كذا فى النهر الفائق
۷۷	ولو سرق بقرة فقطع فيها ثم ردها على المالك فولدت فى يد المالك ولدا ثم سرق الولد قطع	كذا فى الظهيرية
۷۸	ولو قطع فى عين ورد العين على المالك وباعه المالك من انسان ثم اشتراه فعاد السارق وسرقه ثانيا لم يذكر محمدؒ هذه المسئلة فى الكتب وقد اختلف المشائخؒ فيها فالعراقيون من مشائخناؒ يقولون لا يقطع ومشائخؒ ماوراء النهر يقولون يقطع	كذا فى الظهيرية
۷۹	وكذا اذا باعه من السارق ثم اشتراه منه	كذا فى النهر الفائق
۸۰	افرز زكوة ماله ليؤدى الى الفقراء فسرقها غنى او فقير قطع لبقائه على ملكه هو المختار	كذا فى الغياثية
۸۱	ولا يقطع السارق من مال الحربى المستأمن عندنا استحسانا	كذا فى المبسوط

؎۱ قاعدہ مندرجہ حکم نمبر ۷۳/۴۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۲ قاعدہ مندرجہ حکم نمبر ۷۳/۴۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۳ قاعدہ مندرجہ حکم نمبر ۷۳/۴۶۹، حکم نمبر ۱۰/۴۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - جن چیزوں میں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں ہے — پہلی فصل - قطع ید کی حد کے قابل چیزیں	حوالہ
۴۶۹-۷۴	(و) اگر کسی شخص نے ایک سو درہم چوری کئے اس سے اسے قطع ید کی حد لگائی گئی اور وہ درہم مالک کو واپس کئے گئے پھر اس چور نے (وہ درہم) دوبارہ چرالئے تو اسے (دوبارہ) قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ^۱(ب) اور اگر اس نے وہ درہم سو اور درہموں کے ساتھ (پھر) چرالئے تو (دوبارہ چوری کی حد کے طور پر) اس کا پاؤں کاٹا جائے گا خواہ وہ دونوں سینکڑے مخلوط تھے یا الگ الگ تھے۔	ظہیریہ
۷۵	جب کسی شخص نے سونا یا چاندی چوری کیا پس اسے قطع ید کی حد لگائی گئی اور وہ عین مال مالک کو واپس کیا گیا پھر اس مسروقہ مال سے برتن بنایا گیا یا وہ (مسروقہ مال چاندی کا) برتن تھا اس سے درہمیں ڈھالی گئیں پھر اس چور نے ان کی دوبارہ چوری کی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اسے دوبارہ چوری کی حد نہ لگائی جائے گی اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اسے دوبارہ چوری کی حد لگائی جائے گی ^۲	شرح طحاوی
۷۶	کفایۃ البیہقی میں ہے کہ کسی شخص نے کپڑا چوری کیا تو اسے سی لیا پھر اسے واپس کیا تو اسنے ادھیڑ دیا پھر (اس چورنے) ادھیڑا ہوا چوری کرلیا تو اسے (دوبارہ چوری پر) قطع کی [illegible]	نہر فائق
۷۷	اگر کسی شخص نے ایک گائے چوری کی تو اسے قطع ید کی حد لگائی گئی پھر وہ گائے مالک کو واپس کی گئی پھر اس گائے نے مالک کے ہاں بچہ جنا پھر اس چور نے وہ بچہ چرایا تو اسے اس چوری میں چوری کی حد لگائی جائے گی ^۳	ظہیریہ
۷۸	کسی چور کو کسی عین مال کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی گئی اور وہ عین مال مالک کو واپس لوٹایا گیا۔ مالک نے وہ عین مال کسی انسان کے ہاتھ فروخت کردیا اور پھر اسے خرید لیا اس چور نے اسے پھر چرالیا تو اس کے حکم کے متعلق امام محمدؒ نے کتابوں میں یہ مسئلہ ذکر نہیں کیا اور مشائخؒ کا اس کے حکم میں اختلاف ہے پس ہمارے عراقی مشائخؒ کا قول یہ ہے کہ اسپر (دوبارہ) چوری کی حد نہیں لگائی جائے گی ^۵ اور مشائخ ماوراء النہر کا قول یہ ہے کہ اسپر (دوبارہ) چوری کی حد لگائی جائے گی۔	ظہیریہ
۷۹	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب (مذکورہ صورت میں) اس مالک نے وہ چیز (واپس لینے کے بعد) اسی چور کے ہاتھ فروخت کردی پھر اس سے خریدلی (اور پھر اس چور نے اس سے چوری کرلی تو اس کے حکم میں بھی مذکورہ اختلاف ہے) ^۶	نہر فائق
۸۰	کسی شخص نے اپنے مال کی زکوٰۃ الگ کی تاکہ (مستحق) غریبوں کو دے۔ پھر اس مالِ زکوٰۃ کو کسی دولتمند یا غریب چور نے چوری کرلیا تو اس چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی اس لئے کہ اس مالِ زکوٰۃ پر (ابھی) اس کی ملکیت باقی تھی یہی حکم مختار ہے۔	غیاثیہ
۸۱	اگر کسی چور نے حربی مستأمن ^۷ کا مال چوری کیا تو اس چوری میں ہمارے ہاں از روئے استحسان قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔	مبسوط

۴ قاعدہ مندرجہ حکم نمبر ۷۳/۴۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ حکم نمبر ۷۳/۴۶۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶ جیسا کہ رد المحتار ج ۳ ص ۲۷۷ میں ہے۔ نیز حکم نمبر ۷۳/۴۶۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۷ حربی مستأمن یعنی سلطنت کفار کا وہ باشندہ جو امان حاصل کرکے دار الاسلام میں آیا ہو۔ نیز اس حکم کی نظیر حکم نمبر ۸/۴۷۳ میں ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع ومالا یقطع - الفصل الاول - فیما یقطع ومالا	حوالہ
۴۶۹-۸۲	رجل من اهل العدل اغار فی عسکر اهل البغی لیلا فسرق من رجل منهم مالا فجاء به الی الامام العدل قال لا نقطعه لان لاهل العدل ان یأخذوا مال اهل البغی علی ای وجه یقدرون علی ذلك ویمسکوه الی ان یتوبوا او یموتوا فیرد علی ورثتهم فتمکنت الشبهة فی أخذه بهذا الطریق	کذا فی المبسوط
۸۳	وکذلك لو اغار رجل من اهل البغی فی عسکر اهل العدل لم یقطع ایضا لان اهل البغی یستحلون اموال اهل العدل وتأویلهم وان کان فاسدا فاذا انضم الیه المنعة کان بمنزلة تأویل صحیح	کذا فی المبسوط
۸۴	ولو ان رجلا من اهل دار العدل سرق مالا من آخر وهو ممن یشهد علیه بالکفر ویستحل ماله ودمه قطعته لان التأویل ههنا تجرد عن المنعة ولا معتبر بالتأویل بدون المنعة ولهذا لا یسقط الضمان به فکذلك القطع وهذا لانه تحت حکم اهل العدل فیتمکن امام اهل العدل من استیفاء القطع عنه بخلاف الذی هو فی عسکر اهل البغی فان ید الامام العدل لا تتصل الیه	کذا فی المبسوط

۱ د جیسا کہ رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۶۷ میں ہے - نیز حکم نمبر ۸۴/۴۶۹ ملاحظہ ہو اور ایسے الٹ صورت کے متعلق حکم نمبر ۲۲، ۸۳/۴۶۹ - نیز حکم نمبر ۱۲/۴۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ ہ جیسا کہ رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۶۷ میں ہے اور نیز حکم نمبر ۲۲/۴۶۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ ہ حکم نمبر ۱/۴۵۵، ۱/۴۵۶ ملاحظہ ہوں - نیز حکم نمبر ۸۳/۴۶۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات/متن نمبر	دوسرا باب - جن چیزوں میں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں ہے — پہلی فصل - قطع ید کی حد کے قابل چیزیں	حوالہ
۴۶۹-۸۲	اہل عدل (کی حکومت کیطرف سے) کسی آدمی نے رات کے وقت باغیوں کے لشکر میں لوٹ ڈالی اور ان میں سے کسی آدمی کا مال چرالایا اور اہل عدل کے حاکم مجاز کے پیش کیا تو (اس کے حکم کے متعلق) کہا ہے کہ ہم اسے قطع ید کی حد نہ لگائیں گے اس لئے کہ اہل عدل (کی حکومت) کو حق حاصل ہے کہ وہ باغیوں کا مال لے لیں جس طرح بھی وہ لینے پر قادر ہوں اور وہ اس مال کو روک رکھیں حتیٰ کہ وہ باغی لوگ توبہ کریں یا مرجائیں اور ان کی وفات کی صورت میں وہ مال اس کے وارثوں کو لوٹا دیا جائے۔ پس اس آدمی کے اس طریق سے لینے میں شبہہ جگہ پاتا ہے (لہٰذا قطع ید کی حد کا حکم نہ ہوگا) ۱ھ	مبسوط
۸۳	اس (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ باغیوں میں سے کسی آدمی نے اہل عدل کے لشکر پر لوٹ ڈالی (اور مال لے گیا) تو اسے بھی قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اس لئے کہ باغی لوگ اہل عدل کے اموال کو حلال سمجھتے ہیں اور اس میں ان کی تأویل اگرچہ فاسد تأویل ہے مگر جب اس کے ساتھ اقتدار مل گیا تو وہ بمنزلہ صحیح تأویل کے قرار پائی (پس شبہ جگہ پاتا ہے اور قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی) ۲ھ	مبسوط
۸۴	اگر دارالعدل (یعنی دارالاسلام) کے کسی آدمی نے دوسرے ایسے شخص کا مال چرایا جس کے کفر کی گواہی دیتا ہے اور اس کا مال اور خون حلال سمجھتا ہے تو (اس کے حکم کے متعلق) فرمایا کہ میں اس چوری میں قطع ید کا حکم دوں گا اس لئے کہ اس صورت میں تأویل اقتدار سے خالی ہے اور قوت و اقتدار کے بغیر کسی تأویل کا اعتبار نہیں ہے ۔ اسی لئے اس سے ضمان ساقط نہیں ہوتی پس اسی طرح قطع ید کی حد بھی ساقط نہ ہوگی اور یہ حکم اس لئے ہے کہ وہ آدمی (یعنی جس نے چوری کی ہے وہ) اہل عدل کے حکم کا ماتحت ہے پس اہل عدل کا حاکم مجاز اس پر قطع ید کی حد قائم کرنے کی دسترس رکھتا ہے ۔ بخلاف اس شخص کے جو باغیوں کے لشکر میں ہے کہ اس پر اہل عدل کے حاکم مجاز کی دسترس نہیں ہے ۳ھ	مبسوط

الفصل الثانی فی الحرز والاخذ منه

دفعات ۴۷۰ تا ۴۷۰ عنوان ۱ تعداد شق ۵۶

دفعات شق نمبر	متن	حوالہ
۴۷۰	**الحرز**	
۱	الحرز علی ضربین (حرز بمعنی فیه) کالبیوت والدور ویسمی هذا الحرز ا بالمکان وکذلك الفساطیط والحوانیت والخیم کل هذه الاشیاء تکون حرزا وان لم یکن فیها حافظ سواء سرق من ذلك وهو مفتوح الباب اولا باب له لان البناء یقصد به الاحراز الا انه لا یجب القطع الا بالاخراج بخلاف الحرز بالحافظ حیث یجب القطع فیه بمجرد الاخذ (وحرز بالحافظ) کمن جلس فی الطریق او فی الصحراء او فی المسجد وعنده متاعه فهو محرز به هذا اذا کان الحافظ قریبا منه واما اذا ابعد فلیس بحافظ وحد القرب ان یکون بحیث یراه ویحفظه ولا فرق بین ان یکون الحافظ مستیقظا او نائما والمتاع تحته او عنده هو الصحیح	کذا فی السراج الوہاج
۲	لو جمع متاعه فی صحراء ولم ینم علی متاعه وانما نام عنده فسرق منه یقطع اذا نام حیث یراه ویحفظه	کذا فی محیط السرخسی
۳	قال مشائخنا کل شیء معتبر بحرز مثله کما اذا سرق الدابة من الاصطبل او الشاة من الحظیرة فانه یقطع	

۱؎ جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ حرز بنفسہ ہر ایسی ممتاز جگہ جو حفاظت کی غرض سے تیار کی گئی ہو اور اس میں داخلہ اجازت کے بعد ہی ہوتا ہو جیساکہ گھر۔ دکانیں۔ خیمے۔ خزانے اور صندوق اور حرز بغیرہ ہر ایسی جگہ ہے جو حفاظت کی غرض سے تیار نہ کی گئی ہو اور اس میں حفاظت کنندہ موجود ہو جیساکہ مسجدیں۔ راستے اور صحرا۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۶۷، صفحہ ۲۲۸ نیز حکم نمبر ۲/۴۷۰، ۹و/۴۷۰ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱۰/۴۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۸/۴۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ جیساکہ رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ حفاظت کنندہ عام ہے خواہ وہ اس مال کا مالک ہو یا اس کے علاوہ حفاظت کنندہ ہو۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۸۰۔ نیز حکم نمبر ۹ ج/۴۷۰ کا حاشیہ و حکم نمبر ۳۶/۴۷۰ ملاحظہ ہوں۔ اور مسجد سے چوری کے متعلق رد المحتار میں بحوالہ ہدایہ لکھا ہے کہ مسجد کے دروازوں کی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی اس لئے کہ احراز یعنی محفوظ قرار پانا نہیں پایا جاتا۔ جیساکہ حویلی کے دروازہ کی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہوتی (حکم نمبر ۶/۴۶۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو) بلکہ مسجد کے دروازوں کی چوری کی صورت میں بطریق اولی حد لازم نہ ہوگی اس لئے کہ حویلی کے دروازے سے حویلی کے اندر کی متاع محفوظ قرار پاتی ہے اور مسجد کے دروازے سے مسجد کے اندر کی متاع محفوظ نہیں قرار پاتی۔ اسی لئے وہ

دوسری فصل (مال کا) محفوظ جگہ میں قرار پانا اور اس سے لینے کا بیان

دفعات ۴۷۰ تا ۴۷۰ عنوان ۱ تعداد شق ۵۶

۴۷۰ (مال کا) محفوظ جگہ (میں) قرار پانا

۱ (مال کا) محفوظ قرار پانا دو قسم پر[۱] ہے (۱) ایک یہ کہ بنفسہ وہ جگہ محفوظ ہو۔ مثلاً مکانات اور گھر اور اسے حرز بالمکان بھی کہتے ہیں۔ اور اسی طرح بڑے خیمے، دکانیں اور چھوٹے خیمے یہ مذکورہ سب جگہیں محفوظ قرار پاتی ہیں اگرچہ ان میں کوئی حفاظت کرنے والا نہ ہو اور خواہ وہاں سے کسی نے چوری کی اور اس کا دروازہ کھلا ہوا تھا یا اس کا دروازہ موجود ہی نہیں تھا اس لئے کہ عمارت سے غرض محفوظ کرنا ہوتا ہے لیکن (ان جگہوں میں سے چوری کرنے والے چور پر) چوری کی حد تب واجب ہوتی ہے کہ چور وہاں سے مال مسروقہ نکال لائے[۲] اور حرز بالحافظ کا حکم اس کے خلاف ہے۔ کیونکہ ان جگہوں سے صرف مال چرانے پر ہی چوری کی حد واجب ہو جاتی ہے[۳] (ب) مال محفوظ قرار پانے کی دوسری قسم حرز بالحافظ ہے۔ جیساکہ کوئی شخص راستہ میں یا صحرا میں یا مسجد میں بیٹھا اور اس کا مال[۱] اس کے پاس تھا تو وہ مال حفاظت کنندہ شخص کی حفاظت کی وجہ سے محفوظ قرار پاتا ہے اور یہ اس صورت میں ہے کہ حفاظت کنندہ (یعنی پہرہ دار) شخص اس مال کے قریب ہو اور اگر دور ہو جائے تو وہ حفاظت کنندہ نہیں ہے۔ اور قریب ہونے کی حد یہ ہے کہ وہ شخص مال سے اتنے فاصلہ پر ہو کہ وہ اسے دیکھ سکتا اور اس کی حفاظت کر سکتا ہو۔ اور اس میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ حفاظت کنندہ[۴] جاگ رہا ہو یا سویا ہوا ہو اور مال اس کے نیچے ہو یا اس کے پاس (یعنی قریب) ہو[۵] یہی حکم صحیح ہے۔ — سراج وہاج

۲ اگر کسی شخص نے صحرا میں اپنا مال جمع کیا اور اس پر نہ سویا بلکہ اس کے پاس سویا پھر اس کی چوری ہو گئی تو اس چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی بشرطیکہ وہ ایسی جگہ سویا تھا کہ وہ اپنے مال کو دیکھ سکتا اور حفاظت کر سکتا تھا۔ — محیط سرخسی

۳ (۱) ہمارے مشائخ رحمہ نے کہا ہے کہ ہر چیز کے حرز (یعنی اس کے محفوظ شدہ ہونے) کا اعتبار اس قسم کی چیزوں کے حرز ہے۔ جیساکہ کسی نے چوپایہ کو اصطبل سے چرایا یا بکری کو باڑے سے چرایا تو اس چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی

سے چوری پر چوری کی حد لازم نہیں ہوتی۔ اور بحوالہ البحر لکھا ہے کہ خانہ کعبہ کے پردوں کے لئے بھی ان کا مالک نہ ہونے کی وجہ سے یہی حکم ہے۔ نیز بطور تنبیہ بحوالہ فخر الاسلام لکھا ہے کہ مسجد کے دروازوں کے عادی چور کے لئے تعزیری سزا واجب ہے۔ اسے سخت سزا دی جائے اور اسے قید کیا جائے۔ حتی کہ وہ توبہ کرے (حکم نمبر ۳۸/۴۶۴ ملاحظہ ہو) نیز لکھا ہے کہ (مسجد سے) نمازیوں کے جوتے چرانے والے کے لئے بھی یہی حکم ہونا چاہیئے۔ بلکہ ایسا چور جس سے کسی شبہ وغیرہ کے فائدہ کی بنا پر چوری کی حد ہٹائی جائے تو اسے تعزیری سزا ملنی چاہیئے (حکم نمبر ۱/۴۶۵ کے حاشیہ د کا نمبر ۲ ملاحظہ ہو) ماخوذ از در مختار ورد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۷۴ (مترجم) [۵] رد المحتار میں ہے کہ عندہ یعنی اس کے قریب کی قید سے تنبیہ ہے کہ اگر وہ اس چیز کو پہنے ہوئے تھا اور چوری ہو گئی تو بعض کے ہاں قطع کی حد نہیں اور بعض کے ہاں حد لازم ہے۔ اور محیط میں ہے کہ اگر کسی شخص پر کپڑا تھا وہ چوری ہو گیا یا اس کی پہنی ہوئی ٹوپی یا تلوار یا عورت پر سے زیور چوری ہو گیا تو یہ چھین لینا ہے یہ خفیہ چوری نہیں ہے پس حد سرقہ لازم نہ ہو گی اور اگر سوئے ہوئے شخص سے پہنا ہوا ہار یا پہنی ہوئی چادر چوری ہو گئی یا وہ اس کے قریب سے چوری ہو گئی تو یہ خفیہ چوری ہے اس پر سویا ہوا حافظ موجود ہے پس اس صورت میں قطع ید کی حد لازم ہو گی۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۸۰، صفحہ ۲۸۱ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وفیما لا یقطع — الفصل الثانی فی الحرز والاخذ منہ	حوالہ
٧٠/٣ -	واذا سرق الدراہم او الحلی من ھذہ المواضع لا یقطع وفی الکرخی ماکان حرزا لنوع فھو حرز لکل نوع حتی جعلوا شریجۃ البقال وقواصر التمر حرزا للدراھم والدنانیر واللولؤ قال وھو الصحیح	کذا فی السراج الوھاج
	قال شمس الائمۃ ھذا ھو المذھب عندنا	کذا فی الظھیریۃ
٤	وفی المحرز بالمکان لا یعتبر الاحراز بالحافظ ھو الصحیح	کذا فی الھدایۃ
٥	اذا سرق من الحمام لیلا قطع وبالنھار لا واما ما اعتادہ الناس من دخول الحمام بعض اللیل فھو کالنھار	کذا فی الاختیار شرح المختار
	وعن ابی حنیفۃ ان سرق ثوبا من تحت رجل فی الحمام یقطع کما لو سرق من المسجد متاعا وصاحبہ عندہ وعندھما لا یقطع وھو ظاھر المذھب وعلیہ الفتوی	کذا فی الکافی
٦	ماکان محرزا بالابنیۃ فاذن لہ فی دخولہ فسرق ھذا المأذون فی الدخول شیئا لم یقطع ولم یکن حرزا فی حقہ وان کان ثمۃ حافظ او کان صاحب المنزل نائما علیہ	کذا فی الایضاح
٧	وماکان من ھذہ الابنیۃ یدخل بلا اذن متی شاء ولا یمنع فھذا والفناء فی البریۃ واحد یصیر محرزا بحافظ وذلک کالمساجد والطرق	کذا فی الایضاح

١؎ جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اگر اصطبل سے لولؤ (یعنی موتی) چوری کیا گیا تو اس چوری میں علی المذھب قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ٣ صفحہ ٢٨٠ اور بکریوں کے باڑے کے متعلق حکم نمبر ٣٨، ٣٩/٧٠/٤ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٢؎ حرز بالمکان کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ١ و/٧٠/٤ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ٥ ب/٧٠/٤ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٣؎ حکم نمبر ٥/٧٠/٤ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ٤؎ جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے۔ اور لکھا ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ حمام کا دروازہ کھلا ہو۔ نیز لکھا ہے کہ کسی نے ایسے حمام، یا سرائے یا اصطبل یا دکان سے چوری کی کہ ان کے دروازے بند تھے تو ایسی چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور اس صورت میں زیادہ صحیح حکم کے بموجب خواہ دن ہو یہی حکم ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ٣ صفحہ ٢٧٩ (مترجم)۔ ٥؎ جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے چنانچہ لکھا ہے کہ حرز بالمکان میں حرز کا اعتبار حفاظت کنندہ سے نہیں (حکم نمبر ٤/٧٠/٤ ملاحظہ ہو) اس لئے کہ حرز بالمکان اقوی ہے۔ پس حمام میں حرز بالحافظ کا اعتبار نہیں مسجد میں ہے لہٰذا اگر کسی شخص نے کوئی چیز حمام سے چرائی اور اس چیز کا مالک اس کے پاس تھا یا وہ چیز مالک کے نیچے تھی تو اس چوری میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ اور اگر مسجد میں یہی صورت پیش آئے تو اس کے متعلق یہ حکم نہیں ہے (حکم نمبر ٧/٧٠/٤ ملاحظہ ہو) وجہ فرق یہ ہے کہ حمام حرز کے لئے بنایا جاتا ہے وہ گھر کے حکم میں ہے۔

دفعات و شق نمبر	دوسرا باب - جن میں قطع ید ہے اور جن میں نہیں — دوسری فصل - محفوظ جگہ اور اس سے لینے کا بیان	حوالہ
۴۷۰ -	اور اگر اصطبل یا باڑے سے دراہم یا زیور چرایا تو اس چوری میں سے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی (ب) اور فتاویٰ کرخیؒ میں ہے کہ جو چیز ایک نوع کے لئے حرز قرار پاتی ہے وہ ہر نوع کے لئے حرز قرار پاتی ہے حتیٰ کہ فقہاءؒ نے سبزی فروش کا ٹوکرا اور کھجوروں کی پیٹی کو درہموں اور دیناروں اور موتیوں کے لئے حرز قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حکم صحیح ہے [۱]	معراج الدرایۃ
	(ج) شمس الائمہؒ نے کہا ہے کہ یہ مذکورہ حکم ہی ہمارے ہاں تحقیق شدہ مسلک ہے۔	ظہیریہ
۴	حرز بالمکان [۲] میں اس کا محفوظ جگہ قرار پانے کا اعتبار حفاظت کنندہ کی موجودگی سے نہیں ہے۔ یہ حکم صحیح ہے [۳]	ہدایہ
۵	(د) جب کسی شخص نے حمام سے رات کے وقت چوری کی تو اس چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور دن کے وقت (حمام سے) چوری کرنے میں حد نہیں لگائی جائے گی اور رات کا وہ حصہ جسمیں لوگوں کو حمام جانے عادت ہو وہ دن کے حکم میں ہے [۴]	اختیار
	(ب) امام ابو حنیفہؒ سے روایت ہے کہ اگر کسی شخص نے حمام میں (اذن کے وقت) کسی آدمی کے نیچے سے کپڑا چوری کیا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی جیسا کہ اگر کسی نے مسجد سے کسی کا مال چرایا اور اس مال کا مالک اس کے پاس تھا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں (حمام میں اذن کے وقت کسی آدمی کے نیچے سے کپڑا چرانے کی صورت میں) اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور یہی حکم ظاہر مذہب کا ہے اور اس پر فتویٰ ہے [۵]	کافی
۶	جو جگہ جو محرز بالمکان ہے اس میں کسی شخص کو داخل ہونے کی اجازت دی گئی تو داخلہ کے لئے اجازت یافتہ اس شخص نے (وہاں سے) کوئی چیز چوری کر لی تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور وہ جگہ اس اجازت یافتہ شخص کے حق میں محفوظ شدہ نہ قرار پائے گی اگرچہ وہاں حفاظت کنندہ موجود ہو یا گھر کا مالک اسپر سویا ہوا ہو [۶]	ایضاح
۷	اور وہ عمارتیں جو ایسی ہوں کہ اس میں جب کوئی چاہے بلا اجازت داخل ہو سکتا ہے اور منع نہیں کیا جاتا پس وہ جگہ اور صحرا کے میدان کا حکم یکساں ہے وہ جگہ حفاظت کنندہ کی موجودگی سے محرز قرار پاتی ہے جیساکہ مسجدوں اور راستوں کا حکم ہے [۷]	ایضاح

پس اس میں حرز بالحافظ کا اعتبار نہیں اور مسجد اموال کے حرز کے لئے نہیں بنائی جاتی۔ پس اس میں حفاظت کنندہ کی حفاظت کا اعتبار ہے جیساکہ راستہ اور صحرا میں حفاظت کنندہ کی حفاظت کا اعتبار ہے۔ نیز لکھا ہے کہ یہ ظاہر مذہب ہے اور اسپر فتویٰ ہے! اور اس کے مقابل امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اگر کسی نے حمام میں اذن کے وقت حمام سے چوری کی اور اس چیز کا حفاظت کنندہ موجود ہو تو قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور صاحبینؒ کے ہاں (حسب مذکور اس صورت میں) قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۷۹، ص ۲۸۰ — نیز حمام میں داخلہ کے متعلق اور اس وقت میں حرز بالحافظ معتبر نہ ہونے کی مثال کے متعلق حکم نمبر ۴۷۰/۵ اور حرز بالحافظ معتبر نہ ہونے کی مثال کے متعلق حکم نمبر ۴۷۰/۶ اور راستہ، مسجد اور صحرا میں حرز بالحافظ معتبر ہونے کے متعلق حکم نمبر ۴۷۰/۱،۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۶] جیساکہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اگر کسی گھر میں داخلہ کے لئے اجازت یافتہ شخص نے اجازت دیئے گئے وقت میں اس مکان سے چوری کی تو اسپر قطع کی حد نہ لگائی جائے گی۔ اور اگر اجازت مخصوص لوگوں کیلئے تھی۔ ان کے علاوہ کوئی شخص بغیر اجازت داخل ہو گیا اور اس مکان سے چوری کی تو اسپر قطع ید کی حد لازم ہونی چاہیئے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۷۹، حکم نمبر ۴۷۰/۲۸، ۵۳ تا ۵۵ ملاحظہ ہوں۔ نیز حکم نمبر ۴۷۰/۱۴، ۵، ۷ ، ۴۷۳/۲۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۷] حکم نمبر ۴۷۰/۱،۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وفیما لا یقطع — الفصل الثانی فی الحرز والاخذ منہ	حوالہ
۴۷۸ - ۸	ان شق الحمل فسرق منہ او ادخل یدہ فی صندوق فاخذ المال قطع	کذا فی التبیین
۹	ولو سرق الابل من الطریق مع حملها لا یقطع سواء کان صاحبها علیها اولا لان هذا مال ظاهر غیر محرز وکذا لو سرق الجوالق بعینها لم یقطع ولو شق الجوالق فاخرج ما فیها ان کان صاحبها هناک قطع والا فلا فان کانت الجوالق موضوعة علی الارض فسرق الجوالق مع المتاع ان کان صاحبه هناک بحیث یکون حافظا له قطع سواء کان نائما او یقظان	کذا فی السراج الوهاج
	اذا سرق من القطار بعیرا لا یقطع ویستوی ان یکون معه سائق او قائد یسوقه او یقوده اولم یکن فلم یجعل القطار محرزا بالسائق والقائد وان کانا حافظین له لان المال انما یصیر محرزا بالحافظ اذا کان قصده الحفظ واما اذا کان قصده شیئا آخر والحفظ یحصل بطریق التبعیة فلا حتی لو کان مع القطار من یتبعه للحفظ یقطع	کذا فی الذخیرة
۱۰	ولو اخذ السارق فی الحرز قبل ان یخرجه وقد حمله اولم یحمله فلا قطع علیه	کذا فی فتاوی الکرخی
۱۱	ولو رمی الی صاحب له خارج الحرز فاخذ المرمی الیه فلا قطع علی واحد منهما	کذا فی فتاوی الکرخی

۱؎ حکم نمبر ۱ و / ۴۷۰ میں حرز بالحافظ کا حکم وحکم نمبر ۲۷ / ۴۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۹ ج / ۴۷۰ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ فتاوی عالمگیریہ کے نسخہ مطبوعہ مطبع امیریہ میمنیہ مصر میں یوں ہی لکھا ہے، لیکن متن میں ان کان کی بجائے اذا کان ہے یعنی اگر ان برتنوں کی پلانے یا ان برتنوں تک مفہوم ہوا در بعد الحبس ہے واللہ اعلم۔ تاہم جوالق پھاڑ کر چوری کرنے اور خواہ اس صورت میں حفاظت کنندہ ہو حد لازم ہونے سے متعلق حکم نمبر ۸، ۹ / ۴۷۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ اور ہدایہ میں ہے کہ جوالق یعنی برتنوں (یا بوریوں) میں مال حفاظت کے قصد سے رکھا جاتا ہے اور وہ حرز یعنی محفوظ جگہ قرار پاتی ہے انہیں پھاڑ کر مال لینے میں چور پر حد لگے گی۔ مفہوم ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۷۶ وهکذا فی الکنز ص ۱۷۷، ص ۱۷۸ اور درمختار ورد المحتار میں ہے کہ وہ جوالق خواہ ان اونٹوں پر ہوں یا زمین پر ہوں انہیں پھاڑ کر ان سے چوری کرنا محفوظ جگہ سے مال لینا ہے۔ اس چوری پر قطع ید کی حد لازم ہوگی خواہ حفاظت کنندہ نہ ہو اور پوری جوالق چوری کرنا جبکہ وہ راستہ یا صحرا یا مسجد میں پڑی ہوں ان کا محفوظ قرار پانا حفاظت کنندہ سے ہوگا اور ان کی چوری سے قطع ید کی حد تب لازم ہوگی کہ وہاں حفاظت کنندہ موجود ہو اور غالباً اس تفصیل کے واضح ہونے کی وجہ سے فقہاء نے اس پر متنبہ کرنا ترک کیا ہے نیز لکھا ہے کہ جوالق پھاڑ کر اس سے مال نکالنے کا مطلب ہے کہ چور جوالق پھاڑ کر اس سے اتنا مال نکالے جو چوری کا نصاب قرار پاتا ہو تو حد لازم ہوگی اور اگر جوالق پھاڑنے کے بعد وہ مال خود باہر نکل آیا اور چور نے جوالق سے نہ لیا بلکہ پھاڑنے کی وجہ سے جو مال زمین پر گرا ہے اس سے لے لیا تو قطع ید کی حد نہ لگے گی اس لئے کہ حد کیلئے محفوظ جگہ سے مال نکالنا شرط ہے مفہوم ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۸۳ ملخصاً (مترجم) ۴؎ جیساکہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت میں وہ چیز اپنے مالک سے محرز

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - جن میں قطع ید ہے اور جن میں نہیں ۔ دوسری فصل - محفوظ جگہ اور اس سے لینے کا بیان	حوالہ
۷۰/۴-۸	اگر کسی شخص نے بوری پھاڑی اور اس سے چوری کی یا کسی نے صندوق میں ہاتھ ڈالکر مال لے لیا تو اس میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی ؎۱	تبیین
۹	(ا) اگر راستہ میں سے کسی نے اونٹ مع بوجھ کے چوری کر لیا تو اس چوری پر قطع ید کی حد نہ ہوگی خواہ اس اونٹ کا مالک اسپر تھا یا نہ تھا - اس لئے کہ یہ مال ظاہر اور غیر محرز ہے ؎۲ (ب) اسیطرح اگر کسی چور نے (اس اونٹ کے بوجھ کے) ان برتنوں (یا بوریوں کو) بعینہ چرالیا تو اس چوری میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور اگر کسی چور نے ان برتنوں (یا بوریوں) کو پھاڑا اور جو کچھ ان میں ہے وہ نکال لیا اگر ان برتنوں یا بوریوں کا مالک وہاں موجود تھا تو اس چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی ورنہ نہیں ؎۳ - پس اگر وہ برتن (یا بوریاں) زمین پر رکھی ہوئی تھیں اور چور نے انہیں مع مال چوری کر لیا تو اگر ان کا مالک وہاں یوں موجود تھا کہ وہ ان کا حفاظت کنندہ قرار پاتا تھا تو خواہ وہ سویا ہوا تھا یا جاگ رہا تھا اس چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی ؎۴	سراج وہاج
	(ج) جب کسی شخص نے (راستہ میں) قطار میں سے اونٹ چرالیا تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی خواہ اس قطار کے ساتھ قائد (یعنی آگے سے کھینچنے والا) یا سائق (یعنی پیچھے سے ہانکنے والا) تھا یا نہ تھا - پس آپ نے (یعنی امام ابوحنیفہ نے) قطار کو قائد یا سائق کی وجہ سے محرز قرار نہیں دیا اگرچہ وہ دونوں اس قطار کی حفاظت کرنے والے ہوں اس لئے کہ مال حفاظت کرنے والے کی وجہ سے محفوظ شدہ تب قرار پاتا ہے جبکہ اس کا قصد حفاظت کرنا ہو اور جب اس کا قصد کچھ اور ہو اور حفاظت ذیلی طور پر حاصل ہو تو اس حفاظت سے وہ مال محفوظ شدہ نہیں قرار پاتا - حتی کہ اس قطار کے ساتھ کوئی ایسا آدمی بھی ہو جو حفاظت کے قصد سے اس قطار کا پیچھا کرتا ہو تو (پھر) اس چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی ؎۵	ذخیرہ
۱۰	اگر چوری کرنے والا حرز (یعنی محفوظ جگہ) میں مال کو باہر نکالنے سے پہلے پکڑا گیا تو خواہ وہ مال کو اٹھا چکا تھا یا نہ اسپر قطع ید کی حد نہ ہوگی ؎۶	فتاوی کرخی
۱۱	اگر (مذکورہ صورت میں) چور نے وہ مال حرز میں سے باہر اپنے ساتھی کی طرف پھینک دیا اور اس نے پھینکا ہوا وہ مال لے لیا تو ان دونوں میں سے کسی پر بھی قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ؎۷	فتاوی کرخی

یعنی اس سے محفوظ شدہ قرار پاتی ہے کیونکہ وہ اسکی حفاظت کیلئے نگران ہوتا ہے اور معتاد حفاظت معتبر ہے اور اس چیز کے پاس بیٹھنا یا سونا عادتاً حفاظت کرنا قرار پاتا ہے - ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صفحہ ۲۹۲ - حکم نمبر ۱ب۲ج / ۷۰/۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۵ جیسا کہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اگر کسی چور نے اونٹ کو یا اسکے بوجھ کو جو اسپر ہے قطار سے یا چراگاہ سے چرایا تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی - اس لئے کہ سائق اور قائد اور چرانے والا بغرض حفاظت کنندہ نہیں قرار پاتے اور اگر ان کے ساتھ (بغرض حفاظت) حفاظت کنندہ موجود ہو یا اس نے ان تھیلوں کو پھاڑ کر ان سے چوری کی ہو اور یا مال والے برتن (یا بوریاں) چرائے ہوں اور مالک انکی حفاظت کر رہا ہو یا ان پر یا ان کے قریب سو رہا ہو یا چور نے دوسرے کے صندوق میں ہاتھ ڈالکر یا اس کی جیب یا آستین میں ہاتھ ڈالکر چوری کی ہو تو پھر قطع ید کی حد لگائی جائے گی - اور ردالمحتار میں ہے کہ چرانے والے کا قصد اسے چرانا ہوتا ہے اور کھینچنے والے - ہانکنے والے اور سوار کا قصد قطع مسافت کرنا اور مال اٹھائے جانا ہوتا ہے (وہ حفاظت کنندہ نہیں قرار پاتا) ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ صفحہ ۲۸۲، صفحہ ۲۸۳ ملخصاً حکم نمبر ۳۶ / ۷۰/۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۶ جیسا کہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے محرز بالمکان سے چوری پر قطع ید کی حد تب لازم ہوتی ہے کہ چور اس محفوظ شدہ جگہ سے مال باہر نکال لائے - ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ صفحہ ۲۸۱ حکم نمبر ۱و / ۷۰/۴ مع حواشی اور حکم نمبر ۱۲ / ۷۰/۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثاني فيما يقطع وفيما لا يقطع — الفصل الثاني في الحرز والاخذ منه	حوالہ
١٢/٤٧٠	ولو ناول صاحبه من وراء الجدار ولم يخرج هو به قال ابو حنيفة "لا قطع على واحد منهما قال ابو يوسف" ومحمد" يقطع الداخل ولا يقطع الخارج اذا كان الخارج لم يدخل يده الى[1] الحرز ولو كان الخارج ادخل يده في الحرز فاخذها من الداخل فلا قطع على واحد منهما في قول ابي حنيفة" وقال ابو يوسف" اقطعهما	كذا في فتاوى الكرخي
١٣	ولو وضع الداخل المال عند النقب ثم خرج واخذه لم يذكره محمد" والصحيح انه لا يقطع	كذا في النهاية
١٤	ولو كان في الدار نهر جار فرمى المتاع في النهر ثم خرج واخذه ان خرج بقوة الماء لا يقطع وان خرج بتحريكه الماء قطع ذكره الامام التمرتاشي" ولكن ذكر في المبسوط في اخراج الماء بقوة جريه الاصح انه يلزمه القطع	كذا في النهاية
١٥	وان القاه في الطريق ثم خرج فاخذه فهذا على وجهين ان رمى في الطريق بحيث يراه ثم خرج فاخذه قطع وان رمى بحيث لا يراه فلا قطع عليه وان خرج واخذه	كذا في السراج الوهاج
١٦	اذا حمله على حمار وساقه فاخرجه يقطع بذلك	كذا في السراج الوهاج

[1] جیسا کہ درمختار وردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اگر کسی نے نقب لگائی اور چوری کردہ چیز دوسرے کو دے دی جو اس مکان سے باہر ہے تو دینے والے پر اس لئے قطع ید کی حد نہ ہوگی کہ اس سے مال نکال لانا نہیں پایا گیا کیونکہ اس چور کے نکلنے سے پہلے اس مال پر ایک اور معتبر ہاتھ آگیا۔ اور لینے والے پر قطع ید کی حد اس لئے نہیں کہ وہ محفوظ مکان میں نہیں گیا پس ہر ایک سے مکمل چوری سرزد نہیں ہوئی نیز لکھا ہے کہ خواہ دینے والے نے اندر سے ہاتھ نکال کر باہر والے کو دیا یا باہر والے نے ہاتھ اندر داخل کر کے اندر والے سے لیا حکم برابر ہے۔ اور یہ حکم ظاہر مذہب کا ہے۔ ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۳ صفحہ ۲۸۲۔ حکم نمبر ۱۳ تا ۱۶، ۲۷ / ۴۷۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] جیسا کہ درمختار وردالمحتار میں ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اس صورت کے حکم میں اُس صورت کے حکم کی طرح فعل واحد نہیں قرار دیا گیا جس میں کسی چور نے اندر سے مال باہر راستہ میں پھینک دیا (جس کا ذکر حکم نمبر ۱۵ / ۴۷۰ میں ہے) حالانکہ دونوں صورتوں میں چور کے نکلنے سے پہلے اس مال پر کوئی اور معتبر ہاتھ نہیں آیا (جس کا ذکر حکم نمبر ۱۲ / ۴۷۰ کے حاشیہ میں ہے) چنانچہ لکھا ہے کہ (۱۳، ۱۵ / ۴۷۰ کے احکام میں) غالبا وجہ فرق یہ ہے کہ اندر سے راستہ میں پھینکنے کی صورت میں چور کے نکلنے سے پہلے مال کا خفیۃ باہر نکالنا پایا گیا ہے اور

دفعہ/شق نمبر	دوسرا باب۔ جن میں قطع ید ہے اور جن میں نہیں — دوسری فصل محفوظ جگہ اور اس سے لینے کا بیان	حوالہ
۴۷۰-۱۲	(د) اگر (مذکورہ صورت میں) چور نے مال دیوار کے پیچھے اپنے ساتھی کو دے دیا اور خود اس مال سمیت باہر نہیں نکلا تو اس کے متعلق امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ ان دونوں میں سے کسی ایک پر بھی قطع ید کی حد نہیں ہے [۱]۔ (ب) اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے کہ اندر داخل ہونے (اور پھر مال باہر دینے) والے پر قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور باہر والے پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی بشرطیکہ باہر والے نے اپنا ہاتھ اس محفوظ شدہ جگہ میں داخل نہیں کیا اور اگر باہر والے نے اپنا ہاتھ اس محفوظ شدہ جگہ میں داخل کیا اور اندر سے مال لیا تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے موجب ان دونوں میں سے کسی پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ میں ان دونوں پر قطع ید کا حکم دوں گا۔	فتاوی کرخی
۱۳	اگر کسی چور نے محفوظ جگہ میں داخل ہو کر مال نقب میں رکھ دیا پھر باہر نکلا اور اس مال کو لے لیا تو امام محمدؒ نے اس کا حکم ذکر نہیں کیا اور صحیح حکم یہ ہے کہ اس صورت میں اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [۲]۔	نہایہ
۱۴	اگر کسی گھر میں نہر جاری تھی۔ چور نے مسروقہ متاع اس نہر میں پھینک دی پھر چور باہر آگیا اور اسے (نہر سے) لے لیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر وہ مسروقہ متاع خود پانی کے زور سے باہر نکل آیا تو اس چور پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائیگی اور اگر چور نے پانی کو حرکت دی جس سے وہ متاع باہر نکل آئی تو (اس صورت میں) اسے قطع ید کی حد لگائی جائیگی یہ امام تمرتاشیؒ نے ذکر کیا ہے لیکن المبسوط میں مذکور ہے کہ اگر پانی اپنے بہاؤ کی قوت سے اس متاع کو باہر نکال دے تو اس صورت میں بھی زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اس چور کو قطع ید کی حد لازم ہوگی [۳]۔	نہایہ
۱۵	اگر کسی چور نے (محفوظ جگہ میں داخل ہو کر مال چوری کیا اور اندر سے) مسروقہ مال (باہر) راستہ میں ڈال دیا پھر وہ باہر نکلا اور اسے لے لیا تو اسکی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اسنے راستہ میں یوں پھینکا کہ وہ اس مال کو دیکھ سکتا ہے پھر باہر نکلا اور اسے لے لیا تو اس صورت میں اسے قطع ید کی حد لگائی جائیگی [۴]۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ اس نے وہ مال راستہ میں ایسی جگہ پھینکا کہ وہ اسے دیکھ نہیں سکتا تو پھر اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی خواہ اس نے نکل کر وہ مال لے لیا [۵]۔	سراج وہاج
۱۶	اور اگر کسی چور نے (محفوظ جگہ میں داخل ہو کر مال چوری کیا اور (اندر سے) مسروقہ مال گدھے پر لاد دیا اور اسے ہانک دیا پس اس طرح وہ مال باہر نکال لایا تو ایسا کرنے سے اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی [۶]۔	سراج وہاج

نقب میں رکھنے کی صورت میں ایسا نہیں ہے۔ چنانچہ جب وہ باہر نکلا اور اس نے نقب سے مال لیا تو اس نے محفوظ مکان سے نہیں لیا اور وہ یوں قرار پایا گویا کہ اس نے مکان میں باہر سے ہاتھ ڈال کر مال لیا (جس کا ذکر حکم نمبر ۲۶/۴۷۰ میں ہے) پس مذکورہ دونوں صورتوں کے حکم میں فرق ہے۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۸۲ (مترجم) [۳] حکم نمبر ۱۲/۴۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] جیساکہ رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت میں وہ اس کے قبضہ میں باقی ہے پس گویا اس نے اس مال کو اپنے ساتھ نکالا۔ نیز لکھا ہے کہ سرقہ میں مال یوں راستہ میں ڈالنا معتاد ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۱ ص ۲۸۲ حکم نمبر ۱۲/۴۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] جیساکہ رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے اس صورت میں وہ اپنے نکلنے سے پہلے اس مال کو ہلاک کرنے والا ہے اس پر قطع ید کی حد نہ ہوگی ضمان واجب ہوگی جیساکہ کسی نے کسی محفوظ جگہ میں جاکر بکری ذبح کر دی تو یونہی حکم ہے۔ نیز در مختار و رد المحتار میں ہے کہ اگر وہ چور مال باہر پھینکنے کے بعد باہر نکلا اور وہ مال نہ لیا یا اس کے باہر آنے سے قبل کسی غیر نے وہ مال لے لیا تو اس صورت میں وہ اس مال کو ضائع کرنیوالا قرار پائیگا چوری کرنے والا نہ قرار پائیگا۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۸۱ حکم نمبر ۱۲/۴۷۰ مع حاشیہ نیز حکم نمبر ۶،۲/۴۷۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] حکم نمبر ۱۲،۱۹/۴۷۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وفیما لا یقطع — الفصل الثانی فی الحرز والاخذ منہ	حوالہ
۴۷۰ - ۱۷	من سرق سرقۃ فلم یخرجہا من الدار لم یقطع وھذا اذا کان الدار صغیرۃ بحیث لا یستغنی اھل البیوت عن الانتفاع بصحن الدار وان کانت کبیرۃ وفیہا مقاصیر ای حجر ومنازل وفی کل مقصورۃ سکان و یستغنی اھل المنازل عن الانتفاع بصحن الدار وانما ینتفعون بہ انتفاع السکۃ فسرق رجل من مقصورۃ واخرجہا الی صحن الدار قطع ولو سرق بعض اھل المقاصیر من مقصورۃ شیئاً یقطع	کذا فی الکافی
۱۸	ولو نقب البیت ثم خرج و لم یأخذ شیئاً ثم جاء فی لیلۃ اخری فدخل وأخذ شیئاً ان کان صاحب البیت قد علم بالنقب ولم یسدہ اوکان النقب ظاھراً یراہ الطارقون وبقی کذلک فلا قطع علیہ والا قطع	کذا فی السراج الوھاج
۱۹	سارق دخل مع حمار منزلاً فجمع الثیاب وحملہا ثم خرج من المنزل وذھب الی منزلہ فخرج الحمار بعد ذلک وجاء الی منزلہ لم یقطع	کذا فی الفتاوی السراجیۃ
۲۰	وکذا لو علق علی طائر شیئاً وترک فی المنزل فطار الی منزلہ بعد ذلک فأخذ منہ	کذا فی الفتاوی السراجیۃ
۲۱	ولو سرق مالا من حرز فدخل آخر الحرز وحمل السارق والمال معہ قطع المحمول خاصۃ	کذا فی السراج الوھاج

۱؎ حکم نمبر ۱۳ ب / ۲۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱۳ ج ۱۴۰ / ۲۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ جیساکہ ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اسکی وجہ ظاہر ہے کہ جب مالک کو اس نقب کے متعلق علم ہوگیا اور پھر اس نے اسے بند نہ کیا تو وہ گھر حرز (یعنی محفوظ مکان) نہ رہا - پس وہاں سے چوری پر قطع ید کی حد نہ لگے گی - ماخوذ از ردالمحتار ج ۳ ص ۲۶۸ نیز حکم نمبر ۱ / ۲۶۸ ، حکم نمبر ۱ / ۴۵۴ کے حاشیہ کا د ۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۱ ، ۱۲ ، ۳۰ / ۴۷۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ جیساکہ فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیریہ ج ۶ ص ۴۳۲ میں ہے نیز حکم نمبر ۱۲ ، ۱۹ / ۴۷۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶؎ جیساکہ درمختار ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ چور کو اٹھانے والے کا اعتبار نہیں ہے جیساکہ نجاست والے پرندہ یا خود سنبھلنے کے قابل ، نجاست والے بچے حامل نمازی کی نماز فاسد نہیں ہوتی - ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۳ ص ۲۸۴ - حکم نمبر ۱۱ تا ۱۳ / ۱۰۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - جن میں قطع ید ہے اور جن میں نہیں دوسری فصل - محفوظ جگہ اور اس سے لینے کا بیان	حوالہ
۷۰/۴-۱۷	(۱) جس چور نے (کسی گھر سے) چوری کی اور مسروقہ مال حویلی سے باہر نہ لایا تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ وہ حویلی چھوٹی ہو اہل خانہ اس کے صحن سے استفادہ کرنے سے بے نیاز نہ رہ سکتے ہوں[1] (ب) اور اگر وہ حویلی بڑی ہو اس میں کئی مقصورے یعنی چھوٹے مکان اور منزلیں ہوں اور ہر مکان میں لوگ رہتے ہوں اور منزلوں والے اس حویلی کے صحن سے استفادہ کرنے سے بے نیاز ہوں اور اس سے اسیقدر استفادہ کرتے ہوں جس طرح گلی سے فائدہ لیا جاتا ہے۔ پس کسی آدمی نے اس چھوٹے مکان سے چوری کی اور اس حویلی کے صحن میں لے آیا تو اس صورت میں اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی[2] (ج) اور اگر اس (مذکورہ حویلی) کے بعض چھوٹے مکان والوں نے اس حویلی کے کسی دوسرے چھوٹے مکان سے چوری کی تو اس میں بھی قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔	کافی
۱۸	اگر کسی شخص نے کسی گھر میں نقب لگائی پھر وہاں سے نکل گیا اور کوئی چیز نہ لی پھر دوسری رات آیا اور داخل ہو کر کوئی چیز چرالی تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر گھر والے کو اس نقب کا علم ہو گیا تھا اور اس نے اسے بند نہ کیا یا وہ نقب ایسی واضح تھی کہ رات کو گزرنے والے اسے دیکھ سکتے تھے اور وہ نقب ایسے ہی باقی رہی تو اس چور پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائیگی[3] ورنہ حد لگائی جائے گی۔	سراج وہاج
۱۹	کوئی چور کسی گھر میں گدھے سمیت داخل ہوا پس اس نے کپڑے جمع کئے اور انہیں گدھے پر لاد دیا پھر خود اس گھر سے باہر نکل آیا اور اپنے گھر چلا آیا پھر اس کے بعد وہ گدھا وہاں سے نکلا اور اس کے گھر آگیا تو (اس صورت میں) اس چور کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی[4]	سراجیہ
۲۰	اس (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں کوئی چور کسی کے گھر میں داخل ہوا اور) اس نے (مسروقہ مال سے) کوئی چیز کسی پرندے کے ساتھ باندھ کر اس گھر میں چھوڑ دیا پھر اس کے بعد وہ پرندہ اڑ کر اس کے گھر آگیا اور اس نے اس پرندہ سے وہ مال لے لیا (تو اس چور پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی)[5]	سراجیہ
۲۱	اگر کسی چور نے کسی محفوظ جگہ سے مال چوری کیا پھر اس جگہ میں کوئی اور چور آیا اور پہلے چور کو مال سمیت اٹھا لے گیا تو اس صورت میں صرف اٹھائے ہوئے چور (یعنی پہلے چور) کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی[6]	سراج وہاج

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وفیما لا یقطع — الفصل الثانی فی الحرز والاخذ منه	حـوالـه
۴۷۰-۲۲	ولو اخرج نصابا من حرز دفعتين فصاعدا ان تخلل بينهما اطلاع المالك فاصلح النقب او اغلق الباب فالاخراج الثانی سرقة اخری ولا يجب القطع اذا كان المخرج فی كل دفعة دون النصاب وان لم يتخلل ذلك قطع[1]	كذا فی السراج الوهاج
۲۳	ولو سرق من السطح ما يساوی نصابا يقطع	كذا فی الخلاصة
۲۴	رجل نقب حائطا بغير اذن المالك ثم غاب فدخل سارق البيت و سرق شيئا المختار انه لا يضمن الناقب ما سرقه السارق	كذا فی الخلاصة
۲۵	ولو سرق ثوبا بسط فی السكة لا يقطع وكذا لو سرق ثوبا بسط علی خص الی السكة وان بسط علی الحائط الی الدار او علی الخص الی السطح قطع	كذا فی الظهيرية
۲۶	وان نقب البيت و ادخل يده فيه فاخذ شيئاً لم يقطع وهذا عند ابی حنيفةؒ و محمدؒ ومن اصحابنا من قال فی هذه المسئلة هذا محمول علی البيت الكبير الذی يمكن الدخول فيه من النقب اما اذا كان صغيرا لا يمكن دخوله من النقب فادخل يده فيه واخذ المال قطع اجماعا	كذا فی السراج الوهاج
۲۷	وان ادخل يده فی صندوق الصيرفی او فی كم غيره فاخذ المال قطع	كذا فی السراج الوهاج

[1] چنانچہ رد المحتار میں اسکے متعلق لکھا ہے کہ قولہ " ان لم یتخلل ذلک قطع " یعنی اگر کئی بار کی ان چوریوں کے درمیان مالک کو اطلاع نہ ہوئی تو قطع ید کی حد لگے گی " اس کا مقتضی یہ نہیں ہے کہ اگر مالک کو اطلاع ہونے اور نقب کی اصلاح کرنے یا دروازہ بند کرنے سے پہلے وہ چور ہر بار بعض نصاب نکال لایا تو اسے قطع ید کی حد لگے گی اس لئے کہ یہ مقتضی تو اس حکم کے خلاف ہے جس میں کہا گیا ہے کہ چور حرز سے ایک بار میں چوری کا نصاب چرالائے تب قطع ید کی حد لگتی ہے (حکم نمبر ۱۳/۲۴۸ ملاحظہ ہو) البتہ مالک کی اطلاع کا اعتبار اس میں ہے کہ اگر اسے اطلاع ہوگئی اور اس نے بند نہ کیا تو وہ حرز نہ رہا اور پھر وہاں سے چوری پر قطع ید کی حد نہ لگے گی (حکم نمبر ۱۸/۲۴۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو) ماخوذ از رد المحتار ج ۳ صـ ۲۶۸ (مترجم) [2] جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ سطح محفوظ جگہ قرار پاتی ہے اور لکھا ہے کہ اس کی صورت یہ ہے کہ چور چھت پر چڑھا یا گھر کے اندر کی طرف داخل ہو کر چھت سے چوری کی۔ تو اس پر قطع ید کی حد ہے اور اگر اس نے گلی کی طرف کی دیوار پر پھیلا ہوا کپڑا چرالیا تو حد نہیں ہے اور گھر کی طرف والی دیوار پر سے چوری کی تو قطع ید کی حد ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صـ ۲۸۰ حکم نمبر ۲۵/۲۴۴ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۲۳/۲۴۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ اگر کسی چور نے کسی گھر میں داخل

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب۔ جن میں قطع ید ہے اور جن میں نہیں دوسری فصل۔ محفوظ جگہ اور اس سے لینے کا بیان	حوالہ
۷۰۴-۲۲	اگر کسی چور نے کسی محفوظ جگہ سے چوری کا نصاب دو بار یا زیادہ بار نکالا پس اگر دو باریوں کے درمیان مالک کو اطلاع ہوگئی اور اس نے نقب درست کر دیا یا دروازہ بند کردیا تو دوسری بار کا نکالنا دوسری چوری قرار پائے گا اور جب ہر بار میں چوری کیا ہوا مال چوری کے نصاب سے کم تھا تو اس میں قطع ید کی حد واجب نہ ہوگی۔ اور اگر چوری کی باریوں کے درمیان مالک کو اطلاع نہ ہوئی (اور دوسری بار چوری کا نصاب چرایا ہے) تو قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ [1]	سراج وہاج
۲۳	اگر کسی شخص نے چھت پر سے وہ چیز چوری کی جو چوری کا نصاب قرار پاتی ہے تو اس چور پر قطع ید کی حد لگائی جائیگی [2]	خلاصہ
۲۴	کسی آدمی نے کسی دیوار میں دیوار کے مالک کی اجازت کے بغیر سوراخ کیا اور غائب ہوگیا پھر چور (اس سوراخ سے) گھر میں داخل ہوا اور کوئی چیز چوری کرلی تو مختار حکم یہ ہے کہ جو چیز چور نے چوری کی ہے اس کے لئے سوراخ کرنے والا ضامن نہ ہوگا۔	خلاصہ
۲۵	اگر کسی شخص نے ایسا کپڑا چوری کیا جو گلی میں پھیلایا گیا ہے تو اس سے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اسی طرح اگر کسی نے ایسا کپڑا چرایا جو بانس یا لکڑی کی جھونپڑی پر گلی کی طرف پھیلایا گیا ہے تو اس کا حکم بھی یہی ہے۔ (کہ اس پر حد نہیں ہے) اور اگر (کسی نے) وہ کپڑا (چرایا جو) اس دیوار پر پھیلایا گیا تھا جو گھر کی طرف ہے یا اس جھونپڑی پر چھت کی طرف پھیلایا گیا تھا تو اس سے قطع ید کی حد لگائی جائے گی [3]	ظہیریہ
۲۶	اگر کسی شخص نے کسی گھر میں نقب لگائی اور اپنا ہاتھ نقب میں داخل کرکے کوئی چیز لے لی تو اس سے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی یہ حکم امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں ہے۔ اور اس مسئلہ میں ہمارے اصحابؒ میں سے بعض کا قول ہے کہ یہ حکم اس صورت پر محمول ہے جبکہ وہ گھر بڑا ہو نقب لگا کر اس میں داخل ہونا ممکن ہو۔ اور گھر اتنا چھوٹا ہو کہ نقب لگا کر اس کے اندر داخل ہونا ممکن نہ ہو اور چور نے اس میں (نقب لگاکر) اپنا ہاتھ داخل کیا اور مال لے لیا تو اس پر بالاجماع قطع ید کی حد لگائی جائے گی [4]	سراج وہاج
۲۷	اگر کسی شخص نے صراف کے صندوق میں ہاتھ ڈال کر یا دوسرے شخص کی آستین میں ہاتھ ڈال کر مال لے لیا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی [5]	سراج وہاج

ہوئے بغیر ہاتھ داخل کرکے کوئی چیز چرالی تو اسے قطع ید کی حد نہ لگے گی اور ایسے چور کو لص ظریف نام رکھا گیا ہے یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ماثور ہے۔ اور اگر چور نے صندوق میں ہاتھ ڈالکر کوئی چیز چرالی تو اس کا حکم یوں نہیں ہے۔ ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۳ صفحہ ۲۸۲۔ حکم نمبر ۱۳، ۲۷/ ۴۷۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[5] جیسا کہ درمختار وردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اگر کسی نے اپنا ہاتھ غیر کے صندوق میں ڈالا یا اسکی جیب میں ڈالا یا اس کی آستین میں ڈالا اور مال لے لیا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ نیز لکھا ہے جیب سے مراد قمیص یا اس قسم کی چیز کی جیب ہے جو درہمیں رکھنے کے لئے بنائی جاتی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ عمامہ (یعنی پگڑی) اور حزام (یعنی چمڑے کی چیز) سے لینے کا حکم بھی یوں ہی ہے اور لکھا ہے کہ اس میں قاعدہ یہ ہے کہ اگر حرز (یعنی محفوظ جگہ کا مقام) ایسا ہو کہ اس میں چور کا داخل ہونا ممکن ہو تو اس کے ہتک میں چور کے داخل ہونے اور نکال لانے کا اعتبار ہے اور اگر وہ حرز ایسا ہو کہ میں اس کے اندر چور کا داخل ہونا ممکن نہ ہو تو اس کے ہتک میں اس میں ہاتھ ڈال کر لینے کا اعتبار ہے۔ ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۳ صفحہ ۲۸۳، صفحہ ۲۸۴۔ نیز حکم نمبر ۱۱، ۱۳، ۲۶، ۲۹/ ۴۷۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وفیما لا یقطع — الفصل الثانی فی الحرز والاخذ منه	حوالہ
۲۷-۲۸	جماعة نزلوا خانا او بیتا فسرق بعضهم من بعض متاعا وصاحب المتاع یحفظه او هو تحت راسه لم یقطع	کذا فی السراجیة
۲۹	واذا طر صرة خارجة من الکم واخذ الدراهم لم یقطع وان ادخل یده فی الکم فطرها قطع ولو حل الرباط یقطع فی الوجه الاول وفی الوجه الثانی لا یقطع	کذا فی الکافی
۳۰	فی المنتقی الحسن عن ابی حنیفة قال فی الفتاش وهو الذی یهیئ لغلق البیت ما یفتحه به اذا فتش نهارا ولیس فی البیت ولا فی الدار احد واخذ المتاع لا یقطع وان کان فیها احد من اهلها فأخذ المتاع وهو لا یعلم قطع وکذلک اذا فتش بابا فی السوق لم یقطع	کذا فی المحیط
۳۱	والقفاف لا یقطع وهو الذی یعطی الدراهم لینظر الیها فیأخذ منها وصاحبه لا یعلم	کذا فی المحیط
۳۲	فی الحاوی اذا کان باب الدار مردودا غیر مغلق فدخلها السارق خفیة واخذ المتاع خفیة قطع ولو کان باب الدار مفتوحا فدخل نهارا وسرق لا یقطع ولو دخل لیلا من باب الدار وکان الباب مفتوحا مردودا بعد ما صلی الناس العتمة وسرق خفیة او مکابرة ومعه سلاح اولا وصاحب الدار یعلم به اولا قطع ولو دخل اللص دار انسان ما بین العشاء والعتمة والناس یذهبون ویجیئون فهو بمنزلة النهار	کذا فی المحیط

ــه حکم نمبر ۲/۳۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ، ــه جیساکہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ طرّ ای شقّ یعنی پھاڑا اور صُرّۃ یعنی وہ خرقہ جس میں درہم باندھے جائیں (یعنی کیسہ) اور یہاں صرۃ سے مراد وہ بندھی ہوئی آستین جسمیں درہم ہوں اور من الکم ای من نفس الکم یعنی وہ کیسہ جو نفس آستین سے ہو الگ شئ نہ ہو اور لکھا ہے کہ حاصل کلام یہ ہے کہ اس مسئلہ میں چار صورتیں ہیں جب کیسہ نفس آستین سے بنایا گیا تو بندھن باہر اور دراہم آستین کے اندر ہوں گے یا اسکا الٹ ہوگا اور دونوں صورتوں میں چور نے کیسہ پھاڑ کر مال لیا یا وہ بندھن کھولکر لیا پہلی صورت جب بندھن باہر اور درہم آستین کے اندر تھے اور چور اس کیسہ کو پھاڑ کر مال لے لے تو اسمیں قطع ید کی حد نہ ہوگی (الخ متعلق البحر الرائق ج ۵ ص ۶۰ میں ہے کہ اس لئے کہ اس صورت میں پھاڑنے سے کیسہ آستین کے اندر نہیں ہوتا وہ آستین سے باہر سے دراہم لینا قرار پاتا ہے پس ہتک حرز نہیں پایا گیا) دوسری صورت یعنی جب بندھن آستین کے اندر کی طرف ہو اور چور وہ کیسہ پھاڑ کر دراہم لے لے بایں طور کہ اس نے آستین کے اندر ہاتھ ڈالا اور موضع دراہم کو پھاڑ کر دراہم لئے تو اس میں قطع ید کی حد لازم ہے اس لئے کہ اس نے حرز سے لیا ہے تیسری صورت یعنی جب بندھن باہر تھا چور نے اس بندھن کو کھولکر دراہم لئے تو اس میں قطع ید کی حد لازم ہے اس لئے کہ اس صورت میں درہم چرانے کے لئے آستین کے اندر ہاتھ ڈالکر درہم لینے ہوتے ہیں پس اس نے حرز سے لیا ہے۔ وچوتھی صورت یعنی جب بندھن آستین کے اندر کی طرف تھے چور نے وہ بندھن کھولکر دراہم لئے تو قطع ید کی حد لازم نہیں

دفعات متن نمبر	دوسرا باب۔ جنمیں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں — دوسری فصل۔ محفوظ جگہ داخل ہو کر لینے کا بیان	حوالہ
۲۷۰-۲۸	ایک جماعت کسی سرا میں یا کسی گھر میں اتری تو ان میں سے بعض نے بعض کا مال چوری کر لیا اور مال کا مالک اس مال کی حفاظت کر رہا تھا یا وہ مال اس کے سر کے نیچے تھا تو اس چور کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ۔ ۱	سراجیہ
۲۹	اگر کسی چور نے آستین سے بنائے ہوئے کیسہ کو جو کیسہ آستین کے بیرونی طرف ہے اسے پھاڑ کر درہم لئے تو اس چوری پر اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور اگر اس نے اپنا ہاتھ آستین کے اندر ڈال کر اس کیسہ کو پھاڑا (اور درہم لئے) تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور اگر چور نے (اس کیسہ کے) بندھن کو کھولا (اور درہم لئے) تو (مذکورہ) پہلی صورت میں اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور (مذکورہ) دوسری صورت میں اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ۲	کافی
۳۰	المنتقی میں بروایت حسن امام ابوحنیفہ سے فشاش کے متعلق قول منقول ہے کہ فشاش اس شخص کو کہتے ہیں کہ وہ بند دروازہ کے لئے ایسی چیز تیار رکھتا ہے جس سے اسے کھول لے جب اس نے دن کے وقت دروازہ کھولا اور گھر میں اور گھر میں کوئی نہ تھا اور اس نے مال لے لیا تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ اور اگر گھر والوں میں سے کوئی شخص گھر میں تھا پس چور نے مال لے لیا اور وہ چور (اہل خانہ کی موجودگی کو) نہیں جانتا۔ تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی اسی طرح اگر اس نے بازار کا کوئی دروازہ کھولا تو یہی حکم ہے ۳	محیط
۳۱	اور قفاف کو بھی قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور قفاف اس (ٹھگ) شخص کو کہتے ہیں کہ جسے درہم اس لئے دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ انہیں دیکھ کر دے (یعنی پرکھے یا شمار کرے) پس وہ ان میں سے لے لیتا ہے اور مالک کو پتہ نہیں چلتا ۴	محیط
۳۲	الحاوی میں ہے کہ (الف) جب گھر کا دروازہ یوں تھا کہ اس کے کواڑ بند تھے دروازہ مغلق یعنی تالا زدہ نہ تھا پس اس گھر میں چور خفیۃ داخل ہوا در خفیۃ مال لیا تو اس چوری میں قطع ید کی حد لگائی جائے گی (ب) اور گھر کا دروازہ کھلا تھا پس چور دن کے وقت داخل ہوا اور چوری کی تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ۵ (ج) اگر کوئی چور رات کے وقت جب لوگ عشا کی نماز پڑھ چکے تھے اس کے بعد کسی کے گھر میں گھر کے دروازہ سے داخل ہوا اور دروازہ یوں تھا کہ کھلا تھا (یعنی تالا نہ لگا ہوا تھا) اور اس کے کواڑ بند تھے۔ اس نے (اس گھر سے) خفیۃ چوری کی یا غلبہ و قہر کے ساتھ کی اس کے پاس ہتھیار تھا یا نہ، گھر والے کو اس کا علم ہو گیا یا نہ اس پر قطع ید کی حد لگائی جائے گی ۶ (د) اور جب کوئی چور کسی انسان کے گھر عشا اور عتمہ (یعنی عشاء اور مغرب) کے درمیان وقت میں داخل ہوا جبکہ لوگ آ جا رہے ہوں تو وہ وقت بمنزلہ دن کے ہے۔	محیط

۱ اسلئے جب اس نے آستین کے اندر سے بندھن کھولا تو درہم آستین سے باہر ہے اور اس کا دراہم لینا باہر سے قرار پایا حرز سے نہیں۔ پس حد لازم نہ ہوگی۔ اور امام ابو یوسف اور دیگر تینوں اماموں کے ہاں مذکورہ سب صورتوں میں قطع ید کی حد لازم ہے اس لئے کہ آستین حرز ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۸۲ (مترجم) ۳ جیساکہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ فشاش دن کو دروازہ کھول کر مال لے لے تو اسمیں قطع ید نہ ہونے کی وجہ غالبا یہ ہے کہ اسطرح وہ اعلانیہ لینے والا قرار پاتا ہے اور چوری قرار پانے کیلئے خفیۃ لینا شرط ہے تب قطع ید کی حد لازم ہوتی ہے اور رات کو دروازہ کھول کر لینے میں ایسا حکم نہیں ہے۔ اور لکھا ہے کہ اگر گھر والوں میں سے کوئی شخص گھر میں موجود ہو اور دروازہ کھولنے والے کو اسکا علم نہ ہو تو چونکہ وہ اپنے گمان میں خفیہ لے رہا ہے اسلئے اسے قطع ید کی حد لگے گی لیکن اگر اسے علم ہو کہ گھر میں کوئی ہے تو پھر وہ اعلانیہ لینے والا ہے پھر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۸۰ نیز حکم نمبر ۲۳، ۲۲ / ۲۷۰ ۲ / ۲۶۳ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ جیساکہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ قفاف کی چوری یوں ہوتی ہے کہ اسے درہم پرکھنے کیلئے دیئے جائیں تو وہ اپنی انگلیوں میں اس طرح رکھ کر چھپا لیتا ہے کہ مالک کو پتہ نہیں چلتا۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۸۰ (مترجم) ۵ جیساکہ رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت میں سرقہ نہیں بلکہ مکابرہ یعنی اعلانیہ و غلبہ سے لینا قرار پاتا ہے ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۸۰ نیز حکم نمبر ۲۲ و ۲۳ / ۲۷۰ ملاحظہ ہوں۔ نیز حکم نمبر ۳۰ / ۲۷۰، ۲ / ۲۶۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶ حکم نمبر ۳۰۲ / ۲۲۸، ۱۱، ۳۳، ۳۰ ب / ۲۷۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶

دفعات شق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع و فیما لا یقطع — الفصل الثانی فی الحرز والاخذ منه	حوالہ
۴۷۰-۳۳	واذا کان صاحب الدار یعلم بدخول اللص واللص لا یعلم ان فیها صاحب الدار او یعلم به اللص وصاحب الدار لا یعلم قطع ولو علما لا یقطع ولو لم یعلما قطع	کذا فی المحیط
۳۴	ولو کابر انسانا لیلا حتی سرق متاعه قطع ولو کابره نهارا فنقب بیته سرا واخذ متاعه مغالبة لا یقطع والقیاس ان لا یقطع فی الفصلین لکنا استحسنا فی الفصل الاول وقلنا بوجوب القطع	کذا فی المحیط
۳۵	ولو اخرج شاة من الحرز فتبعها اخری ولم تکن الاولی نصابا فلا قطع علیه	کذا فی السراج الوهاج
۳۶	واذا سرق شاة او بقرة او فرسا من المرعی لا یقطع هکذا ذکر محمد رح فی الاصل قال شیخ الاسلام الا ان یکون علیها راع یحفظها وفی البقالی انه لا قطع فی المواشی فی المرعی وان کان معها الراعی لان الراعی ینصب لاجل الرعی لا لاجل الحفظ فلا تصیر محرزة بالراعی فان کان معها سوی الراعی من یحفظها یجب القطع وعلیه الفتوی	کذا فی الذخیرة
۳۷	وان کانت الغنم تأوی الی بیت باللیل قد بنی لها علیه باب مغلق فکسره ودخل فسرق منه شاة قطع وفی البقالی وقیل لا یعتبر الغلق اذا کان الباب مردودا الا ان یکون منفردا فی الصحراء	کذا فی الذخیرة
۳۸	یأوی باللیل الی حائط قد بنی لها علیه باب وهناک من یحفظها وکسر الباب لیلا وسرق بقرة نقادها او ساقها او رکبها حتی اخرجها قطع	

۱؎ حکم نمبر ٣٠/٤٧٠ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ جب کسی انسان نے کسی انسان پر رات کے وقت مکابرہ (یعنی قہر و غلبہ) کرکے اس کا مال چوری کر لیا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری ج ۶ صفحہ ۴۳۱۔ نیز حکم نمبر ٣٢٠،٣٠٢،٥/٤٧٠ اور شہر میں قطع الطریق متحقق ہونے کے متعلق حکم نمبر ١، ٢/٤٧٣ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ چوری میں کم از کم نصاب کے متعلق حکم نمبر ٢/٤٦٨ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	دوسرا باب: جنمیں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں — دوسری فصل۔ محفوظ جگہ اور اس سے لینے کا بیان	حوالہ
۳۳-۴/۷۰	(نیز لکھا ہے کہ) (ا) جب گھر والے کو چور کے داخل ہونے کا علم ہوا ور چور کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس گھر میں گھر والا (موجود) ہے یا چور کو علم ہو کہ گھر والا گھر میں ہے اور گھر والے کو یہ معلوم نہ ہو کہ چور داخل ہوا ہے تو ان صورتوں میں چور کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی (ب) اور اگر چور اور گھر والے دونوں کو ایک دوسرے کے متعلق مذکورہ علم ہو گیا تو اس صورت میں چور کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی (ج) اور اگر دونوں کو ایک دوسرے کے متعلق مذکورہ علم نہ ہو تو چور کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی [1]	محیط
۳۴	(نیز لکھا ہے کہ) (ا) اگر کسی چور نے رات کے وقت کسی انسان سے مکابرہ کیا (یعنی زبردستی اور غلبہ کیا) حتیٰ کہ اس کا مال چوری کر لیا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائیگی (ب) اور اگر کسی چور نے دن کے وقت یوں قہر و غلبہ کیا کہ اس کے گھر میں خفیہ نقب لگائی اور اس کا مال زبردستی اور غلبہ سے لیا تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی (ج) اور قیاس یہ ہے کہ مذکورہ دونوں صورتوں میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے لیکن ہم نے اول صورت میں استحسان اختیار کیا اور اسی پر قطع ید واجب ہونے کا حکم کیا [2]	محیط
۳۵	کوئی چور کسی محفوظ جگہ سے بکری نکال لایا اور دوسری بکری اس کے پیچھے (خود) چلی آئی اور پہلی بکری چوری کا نصاب [3] نہ قرار پاتی تھی تو اس چور پر قطع ید کی حد لازم نہیں ہے۔	سراج وہاج
۳۶	(ا) جب کسی چور نے کوئی بکری یا گائے یا گھوڑا چراگاہ سے چرایا تو اس چوری سے اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ امام محمدؒ نے الاصل میں یونہی ذکر کیا ہے (ب) اور شیخ الاسلامؒ نے کہا ہے کہ اگر ان کے ساتھ کوئی چرواہا ہو جو ان کا حفاظت کنندہ ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے۔ (ج) اور البقالی میں ہے کہ چراگاہوں سے مویشی چوری کرنے میں قطع ید کی حد نہیں ہے اور اگرچہ ان کے ساتھ چرواہا ہو اس لئے کہ چرواہا چرانے کے لئے مقرر ہوتا ہے حفاظت کرنے کے لئے مقرر نہیں ہوتا لہٰذا وہ جانور چرواہے کی وجہ سے حرز میں (یعنی حرز بالحافظ میں) نہ قرار پائیں گے۔ پس اگر ان جانوروں کے ساتھ چرواہے کے علاوہ کوئی اور ایسا شخص ہو جو ان کا حفاظت کنندہ ہو تو پھر (اس چوری سے) قطع ید کی حد واجب ہوگی اور اس پر فتویٰ ہے [4]	ذخیرہ
۳۷	(ا) اگر بکریاں رات کو اس گھر میں آکر رہا کرتی ہوں جو ان کے لئے بنایا گیا ہے۔ اسپر مغلق دروازہ (یعنی تالازدہ بند دروازہ) ہے پس چور نے توڑا اور داخل ہوا پھر وہاں سے بکری چوری کی تو اس چوری پر قطع ید کی حد لگائی جائے گی (ب) البقالی میں ہے کہ بعض کا قول یہ ہے کہ جب دروازہ کے کواڑ بند ہوں تو دروازہ کے تالازدہ بند ہونے کا اعتبار نہیں ہے لیکن اگر وہ گھر جنگل میں اکیلا ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر دروازہ بند ہونے یعنی تالا لگا ہونے کا اعتبار ہے) [5]	ذخیرہ
۳۸	(ا) جو مال رات کو اس چار دیواری میں آکر رہا کرتا ہو جو اس کے لئے بنائی گئی ہے۔ اور اس چار دیواری کا دروازہ ہے۔ اور وہاں کوئی ایسا شخص ہوتا ہے جو اس کی حفاظت کرتا ہے۔ کسی نے رات کے وقت اس دروازہ کو توڑا اور (وہاں سے) گائے چوری کی	

[4] حکم نمبر ۹/۴۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر ۱۰/۴۶۹، ۳۲/۴۷۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعہ نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وفیما لا یقطع — الفصل الثانی فی الحرز والاخذ منه	حوالہ
۳۸ - ۴۷۰	اتخذ حظیرة من حجر او شوک وجمع فیها الاغنام وهو نائم عندها یقطع سارقها قال محمد[1] اذا جمع الغنم فی حظیرة او فی غیر حظیرة وعلیها حافظ اولیس علیها حافظ بعد ان جمعها فی موضع قطع سارقها	کذا فی الحاوی
	وعامة المشائخ[2] علی انه اذا جمعها فی مکان اعد لحفظها فسرق رجل منها فعلیه القطع سواء کان معها حافظ او لم یکن	کذا فی المحیط
	وهو الصحیح	هکذا فی الذخیرة
۳۹	من سرق من ابویه وان علیا او ولده وان سفل او ذی رحم محرم[3] منه کالاخ والاخت والعم والخال والعمة والخالة لا یقطع ولو سرق من بیت ذی الرحم المحرم متاع غیره لا یقطع ولو سرق مال ذی الرحم المحرم من بیت غیره یقطع	کذا فی فتح القدیر
۴۰	ولو سرق من امه او اخته رضاعا یقطع	کذا فی الکافی
۴۱	واذا سرق احد الزوجین من الآخر لم یقطع وکذلک اذا سرق احد الزوجین من حرز خاص للآخر لا یسکنان فیه	کذا فی غایة البیان
۴۲	ولو سرقت المرأة من زوجها او سرق هو منها ثم طلقها ولم یدخل بها فبانت بغیر عدة لا یقطع واحد منهما ولو سرق من امرأته المبتوتة[4] او المختلعة[5] ان کانت فی العدة لم یقطع سواء کان طلقة او طلقتین او ثلاثا وکذا اذا سرقت هی من بیت زوجها وهی فی العدة فلا قطع علیها	کذا فی السراج الوهاج

[1] حکم نمبر ۳/۴۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر ۳/۴۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] محرم کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۹/۲۹۱ نیز حکم نمبر ۴۰/۴۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم)
[4] حکم نمبر ۳۹/۴۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] اس کے متعلقہ احکام فتاوی عالمگیری کی بحث ۸ میں ہیں (مترجم) [6] خلع یعنی بیوی سے کوئی بدل لیکر خلع کرنے کے لفظ کے ساتھ نکاح کی ملک کو زائل کر دینا ـ ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۱ ص ۴۸۸ اس کے دیگر احکام بحث ۸ کے باب ۸ میں ہیں ـ (مترجم)

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - جن میں قطع ید ہے اور جن میں نہیں ـ دوسری فصل - محفوظ جگہ اور اس سے لینے کا بیان	حوالہ
۴۷۰-	پھر اسے کھینچ لایا یا ہانک لایا یا اسپر سوار ہوا حتی کہ وہاں سے نکال لایا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی (ب) کسی نے پتھروں یا کانٹوں کا حظیرہ (یعنی احاطہ، باڑہ) بنایا۔ اسمیں بکریاں جمع کیں۔ اور وہ خود اس حظیرہ کے پاس سوتا ہے تو وہاں سے چوری کرنے والے کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی (ج) امام محمدؒ نے کہا ہے کہ جب باڑہ میں یا غیر باڑہ میں بکریاں جمع کردی جائیں اور ان پر حفاظت کنندہ ہو یا نہیں ایک جگہ جمع کردیا گیا اور اس کے بعد ان پر حفاظت کنندہ نہ رہا تو ان سے چوری کرنے والے کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی [1]	حاوی
	(ج) عام مشائخ کے ہاں حکم یہی ہے کہ جب اس نے بکریوں کو ایسے مقام میں جمع کردیا جو ان کی حفاظت کے لئے تیار کیا گیا ہے پھر ان بکریوں سے کسی آدمی نے چوری کی تو اسپر قطع ید کی حد لگائی جائے گی خواہ ان بکریوں کے ساتھ حفاظت کنندہ تھا یا نہ تھا [2]	محیط
	(د) اور یہی مذکورہ حکم صحیح ہے۔	ذخیرہ
۳۹	(ا) جس شخص نے اپنے ماں باپ کی چوری کی خواہ وہ اوپر درجہ تک کے ہوں (مثلاً دادا دادی وغیرہ) یا کسی نے اپنی اولاد کی چوری کی خواہ وہ نیچے درجہ تک ہوں (مثلاً پوتا۔ پوتی وغیرہ) یا کسی نے ذی رحم محرم کی چوری کی مثلاً بھائی بہن، چچا، ماموں، پھوپھی اور خالہ تو اس چوری سے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [3] (ب) اور اگر کسی نے ذی رحم محرم کے گھر سے کسی غیر کا مال چوری کیا تو بھی اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی (ج) اور اگر کسی نے ذی رحم محرم کا مال کسی غیر کے گھر سے چوری کرلیا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔	فتح قدیر
۴۰	اگر کسی شخص نے اپنی رضاعی (یعنی دودھ کے رشتہ سے) ماں یا بہن کی چوری کی تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی [4]	کافی
۴۱	جب خاوند بیوی میں سے ایک نے دوسرے کی چوری کی تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب خاوند بیوی میں سے ایک نے دوسرے کے حرز خاص (یعنی اس کے لئے مخصوص محفوظ جگہ) سے چوری کی جس میں وہ دونوں رہتے نہیں تو بھی اس چوری سے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔	غایۃ البیان
۴۲	(ا) اگر بیوی نے خاوند کی چوری کی یا خاوند نے بیوی کی چوری کی پھر اس خاوند نے اسے طلاق دے دی اور اس نے ابھی اس سے خلوت نہ کیا تھا پس وہ بغیر عدت کے بائنہ [5] ہوگئی تو اس صورت میں ان دونوں میں سے کسی پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ (ب) اگر کسی نے مبتوتہ بیوی (یعنی جسے طلاق بائنہ دے چکا ہے) یا مختلعہ بیوی (یعنی جس [6] سے خلع کیا گیا ہو) کی چوری کی اور وہ عورت ابھی عدت میں تھی تو خواہ اسنے ایک طلاق دی تھی یا دو یا تین طلاقیں دے دیں۔ اس چوری سے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی (ج) اسی طرح اگر بیوی نے خاوند کے گھر سے چوری کی اور وہ عدت میں ہو تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔	سراج وہاج

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وفیما لا یقطع — الفصل الثانی فی الحرز والاخذ منه	حوالہ
۴۲/۷۰	ولو ابانها بعد السرقة ونقضت عدتها ثم رفع الامر الى القاضی لا یقطع	کذا فی التبیین
۴۳	اذا سرق من اجنبیة او سرقت من اجنبی ثم تزوجها قبل المرافعة الی الامام ثم ترافعا الامر الی الامام واقر السارق فالقاضی لا یقطع	کذا فی الذخیرة
	وان تزوجها بعد القضاء لم یقطع عند ابی حنیفة ؒ ومحمد ؒ	کذا فی السراج الوهاج
۴۴	اذا سرق من امرأة قد حرمت علیه بتقبیل امها او ابنتها قطع	کذا فی المحیط
۴۵	ولو سرق من بیت الاصهار او الاختان لم یقطع عند ابی حنیفة ؒ وعندهما یقطع والخلاف فیما اذا کان البیت للختن اما اذا کان للبنت فلا یقطع اتفاقا وکذا فی مسئلة الصهر اذا کان البیت للزوجة لا یقطع اجماعا	کذا فی الجوهرة النیرة
۴۶	الختن زوج کل ذی رحم محرم منه کزوج البنت والاخت وکل ذی محرم من الختن والصهر من حرم علیه بالمصاهرة کام المرأة وابنتها وکامرأة الاب وکل ذی رحم محرم من اولاده	کذا فی المحیط
۴۷	ولو سرق العبد من مولاه لا یقطع	کذا فی محیط السرخسی
۴۸	وکذلك لو سرق من ابی مولاه او امه او ذوی رحم محرم منه او من امرأة مولاه	کذا فی محیط السرخسی
۴۹	وکل ما لا یقطع المولی بالسرقة منه فعبده بمنزلته	کذا فی محیط السرخسی
۵۰	ولا فرق بین ان یکون العبد مدبرا او مکاتبا او مأذونا او ام ولد سرقت من مولاها	کذا فی السراج الوهاج

۱؎ ختن اور صہر کے مفہوم کے متعلق حکم ۴۲/۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ جیسا کہ رد المحتار میں ہے کہ (ختنه وصهره) ختنه زوج کل ذی رحم محرم منه وصهره کل ذی رحم محرم من امرأته الخ یعنی ختن ہر ذو رحم محرم کے خاوند کو کہتے ہیں اور صہر جو اس کی بیوی کا ذو رحم محرم ہو۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص۲۷۹ اور محرم کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۴۹/۲۹۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ جیسا کہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے کہ عادۃً اسے داخل ہونے کی اجازت ہوتی ہے اسی طرح اس غلام کے آقا کی بیوی آقا کے اقارب اور ان کیلئے بھی یہی حکم ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص۲۷۸، ص۲۷۹ حکم

تعداد مسلسل نمبر	دوسرا باب - جن میں قطع ید ہے اور جن میں نہیں ... دوسری فصل - محفوظ جگہ اور اس سے لینے کا بیان	حوالہ
۴۲-	(د) اور اگر کسی خاوند نے (بیوی کی) چوری کرنے کے بعد اسے طلاق بائنہ دے دی اور پھر اس کی عدت ختم ہو گئی پھر اس چوری کا مقدمہ قاضی کے ہاں پیش ہوا تو (اس صورت میں بھی) اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔	تبیین
۴۳	(و) اگر کسی مرد نے کسی اجنبیہ عورت کا مال چرایا یا کسی عورت نے اجنبی مرد کا مال چرایا پھر قاضی کے ہاں اس کا مقدمہ پیش ہونے سے پہلے اس سے نکاح کر لیا پھر وہ مقدمہ قاضی کے ہاں پیش ہوا اور چوری کرنے والے نے چوری کا اقرار کیا تو قاضی قطع ید کا حکم نہ دے گا۔	ذخیرہ
	(ب) اور اگر اس نے قاضی کے قطع ید کے فیصلہ کے بعد (اور حد جاری ہونے سے پہلے) اس سے نکاح کر لیا تو بھی امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔	سراج وہاج
۴۴	جب کسی شخص نے کسی ایسی عورت کی چوری کی جو اس پر اس وجہ حرام ہو چکی ہو کہ اس نے اس کی ماں یا اس کی بیٹی کا (شہوت کے ساتھ) بوسہ لے لیا تو اس چوری پر قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔	محیط
۴۵	اگر کسی شخص نے ان لوگوں کے گھر سے چوری کی جو (رشتہ میں) صہر[1] ہیں یا ختن ہیں تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ اور اختلاف اس صورت میں ہے جبکہ وہ گھر ختن کا تھا اور اگر وہ گھر اس بیٹی کا تھا تو بالاتفاق قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ اسی طرح صہر کے مسئلہ میں جب وہ گھر اس کی بیوی کا تھا تو پھر بالاجماع اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔	جوہرہ نیرہ
۴۶	(و) ختن (یعنی دامادی کے رشتہ) سے مراد ہر ذو رحم محرم کا خاوند ہے مثلاً بیٹی یا بہن کا خاوند نیز ختن سے مراد ختن کے محرم (افراد) ہیں۔	
	(ب) اور صہر (یعنی سسرال ہونے کے رشتہ) سے مراد وہ جو نکاح و مصاہرت کی وجہ سے اس پر حرام ہو جیسا کہ اپنی بیوی کی ماں اور اپنی بیوی کی بیٹی اور جیسا کہ اپنے باپ کی بیوی نیز صہر سے مراد بیوی کی اولاد کا ذو رحم محرم ہے ؎۲	محیط
۴۷	اگر غلام نے اپنے آقا کی چوری کی تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ؎۳	محیط سرخسی
۴۸	اسی مذکورہ حکم کی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی غلام نے اپنے آقا کے باپ یا اپنے آقا کی ماں یا اپنے آقا کے ذو رحم محرم یا اپنے آقا کی بیوی کی چوری کی (تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی) ؎۴	محیط سرخسی
۴۹	وہ سب (لوگ) کہ ان کا مال چوری کرنے سے آقا پر قطع ید کی حد لازم نہیں ہوتی تو اس آقا کا غلام بھی (اس حکم میں) بمنزل آقا کے ہے ؎۵	محیط سرخسی
۵۰	(غلام پر اپنے آقا کی چوری سے قطع ید کی حد لازم نہ ہونے کے مذکورہ حکم میں) اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ غلام مدبر ہو یا مکاتب ہو یا ماذون ہو یا ام ولد ہو جس نے اپنے آقا کی چوری کی (سب صورتوں میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہے) ؎۶	سراج وہاج

نمبر ۴۸ تا ۵۰ / ۴۷۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۴ حکم نمبر ۴۷ / ۴۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۵ جیسا کہ رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس حکم میں غلام اپنے آقا سے ملحق ہے حتی کہ آقا پر جس چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہوتی اس کے غلام پر بھی اس چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہوتی مثلاً آقا کے اقارب وغیرہ اگر انکے گھر سے آقا چوری کرے تو اس پر قطع ید کی حد لازم نہیں ہوتی تو آقا کے ان اقارب وغیرہ کے گھر سے آقا کا غلام چوری کرے تو اس پر بھی قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی اسلئے کہ مصلحتوں کو قائم رکھنے کی غرض سے ان لوگوں کے گھر میں داخلہ کیلئے وہ غلام عادۃً اجازت یافتہ قرار پاتا ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۶۹ البتہ حکم نمبر ۵۲، ۵۳ / ۴۶۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۶ مدبر، مکاتب، ماذون اور ام ولد غلام وغیرہ کے مفہوم کیلئے حکم نمبر ۲ / ۳۳۳ ، ۲۴ / ۲۴۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وفیما لا یقطع — الفصل الثانی فی الحرز والاخذ منه	حوالہ
۷۰م-۵۱	وکذلك المولی اذا سرق من مال مکاتبه اوعبده المأذون	کذا فی محیط السرخسی
۵۲	ویقطع بالسرقة من العبد لانه بمنزلة المودع فیما فی یده ویقطع السارق من المودع	کذا فی محیط السرخسی
۵۳	ولا قطع علی الضیف اذا سرق ممن اضافه	کذا فی الهدایة
۵۴	ولا قطع علی خادم القوم اذا سرق متاعهم	کذا فی السراج الوهاج
۵۵	ولا علی اجیر سرق من موضع اذن له فی دخوله	کذا فی السراج الوهاج
۵۶	واذا آجر داره من رجل فسرق المؤجر من المستأجر او المستأجر من المؤجر وکل واحد منهما فی منزل علی حدة قطع السارق منهما عند ابی حنیفة رحمه الله وعندهما اذا سرق المؤجر من المستأجر فلا قطع وان سرق المستأجر من المؤجر قطع بالاجماع اذا کان فی بیت مفرد	کذا فی السراج الوهاج

۱؎ جیساکہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس کی کمائی میں آقا کا حق ہے اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ حق اس لئے کہ وہ آقا کا مملوک ہے پس چوری قرار نہیں پاتی۔ ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۲ ص۲۷۳ اور چوری کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱/۲۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ ۲؎ حکم نمبر ۲۴/۲۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ ۳؎ جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت میں اجازت یافتہ مہمان نے خواہ اس کمرہ سے چوری کی جس میں وہ بطور مہمان تھا یا اس نے اس گھر کے کسی اور کمرہ سے چوری کی یا وہاں سے مقفل صندوق سے چوری کی اس پر قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی اس لئے کہ گھر اپنے تمام کمروں سمیت ایک حرز قرار پاتا ہے پس اس گھر میں اسے اجازت ملنے سے (اس کے لئے) اس گھر کے سب کمروں کا محفوظ شدہ قرار پانا خلل پذیر ہوگیا۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص۲۸۱ نیز حکم نمبر ۶/۲۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ ۴؎ حکم نمبر ۶/۲۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ ۵؎ حکم نمبر ۶/۲۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ ۶؎ حکم نمبر ۱۷/۲۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم)۔

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - جن میں قطع ید ہے اور جن میں نہیں — دوسری فصل - محفوظ جگہ اور اس سے لینے کا بیان	حوالہ
۴۷۰ - ۵۱	اسی مذکورہ حکم کی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب آقا نے اپنے مکاتب غلام یا ماذون غلام کی چوری کی (تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی) ؎[1]	محیط سرخسی
۵۲	غلام کے مال کی چوری کی گئی تو چور کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ اس لئے کہ جو کچھ غلام کے پاس ہے وہ بمنزلہ امانت رکھے ہونے کے ہے اور جس شخص نے امانت رکھے ہوئے مال کی چوری کی تو اسے قطع ید کی حد لگائی جاتی ہے ؎[2]	محیط سرخسی
۵۳	اگر مہمان نے اس شخص کے گھر سے چوری کی جس نے اسے مہمان بنایا تھا تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ؎[3]	ہدایہ
۵۴	جب ایک گروہ کے خدمت گار نے ان کا مال چرالیا تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ؎[4]	سراج وہاج
۵۵	مزدور نے اس جگہ سے چوری کی جہاں داخلہ کے لئے اسے اجازت دی گئی تھی تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائیگی ؎[5]	سراج وہاج
۵۶	(۱) جب کسی شخص نے اپنا گھر کسی آدمی کو کرایہ پر دیا تو کرایہ پر دینے والے نے کرایہ دار کی چوری کرلی یا کرایہ دار نے کرایہ پر دینے والے کی چوری کی اور ان دونوں میں سے ہر ایک علیحدہ گھر میں رہتا ہے تو ان میں سے جس نے چوری کی امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ (ب) اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں جب کرایہ پر دینے والے نے کرایہ پر لینے والے کی چوری کی تو اس میں قطع ید کی حد نہیں ہے (ج) اور اگر کرایہ پر لینے والے نے کرایہ پر دینے والے کی چوری کی تو اسے بالاجماع قطع ید کی حد لگائی جائے گی بشرطیکہ وہ علیحدہ گھر میں رہتا تھا ؎[6]	سراج وہاج

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وفیما لایقطع — الفصل الثالث کیفیة القطع واثباته	حوالہ
	الفصل الثالث فی کیفیة القطع واثباته دفعات ۴۷۱ تا ۴۷۱ عنوان ۱ تعداد شق ۵	
۴۷۱-	**کیفیة القطع واثباته** تعداد شق ۵	
۱	تقطع یمین السارق من الزند وتحسم وثمن الزیت وکلفة الحسم علی السارق عندنا	کذا فی البحر الرائق
۲	فان سرق ثانیا قطعت رجله الیسری وان سرق ثالثا لم یقطع وخلد فی السجن حتی یتوب هذا استحسان ویعزر ایضا ذکره المشائخ رح	کذا فی الهدایة
۳	وللامام ان یقتله سیاسة لسعیه فی الارض بالفساد	کذا فی السراجیة
۴	وان کان السارق اشل الید الیسری او اقطع او مقطوع الرجل الیمنی لم یقطع وکذا اذا کانت رجله الیمنی شلاء وکذلك ان کانت ابهامه الیسری مقطوعة او شلاء او الاصبعان منها سوی الابهام وان کانت اصبع واحدة سوی الابهام مقطوعة او شلاء تقطع	کذا فی الهدایة
۵	ولو کانت یده الیمنی شلاء او ناقصة الاصابع یقطع فی ظاهر الروایة	کذا فی التبیین

۱ چوری قرار پانے کی شرائط کے متعلق حکم نمبر ۴۶۸ اور قابل حد چوری کی شرائط کے متعلق حکم نمبر ۴۶۹، ۴۷۰ اور حدود کے مفہوم اور اس کے رکن و شرائط کے متعلق حکم نمبر ۴۵۴ تا ۴۵۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ دوسری بار یا زائد بار چوری کی حد کے متعلق حکم نمبر ۳،۲/۴۷۱ ملاحظہ ہوں نیز حکم نمبر ۴/۴۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ درمختار ودر المختار میں ہے کہ الزَّنْد یعنی ہاتھ کے گٹے کا جوڑ۔ الزَّنْد ہاتھ کا وہ جوڑ جو اسے کلائی سے ملاتا ہے اس جوڑ کے انگوٹھے کی طرف کو زند الکوع اور چھنگلیاں کی طرف کو زند الکرسوع کہتے ہیں۔ نیز لکھا ہے کہ چور کا کٹا ہوا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکانا حاکم وقت کی رائے پر ہے کیونکہ قطع ید کی ہر حد میں اسکا مسنون ہونا ثابت نہیں ہے۔ ماخوذ از درمختار ودر المختار ج ۳ صفحہ ۲۸۵ (مترجم) ۴ جیسا کہ درمختار ودر المختار میں ہے اور لکھا ہے کہ الحسم۔ یعنی ابلتے تیل یا اس قسم کی چیز سے داغنا یا گرم لوہے سے داغنا تاکہ خون بہنا بند ہو جائے۔ ماخوذ از درمختار ودر المختار ج ۳ صفحہ ۲۸۵ (مترجم) ۵ اور درمختار ودر المختار میں ہے کہ یہ حکم وجوبا ہے تاکہ خون کا بہنا اس کی ہلاکت کا سبب نہ بنے۔ کیونکہ ان حدود میں مقصد اسے ہلاک کرنا نہیں انزجار ہے۔ یعنی تاکہ مجرم جرم کا اعادہ نہ کرے اور دوسرے لوگ اس سے نصیحت و عبرت حاصل کرکے اس جرم کا ارتکاب نہ کریں۔ مفہوم ماخوذ از درمختار ودر المختار

دفعات و شق نمبر	دوسرا باب - جنمیں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں — تیسری فصل - قطع ید کی کیفیت اور اسکا اثبات	حوالہ
	تیسری فصل قطع کی کیفیت اور اسکے اثبات کا بیان دفعات ۴۷۱ تا ۴۷۱ عنوان ۱ تعداد شق ۴۲	
۴۷۱-	**قطع کی کیفیت اور اسکا اثبات** اور اس میں ۴۲ شقیں ہیں	
۱	(جس شخص پر حسب[1] شرائط چوری ثابت ہونے کے بعد چوری کی حد اور اس کا نفاذ لازم ہو جائے تو چور پر پہلی[2] حد سرقہ میں) چور کا دایاں ہاتھ زند (یعنی گٹے کے جوڑ) [3] سے کاٹ دیا جائے گا اور تل کر[4] (داغنے سے) اس کا خون بند کر دیا جائے گا [5] اور ہمارے ہاں تیل کی قیمت اور تل کر خون بند کرنا چوری کرنے والے پر ہے۔	بحرالرائق
۲	(ا) پھر اگر اس چور نے دوبارہ [6] چوری کی (اور حد لازم ہوگئی) تو اس کا بایاں پاؤں کاٹا جائے گا [7] (ب) اور اگر اس نے تیسری بار چوری کی (اور حد لازم ہوگئی) تو (مزید) قطع عضو کی سزا نہ دی جائے گی بلکہ اسے ہمیشہ قید میں رکھا جائے گا حتی کہ وہ (چوری سے) تائب ہو جائے اور یہ حکم از روئے استحسان ہے۔ (ج) چور کو تعزیری سزا بھی دی جا سکتی ہے۔ مشائخ نے اسے ذکر کیا ہے [9]۔	ہدایہ
۳	حاکم مجاز کو اختیار حاصل ہے کہ چور کو (تعزیری سزا میں) سیاسۃً قتل کرنے کا حکم دے دے اس لئے کہ چور چوری کا ارتکاب کرکے زمین میں فساد کے لئے کوشاں ہے [10]۔	سراجیہ
۴	(ا) اگر چور ایسا ہو کہ اس کا بایاں ہاتھ شل (یعنی سوکھا ہوا بے جان) ہو یا کٹا ہوا ہو یا اس کا دایاں پاؤں کٹا ہوا ہو تو اسے قطع عضو کی حد نہ لگائی جائے گی (یعنی چوری کی حد میں اس کا دایاں ہاتھ یا بایاں پاؤں نہ کاٹا جائے گا (ب) اسی طرح اگر چور ایسا ہو کہ اس کا دایاں پاؤں شل ہو تو بھی یہی حکم ہے (ج) اسی طرح اگر اس کے بائیں ہاتھ کا انگوٹھا کٹا ہوا یا شل ہو یا انگوٹھے کے سوا ہاتھ کی دو انگلیاں ایسی ہوں (یعنی کٹی ہوئی یا شل ہوں) تو اسے قطع عضو کی حد نہ لگائی جائے گی (د) اور اگر چور ایسا ہو کہ انگوٹھے کے سوا اس کے بائیں ہاتھ کی ایک انگلی کٹی ہوئی ہو تو اسے قطع عضو کی حد لگائی جائے گی [11]	ہدایہ
۵	اگر چور (پر دایاں ہاتھ کاٹنے کی حد لازم ہو اور اس) کا دایاں ہاتھ (پہلے ہی) شل ہو یا اس کی انگلیاں ناقص (یعنی کم و ناکمل) ہوں تو ظاہر روایت کے بموجب (چوری کی حد میں) وہ ہاتھ کاٹا جائے گا۔	تبیین

ج ۳ صفحہ ۲۸۵ حکم ۱/۴۵۷ مع حاشیہ (۵، ۵۲/۴۶۲، ۲۲ و ۱/۴۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] پہلی بار چوری کی حد کے متعلق حکم ۱/۴۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] جیسا کہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت میں پاؤں ٹخنے سے کاٹا جائیگا۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۸۵ (مترجم) [8] جیسا کہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے توبہ کرے یعنی اس میں توبہ کے نشان ظاہر ہو جائیں اور یا پھر قید میں مر جائے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۸۵۔ حکم نمبر ۶/۴۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [9] چنانچہ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ تیسری بار چوری کی حد میں بایاں ہاتھ اور چوتھی بار کی چوری کی حد میں دایاں پاؤں کاٹنے کا مروی حکم اگر صحیح بھی قرار پائے تو سیاسۃً اور تعزیری سزا پر محمول ہوگا ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۸۵۔ حکم نمبر ۳/۴۷۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) [10] تعزیری سزا کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۵۴ کا حاشیہ "د" و حکم نمبر ۱/۴۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [11] نیز ہدایہ میں ہے کہ اسلئے کہ پکڑنے کی قوت انگوٹھے سے ہوتی ہے اور جن صورتوں میں گرفت یعنی پکڑنے یا چلنے کی منفعت کی جنس ہی فوت ہوتی ہو وہاں میں قطع عضو کی حد نہ لگے گی اور صرف ایک انگلی کے نہ ہونے سے پکڑنے کی قوت میں واضح خلل نہیں آتا پس اس صورت میں قطع عضو کی حد لگے گی ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صفحہ ۲۸۸۔ نیز حکم نمبر ۷/۴۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وفیما لا یقطع — الفصل الثالث کیفیۃ القطع واثباتہ	حوالہ
۱۷۴-۶	واذا کان للسارق کفان فی معصم واحد قال بعضهم تقطعان جمیعا وقال بعضهم ان تمیزت الاصلیۃ وامکن الاقتصار علی قطعها لم تقطع الزائدۃ وان لم یمکن قطعتا جمیعا وھذا ھو المختار فان کان یبطش باحداھما قطعت الباطشۃ	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۷	وان کانت رجلہ الیمین مقطوعۃ الاصابع فان کان یستطیع القیام والمشی علیها قطعت یدہ وان کان لا یستطیع ان یمشی علیها لم تقطع	کذا فی المبسوط
۸	ومن وجب علیہ القطع فی السرقۃ فلم یقطع حتی قطع قاطع یمینہ فان کان قبل الخصومۃ فعلی قاطعہ القصاص فی العمد والارش فی الخطاء وتقطع رجلہ الیسری فی السرقۃ وان کان بعد الخصومۃ قبل القضاء فکذا الجواب الا انہ لا تقطع رجلہ الیسری وان کان بعد القضاء فلا ضمان علی القاطع وناب قطعہ عن السرقۃ حتی لا یجب الضمان علی السارق فیما استهلک من مال السرقۃ	کذا فی شرح الطحاوی
۹	وان لم تقطع یدہ الیمنی ولکن قطعت یدہ الیسری لا تقطع یدہ الیمنی بسبب السرقۃ کیلا یؤدی الی تفویت جنس منفعۃ البطش ولو لم تقطع ید الیسری ولکن قطعت رجلہ الیمنی سقط عنہ القطع بسبب السرقۃ فان لم تقطع رجلہ الیمنی ولکن قطعت رجلہ الیسری قطعت یدہ الیمنی	کذا فی المحیط
۱۰	اذا قال الحاکم للجلاد اقطع یمین ھذا السارق فی سرقۃ سرقها فقطع یسارہ عمدا فلا شیٔ علیہ عند ابی حنیفۃ رح ولکن یؤدب	کذا فی فتح القدیر

۱؎ نیز الجوہرۃ النیرۃ میں ہے کہ ایسے چور نے اگر دوبارہ چوری کی تو اس کی حد میں حسب حکم اس کا بایاں پاؤں کاٹا جائیگا اور وہ زائد ہاتھ نہ کاٹا جائیگا۔ ماخوذ از الجوہرۃ النیرۃ ص۲۶۳ (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۴۷۱/۱، ۴۷۱/۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۴۷۱/۱۸ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ جیسا کہ رد المحتار میں ہے، اور یہی حکم اس لئے ہے کہ خصومت کے وقت اس کا دایاں ہاتھ سلامت ہونے کی وجہ سے حد کا، دجوبا سکے دائیں ہاتھ میں تھا اور وہ جاتا رہا تو وجوب قطع ہو گیا۔ ماخوذ از رد المحتار ج۳ ص۲۸۴ (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۴۷۱/۹، ۱۳، ۱۵ ملاحظہ ہوں اور قطع ید کا حکم ہونے کے بعد جلاد نے چور کا کوئی غیر عضو کاٹ دیا تو اس کے متعلق حکم نمبر ۴۷۲/۱۰ تا ۱۳، ۱۴، ۱۷ ملاحظہ ہوں اور در مختار میں ہے کہ صحیح حکم کے بموجب جب حاکم مجاز نے کسی پر قطع عضو کا فیصلہ دے دیا تو اس کا فیصلہ دینا قطع عضو کے امر (یعنی حکم) کی طرح قرار

دفعات شق نمبر	دوسرا باب۔ جنمیں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں تیسری فصل - قطع ید کی کیفیت اور اسکا اثبات	حوالہ
۴-۶	اگر چور کی ایک کلائی میں دو ہتھیلیاں ہوں تو قطع ید کی حد میں اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) بعض کا قول یہ ہے کہ وہ دونوں کاٹی جائیں گی اور بعض کا قول یہ ہے کہ اگر ان دونوں میں اصلی ہاتھ کا امتیاز ہوتا ہو اور تنہا اس کا کاٹنا ممکن ہو تو زائد ہاتھ نہ کاٹا جائے گا اور یہ ممکن نہ ہو تو پھر (دائیں کلائی سے) وہ دونوں ہاتھ کاٹے جائینگے اور یہی حکم مختار ہے اور اگر ان دونوں میں سے ایک سے ہی گرفت کرتا ہو تو ان میں سے گرفت کرنے والے ہاتھ کو (قطع ید کی حد میں) کاٹا جائے گا ؎۱	جوہرہ نیرہ
۷	اگر چور (پر دایاں ہاتھ کاٹنے کی حد لازم ہو اور اس) کے دائیں پاؤں کی انگلیاں کٹی ہوئی ہوں تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر وہ پاؤں پر کھڑا ہو سکتا اور اس سے چل سکتا ہو تو (قطع ید کی حد میں) اس کا (دایاں) ہاتھ کاٹا جائے گا اور اگر اس سے نہ چل سکتا ہو تو پھر اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ؎۲	مبسوط
۸	(ا) جس شخص پر چوری کی حد میں قطع ید واجب ہوا اور ابھی اس کا ہاتھ نہ کاٹا گیا تھا کہ کسی اجنبی آدمی نے اس کا دایاں ہاتھ کاٹ ڈالا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر ایسا امر خصومت (یعنی قاضی کے ہاں وہ مقدمہ پیش ہونے سے) پہلے پیش آیا تو اس کا ہاتھ کاٹنے والے پر عمدا (یعنی جان بوجھ کر) کاٹنے کی صورت میں قصاص (یعنی بدلہ) لازم ہوگا اور خطاء (یعنی غلطی سے) کاٹنے کی صورت میں ارش (یعنی تاوان) لازم ہوگا اور اس چور کو چوری کی حد لگانے کے لئے اس کا بایاں پاؤں کاٹ دینے کی حد لگائی جائے گی ؎۳ (ب) اور اگر ایسا امر قاضی کے ہاں وہ مقدمہ پیش ہونے کے بعد اور فیصلہ سے پہلے پیش آیا تو اس کے حکم میں بھی وہی جواب ہے لیکن اس صورت میں اس چور پر چوری کی حد لگانے کے لئے اس کا بایاں پاؤں کاٹا جائے گا ؎۴ (ج) اور اگر ایسا امر اس چوری کے متعلق قاضی کے فیصلہ کے بعد پیش آیا تو ہاتھ کاٹنے والے اس آدمی پر ضمان لازم نہ ہوگی اور اس کا کاٹنا چوری کی حد میں ہاتھ کاٹنے کے قائمقام قرار پائے گا حتی کہ اگر اس چور نے مسروقہ مال سے جو تلف کر دیا ہو - اس پر اس کی ضمان (بھی) لازم نہ ہوگی ؎۵	شرح طحاوی
۹	(ا) اگر (مذکورہ صورت میں اس اجنبی کے کاٹنے میں) اس چور کا دایاں ہاتھ نہ کاٹا گیا مگر اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا تو چوری کی حد کی وجہ سے اس چور کا دایاں ہاتھ نہ کاٹا جائے گا تاکہ گرفت یعنی پکڑنے کی منفعت کی جنس فوت کرنا لازم نہ آئے (ب) اور اگر اس چور کا بایاں ہاتھ نہ کاٹا گیا مگر اس کا دایاں پاؤں کاٹ دیا گیا تو اس چور سے چوری کی وجہ سے قطع عضو کی حد ساقط ہو جائے گی (ج) اور اگر اس چور کا دایاں پاؤں نہ کاٹا گیا مگر اس کا بایاں پاؤں کاٹ دیا گیا تو چوری کی حد کی وجہ سے اس چور کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا ؎۶	محیط
۱۰	جب کسی حاکم مجاز نے جلاد کو حکم دیا کہ اس چور کا دایاں ہاتھ کاٹ دو اس چوری کے جرم کی حد میں جسکا اس نے ارتکاب کیا ہے" پس جلاد نے جان بوجھ کر اس چور کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں ؎۷ اس جلاد پر کچھ لازم نہ ہوگا لیکن اسے تادیبا کچھ سزا دی جائے گی۔	فتح قدیر

پاتا ہے۔ ماخوذ از درمختار مع ردالمحتار ج ۳ ص ۲۸۶ (مترجم) ؎۶ حکم نمبر ۲، ۳، ۸ / ۴۷۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۷ چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ امام ابو حنیفہ کے ہاں اس صورت میں اسلئے کچھ لازم نہ ہوگا کہ اسنے چور کا ہاتھ تلف کرنے میں مخالفت تو کی مگر جنس کی مخالفت کی وہ یعنی چور کا دایاں ہاتھ جنس میں تلف کردہ یعنی چور کے بائیں ہاتھ سے بہتر تھا پس کچھ لازم نہ ہوگا۔ اور صاحبینؒ کے ہاں اس صورت میں جلاد ضامن ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۷۸۔ نیز حکم نمبر ۱۱ / ۴۷۰ ملاحظہ ہو اور اگر مذکورہ صورت میں جلاد نے ہاتھ کی بجائے پاؤں کاٹ دیا تو اسکے متعلق حکم نمبر ۱۶، ۱۷ / ۴۷۰ ملاحظہ ہو اور اگر غیر جلاد نے چور کا عضو کاٹ دیا تو اس کے متعلق حکم نمبر ۸، ۹، ۱۲، ۱۵ / ۴۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع و فیما لا یقطع — الفصل الثالث کیفیۃ القطع واثباتہ	حوالہ
۱۷۴۔ ۱۱	والخلاف فیما اذا قطع یسارہ عمدا ولو قطعہ خطاء لا یضمن اجماعا سواء اخطأ فی الاجتھاد بان اجتھد وقال الید مطلق فی النص فقطع الیسری او فی معرفۃ الیمین والیسار ھو الصحیح	کذا فی المصفی
۱۲	ولو قال لہ اقطع ید ھذا فقطع الیسار لا یضمن بالاتفاق	کذا فی فتح القدیر
۱۳	ولو ان السارق اخرج یسارہ وقال ھذہ یمینی فقطعھا لا یضمن وان کان عالما بانھا یسارہ بالاتفاق	کذا فی فتح القدیر
۱۴	ولو قطع غیر الجلاد یسارہ لا یضمن ایضا ھو الصحیح	ھکذا فی الھدایۃ
۱۵	وان حکم علیہ بالقطع فقطع رجل یدہ الیمنی من غیر اذن الامام فلا شیٔ علیہ لکن الامام یؤدبہ علی ذلک	کذا فی المبسوط
۱۶	وان قطع الجلاد رجلہ الیمنی ضمن الجلاد دیتھا وضمن السارق السرقۃ وان قطع رجلہ الیسری ضمن الجلاد دیتھا وقطعت من السارق یدہ الیمنی وان قطع یدیہ جمیعا صارت الیمنی بالسرقۃ وضمن الجلاد للسارق یدہ الیسری	کذا فی المحیط
۱۷	ولو قطع یدیہ ورجلیہ ضمن الیسری والرجلین	کذا فی العتابیۃ
۱۸	ولو کانت یمین السارق معدومۃ قطعت رجلہ الیسری	کذا فی العتابیۃ

لہ حکم نمبر $\frac{۱۰}{۲۷۱}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ جیسا کہ الجوہرۃ النیرۃ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس جلاد نے وہ ہاتھ چور کے امر سے کاٹا ہے۔ اخذ از الجوہرۃ النیرۃ صہ ۲۶۴۔ نیز حکم نمبر $\frac{۱۰}{۲۷۱}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ جیسا کہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ جلاد کے علاوہ غیر نے کاٹ دیا یعنی حاکم مجاز نے جلاد کو (چور کا دایاں ہاتھ کاٹنے کا) حکم دیا۔ اور کسی غیر نے اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا اور ماحصل یہ ہے کہ جب حاکم مجاز چور کے قطع ید کا حکم دے دے اور جلاد یا غیر جلاد اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دے تو وہ ضامن نہ ہوگا ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ صہ ۲۸۶، صہ ۲۸۷۔ حکم نمبر $\frac{۱۰}{۲۷۱}$

دفعات/شق نمبر	دوسرا باب - جنمیں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں — تیسری فصل - قطع ید کی کیفیت اور اسکا اثبات	حوالہ
۱۷۴-۱۱	اور مذکورہ صورت کے حکم میں امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ کے درمیان اختلاف اس صورت میں ہے جب اس جلاد نے جان بوجھ کر اس چور کا بایاں ہاتھ کاٹ ڈالا اور اگر اس نے خطاء یعنی غلطی سے اس کا بایاں ہاتھ کاٹ ڈالا تو وہ بالاجماع ضامن نہ ہوگا خواہ اس کی یہ غلطی از روئے اجتہاد تھی بایں طور کہ اسنے اجتہاد کرتے ہوئے کہا کہ نصِ قرآنی میں چور کا ہاتھ کاٹنے کے حکم میں مطلق ہاتھ کا ذکر ہے (دایاں یا بایاں) پس اس نے اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا یا اس نے دایاں اور بایاں ہاتھ پہچاننے میں غلطی کی (اور اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا) یہ حکم صحیح ہے۔	مصفی
۱۲	اور اگر حاکم مجاز نے جلاد کو (چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتے ہوئے) یوں کہا۔ "اس کا ہاتھ کاٹ دو"، پس اس نے اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا تو وہ بالاتفاق ضامن نہ ہوگا [1]	فتح قدیر
۱۳	اور اگر (حاکم مجاز نے جلاد کو چور کا دایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو) چور نے اپنا بایاں ہاتھ نکال کر کہا کہ یہ میرا دایاں ہاتھ ہے پس جلاد نے وہ ہاتھ کاٹ دیا تو وہ ضامن نہ ہوگا اگرچہ وہ جانتا تھا کہ وہ ہاتھ اسکا (دایاں نہیں) بایاں ہے۔ یہ حکم بالاتفاق ہے [2]	فتح قدیر
۱۴	اور اگر (حاکم مجاز نے جلاد کو چور کا دایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو) جلاد کے علاوہ شخص نے چور کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا تو وہ (بھی) ضامن نہ ہوگا یہ حکم صحیح ہے [3]	ہدایہ
۱۵	اگر کسی چور پر قطع ید کا فیصلہ ہوا تھا (قطع ید کا حکم نہ ہوا تھا) کہ کسی (اجنبی) آدمی نے حاکم مجاز کی اجازت کے بغیر اس چور کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا لیکن حاکم مجاز (بغیر اجازت چور کا) ہاتھ کاٹنے والے کو ایسا کرنے پر تادیبی سزا دے گا [4]	مبسوط
۱۶	(و) اگر حاکم مجاز نے جلاد کو چور کا دایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور) جلاد نے چور کا دایاں پاؤں کاٹ دیا تو وہ جلاد اس کی دیت (یعنی تاوان) کا ضامن ہوگا اور وہ چور مسروقہ مال کا ضامن ہو گا (ب) اور اگر جلاد نے چور کا بایاں پاؤں کاٹ دیا تو وہ جلاد اس کی دیت کا ضامن ہوگا اور چور کا دایاں ہاتھ (چوری کی حد میں) کاٹا جائے گا (ج) اور اگر جلاد نے چور کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے تو دایاں ہاتھ تو چوری کی حد میں کاٹا جانا قرار پائے گا اور جلاد اس چور کے لئے اس کے بائیں ہاتھ کے تاوان کا ضامن ہوگا [5]	محیط
۱۷	اگر (مذکورہ صورت میں) جلاد نے چور کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ دیئے تو وہ جلاد چور کے بائیں ہاتھ اور دونوں پاؤں کے تاوان کا ضامن ہوگا۔	عتابیہ
۱۸	اگر (حاکم مجاز نے جلاد کو چور کا دایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور) چور کا دایاں ہاتھ نہ ہو تو اس صورت میں اس کا بایاں پاؤں کاٹا جائے گا [6]	عتابیہ

مع حاشیہ ۸، ۵، ۹/۱۷۴ ملاحظہ ہو (مترجم)، [4] حکم نمبر ۳، ج/۱۷۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [5] حکم نمبر ۹، ۴/۱۷۴ ملاحظہ ہو (مترجم)، [6] حکم نمبر ۸، و/۱۷۴ ملاحظہ ہو (مترجم)۔

دفعات شق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع و فیما لا یقطع — الفصل الثالث کیفیۃ القطع واثباتہ	حــوالــہ
۴/۷۱ - ۱۹	واذا حکم علیہ بالقطع بشھود فی السرقۃ ثم انفلت اولم یکن حکم علیہ حتی انفلت فاخذ بعد زمان لم یقطع وان اتبعہ الشرط فاخذ وامن ساعتہ قطعت یدہ[1]	کذا فی المبسوط
۲۰	ولو سرق من رجلین لم یقطع بغیبۃ احدھما	کذا فی العتابیۃ
۲۱	رجل سرق من جور جانیات فرفع الی قاضی بلخ فلہ ان یقطعہ فان غلب رجل علی جور جانیات من اھل البغی من غیر تقلید من جھۃ والی خراسان لم یکن لقاضی بلخ ان یقیم وھو نظیر مالو سرق فی خوارزم فرفع الی قاضی بخاری[2]	کذا فی المحیط
۲۲	واذا ثبتت السرقۃ فی البرد الشدید والحر الشدید الذی یتخوف علیہ الموت ان قطع حبس حتی ینکشف الحر والبرد واذا کان لا یتخوف علیہ الموت ان قطع لم یؤخر وان حبس الی فتور الحر والبرد فمات فی السجن فضمان المسروق دین فی ترکتہ	کذا فی المبسوط
۲۳	ولا یقطع السارق الا ان یحضر المسروق منہ فیطالب بالسرقۃ وقال ابو یوسف[3] اقطعہ والصحیح ظاھر الروایۃ	کذا فی زاد الفقہاء
	ولا[4] فرق بین الشھادۃ والاقرار عندنا وکذا ان غاب عند القطع عندنا	کذا فی الھدایۃ

۱؎ حکم نمبر ۸۵/۴۶۴ مع حاشیہ نیز حکم نمبر ۲۷، ۲۸/۴۶۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۲۳/۴۷۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱/۴۷۱ کا پانچواں حاشیہ ۱/۴۶۸ کا چھٹا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ اور چوری کے اقرار کی صورت میں حکم نمبر ۴۲/۴۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ چنانچہ ہدایہ میں مزید لکھا ہے کہ اس لئے کہ چوری کے ظہور کے لئے خصومت شرط ہے اور اس حکم میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ چوری اقرار سے ثابت ہوئی ہو یا گواہوں کی گواہی سے ثابت ہوئی ہو۔ اسی طرح اگر چوری کی سزا میں قطع ید کے وقت وہ شخص غائب ہو گیا جس کی چوری کی گئی ہے تو بھی ہمارے ہاں یہی حکم ہے۔ اس لئے کہ حدود کے باب میں حد کا جاری ہونا اس فیصلہ کا حصہ ہے۔ اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ وہ شخص حاضر نہ ہو جس کی چوری ہوئی ہے تو یہ شبہ جگہ پاتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس شخص نے اس مال کو مباح کر رکھا ہو یا اسے مسلمانوں پر وقف کر رکھا ہو یا اس چور پر وقف کر رکھا ہو یا اس محفوظ جگہ میں اسے داخلہ کی اجازت دی ہو پس ان شبہات کی بنا پر اس کی خصومت و مطالبہ

دفعات/متن نمبر	دوسرا باب - جنمیں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں ۔ تیسری فصل - قطع ید کی کیفیت اور اسکا اثبات	حوالہ
۴۷۱-۱۹	جب کسی شخص پر گواہوں سے ثابت شدہ چوری کی حد میں قطع ید کا حکم ہوا تو وہ بھاگ نکلا یا اس پر ابھی قطع ید کا حکم نہ ہوا کہ وہ بھاگ نکلا پھر عرصہ بعد پکڑا گیا تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [۱] اور اگر اس کے بھاگنے پر پولیس اس کے تعاقب میں گئی اور اسے فوراً پکڑ لائی تو اس پر قطع ید کی حد لگائی جا سکتی ہے ۔	مبسوط
۲۰	اگر کسی شخص نے دو آدمیوں کی چوری کی (اور حد لازم ہو گئی) تو ان دونوں میں سے کسی ایک کی غیر حاضری میں اس چور کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [۲]	عتابیہ
۲۱	(و) کسی آدمی نے جوز جانیات (بستی) سے چوری کی تو اس کا مقدمہ بلخ شہر کے قاضی کی عدالت میں پیش ہوا تو قاضی بلخ کو اختیار ہے کہ (ثبوت کے بعد) اس چور پر قطع ید کی حد لگائے (ب) اگر جوز جانیات بستی پر باغیوں میں سے کسی ایسے آدمی نے قبضہ کر لیا جو گورنر خراسان کی طرف سے وہاں مقرر نہیں ہے تو پھر مذکورہ صورت میں (یعنی جوز جانیات میں واقع شدہ چوری کے مرتکب چور پر) بلخ شہر کے قاضی کو حد قائم کرنے کا اختیار نہ ہوگا اور پھر یہ صورت اس صورت کی نظیر قرار پائے گی کہ کسی شخص نے خوازم میں چوری کی اور وہ بخاری کے قاضی کے ہاں پیش کیا گیا ۔	محیط
۲۲	(و) جب چوری کی حد کا ثبوت ایسی سخت گرمی یا سخت سردی میں ہوا کہ اگر چور کو قطع ید کی حد لگائی جائے تو اس سبب سے اس کی موت کا خدشہ ہے تو اس چور کو قید میں رکھا جائے گا حتی کہ وہ سخت گرمی یا سخت سردی رفع ہو جائے [۳] (ب) اور اگر اس میں قطع ید سے اس چور کی موت کا خدشہ نہ ہو تو حد قائم کرنے میں تاخیر نہ کی جائیگی (ج) اور اگر کسی چور کو سخت گرمی یا سخت سردی کا جوش ماند پڑ جانے تک قید میں رکھا گیا اور اس قید کے دوران اس کی وفات ہو گئی تو مسروقہ مال کی ضمان اس کے ترکہ میں بطور قرض لازم ہوگی ۔	مبسوط
۲۳	(و) چور کو چوری کی سزا میں قطع ید کی حد تب ہی لگائی جائے گی کہ جس شخص کی چوری کی گئی ہے وہ (قاضی کے ہاں) حاضر ہو کر چوری شدہ مال کا مطالبہ کرے (ب) اور امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ میں چور کو چوری کی سزا میں قطع ید کا حکم دے دوں گا (خواہ وہ شخص جس کی چوری کی گئی ہے حاضر ہو کر مطالبہ نہ کرے) (ج) اور صحیح حکم ظاہر روایت کا ہے (جو ۲۳ و/۴۷۱ میں ہے) [۴]	زاد الفقہاء
	(د) اور ہمارے ہاں (اس حکم میں) اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ چوری گواہوں کی گواہی سے ثابت ہوئی ہو یا چور کے اقرار سے ثابت ہوئی ہو ۔ اسی طرح اگر وہ شخص جس کی چوری کی گئی ہے وہ چوری کی حد میں قطع ید کے وقت غائب ہو گیا تو بھی یہی حکم ہے (یعنی پھر چور کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی) [۵]	ہدایہ

کا اعتبار کیا جائے گا اور زنا کی صورت میں ایسا نہیں ہے اس لئے کہ وہ مباح کرنے سے مباح نہیں ہوتا پس اس میں مذکورہ شبہات جگہ نہیں پاتے ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۲ صفحہ ۲۸۰ حکم نمبر ۲۱/۴۶۸ کا چوتھا حاشیہ، حکم ۳۰، ۴۲/۴۷۱ ملاحظہ ہوں - اور زنا کے احکام کی مذکورہ صورت کیمتعلق حکم نمبر ۳۴، ۳۵/۴۶۱ ۸، ۲۵/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع و فیما لا یقطع — الفصل الثالث کیفیة القطع واثباته	حوالہ
۲۴-۴۷۱	وللمستودع والغاصب وصاحب الربا والمستعیر وللمستأجر والمضارب والمستبضع والقابض علی سوم الشراء والمرتهن وکل من له ید حافظة سوی المالک کالاب والوصی ان یقطعوا السارق منهم ویقطع بخصومة المالک فی السرقة من هؤلاء الا ان الراهن انما یقطع بخصومته حال قیام الرهن بعد قضاء الدین	کذا فی الکافی
۲۵	ان قطع سارق بسرقة فسرقت منه لم یکن له ولا لرب السرقة ان یقطع السارق الثانی ولاول ولایة الخصومة فی الاسترداد فی روایة ولو سرق الثانی قبل ان یقطع الاول اوبعد مادرئ الحد بشبهة یقطع بخصومة الاول	کذا فی الهدایة
۲۶	فی نوادر هشام قال سألت محمداً عن رجل سرق من رجل الف درهم ثم ان رجلا آخر له علی هذا المسروق منه الف درهم غصب الالف المسروق من السارق قال أدرأ القطع عن السارق الاول	کذا فی المحیط

۱؎ حکم نمبر ۵۲/۲۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ مضاربت اور بضاعت کے مفہوم کے متعلق فتاوی عالمگیری میں ہے کہ جب کاروبار میں ایک کا مال ہو اور دوسرے کی طرف سے محنت ہو اور یہ طے ہو کہ وہ (اس کاروبار کے) نفع (اگر ملا) میں دونوں شریک ہوں گے تو یہ مضاربت ہے اور اگر یہ طے ہو کہ نفع سب مال والے کے لئے ہوگا تو یہ بضاعت ہے اور اگر یہ طے ہو کہ نفع سب کاروبار کی محنت کرنے والے کے لئے ہوگا تو یہ قرض ہے اور مزید احکام بھی ہیں جنکی تفصیل فتاوی عالمگیری کی بحث ۳۱ میں ہے (مترجم) ۳؎ جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ متولی کو بھی یہ حق پہنچتا ہے ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۸۷ (مترجم) ۴؎ چنانچہ ہدایہ میں مزید لکھا ہے کہ اس لئے کہ وہ مال چور کے حق میں غیر متقوم ہے۔ اسی لئے اس کے ضائع ہونے پر ضمان لازم نہیں اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ قطع ید کی حد کے بعد وہ مال چور اور مالک دونوں کے حق میں مال معصوم نہیں رہا۔ ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۲ ص ۲۸۱ حکم نمبر ۳۵/۱۷۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ چنانچہ ہدایہ میں مزید لکھا ہے کہ اسلئے کہ اسکا لوٹانا اس پر واجب ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۸۱ (مترجم)

حوالہ	دوسرا باب - جنمیں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں تیسری فصل - قطع ید کی کیفیت اور اسکا اثبات	دفعات حکم نمبر
کافی	جس شخص کے پاس مال امانت رکھا ہوا ہے [۱] اور جس شخص نے کسی سے چھین کر مال لیا ہے اور جس شخص کے پاس سود کا مال ہے اور جس شخص نے مانگ کر مال لیا ہے اور جس شخص نے کوئی مال کرایہ پر لیا ہے اور وہ شخص جس نے عقد مضاربت پر مال لیا - اور وہ شخص جس نے عقد بضاعت پر مال لیا [۲] اور وہ شخص جس نے خریدنے کے لئے کسی مال پر قبضہ کر رکھا ہو اور وہ شخص جس کے ہاں کوئی مال رہن رکھا ہوا ہو اور ہر وہ شخص جو اس مال کا مالک نہیں مگر اس کے قبضہ وہ چیز بغرض حفاظت ہے جیسا کہ (بچہ کی طرف سے اس کا) باپ اور (وصیت کنندہ کی طرف سے اس کا) وصیت یافتہ ان سب کو حق پہنچتا ہے کہ وہ مذکورہ مالوں کے چوروں کو قطع ید کی حد لگوانے کے لئے خصومت کریں [۳] اور ان سب کے ہاں سے مذکورہ مالوں کی چوری ہو جانے کی صورت میں اس مال کے مالک کی طرف سے چوری کا مقدمہ قائم کرنے سے بھی چور کو قطع ید کی حد لگائی جاسکتی ہے لیکن رہن رکھے ہوئے مال کی چوری کی صورت میں رہن میں دینے والے کی طرف سے مقدمہ قائم کرنے میں چور کو تب قطع ید کی حد لگائی جاسکتی ہے کہ قرضہ ادا کرنے کے بعد رہن قائم ہو (یعنی موجود ہو)	۲۴ - ۴۷۱
ہدایہ	(و) اگر کسی چور کو کسی چوری میں قطع ید کی حد لگائی گئی پھر اس چور سے وہ مسروقہ مال کسی اور چور نے چوری کر لیا تو پہلے چور کو یا اس مال کے مالک کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ (اس مال کے) دوسرے چور پر قطع ید کی حد لگوائیں [۴] (ب) ایک روایت کے بموجب پہلے چور کو دوسرے چور سے وہ مال واپس لینے کے لئے خصومت (یعنی مقدمہ پیش کرنے) کا حق حاصل ہے [۵] (ج) اور اگر پہلے چور کو (اس مال کی چوری میں) ابھی قطع ید کی حد نہ لگی تھی یا اس سے قطع ید کی حد کوئی شبہ متحقق ہونے کی وجہ سے ہٹا دی گئی تھی کہ دوسرے چور نے اس سے وہ مال چرا لیا تو (اس صورت میں) پہلے چور کی خصومت سے دوسرے چور کو قطع ید کی حد لگائی جاسکے گی [۶]	۲۵
محیط	نوادر ہشام میں ہے کہ میں نے امام محمدؒ سے اس آدمی کے متعلق دریافت کیا جس نے کسی شخص کے ایک ہزار درہم چوری کئے پھر ایک اور آدمی نے جس کے ایک ہزار درہم اس شخص کے ذمے تھے جس کی چوری کی گئی ہے اس چور سے چوری شدہ ہزار درہم چھین لئے تو اس کے حکم کے متعلق امام محمدؒ نے کہا کہ میں پہلے چور سے قطع ید کی حد ہٹانے کا حکم دوں گا [۷]	۲۶

[۶] چنانچہ ہدایہ میں مزید لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس مال کا غیر متقوم قرار پانا قطع ید کی حد پائی جانے کی وجہ سے تھا اور اس صورت میں حد نہیں پائی گئی - لہذا اب پہلے چور کا حکم غاصب کے حکم طرح ہے اور غاصب سے کوئی اور چوری کرے تو غاصب کی خصومت پر چور کو قطع ید کی حد لگائی جاتی ہے - ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۸۱ - نیز حکم نمبر ۱۷ تا ۴۳ / ۴۶۹ ، ۲۴ / ۴۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) ، [۷] حکم نمبر ۲۵ ، ۳۰ / ۴۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وفیما لا یقطع — الفصل الثالث کیفیۃ القطع واثباتہ	حوالہ
۲۷-۴۷۱	من سرق سرقۃ وردھا علی المالک قبل الارتفاع الی الحاکم لم یقطع فان ردھا بعد سماع البینۃ والقضاء یقطع وقبل القضاء یقطع استحسانا ولو ردہ علی ولدہ او ذی رحمہ ان لم یکن فی عیال المسروق منہ یقطع وان کان فی عیالہ لا یقطع وکذا لو رد علی امرأتہ او عبدہ او اجیرہ مشاھرۃ او مسانھۃ ولو دفع الی والدہ او جدہ او والدتہ وجدتہ ولیسوا فی عیالہ لا یقطع ولو دفع الی عیال ھؤلاء یقطع ولو دفع الی مکاتبہ لا یقطع لانہ عبدہ	کذا فی الکافی
۲۸	ولو سرق من مکاتب وردہ الی سیدہ لا یقطع ولو سرق من العیال ورد الی من یعولھم لا یقطع	کذا فی الکافی
۲۹	اذا قضی علی رجل بالقطع فی سرقۃ فوھبھا لہ المالک وسلمھا الیہ او باعھا منہ لا یقطع	کذا فی فتح القدیر
۳۰	ولو غصبہ منہ رجل وضمن الغاصب سقط القطع	کذا فی العتابیۃ

لہ چنانچہ درمختار وردالمحتار میں ہے کہ چوری پر قطع ید کی حد کے فیصلہ کے بعد اور وہ حد جاری ہونے سے قبل اگر وہ چور مسروقہ مال کا مالک قرار پاگیا تو اسے قطع ید کی حد نہ لگے گی۔ کیونکہ حدود میں حد کا جاری کرنا فیصلہ کا حصہ ہے پس گویا وہ چور فیصلہ سے قبل اس مسروقہ مال کا مالک ہوگیا اور ملکیت کے بعد قطع کی حد سے اپنے مال پر قطع کی حد لازم آتی ہے۔ اور لکھا ہے کہ عہدۂ قضا حقوق العباد کے باب میں تو صرف فیصلہ سنا کر اپنی ذمہ داری سے عہدہ براہ ہوسکتا ہے مگر حدود کے باب میں محض فیصلہ سنانے سے نہیں بلکہ اس فیصلہ کے مطابق کوڑوں یا رجم یا

دفعات نمبر	دوسرا باب - جنمیں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں تیسری فصل - قطع ید کی کیفیت اور اسکا اثبات	حوالہ
۴۷۱/۲۶-۲۷	(ا) جس شخص نے کوئی مال چوری کیا اور پھر حاکم مجاز کے ہاں مقدمہ پیش ہونے سے پہلے اس چور نے وہ مال مالک کو واپس کر دیا تو اسے اس چوری میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی - اور اگر اس چور نے اس چوری پر گواہی کی سماعت ہونے اور (قطع ید کا) فیصلہ ہونے کے بعد مسروقہ مال مالک کو واپس کر دیا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی - اور اگر اس نے (گواہی کی سماعت ہونے کے بعد اور قطع ید کا) فیصلہ ہونے سے پہلے وہ مال مالک کو واپس کر دیا تو بھی از روئے استحسان اس چور پر قطع ید کی حد لگائی جائے گی - (ب) اگر (مذکورہ صورت میں) اس چور نے وہ مسروقہ مال (حاکم مجاز کے ہاں مقدمہ پیش ہونے سے پہلے) مال کے مالک کی اولاد یا اس کے ذی رحم رشتہ دار کو واپس کر دیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر وہ اولاد یا رشتہ دار اس مالک کی عیال میں نہ ہوں تو اس چور پر قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور اگر وہ اس مالک کے عیال میں ہوں تو اس چور پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی (ج) اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر اس چور نے وہ مسروقہ مال مالک کی بیوی یا اس کے غلام یا اس کے ماہانہ نوکر یا اس کے سالانہ نوکر کو واپس کر دیا (تو اگر وہ اس کی عیال میں نہ ہوں تو حد لگائی جائے گی اور عیال میں ہوں تو حد نہ لگائی جائے گی) (د) اور اگر اس چور نے وہ مسروقہ مال اس کے مالک کے باپ یا دادا یا والدہ یا دادی کو دے دیا جو اس کی عیال میں نہیں ہیں تو اس صورت میں اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی اور اگر اس نے وہ مسروقہ مال ان (یعنی باپ، دادا، ماں اور دادی) کے عیال کو دے دیا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی (س) اور اگر اس چور نے وہ مسروقہ مال اس مال کے مالک کے مکاتب غلام کو دے دیا تو اس چور کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی بلکہ وہ اسکا غلام ہے -	کافی
۲۸	اگر (مذکورہ صورت میں) (ا) چور نے مکاتب غلام سے مال چوری کیا اور (حاکم مجاز کے ہاں مقدمہ پیش ہونے سے پہلے مسروقہ مال) اس غلام کے مالک کو واپس کر دیا تو اس چور پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی (ب) اور اگر چور نے عیال سے مال کی چوری کی اور (حاکم مجاز کے ہاں مقدمہ پیش ہونے سے پہلے مسروقہ مال) اس شخص کو واپس کر دیا جس کا وہ شخص عیال ہے تو اس چور کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی -	کافی
۲۹	جب (حاکم مجاز نے) چوری کے مقدمہ میں کسی آدمی پر قطع ید کی حد کا فیصلہ دے دیا تو مسروقہ مال کے مالک نے وہ مال چور کو ہبہ کر کے اس کے سپرد کر دیا یا اس کے ہاتھ فروخت کر دیا تو اس صورت میں اس چور کو قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی [1]	فتح قدیر
۳۰	اگر کسی آدمی نے چور سے مسروقہ مال چھین لیا اور چھیننے والے نے اس مال کی ضمان دی تو اس چور سے قطع ید کی حد ساقط ہو جائے گی [2]	عنایہ

[1] قطع کی حد جاری کرنے سے ہی عہدہ براہ ہو سکتا ہے - ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۸۹، ص ۲۹۰ وھکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۶۴ حکم نمبر ۴۳ ب / ۴۶۸ نیز حکم نمبر ۵۵ / ۴۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] حکم نمبر ۲۵، ۳۵ / ۴۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وفیما لا یقطع — الفصل الثالث کیفیۃ القطع واثباتہ	حوالہ
۳۱-۴۷۱	و یعتبر ان تکون قیمتہ یوم السرقۃ عشرۃ دراہم وکذلک یوم القطع ولوکانت قیمتہ یوم السرقۃ عشرۃ دراہم وانتقص بعد ذلک ان کان نقصان القیمۃ لنقصان العین یقطع وان کان نقصان القیمۃ لنقصان السعر لا یقطع فی ظاہر الروایۃ	کذا فی المحیط
۳۲	اذا اقر العبد بسرقۃ عشرۃ دراہم ان کان ماذونا فانہ یصح اقرارہ وتقطع یدہ والمال یرد الی المسروق منہ ان کان قائما وان کان ہالکا لا ضمان علیہ سواء صدقہ المولی اوکذبہ	کذا فی السراج الوہاج
	وان کان محجورا والمال قائم ان صدقہ مولاہ یقطع ویرد المال الی المسروق منہ وان کذبہ مولاہ فقال الدراہم مالی فعند ابی حنیفۃ رح القطع والرد الی المسروق منہ وان کان المال ہالکا صح اقرارہ بالحد فی قول اصحابنا جمیعا ولا ضمان علیہ سواء صدقہ مولاہ اوکذبہ وہذا اذا کان العبد کبیرا وقت الاقرار اما اذا کان صغیرا فلا قطع علیہ اصلا لکنہ اذا کان ماذونا یرد المال الی المسروق منہ ان کان قائما وان کان ہالکا یضمن وان کان محجورا فان صدقہ المولی یرد المال الی المسروق منہ ان کان قائما اما اذا کان ہالکا فلا ضمان علیہ لا فی الحال ولا بعد العتق	کذا فی غایۃ البیان
۳۳	ولو اقر العبد بسرقۃ ما دون عشرۃ لم یقطع ثم ینظر ان کان	

لہ حکم نمبر ۴/۴۶۸ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ہ جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ کمال نصاب حد جاری ہونے وقت ضروری ہے پس اگر کسی چور نے کوئی (قابل حد) چیز چوری کی جس کی قیمت چوری کا نصاب قرار پاتی تھی پھر فیصلہ کے لعد اور قطع ید کی حد جاری ہونے سے قبل مسروقہ چیز کی قیمت اس چوری کی خصومت کے شہر میں بھاؤ گرنے کی وجہ سے نصاب سے کم ہوگئی تو قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی اور اگر اس مسروقہ عین چیز میں نقصان کی وجہ قیمت کم ہوگئی مثلا اس کا بعض حصہ ضائع ہوگیا یا اس میں عیب پیدا ہوگیا: پھر اس کی قیمت نصاب سے کم ہوگئی تو اس صورت میں اس پر قطع ید کی حد لازم ہے

دفعات و شق نمبر	دوسرا باب - جنمیں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں / تیسری فصل - قطع ید کی کیفیت اور اسکا اثبات	حوالہ
۳۱-۴۷۱	(مسروقہ مال کے نصاب قرار پانے میں) معتبر یہ ہے کہ مسروقہ مال کی قیمت چوری کے دن (کم از کم) دس درہم ہو۔ اسی طرح قطع ید کی حد جاری کے دن بھی وہ مال مذکورہ نصاب قرار پاتا ہو ۱؎ اور اگر مسروقہ مال کی قیمت چوری کے دن دس درہم بنتی تھی اور اس کے بعد اس کی قیمت نصاب سے کم ہوگئی تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس مال کی قیمت میں کمی اس چیز کی ذات میں کسی کمی کی وجہ سے ہوئی تو اس میں قطع ید کی حد جاری ہو سکے گی اور اگر اس کی قیمت میں وہ کمی بھاؤ میں کمی ہوجانے کی وجہ سے ہوئی تو اس صورت میں ظاہر روایت کے بموجب اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ۲؎	محیط
۳۲	(۱) جب کسی (بڑے) غلام نے (کم از کم) دس درہم چوری کرنے کا اقرار کیا ۳؎ تو (۱) اگر وہ غلام آقا کی طرف سے کاروبار کے لئے اجازت یافتہ تھا تو اس کا اقرار صحیح قرار پائے گا۔ اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور مسروقہ مال اگر اس کے پاس موجود ہو تو اسے واپس کیا جائے گا جس کی اس نے چوری کی اور اگر مسروقہ مال تلف ہوگیا ہو تو اس غلام پر اس کی ضمان لازم نہ ہوگی خواہ اس کا آقا اس کی تصدیق کرے یا اس کی تکذیب کرے (حکم برابر ہے) ۴؎ (۲) اگر (مذکورہ صورت میں جب اس بڑے غلام نے چوری کا نصاب چرانے کا اقرار کیا اور) وہ غلام تصرفات سے منع شدہ تھا اور مسروقہ مال موجود ہے تو اس کے آقا نے اس (کے اقرار کی) تصدیق کی تو اس غلام کو قطع ید کی حد لگائی جائیگی اور مسروقہ مال اسے واپس کیا جائیگا جس کی چوری کی ہے۔ اور اگر اس کے آقا نے اس کی تکذیب کی اور کہا کہ وہ مال میرا ہے تو بھی امام ابو حنیفہ رح کے ہاں اس غلام کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور مال اسے واپس کیا جائے گا جس کی چوری ہوئی ہے اور اگر وہ مسروقہ مال تلف ہوگیا ہو تو ہمارے سب اصحاب رح کے قول کے بموجب اس غلام کا اقرار قطع ید کی حد کے لئے صحیح قرار پائے گا۔ اور اس پر مسروقہ مال کی ضمان لازم نہ ہوگی خواہ اس کا آقا اس کی تصدیق کرے یا نہ کرے اور مذکورہ احکام اس صورت میں ہیں کہ وہ غلام اقرار کے وقت بڑا تھا ۵؎ (یعنی بھلائی برائی کی تمیز رکھتا تھا) (ب) اور اگر وہ غلام چھوٹا تھا (یعنی بھلائی برائی کی تمیز نہ رکھتا تھا) تو اس پر قطع ید کی حد بالکل لازم نہ ہوگی (۱) لیکن اس صورت میں اگر وہ چھوٹا غلام اپنے آقا کی طرف سے کاروبار کے لئے اجازت یافتہ تھا اور مسروقہ مال موجود تھا تو وہ مال اسے واپس کیا جائے گا جس کی چوری کی گئی ہے اور اگر وہ مال تلف ہوگیا تھا تو وہ ضامن ہوگا (۲) اور اگر وہ چھوٹا غلام تصرفات سے منع شدہ تھا تو اگر اس کے آقا نے اس کے اقرار کی تصدیق کی اور مسروقہ مال موجود تھا تو وہ مال اسے واپس کیا جائے گا جس کی چوری کی گئی اور اگر وہ مال تلف ہوگیا تھا تو اس پر اس کی ضمان اس غلام پر نہ فی الحال لازم ہوگی اور نہ اس کے آزاد ہونے کے بعد لازم ہوگی۔	سراج وہاج غایہ بیان
۳۳	(۱) اگر کسی غلام نے دس درہم سے کم چوری کا ۶؎ اقرار کیا تو اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ پھر یہ دیکھا جائے گا کہ اگر وہ غلام	

گی۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۹۱ ۔ ۲؎ وھکذا فی البحر الرائق ج ۵ ص ۶۴ (مترجم) ۳؎ اور اگر غلام نے دس درہم سے کم چوری کرنے کا اقرار کیا تو اس کے متعلق حکم نمبر ۳۳/۴۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ اور اگر وہ غلام کاروبار کے لئے اجازت یافتہ نہ تھا تو اسکے متعلق حکم نمبر ۳۲/۴۷۱ (۲) اور اگر وہ غلام چھوٹا تھا تو اسکے متعلق حکم نمبر ۳۲/۴۷۱ (ب) ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۴۸/۴۶۸ ، اور حکم نمبر ۳۰/۴۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ بڑے غلام کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۴۱/۴۶۹ مع دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ اگر کسی غلام نے کم از کم دس درہم کی چوری کا اقرار کیا تو اس کے متعلق حکم نمبر ۳۲/۴۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وفیما لا یقطع — الفصل الثالث کیفیة القطع واثباته	حوالہ
۳۳	مأذونا صح اقرارہ ویرد المال الی المسروق منه وان کان هالکا یضمن صغیرا کان او کبیرا وان کان محجورا ان صدقه مولاہ فکذلک وان کذبه فالمال للمولی ویضمن العبد بعد العتق ان کان کبیرا وقت الاقرار وان کان صغیرا لا ضمان علیه	کذا فی السراج الوهاج
۳۴	اذا قطع السارق والعین قائمة فی یدہ ردت علی صاحبها لبقائها علی ملکه	کذا فی الهدایة
۳۵	وان کانت هالکة لم یضمنها وکذا اذا کانت مستهلکة فی المشهور لانه لا یجمع بین الضمان والقطع عندنا	کذا فی السراج الوهاج
	وهذا اذا کان بعد القطع وان کان الهلاک والاستهلاک قبل قطع یدہ ان قال المالک انا اضمنه لا یقطع عندنا وان قال انا اختار القطع یقطع ولا ضمان عندنا	هکذا فی المحیط
۳۶	ولو قطعت یمین السارق ثم استهلکه غیرہ کان للمسروق منه ان یضمن المستهلک قیمته ولو اودعه السارق عند غیرہ فهلک فی یدہ لا یضمن المودع	کذا فی السراج الوهاج

۱؎ بڑے غلام کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۴۹/۴۶۹ مع دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ جیسا کہ درمختار ورد المحتار میں ہے۔ نیز لکھا ہے کہ سارق پر قطع ید سے پہلے یا بعد مسروقہ مال کے ہلاک ہونے یا ہلاک کرنے سے ضمان کا لازم نہ آنا قضاء ہے دیانۃ ضمان کا فتوی دیا جائے گا اس لئے کہ مالک کو سارق کی وجہ سے نقصان لاحق ہوا ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتارج ۳ ص۲۹۱ جیسا کہ اس سے ملتا جلتا حکم ۱۰/۴۷۲ میں ہے خلاصہ یہ کہ چور پر قطع کی حد کے بعد مسروقہ مال اس سے تلف ہوگیا یا اس چور نے وہ مال تلف کر دیا تو اس پر حد وضمان جمع نہ ہونے کے متعلق حکم نمبر ۳۵ ی، ۴۰ ب/۴۷۱ ملاحظہ ہوں اور اگر چور پر قطع کی حد کی بعد اس شخص کے ہاں تلف ہوگیا جسکے ہاں وہ مال چور نے امانۃً رکھا تھا تو اس پر ضمان لازم نہ ہونے کے متعلق حکم نمبر ۳۶ ب، ۳۷ ب، ۳۸ ب/۴۷۱ ملاحظہ ہوں اور اگر چور پر قطع کی حد کے بعد وہ مسروقہ مال کسی غیر نے تلف کر دیا تو اس پر ضمان لازم ہونے کے متعلق حکم نمبر ۳۶ ا، ۳۷ ج/۴۷۱ ملاحظہ ہوں اور اگر چور پر قطع ید کی حد سے پہلے وہ مسروقہ مال تلف ہوگیا یا تلف کر دیا گیا تو مالک کی طرف سے ضمان لینا اختیار کرنے کی صورت میں چور پر قطع ید کی حد لازم نہ ہونے اور مالک کی طرف سے قطع کی حد اختیار کرنے کی صورت میں چور پر ضمان لازم نہ ہونے کے متعلق حکم نمبر ۳۵ ب/۴۷۱ ملاحظہ ہو۔ اور اگر مسروقہ مال موجود ہو تو اسے مال کے

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - جنہیں قطع ید ہے اور جنہیں نہیں تیسری فصل - قطع ید کی کیفیت اور اسکا اثبات	حوالہ
۴۷۱-	کاروبار کے لئے آقا کی طرف سے اجازت یافتہ تھا تو اس کا اقرار صحیح قرار پائے گا - مسروقہ مال اس شخص کو واپس کیا جائے گا جس کی چوری کی گئی ہے اور اگر مال تلف ہوگیا تھا تو خواہ وہ غلام چھوٹا تھا یا بڑا تھا[۱] وہ اس مال کا ضامن ہوگا (ب) اور اگر وہ غلام تصرفات سے منع شدہ تھا تو اگر اس کے آقا نے اس کے اقرار کی تصدیق کی تو بھی حسب مذکورہ حکم ہے (یعنی مال موجود ہے تو واپس ہوگا اور تلف شدہ ہے تو ضمان لازم ہوگی) اور اگر اس کے آقا نے اس کی تکذیب کی تو وہ مال اس کے آقا کا ہے اور وہ غلام اگر اقرار کے وقت بڑا تھا تو آزاد ہونے کے بعد اس مال کا ضامن ہوگا اور اگر اقرار کے وقت چھوٹا تھا تو اس پر اس مال کی ضمان لازم نہیں ہے -	سراج وہاج
۳۴	جب کسی چور کو قطع ید کی حد لگائی گئی اور اس کے پاس مسروقہ مال موجود ہو تو وہ مال صاحب مال کو واپس کر دیا جائیگا اس لئے کہ وہ مال اپنے مالک کی ملک میں باقی ہے -	ہدایہ
۳۵	(ل) اور اگر (مذکورہ صورت میں چور سے) وہ مسروقہ مال تلف ہوگیا تو وہ چور اس کا ضامن نہ ہوگا اسی طرح اگر وہ مال چور نے تلف کر دیا ہو تب بھی مشہور روایت کے بموجب یہی حکم ہے (یعنی چور پر ضمان لازم نہ ہوگی) اس لئے کہ ہمارے ہاں چور پر قطع ید کی حد اور (تلف) مال کی ضمان دونوں جمع نہیں ہوتے[۲]	سراج وہاج
	(ب) یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ (اس مال کا تلف ہونا یا تلف کرنا) قطع ید کی حد کے بعد ہوا ہو - اور اگر مسروقہ مال کا تلف ہونا یا تلف کرنا اس چور پر قطع ید کی حد جاری ہونے سے پہلے ہوا ہو تو (پھر حکم یہ ہے کہ) اگر مسروقہ مال کے مالک نے یہ کہا کہ میں مال کی ضمان لوں گا تو ہمارے ہاں (اس چور کو) قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی[۳] اور اگر مالک نے یہ کہا کہ میں چور پر قطع ید کی حد کو اختیار کرتا ہوں تو اسے قطع ید کی حد کی لگائی جائے گی اور پھر ہمارے ہاں مال کی ضمان لازم نہ ہوگی -	محیط
۳۶	(ل) اگر کسی چوری کی حد میں چور کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا پھر مسروقہ مال کو چور کے علاوہ کسی شخص نے تلف کر دیا تو جس شخص کی چوری کی گئی ہے اسے حق حاصل ہے کہ تلف کنندہ سے اس مال کی قیمت کا ضمان لے (ب) اور اگر اس چور نے مسروقہ مال کسی اور کے پاس امانت رکھا تھا اور اس کے پاس تلف ہوگیا تو جسکے پاس وہ مال امانت رکھا گیا تھا وہ اس کی ضمان نہ دے گا[۴]	سراج وہاج

[۱] مالک کو لوٹانے کے متعلق حکم نمبر ۳۴، ۴۰/۴۷۱ ملاحظہ ہوں - اور اگر درہم یا دینار کے قرض کے عوض مقروض سے اسی مالیت کا سامان یا زیور چرایا یا تلف کر دیا اور اسے اسی کی قیمت لازم ہوئی جو کہ اس کے قرض جتنی تھی تو اسے قطع ید کی حد لازم ہونے کے متعلق حکم نمبر ۵۲/۴۶۹ ملاحظہ ہو - نیز درمختار و رد المحتار میں ہے کہ (ضمان اور قطع ید کی حد جمع نہ ہونے کے) مذکورہ احکام میں قاعدہ یہ ہے کہ جس صورت میں مالک ضمان لے تو وہ ضمان اس چور سے لینا ہوتی ہے تو وہ ضمان (قطع ید کی حد کے ساتھ جمع) نہ ہوگی اور جس صورت وہ ضمان چور سے لینا نہیں ہوتی وہ ضمان (قطع ید کی حد کے ساتھ جمع) ہو سکتی ہے نیز لکھا ہے کہ اگر چور سے مسروقہ مال امانت رکھنے والے نے یا خریدنے والے نے یا اجرت پر لینے والے نے وہ مال ہلاک کر دیا تو ہلاک کنندہ تعدی کنندہ ہے - اسکی ضمان کا لینا اس چور سے نہ ہوگا (پس مذکورہ ہلاک کنندہ سے ضمان کا لینا اس چور پر قطع ید کی حد کے ساتھ جمع ہو سکے گا) (مترجم) [۳] جیسا کہ رد المحتار میں ہے اور بحوالہ البحر لکھا ہے کہ اس لئے کہ مالک کا یوں کہنا اسکی طرف سے دعویٰ سرقہ سے دعویٰ مال کی طرف رجوع کرنے کو متضمن قرار پاتا ہے - ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۹۱ (مترجم) [۴] حکم نمبر ۳۵/۴۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

حوالہ	الباب الثانی فیما یقطع وفیما لا یقطع — الفصل الثالث کیفیۃ القطع واثباتہ	دفعہ وشق نمبر
كذا فی المحيط	واذ املک السارق المسروق من رجل ببیع او ھبۃ او ما اشبہ ذلک وکان ذلک قبل القطع اوبعدہ فتملیکہ باطل و یرد المسروق علی المسروق منہ و یرجع المشتری علی السارق بالثمن الذی دفعہ الیہ وان کان ھلک فی ید المشتری اوفی ید الموھوب لہ فلاضمان علی المشتری ولا علی السارق ھکذا روی عن ابی یوسف ؒ وان کان المشتری او الموھوب لہ استھلکہ فللمالک[1] ان یضمنہ ثم یرجع المشتری علی السارق بالثمن الذی دفعہ ولا یرجع علیہ بالقیمۃ	۳۷۰ـ۴۷۱
كذا فی الایضاح	ولوغصب انسان من السارق فھلک فی ید الغاصب بعد القطع فلاضمان للسارق ولاضمان[2] للمالک ایضا	۳۸
كذا فی المحيط	قال محمدؒ فی رجل سرق غیر مرۃ فحد حدا واحدا فھو لذلک کلہ لان الحدود الخالصۃ للہ تعالی متی اجتمعت تداخلت اذاکان الجنس واحدا لان المقصود من اقامۃ الحد الزجر عن مباشرۃ سببہ بخلاف مالو اقیم الحد مرۃ ثم سرق ثانیا لانا تیقنا ان الزجر لم یحصل بالاول	۳۹
	واجمعوا علی انہ لوحضر ارباب السرقات وخاصموا واثبتوا علیہ السرقات لا یضمن لھم شیأ من السرقات اذا ھلکت الاموال فی یدہ او استھلکھا واما اذا حضر واحد منھم او اثنان وخاصم والباقون غیب فقطع القاضی السارق بخصومۃ الذی حضر ثم حضر الباقون فعلی قول ابی حنیفۃ ؒ لا یضمن لھم شیاء اذا ھلکت الاموال عندہ او استھلکھا وقال ابو یوسفؒ ومحمدؒ یضمن قیمۃ سرقات الغائبین ولا یضمن لمن کان حاضرا وقت الخصومۃ	۴۰

[1] مثلاً جیسا کہ الجوھرۃ النیرۃ میں ہے کہ اگر میراث سے مالک بن گیا تو بھی یہی حکم ہے۔ ماخوذ از الجوہرۃ النیرۃ ص ۲۶۴ (مترجم) [2] حکم نمبر ۳۵/۳۷۱ مع حاشیہ ادر حکم نمبر ۲۶۲/۳۰ ۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۳۵/۳۷۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ۱۲۷، ۱۲۸/۳۶۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] حکم نمبر ۳۱، ۳۲/۳۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	دوسرا باب - جنمیں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں — تیسری فصل - قطع ید کی کیفیت اور اسکا اثبات	حوالہ
۱۷۴-۳۷	(و) جب چور نے کسی اور آدمی کو (اپنی طرف سے) مسروقہ مال کا مالک بنا دیا اس کے ہاتھ بیچ دیا یا اسے ہبہ کر دیا یا اس کی مانند کوئی[1] اور امر کیا - اور اسکا ایسا کرنا اسپر قطع ید کی حد سے پہلے ہوا یا بعد ہوا تو اس کا مالک بنانا باطل ہے مسروقہ مال اس شخص کو واپس کیا جائے گا جس کی چوری کی گئی ہے - اور چور سے خریدنے والے شخص نے اس مال کی جو قیمت اس چور کو دی ہے وہ اس سے واپس لے گا (ب) اور اگر وہ مسروقہ مال اس کے ہاں تلف ہو گیا جس نے خریدا تھا یا جسکو ہبہ کیا گیا تھا تو اس کی ضمان نہ خریدار پر ہے اور نہ چور پر امام ابو یوسفؒ سے یونہی مروی ہے (ج) اور اگر اس خریدار نے یا اس شخص نے جسے چور نے ہبہ کیا تھا مسروقہ مال کو تلف کر دیا تو مسروقہ مال کے مالک کو حق حاصل ہے کہ وہ اس خریدار سے اس کی ضمان لے اور پھر وہ خریدار چور سے وہ مالیت واپس لے جو اس نے (اس چیز کی خریداری کے عوض) اسے دی تھی اور وہ خریدار اس چور سے اس چیز کی (اصل) قیمت نہ لے گا[2]	محیط
۳۸	اگر کسی انسان نے چور سے مسروقہ مال چھین لیا اور پھر وہ مال چور پر قطع ید کی حد لگائے جانے کے بعد چھیننے والے کے پاس تلف ہو گیا تو اس مال کی ضمان چور کے لئے نہ ہو گی اور مسروقہ مال کے مالک کے لئے بھی اس مال کی ضمان نہ ہو گی[3]	ایضاح
۳۹	(و) امام محمدؒ نے اس آدمی کے متعلق کہا ہے کہ جس نے کئی بار چوری کی پھر اسے قطع ید کی ایک حد لگائی گئی تو وہ حد (سابقہ) سب (چوریوں) کے لئے قرار پائے گی - اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی حدودِ خالصہ (یعنی جنمیں حق اللہ تعالیٰ کی اہمیت زیادہ ملحوظ ہوتی ہے وہ) جب جمع ہو جائیں اور ان کی جنس ایک ہو تو وہ متداخل ہو جاتی ہیں (یعنی ایک جنس کی لازم شدہ کئی حدیں ایک دوسرے میں داخل ہو کر ایک حد قرار پاتی ہے) اس لئے کہ حد قائم کرنے سے مقصود اس حد کے لازم ہونیکے سبب (یعنی جرم) کے ارتکاب سے باز رکھنا ہوتا ہے (ب) اور مذکورہ حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ جب کسی چور پر کسی چوری میں حد جاری کی گئی اور اس نے پھر دوبارہ چوری کا ارتکاب کیا اس لئے ہمیں یقین ہو گیا کہ (اسے) جرم (کے ارتکاب) سے باز رہنا پہلی حد سے حاصل نہیں ہوا[4]	محیط
۴۰	(و) نیز کہا ہے کہ مذکورہ صورت میں (یعنی جب کسی شخص نے کئی چوریاں کیں اور اسے ایک حد لگائی تو) اسپر فقہاءؒ کا اجماع ہے کہ جن لوگوں کی چوریاں ہوئیں وہ سب حاکم مجاز کے ہاں حاضر ہوئے انہوں نے مقدمہ پیش کیا اور انہوں نے اس چور پر سب چوریاں ثابت کیں (اور اسے حد لگائی گئی) تو جب وہ اموال مسروقہ چور کے پاس تلف ہو گئے یا چور نے انہیں تلف کر دیا تو وہ چور ان لوگوں کے لئے مسروقہ اموال میں سے کسی چیز کا ضامن نہ ہو گا (ب) اور اگر ان لوگوں میں سے ایک یا دو حاضر ہوئے انہوں نے مقدمہ پیش کیا اور باقی غائب رہے پس قاضی نے حاضر ہونے والے مدعی کے مقدمہ میں چور پر قطع ید کی حد لگائی پھر (ان میں سے) باقی لوگ حاضر ہوئے تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب (اس صورت میں) جب مسروقہ اموال اس چور کے پاس تلف ہو گئے یا اس نے تلف کر دیئے تو وہ ان لوگوں کے لئے مسروقہ مال میں سے کسی چیز کا ضامن نہ ہو گا[5] اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے کہا ہے کہ وہ غائبین کے مسروقہ مال کا ضامن ہو گا۔	

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فیما یقطع وفیما لا یقطع — الفصل الثالث کیفیۃ القطع واثباتہ	حوالہ
۴۷۱/۲ -	قیمۃ سرقۃ اجماعا فان کانت السرقات قائمۃ ردھا الامام علی اربابھا والقطع لا یمنع رد السرقۃ	کذا فی المحیط
۴۱	واذا سرق النصب من واحد مرارا فخوصم فی بعض النصب فقطع لا یضمن باقی النصب عند ابی حنیفۃ[2] خلافا لھما[3]	کذا فی غایۃ البیان
۴۲	ولو اقر بالسرقۃ والمسروق منہ غائب فاجتھد الحاکم وقطع یدہ فیما لا یضمن للمسروق منہ شیئا وان حضر فصدقہ	کذا فی المبسوط

[1] حکم نمبر $\frac{۳۲، ۳۵}{۴۷۱}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] حکم نمبر $\frac{۳۰ ب ۴۳۱}{۴۷۱}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر $\frac{۲۰، ۲۳، ۳۰، ۳۱}{۴۷۱}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	دوسرا باب - جنمیں قطع ید ہے اور جنمیں نہیں۔ تیسری فصل: قطع یدکی کیفیت اور اس کا اثبات	حوالہ
۴۰۷۱-	اور مقدمہ کی پیشی کے وقت (ان لوگوں میں سے، جو شخص مانہ تھا اس کے مسروقہ مال کی قیمت کے لئے وہ چور بالاجماع ضامن نہ ہوگا (ج) اور اگر مسروقہ اموال موجود تھے تو حاکم مجاز ان مالوں کو ان کے مالکوں کو واپس کردے گا اور (موجود) مسروقہ مال کا واپس کرنا قطع یدکی حد کے لئے مانع نہیں ہوتا ہے[1]	محیط
۴۱	جب کسی چور نے ایک ہی شخص سے کئی بار چوری کے نصاب چوری کئے پھر چوری کے بعض نصابوں میں مقدمہ قائم کیا گیا پس اسے قطع یدکی حد لگائی گئی تو امام ابوحنیفہ رح کے ہاں وہ چور اس شخص کے باقی نصابوں کے لئے ضامن نہ ہوگا اور امام ابویوسف رح اور امام محمدؒ کا اختلاف ہے[2]	غایہ بیان
۴۲	کسی شخص نے چوری کرنے کا اقرار کیا اور جس کی چوری کی گئی ہے وہ غائب ہے۔ پس حاکم مجاز نے اپنے اجتہاد سے اس چوری میں اسے قطع یدکی حد لگا دی تو جس آدمی کی چوری کی گئی ہے اس کے لئے وہ چور کسی چیز کا ضامن نہ ہوگا اگرچہ وہ آدمی (چور پر قطع یدکی حد کے بعد) حاضر ہوگیا اور اس نے چور کے اقرار کی تصدیق کی[3]	مبسوط

دفعہ و شق نمبر	الباب الثالث فیما یحدث السارق فی السرقۃ — مایحدث السارق فی السرقۃ	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	الباب الثالث فیما یحدث السارق فی السرقۃ	
	دفعات ۴۷۲ تا ۴۷۲ عنوان ۱ تعداد شق ۱۸	
۴۷۲	**مایحدث السارق فی السرقۃ** تعداد شق ۱۸	
۱	اذا سرق ثوبا فشقه فی الدار نصفین ثم اخرجه فان کان لا یساوی عشرۃ دراهم بعد ما شقه لم یقطع بالاتفاق بخلاف مالو شقه بعد الاخراج فانتقصت قیمته من النصاب بذلک	کذا فی المبسوط
۲	واذا شق فی الحرز ثم اخرجه وهو یساوی عشرۃ فان کان هذا التعییب یمکن نقصانا یسیرا فعلیه القطع بالاتفاق واما اذا کان النقصان فاحشا فان اختار رب الثوب اخذ الثوب وتضمین النقصان فعلیه القطع وان اختار ان یضمنه قیمۃ الثوب وسلم له الثوب فلا قطع علیه وقال ابو یوسفؒ لا یقطع فی الوجهین جمیعا	کذا فی المبسوط

۱ حکم نمبر ۳۰۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ البحر الرائق میں ہے کہ نقصان فاحش اور نقصان یسیر میں فرق کے متعلق صحیح یہ ہے کہ نقصانِ فاحش اسے کہتے ہیں کہ اس چیز کے عین کا بعض حصہ اور اس چیز کا بعض نفع فوت ہو جائے اور نقصان یسیر یہ ہے کہ اس چیز کا نفع فوت نہ ہو بلکہ اس میں صرف کچھ عیب آجائے۔ ماخوذ از البحر الرائق ج ۵ ص ۶۲ حکم نمبر ۳۰۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ جب کسی شخص نے کپڑا چوری کیا اور اسے (حرز میں ہی) ٹکڑے کر دیا پھر وہاں سے نکال لایا تو اگر ٹکڑے کرنے کے بعد بھی اسکی قیمت چوری کے نصاب کو پہنچتی ہو تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی بشرطیکہ اسکا ایسا کرنا چوری کرنے کی بجائے تلف کرنا نہ قرار پاتا ہو۔ اور تلف کرنا قرار پانے کی صورت میں وہ اسکی قیمت کی ضمان دیکر لینے کے وقت سے اسکا مالک قرار پائیگا اور اسپر قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی اور اسمیں محل اختلاف اس صورت میں ہے کہ اس نے ٹکڑے کرنے میں نقصانِ فاحش کیا اور مالک نے نقصان کا ضمان اور وہ کپڑا لینا اختیار کیا تو طرفین یعنی امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ کے ہاں قطع ید کی حد لگائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تیسرا باب چور مسروقہ مال میں جو نیا امر پیدا کرے اسکے احکام

دفعات ۴۷۲ تا ۴۷۲ عنوان ۱ تعداد شق ۱۸

۴۷۲- مسروقہ مال میں چور کا نیا امر پیدا کرنا — اور اس میں ۱۸ شقیں ہیں

۱ (و) جب چور نے (کسی گھر سے) کوئی کپڑا چوری کیا تو اس نے گھر کے اندر ہی اس کپڑے کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کر دیئے اور پھر اس کپڑے کو اس گھر سے نکال لایا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر ٹکڑے کرنے کے بعد اس کپڑے کی قیمت دس درہم کے برابر بھی نہ رہی تھی تو بالاتفاق اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی ۱ (ب) اور اس حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ اگر چور نے وہ کپڑا اس گھر سے نکالنے کے بعد ٹکڑے کیا اور اس وجہ سے اس کپڑے کی قیمت چوری کے (کم از کم) نصاب (یعنی دس درہم) سے کم ہوگئی (تو اس صورت میں اسے چوری کی حد لگائی جائے گی)۔ — مبسوط

۲ (د) اگر (مذکورہ صورت میں) چور نے حرز میں (یعنی محفوظ جگہ مثلاً گھر میں) وہ کپڑا ٹکڑے کر ڈالا پھر باہر نکال لایا اور اس کپڑے کی قیمت دس درہم کے برابر (یا زائد) بنتی ہے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر کپڑے کو یوں عیب دار کرنے سے اسے نقصان یسیر (یعنی معمولی نقصان) ہوا تھا تو اس چور پر قطع ید کی حد لازم ہے ۲ (ب) اور اگر کپڑے کو نقصان فاحش ہوا تھا تو اگر (۱) کپڑے کے مالک نے یوں پسند کیا کہ (چور سے ٹکڑے شدہ) کپڑا اور ٹکڑے کرنے سے واقع شدہ نقصان کا تاوان لے لے تو اس چور پر قطع ید کی حد لگائی جائے گی ۳ (۲) اور اگر کپڑے کے مالک نے یوں پسند کیا کہ وہ (چور سے) کپڑے کی ضمان لے لے اور ٹکڑے شدہ کپڑا چور کو دے دے تو اس صورت میں اس چور پر قطع کی حد لازم نہیں ہے ۴۔ اور امام ابو یوسف رح نے کہا ہے کہ مذکورہ ہر دو سب صورتوں میں اس چور پر قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ — مبسوط

جائے گی اور امام ابو یوسف رح کے ہاں نہ لگائی جائے گی اور اگر مالک نے اس (سب) کپڑے کی ضمان لینا اختیار کیا اور وہ کپڑا چور کو دے دیا تو بالاتفاق قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی۔ مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۹۲ نیز رد المحتار میں لکھا ہے کہ مسروقہ مال میں نقصان یعنی کمی کرنے کی ضمان کا واجب ہونا قطع ید کی حد لازم ہونے کیلئے مانع نہیں ہوتا ہے۔ اسلئے کہ اس نقصان کا ضمان اس مال کے نکال لانے سے پہلے کے ضائع کردہ پر ہے اور قطع ید کی حد باقی کے نکال لانے پر ہے۔ پس نقصان کا ضمان قطع ید کی حد کے لئے مانع نہیں ہے جیسا کہ اگر کسی چور نے دو کپڑے چوری کئے ان میں سے ایک کو وہیں حرز میں جلا دیا اور دوسرے کپڑے کو نکال لایا جس کی قیمت چوری کے نصاب کو پہنچتی ہے تو اسے جلانے کی ضمان اور چرانے پر قطع ید کی حد لازم ہوگی) ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۹۲۔ نقصان فاحش، نقصان یسیر اور تلف کرنے کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{۵۱۳}{۴۷۲}$ اور حکم نمبر $\frac{۱۵}{۴۷۰}$ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں نیز حکم نمبر $\frac{۱۵۰۱۰۱}{۴۷۲}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ حکم نمبر $\frac{۳۵}{۴۷۱}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

حوالہ	الباب الثالث فیما یحدث السارق فی السرقۃ — ما یحدث السارق فی السرقۃ	دفعہ وشق نمبر
کذا فی البحر الرائق	واختلفوا فی الفرق بین الفاحش والیسیر والصحیح ان الفاحش ما یفوت بہ بعض العین وبعض المنفعۃ والیسیر مالا یفوت بہ شئ من المنفعۃ بل تعیب بہ نقط	۴۷۲-۳
کذا فی التبیین	واذا کان الشق اتلافا فلہ تضمین جمیع القیمۃ من غیر خیار ویملک السارق الثوب ولا یقطع	۴
کذا فی التبیین	وحد الاتلاف ان ینقص اکثر من نصف القیمۃ	۵
کذا فی فتح القدیر	ان سرق شاۃ نذبحہا ثم اخرجہا لم یقطع ولو ساوت نصابا بعد الذبح لکنہ یضمن قیمتہا للمسروق منہ	۶
کذا فی الہدایۃ	وان سرق ذہبا او فضۃ یجب فیہ القطع فصنعہ دراہم ودنانیر قطع فیہ ویرد الدراہم والدنانیر الی المسروق منہ ہذا عند ابی حنیفۃ رح وقالا لا سبیل للمسروق منہ علیہا	۷

۱ حکم نمبر ۲/۴۷۲ کا حاشیہ ۴ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۲ تلف کرنے کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۵/۴۷۲ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۳ جیسا کہ در مختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اختیار نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ مالک کے لئے یہ اختیار نہیں ہوگا کہ وہ چور سے (صرف) نقصان کا ضمان لے اور اس چور پر قطع ید کی حد بھی لازم ہو۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۹۲ حکم نمبر ۲/۴۷۲ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم)، ۴ جیسا کہ در مختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ جز میں ہی تلف کرنے کی صورت میں اس وقت سے ہی مالک قرار پانے کی وجہ سے اس پر قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی۔ جیسا کہ کسی چور پر قطع ید کی حد کا فیصلہ ہو جائے اور (حد جاری ہونے سے قبل) وہ چور ہبہ کے ذریعہ سے اس چیز کا مالک قرار پائے تو اسے قطع ید کی حد نہیں لگائی جاتی۔ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۹۲ حکم نمبر ۲۹/۴۷۱، ۲/۴۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۵ حکم نمبر ۴/۴۷۲ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۶ جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت میں اس چوری کا اتمام بکری پر نہیں گوشت پر ہوا ہے اور گوشت کی چوری میں قطع ید کی حد لازم نہیں ہوتی۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۸۶ حکم نمبر ۱۲،۸/۴۶۹ مع حواشی، ۱۵/۴۷۰ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور رد المحتار میں ہے کہ اگر کوئی شخص زندہ بکری چوری کر کے نکال لایا اور وہ چوری کا نصاب بنتی تھی پھر اس چور نے اسے ذبح کیا تو اس چور کو قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ خواہ اس صورت میں اس کے گوشت کی قیمت نصاب سے کم ہو۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۹۲ (مترجم)، ۷ جیسا کہ در مختار و رد المحتار میں ہے کہ جب کسی شخص نے سونا یا چاندی چوری کیا اور لیتے وقت وہ چوری کے نصاب کے بقدر قرار پاتا تھا۔ اور پھر اس سے درہم یا دینار یا برتن بنا دیئے تو اس چور پر قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور وہ درہم یا دینار یا برتن اس شخص کو واپس کئے جائیں گے جس کی چوری کی گئی ہے اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک

دفعات شق نمبر	تیسرا باب - چور مسروقہ مال میں جو نیا امر پیدا کرے اسکے احکام — مال میں چور کا نیا امر پیدا کرنے کا بیان	حوالہ
۴۷۲-۳	فقہاءؒ نے نقصانِ فاحش (یعنی بہت اور حد سے زیادہ نقصان) اور نقصان یسیر (یعنی معمولی نقصان) میں فرق بیان کرنے میں اختلاف کیا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ نقصان فاحش یہ ہے کہ اس نقصان کی وجہ سے عین مال کا کچھ حصہ اور اس مال کی منفعت کا کچھ حصہ فوت ہو جائے اور نقصان یسیر یہ ہے کہ اس نقصان کی وجہ سے اس مال کی منفعت سے کچھ فوت نہ ہو البتہ اس مال میں صرف ایک عیب آگیا ہو۔[۱]	بحر رائق
۴	جب (مذکورہ صورت ۲/۴۷۲ میں) چور نے حرز میں وہ کپڑا یوں ٹکڑے ٹکڑے کیا کہ اس کے) ٹکڑے کرنے سے وہ کپڑا اَتلف[۲] (یعنی بے کار) ہو گیا تو مالک اس چور سے اس کپڑے کی پوری قیمت کا ضمان لے گا اور اسے اس کے علاوہ مزید اختیار نہ ہوگا۔[۳] اور چور کہ گویا وہ شخص (ضمان دینے کی وجہ سے) اس کپڑے کا مالک قرار پائے گا اور اسے قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔[۴]	تبیین
۵	اَتلاف (یعنی تلف کرنے) کا مفہوم یہ ہے کہ اس کی قیمت نصف سے بھی زیادہ گھٹ جائے (یعنی وہ نصف قیمت کا بھی نہ رہے)۔[۵]	
۶	اگر کسی شخص نے بکری چوری کی اور اسے ذبح کر کے پھر حرز یعنی اس محفوظ جگہ سے باہر نکال لایا تو اس صورت میں قطع ید کی حد نہ لگائی جائے گی۔ اگرچہ ذبح شدہ بکری نصاب کے برابر (یا زیادہ) کی ہو (یعنی دس درہم یا زائد کی ہو) لیکن چوری کرنے والا شخص جس کی چوری کی گئی ہے اس کو (یعنی مالک کو) اس بکری کی قیمت کی ضمان دے گا۔[۶]	فتح قدیر
۷	(۱) اگر کسی شخص نے اتنا سونا یا چاندی چوری کی کہ اس میں قطع ید کی حد واجب ہو سکتی ہے پھر اس نے اس (مسروقہ چاندی یا سونے) کو درہموں یا دینار کی صورت میں بنا دیا تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی اور وہ درہم اور دینار اس شخص کو واپس کئے جائیں گے جس کی چوری کی گئی ہے یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے ہاں ہے (ب) اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے کہا ہے کہ مذکورہ صورت میں جس شخص کی چوری کی گئی ہے اسے ان درہموں اور دینار پر (واپسی کا) کوئی حق نہیں ہے (اور چور پر ضمان یا حد لازم ہوگی)۔[۷]	ہدایہ

درہم یا دینار یا برتن واپس نہ کئے جائیں گے۔ کیونکہ انکے ہاں یہ صنعت متقوم (قابل قیمت) ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس اختلاف کی اصل یہ ہے کہ غصب کی مذکورہ کے حکم میں اختلاف ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ صفحہ ۲۹۲۔ اور جیسا کہ ہدایہ میں سرقہ کی بحث میں مزید لکھا ہے کہ مذکورہ صورت کے حکم میں امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ کے اختلاف کی اصل یہ ہے کہ غصب کی مذکورہ صورت کے حکم میں اختلاف ہے اور ہدایہ میں غصب کی بحث میں مذکورہ صورت کے متعلق لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں سونا یا چاندی غصب کرنے کے بعد ان سے دینار یا درہم یا برتن بنانے سے اصل مالک کی ملک باقی رہتی ہے کیونکہ عین مال باقی ہے اور سونے چاندی سے دینار، درہم اور برتن بنانے کی صنعت غیر متقوم ہے اسی لئے اگر وہ درہم یا دینار یا برتن اپنی جنس کے مقابلہ ہو (یعنی تبادلہ ہی ہو) تو اس میں صنعت کی قیمت نہیں ہوتی۔ پس مالک غاصب سے وہ عین مال واپس لے سکے گا۔ اور صاحبینؒ کے ہاں غصب کی مذکورہ صورت میں جب غاصب نے اس سونے چاندی سے دینار، درہم یا برتن بنالئے تو اسنے توڑ کر ایک نئی چیز بنالی ہے۔ کیونکہ صاحبینؒ کے ہاں یہ صنعت متقوم ہے۔ مالک کی ملک باقی نہیں رہی۔ غاصب ان درہموں یا دینار یا برتنوں کا مالک قرار پائیگا اور اس پر مالک کے لئے اس سونے چاندی کی ضمان لازم ہوگی (یہ ضمان قطع کے ساتھ جمع ہونا نہیں ہے کیونکہ چھیننے والے پر قطع ید کی حد نہیں لگائی جاتی اسکے متعلق حکم نمبر ۶۳/۴۶۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو) نیز ہدایہ میں سرقہ کی بحث میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں تو اس چور پر قطع ید کی حد لازم ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے کیونکہ انکے ہاں اس صورت میں چور اس مال کا مالک قرار نہیں پاتا۔ عین مال موجود ہے وہ مالک کو واپس ہوگا اور چور پر قطع ید کی حد لازم ہوگی۔ مگر صاحبینؒ کے قول پر بعض کے ہاں حکم یہ ہے کہ چونکہ وہ چور قطع ید کی حد سے پہلے مسروقہ مال کا مالک ہو گیا ہے لہذا اس پر قطع ید کی حد لازم نہ ہوگی (حکم نمبر ۲۹/۴۷۱ ملاحظہ ہو) اور بعض کے ہاں حکم یہ ہے کہ چونکہ وہ چور اس صنعت سے ان درہموں یا دینار یا برتنوں کا مالک بنا ہے عین مسروقہ مال کا مالک نہیں بنا اس لئے اس پر قطع ید کی حد لازم ہوگی ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صفحہ ۴۸۶ کتاب السرقہ، ج ۳ صفحہ ۳۷۷، صفحہ ۳۷۸ کتاب الغصب ملخصاً و هکذا فی درمختار۔

[illegible]

دفعات وشق نمبر	مایحدث السارق فی السرقة	حوالہ
	الباب الثالث فیما یحدث السارق فی السرقة	
٤٧٢-٨	وعلی ھذ الخلاف اذا اتخذہ حلیا او آنیة	کذا فی التبیین
٩	ولو سرق حدیدا او نحاسا او صفرا او ما اشبه ذلك فجعله اوانی ان کان بعد الصنعة یباع وزنا فعلی الاختلاف وان کان یباع عددا یکون للسارق بالاجماع	کذا فی الغیاثیة
١٠	ولو سرق ثوبا فقطعه وخاطه یکون له بعد القطع ولا ضمان بالاجماع	کذا فی الغیاثیة
	ولکن لا یحل له ان ینتفع به بوجه ما ویضمن فیما بینه وبین الله تعالی	کذا فی التمرتاشی
	٣ اذا قطع ید السارق وقد قطع الثوب قمیصا ولم یخطه یرد علی المسروق منه	کذا فی المبسوط
١١	من سرق ثوبا فصبغه احمر فقطعت یدہ لم یؤخذ منه الثوب ولم یضمن قیمة الثوب وھذا عند ابی حنیفة رح وابی یوسف رح	کذا فی الکافی
	ولو صبغه بعد القطع یردہ کذا فی البحر الرائق وھکذا	فی الاختیار شرح المختار
	وان صبغه السارق اسود ثم قطع او قطع ثم صبغه اسود یؤخذ منه عند ابی حنیفة رح ومحمد رح وعند ابی یوسف رح ھذا والاول سواء	کذا فی فتح القدیر

١ حکم نمبر ٧/٤٧٢ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ٢ حکم نمبر ٧/٤٧٢ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ٣ جیساکہ درمختار وردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے کہ اس صنعت سے اس کے عین اور نام میں تبدیلی آگئی ہے کیونکہ وزن کرکے لین دین نہ ہونے کی وجہ سے وہ وزن کی جانے والی چیزوں سے خارج قرار پایا اور اس میں سود کا حکم بدل گیا مگر سونے یا چاندی کے برتنوں کی صورت میں یہ حکم نہیں ہے حتیٰ کہ چاندی کی جس چیز کا وزن دس ہوا سے چاندی کی اس چیز کے بدلے بیچنا صحیح نہیں ہوتا جس کا وزن گیارہ ہے۔ ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ٣ ص ٢٩٢ ملخصا نیز حکم نمبر ١١/٤٧٢، ١/٣٥٣ کے حاشیہ کا دوسرا ٢ ملاحظہ ہوں ٤ حکم نمبر ٢٦/٣٦٩، ٩/٤٧٢ کا دوسرا حاشیہ، نیز حکم نمبر ١٠ ب ٣/٤٧٢ ملاحظہ ہو (مترجم) ٥ حکم نمبر ٣٥ و/٤٧١، ٥٢-٧/٣٦٩، ١٢، ١٥/٤٧٢ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٦ حکم نمبر ٣٤/٤٧١، ١٥/٤٧٢ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٧ جیساکہ درمختار وردالمحتار میں ہے کہ اگر کسی چور نے (سفید) کپڑا چوری کیا پھر اسے سرخ رنگ میں رنگ لیا یا گیہوں چوری کیا اور اسے آٹا بنالیا یا جو چوری کئے اور ستو بنالئے پھر اسے

دفعات/شق نمبر	تیسرا باب - چور مسروقہ مال میں جو نیا امر پیدا کرے اسکے احکام مال میں چور کا نیا امر پیدا کرنے کا بیان	حوالہ
٤٧٢-٨	اور اس (مذکورہ) اختلاف کے بموجب اس صورت کا حکم بھی (مختلف فیہ) ہے کہ جب (مذکورہ صورت میں) چوری کرنے والے نے اس سونے یا چاندی کو زیور یا برتن کی صورت میں بنا دیا ہے [1]	تبیین
٩	اگر کسی شخص نے لوہا یا تانبا یا پیتل یا اس کی مانند کوئی چیز چوری کی پھر اس سے برتن بنالئے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر اس چیز سے برتن بنائے جانے کے بعد وہ برتن وزن کرکے فروخت کئے جاتے ہوں تو اس کے متعلق مذکورہ اختلاف ہے [2] اور اگر وہ برتن گن کر فروخت [3] کئے جاتے ہوں تو وہ بالاجماع چور کی ملکیت قرار پائیں گے (اور ضمان یا حد لازم ہوگی)	غیاثیہ
١٠	(ا) اگر کسی شخص نے (قابل حد) کپڑا چوری کیا پھر اسے کاٹ کر سی لیا تو قطع ید کی حد لگنے کے بعد وہ سلائی شدہ مذکورہ کپڑا چور کا قرار پائے گا (یعنی مالک کی ملک سے خارج قرار دیا جائے گا) اور بالاجماع اس چور پر ضمان لازم آئے گی [4]	غیاثیہ
	(ب) لیکن (مذکورہ صورت میں) اس چور کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ اس کپڑے سے کسی قسم کا فائدہ حاصل کرے اور فی ما بینہ و بین اللہ تعالیٰ مالک کے لئے اس (کی قیمت) کا ضامن ہوگا [5]	تمرتاشی
	(ج) جب (مذکورہ صورت میں) چور نے اس کپڑے کو قمیص بنانے کے لئے کاٹا اور قمیص سی نہ تھی کہ (اس چوری میں) اس چور کو قطع ید کی حد لگائی گئی تو (قمیص بنانے کے لئے کٹا ہوا) وہ کپڑا اس شخص کو واپس کیا جائے گا جس کی چوری کی گئی ہے [6]	مبسوط
١١	(ا) جس شخص نے (قابل حد) کپڑا چوری کیا پھر اسے سرخ رنگ میں رنگ لیا پھر اس چوری میں اسے قطع ید کی حد لگائی گئی تو اس صورت میں، اس سے وہ کپڑا نہ لیا جائیگا اور وہ چور اس کپڑے کی قیمت کا ضامن نہ ہوگا۔ یہ حکم امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں ہے [7]	
	(ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس چور نے قطع ید کی حد لگنے کے بعد وہ کپڑا (سرخ رنگ میں) رنگا تو چور وہ کپڑا (مالک کو) واپس کرے گا [8]	(بحرالرائق - اختیار شرح مختار)
	(ج) اگر (مذکورہ صورت میں) اس چور نے مسروقہ کپڑا کالے رنگ میں رنگا پھر اسے قطع ید کی حد لگائی گئی یا اسے قطع ید کی حد لگائی اور پھر اسنے وہ کپڑا کالے رنگ میں رنگا تو امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اس چور سے وہ کپڑا واپس لیا جائیگا۔ (اور مالک کو لوٹایا جائیگا) اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں یہ صورت (یعنی کالے رنگ میں رنگنا) اور پہلی صورت (یعنی سرخ رنگ میں رنگنے) کا حکم برابر ہے [9]	فتح قدیر

اس چوری میں قطع ید کی حد لگائی گئی تو اس چور پر اس رنگے ہوئے کپڑے یا آٹا کے موجود ہونے کی صورت میں واپس کرنا لازم نہیں ہے اور اس کے تلف ہونے کی صورت میں اس پر اس کی ضمان لازم نہیں ہے۔ اور اگر اس چور نے اس کپڑے کو کالے رنگ میں رنگ لیا تو وہ کپڑا کپڑے کے مالک کو واپس کریگا۔ نیز لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے ہاں کالے رنگ میں رنگنا نقصان کرنا ہے۔ اس سے مالک کا حق منقطع نہیں ہوتا اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں کالے رنگ میں رنگنا سرخ رنگ کی طرح اضافہ کرنا ہے اور امام محمدؒ کے ہاں کالے رنگ میں رنگنا سرخ رنگ میں رنگنے کی طرح اضافہ ہے مگر اس سے مالک کا حق منقطع نہیں ہوتا۔ نیز لکھا ہے کہ یہ اختلاف برھان کا نہیں زمان کا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے دور میں کالے رنگ کو پہننا مرغوب نہ ہوتا ہوگا۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ صـ ۲۹۲، صـ ۲۹۳ نیز حکم نمبر ۳۴، ۳۵ / ۴۷۱، ۱۰، ۱۵، ۱۶ / ۴۷۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [8] حکم نمبر ۳۴ / ۴۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [9] حکم نمبر ۱۱ و / ۴۷۲ مع حاشیہ و حکم نمبر ۳۴ / ۴۷۱، ۱۵ / ۴۷۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثالث فیما یحدث السارق فی السرقة — ما یحدث السارق فی السرقة	حوالہ
۴۷۲-۱۲	وفی نوادر ابن سماعة عن محمد رحمہ اللہ اذا قطع السارق وقد صبغ الثوب حتی لم یکن لصاحب الثوب ان یأخذ الثوب اوخاطہ قمیصا افتی للسارق ان یبیع الثوب ویأخذ من ثمنہ ما زاد الصبغ فیہ ویتصدق بالفضل وکذلک یبیع القمیص ویأخذ منہ قیمة خیوطہ ویتصدق بالفضل وکذلک الحنطة یأخذ منہا مقدار نفقتہ علیہا	کذا فی المحیط
۱۳	فان کان المسروق دراہم فسبکہا اوصاغہا قُلْبًا کان للمسروق منہ ان یأخذہا	کذا فی المبسوط
۱۴	فان کانت السرقة صفرا فجعلہ قمقمة اوحدیدا فجعلہ درعا لم یأخذہ	کذا فی المبسوط
۱۵	وکذلک کل شیئ من العروض وغیرہا اذا کان قد غیر عن حالہ فان کان التغییر بالنقصان فللمسروق منہ ان یأخذہ	کذا فی المبسوط
۱۶	وان کانت السرقة شاة فولدت اخذہما جمیعا المسروق منہ	کذا فی المبسوط
۱۷	ولو سرق حنطة فطحنہا تکون للسارق بعد القطع ولو سرق سویقا فلتہ بسمن اوبعسل فہو مثل الاختلاف فی الصبغ	کذا فی شرح الطحاوی
۱۸	اذا اجتمع فی یدہ قطع فی السرقة والقصاص بدئ بالقصاص وضمن السرقة فان قضی بالقصاص فعفی عنہ صاحبہ اوصالحہ قطعت یدہ فی السرقة وان لم یقطع حتی مضی زمان وہما یتراضیان فیہ لم [illegible]	

۱؎ حکم نمبر ۱۰، ۱۱، ۱۵/۴۷۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۷، ۸/۴۷۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۹/۴۷۲ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۲، ۱۰، الخ/۴۷۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں۔ اور اگر چور نے اس چیز میں ایسا تغیر کیا کہ اس تغیر سے اس چیز میں اضافہ ہو گیا تو اس کے متعلق حکم نمبر ۹/۴۷۲ کا دوسرا حاشیہ، ۱۰، ۱۱ و ۱۳، ۱۶، ۱۷/۴۷۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۳۴/۴۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ رنگنے کے متعلق حکم نمبر ۱۱/۴۷۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۷؎ حکم نمبر ۴/۴۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات نمبر	تیسرا باب - چور مسروقہ مال میں جو نیا امر پیدا کرے اس کے احکام مال میں چور کا نیا امر پیدا کرنے کا بیان	حوالہ
۲۷۴-۱۲	نوادر ابن سماعہؒ میں امام محمدؒ سے مروی ہے کہ جب کسی چور پر قطع ید کی حد لگادی گئی تو وہ چور چوری کا کپڑا رنگ چکا تھا حتیٰ کہ کپڑے کے مالک کو وہ کپڑا واپس لینے کا حق نہ رہا یا وہ چور اس کپڑے (کو کاٹ کر اس) سے قمیص سی چکا تھا تو میں اس کے متعلق یہ فتویٰ دوں گا کہ وہ چور اس کپڑے کو فروخت کرے اور اس کی قیمت سے اتنا کچھ لے لے جتنا کہ رنگنے سے اس کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے اور باقی صدقہ کردے۔ اسی طرح وہ اس قمیص کو فروخت کرے اور اس کی قیمت سے اس کی سلائی کی قیمت لے لے اور باقی صدقہ کردے۔ اور اسی طرح گیہوں کے متعلق (بھی یوں ہی فتویٰ ہے کہ اگر اس کی چوری میں قطع ید کی حد لگائی گئی تو وہ چور اس کا آٹا بنا چکا تھا تو وہ اسے فروخت کرے اور) وہ اس سے اتنا کچھ لے لے جتنا اس (نے اس کا آٹا بنانے) پر خرچ کیا ہے (اور باقی صدقہ کردے) [1]	محیط
۱۳	اور اگر مسروقہ مال درہم تھے چور نے انہیں پگھلا دیا یا انہیں ڈھال کر ان سے کنگن بنالئے تو جس شخص کی چوری کی گئی ہے اسے حق حاصل ہے کہ وہ مسروقہ مال واپس لے لے [2]	مبسوط
۱۴	اگر مسروقہ مال پیتل تھا چور نے اس سے صراحی بنالی یا مسروقہ مال لوہا تھا چور نے اس سے زرہ بکتر بنالی (اور چوری کی حد لگائی گئی) تو جس شخص کی چوری کی گئی ہے وہ اس مسروقہ مال کو واپس لینے کا حق نہ رکھے گا [3]	مبسوط
۱۵	اسی طرح ہر وہ چیز جو برتن وغیرہ ہو جب چور نے اس کی حالت میں تغیر کردیا تھا اور اس تغیر سے اس چیز میں نقصان آگیا تھا تو جس شخص کی چوری کی گئی ہے اسے وہ چیز واپس لینے کا حق حاصل ہے [4]	مبسوط
۱۶	اور اگر وہ مسروقہ چیز بکری تھی اس نے (چور کے ہاں) بچہ دے دیا تو جس شخص کی چوری کی گئی ہے وہ اس بکری اور بچہ سبھی کو واپس لینے کا حق رکھتا ہے [5]	مبسوط
۱۷	(ا) اگر کسی شخص نے گندم چوری کی پھر اسے آٹا بنالیا تو اس چور کو قطع ید کی حد لگنے کے بعد وہ آٹا چور کا ہو جائے گا۔ (ب) اور اگر جو چوری کئے اور انہیں پیس کر گھی میں یا شہد میں ملایا تو اس کے حکم میں ایسا ہی اختلاف ہے جیسا کہ کپڑا چوری کرنے کے بعد اسے رنگنے کی صورت میں اختلاف ہے [6]	شرح طحاوی
۱۸	(ا) جب کسی شخص میں چوری کی وجہ سے قطع ید کی حد اور قصاص کی وجہ سے قطع ید جمع ہو گئے تو پہلے اسے قصاص کی وجہ سے قطع ید ہوگا اور وہ مسروقہ مال کا ضامن ہوگا [7] (ب) اگر (مذکورہ صورت میں) اس پر قصاص کی وجہ سے قطع ید کا فیصلہ ہوا تو قصاص کے حقدار نے اسے معاف کردیا یا اس سے باہم صلح کرلی تو پھر چوری کی حد کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا (ج) اور اگر باہم صلح نہ ہوئی حتیٰ کہ عرصہ گذر گیا درآنحالیکہ وہ صلح کیلئے	

حوالہ	الباب الثالث فیما یحدث السارق فی السرقہ ما یحدث السارق فی السرقۃ	دفعات و شق نمبر
کذا فی المبسوط	ثم صالحہ درأت القطع فی السرقۃ لتقادم العھد[۱] وان کان القصاص فی الرجل الیسریٰ بدئ بالقصاص ثم حبس حتی یبرأ ثم تقطع یدہ فی السرقۃ وکذلک ان کان القصاص فی شجۃ فی رأسہ	۴۷۲-۱۸۰

[۱] تقادم عہد یعنی زائد المیعاد ہونے کے مفہوم اور اس کی وجہ سے حد ہٹانے کے متعلق حکم نمبر $\frac{۸۵}{۳۶۴}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

مفاوضتی نمبر	تیسرا باب - چور مسروقہ مال میں جو نیا امر پیدا کرے اسکے احکام مال میں چور کا نیا امر پیدا کرنے کا بیان	حوالہ
۱۸۲۴۷۲	ایک دوسرے سے رضامندی ظاہر کرتے رہے - پھر انہوں نے باہم صلح کر لی تو تقادم عہد یعنی زائد المیعاد ہونے کی وجہ سے چوری سے لازم شدہ قطع ید کی حد ہٹا دی جائے گی ۔ (د) اور اگر (مذکورہ صورت میں چوری کی وجہ سے قطع ید کی حد کے ساتھ) قصاص کی وجہ سے بایاں پاؤں کاٹنا جمع ہوا تو پہلے قصاص لیا جائے گا پھر اسے قید میں رکھا جائے گا تاکہ وہ تندرست ہو جائے پھر اسے چوری کی وجہ سے قطع ید کی حد لگائی جائے گی - (س) اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر قصاص اس کے سر میں زخم کا تھا تو پہلے قصاص ہوگا پھر تندرست ہونے تک اسے قید میں رکھا جائے گا پھر چوری کی وجہ سے قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔	مبسوط

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی قطاع الطریق — قطاع الطریق	حوالہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الباب الرابع فی قطاع الطریق

دفعات ۴۷۳ تا ۴۷۳ عنوان ۱ تعداد شق ۴۳

۴۷۳۔ قطاع الطریق

تعداد شق ۴۳

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱	اعلم ان لقطاع الطریق الذین لھم احکام مخصوصۃ شرائط (احداھا) ان یکون لھم شوکۃ ومنعۃ بحیث لم یمکن للمارۃ المقاومۃ معھم وقطعوا علیھم الطریق سواء کان بالسلاح اوبالعصا الکبیر اوالحجر اوغیرھا	کذا فی التتارخانیۃ
۲	(والثانیۃ) ان یکون خارج الامصار بعیدا عنھا وفی الینابیع لایکون بین القریتین ولا بین المصرین ولا بین المدینتین ویکون بینھم وبین المصر مسیرۃ ثلاثۃ ایام ولیالیھا ھکذا فی ظاھر الروایۃ وعن ابی یوسف رح	

۱۔ ہدایہ میں ہے کہ قطاع الطریق کی حد کی اصل یہ آیت ہے، اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ الآیۃ ۳۳ مائدہ (یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسولؐ سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلانے میں لگے رہتے ہیں۔ انکی سزا یہ ہے الخ) ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صفحہ ۲۸۹۔ اور اس آیت کی تفسیر کے متعلق تفسیر روح المعانی ج ۲ صفحہ ۱۱۸ میں ہے کہ ذھب اکثر المفسرین کما قال الطبرسی وعلیہ جملۃ الفقہاء الی انھا نزلت فی قطاع الطریق الخ یعنی اکثر مفسرینؒ اور سب فقہاءؒ اس پر ہیں کہ یہ آیت قطاع الطریق (یعنی رہزنوں) کے بارے میں نازل ہوئی۔ تفسیر کبیر میں ہے کہ نزلت فی قطاع الطریق الخ یعنی یہ آیت قطاع الطریق کے متعلق نازل ہوئی۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ المحاربۃ ھی المضادۃ والمخالفۃ وھی صادقۃ علی الکفر وعلی قطع الطریق واخافۃ السبیل الخ یعنی محاربہ ضرر دینا اور مخالفت کرنا ہے۔ (اور خدا و رسولؐ سے محاربہ کرنا) اسکا مصداق کفر، قطع الطریق اور راستہ میں ڈرانا ہے اور احکام القرآن لجصاصؒ میں ہے کہ ولم یسم بذلک کل عاص للّٰہ تعالیٰ اذ لیس بھذہ المنزلۃ فی الامتناع واظہار المغالبۃ فی اخذ الاموال وقطع الطریق الخ یعنی اللہ تعالیٰ کے دیگر نافرمانوں کو اسلئے محارب نہیں کہا جاتا کہ وہ مال لینے اور قطع الطریق کرنے کیلئے قوت وشوکت قہر وغلبہ کے اظہار میں اس درجہ نہیں ہوتے۔ ماخوذ از احکام القرآن لامام ابی بکر احمد بن علی رازی حنفی الجصاصؒ م ۳۷۰ھ اور فتح القدیر میں ہے کہ قاطع الطریق کو اللہ تعالیٰ کا محارب کہا گیا ہے اسلئے کہ شہر میں تو لوگوں اور حکومت کیطرف سے فریاد رسی ہو سکتی ہے مگر دوران سفر ایسا نہیں ہوتا بلکہ سفر کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی پر اعتماد کئے ہوتا ہے۔ پس جو شخص اس مسافر کا امن زائل کرے وہ اس ہستی کا محارب ہے جس پر اس نے حصول امن کیلئے اعتماد کر رکھا ہوا۔ اور شرح المحارب میں ہے کہ "قطع الطریق" کے فقرہ میں حذف وایصال ہے۔ ای تقطع المارۃ عن الطریق "یعنی راستہ گذرنے والوں کو راستہ سے روکنا یا اس میں اطلاق المحل علی الحال ہے۔ والمراد بالطریق المارۃ" یعنی راستہ گذرنے والے کو روکنا یا اضافت بمعنی فی ہے یعنی قطع فی الطریق" ای منع الناس المرور فیہ" یعنی لوگوں کو راستہ میں گذرنے سے روکنا (یعنی رہزنی کرنا) اور لکھا ہے کہ قطع الطریق کا ذکر سرقہ صغریٰ یعنی چوری کے بعد کیا گیا ہے اسلئے کہ رہزنی سرقہ مطلقہ نہیں۔ کیونکہ سرقہ میں متبادر مفہوم یہی ہے کہ وہ لوگوں سے خفیہ ہوتی ہے



بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

چوتھا باب - رہزنوں کے احکام

دفعات ۴۷۳ تا ۴۷۳ عنوان ۱ تعداد شق ۴۳

۴۷۳ رہزنوں کے احکام کا بیان اور اس میں ۴۳ شقیں ہیں

۱ جان لو کہ جن رہزنوں کی سزا[۱] کے احکام مخصوص ہیں ان کی چند خاص شرطیں ہیں رہزنوں کی، مخصوص شرطوں میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ ان رہزنوں کو ایسی قوت اور روکنے کی طاقت حاصل ہو[۲] کہ گذرنے والے ان کا مقابلہ نہ کرسکیں اور ان رہزنوں نے گذرنے والوں پر رہزنی کی ہو۔ خواہ ہتھیار سے یا لٹھ سے یا پتھر سے اور اس کے علاوہ سے کی ہو۔ — تتارخانیہ

۲ رہزنوں کی مخصوص شرطوں میں سے دوسری شرط یہ ہے کہ (۱) رہزنی شہروں سے باہر ان سے دور واقع ہو۔ الینابیع میں ہے کہ دو گاؤں کے مابین، دو قصبوں (یعنی چھوٹے شہروں کے مابین) اور دو بڑے شہروں کے مابین رہزنی نہیں قرار پاتی۔ اور رہزنی تب قرار پاتی ہے کہ ان رہزنوں اور شہر کے درمیان تین دن رات کا (معتاد پیدل) سفر ہو۔ ظاہر روایت میں یونہی حکم ہے[۳] (ب) امام ابو یوسفؒ

اور رہزنی میں ایک قسم کا اخفاء ہے اور وہ یہ کہ رہزنی، حاکم مجاز اور راستوں کی حفاظت پر مامور حاکم سے خفیہ ہوتی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ قطع الطریق (یعنی رہزنی) کو سرقہ کبریٰ بھی کہا جاتا ہے اس لئے کہ اس کا ضرر تمام مسلمانوں پر ہونے کی وجہ سے عظیم ہے یا یہ کہ اس کی سزا عظیم ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۹۳۔ نیز حکم نمبر ۱/۴۵۴ کے حاشیہ ب ۵، ۱/۴۶۸ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ اگر انہیں ایسی قوت حاصل نہ ہو تو انہیں قطاع الطریق (یعنی رہزن) نہ کہا جائے گا۔ بلکہ وہ ایسے چور قرار پائیں گے جو لوگوں کی غفلت کے انتظار میں گھوم پھر رہے ہیں۔ ماخوذ از ہدایہ وحاشیہ ہدایہ ج ۲ ص ۲۸۷، ص ۲۸۸ (مترجم) ۳ جیسا کہ رد المحتار ج ۳ ص ۲۹۳ میں ہے اور جیسا کہ ہدایہ میں ہے کہ از روئے استحسان یہی حکم ہے اور لکھا ہے کہ قطع الطریق کا تعلق راستہ گذرنے والے پر (جیسا کہ حکم نمبر ۱/۴۷۳ کے پہلے حاشیہ میں ہے) قطع سے ہے (یعنی ان سے مال لینے کے قصد سے ہے جیسا کہ رد المحتار ج ۳ ص ۲۹۶ میں ہے) اور یہ شہر اور اس کے قرب میں متحقق نہیں اس لئے کہ بظاہر (حکومت یا عوام کی طرف سے جلد) مدد پہنچ سکتی ہے۔ پس وہ قاطع الطریق نہ قرار پائیں گے۔ البتہ انہیں پکڑا جائیگا۔ مال صاحب حق کو لوٹایا جائے گا اور اسے (معاف کرنے کا) اختیار ہوگا۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۹۱ اور معالم السنزیل لمحی السنۃ حسین بن سعودؒ میں ہے کہ شہروں میں مکابرین (یعنی قہر و غلبہ سے لینے والے) قطع الطریق کی حد کیلئے محاربین کے حکم میں نہیں ہیں یہی قول امام ابو حنیفہؒ کا ہے۔ اور قرطبی ای الجامع لاحکام القرآن لامام عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبیؒ میں ہے کہ یہی قول النعمانؒ، سفیان ثوریؒ اور اسحقؒ کا ہے۔ اور مبسوط ج ۹ ص ۲۰۲ میں امام شمس الائمہ السرخسیؒ نے لکھا ہے کہ اگر مسافر لوگ کسی بستی میں پڑاؤ کریں تو وہ بمنزلہ اہل قریہ کے ہیں ان پر قطع الطریق متحقق نہ ہوگا اس لئے کہ انہیں مدد پہنچ سکتی ہے۔ اور البحر المحیط لاثیر الدین ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن حیان اندلسیؒ میں ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور ایک جماعت کے ہاں (مذکورہ) محاربین وہ ہیں جو شہر سے باہر قطع الطریق کرنے والے ہیں اور شہر کے اندر انہیں (قطع الطریق کی حد کی بجائے) حسب جرم قتل، چوری یا غصب وغیرہ کی سزا ملے گی۔ سفر کے متعلق حکم نمبر ۲۰۵ چوری کے متعلق حکم نمبر ۴۶۸ اور نہب یعنی لوٹ لینے خلس یعنی اچک لے جانے اور غصب یعنی چھین لینے کے متعلق حکم ۶۳/۳۶۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں نیز حکم نمبر ۲ب/۴۷۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات نمبر	الباب الرابع فی قطاع الطریق — قطاع الطریق	حوالہ
۴۷۳	اذا کان بینهم وبین المصر اقل من مسیرة سفر ۲و قطعوا الطریق فی المصر لیلا اجری علیهم حکم قطاع الطریق و علیه الفتوی	کذا فی التتارخانیة
۳	(و الثالثه) ان یکون ذلک فی دار الاسلام	کذا فی التتارخانیة

ـلہ چنانچہ شہر میں قطع الطریق متحقق ہونے کے متعلق، حنفی تحقیقات پر مشتمل مندرجہ ذیل فقہی حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۱) درمختار ورد المحتار میں ہے کہ جب (حسب دیگر شرائط) قطع الطریق (دارالاسلام کے) شہر میں رات کے وقت بغیر ہتھیار کے یا ہتھیار کے ساتھ یا دن کے وقت ہتھیار کے ساتھ ہو (خواہ وہ ہتھیار لاٹھی اور پتھر وغیرہ ہو) تو اس کا مرتکب قاطع الطریق قرار پائے گا۔ یہ حکم امام ابو یوسف کے ہاں ہے اور متغلب مفسدین کے دفاع کے لئے مشائخ نے اس پر فتوی دیا ہے۔ جیساکہ القہستانی میں الاختیار وغیرہ سے منقول ہے۔ اور ایسا ہی البحر میں ہے۔ ماخوذ از درمختار رد المحتار ج ۳ ص ۲۹۳، ص ۲۹۷۔

(۲) ہدایہ میں ہے کہ از روئے قیاس شہر میں بھی قطع الطریق متحقق ہو سکتا ہے۔ یہ حکم امام شافعیؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے کہ ہتھیار اور لاٹھی، پتھر وغیرہ سے دیر نہیں لگتی اور جس پر قطع الطریق کیا گیا ہو وہ اتنی مہلت نہیں پاتا کہ اسے مدد پہنچ سکے اور رات کے وقت مدد دیر سے پہنچتی ہے۔ اور حاشیہ میں ہے کہ اس لئے بھی کہ نص (یعنی آیت ۳۳۔ مائدہ) میں مکان (یعنی جگہ) کی تفصیل نہیں ہے۔ ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۲ ص ۲۹۱۔

(۳) جامع الرموز قہستانی میں ہے کہ "عن ابی یوسفؒ ان من قطاع الطریق من زاحم علی اقل من مسیرة السفر او فی المصر لیلا و علیه الفتوی دفعا لشر المتغلبة المفسدین کما فی الاختیار وغیرہ وقال بعض المتأخرین ان هذا فی زمانهم واما فی زماننا فیتحقق قطع الطریق فی القری و الامصار" الخ یعنی امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ بیشک قطع الطریق کرنے والوں میں سے وہ بھی ہے جس نے (دیگر شرائط پائے جانے مگر شرعی) سفر کے فاصلہ سے کم فاصلہ پر، یا شہر میں، مزاحمت کی۔ اور متغلب مفسدین کے دفاع کیلئے اس حکم پر فتوی ہے، جیساکہ اختیار وغیرہ میں ہے۔ اور بعض متاخرین کا قول ہے کہ یہ حکم اس زمانہ کا ہے اور ہمارے زمانہ میں شہروں اور بستیوں میں بھی قطع الطریق متحقق ہوگا۔ ماخوذ از جامع الرموز قہستانی ج ۴ ص ۲۵۳۔

(۴) احکام القرآن از الجصاصؒ میں ہے کہ وحکی اصحاب الاملاء عن ابی یوسفؒ فی اللصوص الذین یکبون الناس لیلا فی دورهم فی المصر انهم بمنزلة قطاع الطریق یجری علیهم احکامهم " الخ یعنی امام ابو یوسفؒ سے اصحاب املا نے حکایت کیا ہے کہ وہ چور جو شہر میں رات کے وقت لوگوں کے گھروں پر حملہ آور ہوتے ہیں وہ (حسب دیگر شرائط) قطاع الطریق کے حکم میں ہیں ان پر قطاع الطریق کے احکام جاری کئے جائیں گے۔ نیز لکھا ہے کہ اجری ابو یوسفؒ علی اللصوص فی المصر حکم المحاربین لامتناعهم والخروج علی وجه المحاربة لاخذ المال فلا یختلف حکمهم بالمصر وغیرہ کما ان سائر مایوجب الحد من الزنا والسرقة و القذف والقتل لا یختلف احکام فاعلیها بالمصر و غیرہ " الخ یعنی امام ابو یوسفؒ نے (اپنی تحقیق کی رو سے) شہر میں ایسے چوروں پر انکا صاحبِ قوت و شوکت ہونے، اور مال لینے کے لئے جنگ کنندگان کے بطور نکلنے کی وجہ سے ان پر (بطریق دلالۃ النص یا بطور قیاس) محاربین (یعنی قطع الطریق) کا حکم جاری کیا ہے پس ایسا کرنے والوں کے لئے شہر میں اور غیر شہر (یعنی بیرون شہر مثلاً صحرا وغیرہ) میں احکام مختلف نہ ہوں گے جیساکہ دیگر قابلِ حد جرائم مثلاً زنا،

دفعات/شق نمبر	چوتھا باب۔ رہزنوں کے احکام — رہزنوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۷۳ -	سے مروی ہے کہ اگر ان رہزنوں اور شہر کے درمیان فاصلہ شرعی سفر سے کم بھی ہو یا انہوں نے رات کے وقت شہر میں رہزنی کی ہو تب بھی ان پر رہزنی کے احکام جاری کئے جائیں گے۔ اور اسی حکم پر فتوی ہے [1]۔	تتار خانیہ
۳	رہزنوں کی مخصوص شرطوں میں سے تیسری شرط یہ ہے کہ وہ رہزنی دارالاسلام (یعنی اسلامی حکومت) میں ہو [2]۔	تتار خانیہ

سرقہ اور قذف کے اور قتل کے احکام، ان جرائم کے مرتکبین کے لئے، شہر و غیر شہر میں مختلف نہیں ہوتے۔ ماخوذ از احکام القرآن للامام ابی بکر احمد بن علی رازی حنفی الجصاصؒ م ۳۷۰ھ ج ۲ ص ۵۰۲، ص ۵۰۳۔

(۵) عینی شرح ہدایہ میں ہے کہ "وفی الحلیۃ ذکر فی الحاوی ان القری التی قل اهلها حکمها حکم الصحراء فیتحقق المحاربۃ اما الامصار الکبار فمن قصد نواحیها جهارا فکذلک واما وسط المصر فی المواضع التی یتکاثر الناس فیها فی اسواقهم ودورهم اذا کبوا سوقا فیها او نهبوها او دورا فنهبوها فیه وجهان اصحهما ان لهم حکم المحاربین الخ یعنی الحلیہ میں بحوالہ الحاوی لکھا ہے کہ وہ بستیاں جن کے رہنے والے قلیل تعداد میں ہوتے ہیں وہ صحرا کے حکم میں ہیں پس ان میں محاربہ (یعنی قطع الطریق) متحقق ہوگا اور بڑے شہروں کا حکم یہ ہے کہ جس نے ان شہروں کے قرب میں اعلانیہ ایسا کیا تو اس کا حکم بھی وہی ہے (یعنی وہاں بھی قطع الطریق متحقق ہوگا) اور شہروں کے درمیانی جگہیں جہاں بازاروں اور گھروں میں لوگوں کی تعداد کثیر ہوتی ہے جب وہ وہاں کسی بازار پر حملہ آور ہوکر لوٹیں یا گھروں پر حملہ آور ہوکر لوٹیں تو اس (صورت) کے متعلق دو قسم کے حکم ہیں ان میں سے زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ ان کے لئے بھی محاربین (یعنی قطاع الطریق) کا حکم لاگو ہوگا۔ ماخوذ از عینی شرح ہدایہ ج ۲ ص ۷۸۹۔

(۶) المغنی للحنابلہ میں ہے کہ "وقال کثیر من اصحابنا هو قاطع حیث کان وبه قال الاوزاعیؒ واللیثؒ والشافعیؒ وابویوسفؒ وابوثورؒ لتناول الآیۃ بعمومها کل محارب ولان ذلك اذا وجد فی المصر کان اعظم خوفا واکثر ضررا فکان بذلك اولی الخ یعنی ہمارے بہت سے اصحاب کا قول ہے کہ وہ قاطع الطریق قرار پاتا ہے خواہ (واقعہ) جہاں کہیں ہو۔ امام اوزاعیؒ، امام اللیثؒ، امام شافعیؒ، امام ابویوسفؒ، امام ابوثورؒ کا قول بھی یوں ہی ہے اس لئے کہ آیت (یعنی سورۃ مائدہ کی آیت ۳۳) اپنے عموم پر ہر محارب کو شامل ہے۔ اور اس لئے بھی کہ جب واقعہ شہر میں ہو تو از روئے خوف بہت عظیم اور از روئے ضرر بہت زیادہ ہے پس اس میں بطریق اولی ہے۔ ماخوذ از المغنی لابن قدامۃ ج ۱۰ ص ۳۰۳۔ حکم نمبر ۵/۴۶۷، ۶۳ تا ۶۴/۴۶۸، ۳۴/۴۷۰، ۴۳/۴۴۴، ۱/۴۷۳، ۱/۴۵۴ کے حاشیہ کا دس ۲ نیز ۲ ک/۴۷۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۲ سے حکم نمبر ۱/۴۵۷، ۳۴/۴۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی قطاع الطریق	حوالہ
۴۷۳-۴	والرابعة: ان یوجد جمیع ما شرط فی سرقة الصغری[1] و یشترط ان یکون القطاع کلهم اجانب فی حق اصحاب الاموال من اهل وجوب القطع	کذا فی التتارخانیة
۵	(والخامسة) ان یظفر بهم الامام قبل التوبة ورد الاموال الی اربابها	کذا فی التتارخانیة
۶	اذا خرج جماعة ممتنعین او واحد یقدر علی الامتناع فقصدوا قطع الطریق فاخذوا قبل ان یأخذوا مالا و یقتلوا نفسا حبسهم الامام حتی یتوبوا بعد ما یعزرون	کذا فی الکافی
۷	وان اخذ وا مالا معصوما بان یکون مال مسلم او ذمی والمأخوذ اذا قسم علی جماعتهم اصاب کل واحد منهم عشرة دراهم فصاعدا او ما یبلغ قیمته ذلک قطع الامام ایدیهم وارجلهم من خلاف	کذا فی الکافی
۸	ولو قطعوا الطریق علی المستأمنین لم یحدوا	کذا فی الکافی
۹	فان قتلوا ولم یاخذوا مالا قتلهم حدا حتی لو عفی الاولیاء عنهم لم یلتفت الی عفوهم	کذا فی الکافی

[1] سرقہ صغری یعنی چھوٹی چوری کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۵۴ کے حاشیہ ب کا ۵ اور حکم نمبر ۱/۴۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] حکم نمبر ۲۱/۴۷۳ ملاحظہ ہو اور اس کی نظیر حکم نمبر ۱۷ ب/۴۶۸ میں ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۱/۴۵۴ کے حاشیہ ب کا ۴ اور حکم نمبر ۱۷ تا ۲۰/۴۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[4] جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ آیت قرآنی (اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ الآیة سورۃ مائدہ ۳۳) یعنی یا رہزن اس زمین سے دور کردیئے جائیں میں مراد قید کرنا بھی ہے اس لئے کہ انہیں تمام زمین سے نفی کرنا تو محال ہے اور دوسرے علاقہ میں نفی کرنا وہاں والوں کے لئے ایذا ہے۔ پس مراد اپنے ہی علاقہ میں قید رکھنا ہے اور قیدی منفی عن الارض یعنی زمین سے دور کیا ہوا ہی ہوتا ہے اس لئے کہ وہ دنیا کی طیبات اور لذات، اور اپنے خویش و اقارب سے دور ہو جاتا ہے (حکم نمبر ۴۰/۴۶۳ ملاحظہ ہو)۔ نیز لکھا ہے کہ تعزیری سزا اسلئے کہ انہوں نے ڈرانے کا جرم کیا ہے۔ اور چونکہ قید کرنا بھی تعزیری سزا ہے لہذا قید کرنے اور تعزیر کے بعد توبہ کرنے سے مراد یہ ہوگا کہ انہیں بدنی سزا بھی بطور تعزیر دی جائے۔ نیز لکھا ہے کہ توبہ کرلے یا مر جائے۔ اور توبہ کرنے سے مراد صرف زبانی توبہ نہ ہوگی بلکہ ان کی توبہ ظاہر ہو یعنی ان میں صالح ہونے کی علامت ظاہر ہو۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۹۴۔ حکم نمبر ۱۶، ۵۸/۴۶۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] ذمی شخص کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷/۱۸۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] اس کی نظیر حکم نمبر ۱۷ ک/۴۶۸ میں ملاحظہ ہو۔ اور اگر مال ہر ایک کو دس درہم تک نہ پہنچا ہو تو اس کے متعلق حکم نمبر ۱۸/۴۷۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] مستأمن کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۸۱/۴۶۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ حد نہ لگائی جائے گی مگر انہیں قید اور تعزیری سزا دی جائے گی اور مذکورہ صورت میں ان رہزنوں پر حد اس لئے نہیں کہ حدود ان کے لئے ہیں جن کی جان و مال کا تحفظ اسلام نے دائمی طور پر دیا ہے اور دم

دفعات شق نمبر	چوتھا باب - رہزنوں کے احکام رہزنوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۷۳-۴	رہزنوں کی مخصوص شرطوں میں سے چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ تمام امور جو سرقہ صغریٰ (یعنی چھوٹی چوری)[۱] میں شرط ہیں رہزنی (یعنی سرقہ کبریٰ) میں بھی انکا پایا جانا ضروری ہے۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ وہ سب رہزن ان اصحاب اموال کے حق میں ایسا جنبی ہوں جو قطع عضو کی سزا کے اہل قرار پاتے ہوں[۲]	تتارخانیہ
۵	رہزنوں کی مخصوص شرطوں میں سے پانچویں شرط یہ ہے کہ ان رہزنوں کے توبہ کرنے اور مالکوں کو ان کا مال واپس کرنے سے پہلے حاکم مجاز ان پر قابو پالے[۳]	تتارخانیہ
۶	جب ایک جماعت جو روک ٹوک کی طاقت رکھنے والی ہے نکلی یا ایک شخص جو روک لینے پر قادر ہے نکلا اور رہزنی کا قصد کیا اور قبل اس کے کہ کس کا مال لیں یا کسی کو قتل کریں وہ پکڑے گئے تو حاکم مجاز انہیں قید میں رکھے گا حتی کہ وہ تعزیری سزا کے بعد توبہ کریں[۴]	کافی
۷	اگر (مذکورہ صورت میں) ان رہزنوں نے معصوم مال یعنی کسی مسلمان یا ذمی[۵] شخص کا مال لے لیا اور وہ لیا ہوا مال اتنا تھا کہ اگر ان رہزنوں پر تقسیم کیا جائے تو ہر ایک کا حصہ دس درہم یا زیادہ تک پہنچتا ہے[۶] یا ہر ایک کے حصہ میں اتنی چیز آتی ہے جس کی قیمت دس درہم یا زیادہ تک پہنچتی ہے تو (ثبوت کے بعد ان کی شرعی حد یہ ہے کہ) حاکم مجاز ان رہزنوں کے ہاتھ اور الٹی طرف کے پاؤں (یعنی دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں) کٹوادے۔	کافی
۸	اگر (مذکورہ) رہزنوں نے مستامن[۷] لوگوں پر رہزنی کی تو انہیں (مذکورہ) حد نہ لگائی جائے گی[۸]۔	کافی
۹	اگر (مذکورہ) رہزنوں نے کسی (مسلمان یا ذمی) کو قتل کر دیا اور مال نہ لیا تو حاکم مجاز ان رہزنوں کو ان پر حد جاری کرنے کے طور انہیں قتل کرائے گا۔ حتی کہ اگر مقتول کے وارثوں نے ان رہزنوں کو معاف کر دیا تو حاکم مجاز ان کے معاف کر دینے پر توجہ نہ دے گا[۹]۔	کافی

مسلمان اور ذمی ہیں اور مستامن کے لئے دائمی تحفظ نہیں۔ اس لئے وہ شرعی حدود کے لئے مخاطب نہیں۔ اور مذکورہ صورت میں ان رہزنوں پر تعزیری سزا اس لئے ہے کہ انہوں نے راستہ پر خوف پیدا کرنے اور مسلمانوں کی ذمہ داری کو توڑنے کا جرم کیا ہے۔ نیز چونکہ مستامن کو بطور حال حفاظت حاصل ہوتی ہے لہذا ان رہزنوں پر مال کی ضمان لازم ہوگی، نیز لکھا ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ تنہا مستامن پر رہزنی ہوتی ہوا اور اگر وہ قافلہ میں تھا اور صرف اس پر رہزنی ہوئی تب بھی یہی حکم ہے اور اگر وہ قافلہ میں تھا جس میں مسلمان اور ذمی بھی تھے اور مسلمانوں اور ذمیوں پر بھی رہزنی ہوئی تو پھر مستامن کی وجہ سے ان پر رہزنوں سے حد ساقط نہ ہوگی۔ البتہ اگر قافلہ میں رہزنوں کے ذوالرحم ہوں تو ان کی وجہ سے ان رہزنوں سے حد ساقط ہو سکتی ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ صد ۲۹۳، صد ۲۹۴ حکم نمبر ۴/۴۷۳، ۲۳/۴۷۳ ملاحظہ ہوں اور اس کی نظیر کے متعلق حکم ۱۷ب/۴۶۸، ۸۱/۴۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)[۹] جیسا کہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ جب اس صورت میں ان رہزنوں کو بطور حد قتل کیا جائیگا نہ کہ بطور قصاص۔ تو پھر یہ شرط نہ ہوگی کہ ان رہزنوں کا وہ قتل قابل قصاص ہو پس قاتل اور اس کے مددگار بھی قتل کئے جائیں گے اور ان رہزنوں نے تلوار سے قتل کیا یا پتھر سے یا لاٹھی سے قتل کیا حکم برابر ہوگا اور حد لازم ہونے کے بعد مقتول کے وارث ان رہزنوں کو معاف نہ کر سکیں گے۔ اور لکھا ہے کہ قاضیخان میں لکھا ہے کہ رہزن نے قتل کیا اور مال نہ لیا تو اسے بطور قصاص قتل کیا جائے اسمیں مراد یہ ہے کہ اس نے مال بقدر نصاب نہ لیا تو بطور قصاص قتل کیا جائیگا (حکم نمبر ۱۸/۴۷۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو) نیز لکھا ہے کہ اگرچہ رہزنی میں اصل مقصد مال لینا ہوتا ہے مگر جب رہزنوں نے مال بالکل نہ لیا اور قتل کیا تو واضح ہوا کہ اس رہزنی میں انکا مقصد مال نہیں تھا۔ پس انہیں حد کے طور پر قتل کی سزا دی جائے گی۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ صد ۲۹۴، صد ۲۹۵، صد ۲۹۶۔ اور حد لازم ہونے کے بعد صاحب حق کے معاف کرنے سے حد ساقط نہ ہونے کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۵۴ کے حاشیہ کتاب ۴ اور حکم نمبر ۵۵/۴۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فی قطاع الطریق — قطاع الطریق	حوالہ
۴۷۳-۱۰	وان قتلوا واخذ وا المال ان شاء الامام قتل ایدیھم وارجلھم من خلاف[1] ثم قتلھم و صلبھم وان شاء قتلھم من غیر قطع وان شاء صلبھم	کذا فی الکافی
۱۱	واذا اراد الصلب ففی ظاهر الروایۃ یصلب حیا ویبعج بطنه برمح لیموت وعن الطحاوی لایصلب حیا بل یقتل ثم یصلب والاول اصح وبه قال الکرخی والصحیح انه یترک مصلوبا ثلاثۃ ایام ثم یخلی بینه وبین اھله لینزلوه ویدفنوه	کذا فی الکافی
۱۲	واذا قتل قاطع الطریق اوقطع فلیس علیه ضمان المال	کذا فی المحیط
۱۳	وکذا لایضمن ماقتل وماجرح	کذا فی التبیین
۱۴	ان باشر القتل واحد منھم اجری الحد علی الکل	کذا فی الاختیار شرح المختار
۱۵	ان لم یقتل القاطع ولم یأخذ مالا وقد جرح اقتص منه ممافیه القصاص وأخذ الارش ممافیه الارش وذلك الی الاولیاء	کذا فی الھدایۃ
۱۶	وان اخذ والمال وجرحوا قطعوا من خلاف ویبطل حکم الجراحات سواء کان عمدا اوخطاء	کذا فی السراج الوھاج

[1] چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ مذکورہ رہزنوں کی حد میں حاکم مجاز کے ہاں کل دس عقلی صورتیں ہیں (۱) صرف قطع عضو (۲) صرف قتل (۳) صرف سولی (۴) قطع، قتل اور سولی تینوں (۵) قطع پھر قتل (۶) قتل پھر قطع (۷) قطع پھر سولی (۸) سولی پھر قطع (۹) قتل پھر سولی (۱۰) سولی پھر قتل۔ اور لکھا ہے کہ مذکورہ رہزنوں کے لئے صرف قطع عضو کی حد تو جائز نہیں نیز قتل کے بعد قطع عضو اور سولی کے بعد قطع عضو کا فائدہ نہیں (پس صورت نمبر ۱، ۶، ۸ خارج ہوئیں اور باقی ماندہ صورتوں کو درمختار میں بیان کیا گیا ہے چنانچہ) درمختار میں ہے کہ حاکم مجاز کو ان رہزنوں کی حد کے لئے چھ صورتوں میں اختیار ہے (۱) قطع عضو پھر قتل (۲) قطع عضو پھر سولی (۳) قطع و قتل اور سولی (۴) قتل اور سولی (۵) صرف قتل (۶) اور صرف سولی ماخوذ از رد المحتار و درمختار ج ۳ ص ۲۹۵ اور درمختار کی بیان کردہ صورتیں رد المحتار کی باقی ماندہ صورتوں کو شامل ہیں۔ کیونکہ درمختار کی صورت نمبر ۱، ۲، ۳ علی الترتیب رد المحتار کی صورت ۵، ۷، ۴ کو علی الترتیب شامل ہے۔ اور درمختار کی صورت نمبر ۴ رد المحتار کی صورت نمبر ۹، ۱۰ کو شامل ہے اور درمختار کی صورت نمبر ۵، ۶ علی الترتیب رد المحتار کی صورت نمبر ۲، ۳ کو شامل ہے اور فتاوی عالمگیری میں مذکورہ رہزنوں کی حد کیلئے حاکم مجاز کو تین صورتوں میں اختیار کا ذکر ہے جو فی الجملہ درمختار کی چھ بیان کردہ صورتوں

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب - رہزنوں کے احکام — رہزنوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۷۳-۱۰	اگر (مذکورہ) رہزنوں نے کسی (مسلمان یا ذمی) کو قتل کر دیا اور مال بھی لے لیا تو حاکم مجاز ان پر حد جاری کرنے میں چاہے تو (۱) ان رہزنوں کے ہاتھ اور الٹے پاؤں (یعنی دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں) کٹوائے اور پھر انہیں قتل کرائے اور سولی دے (۲) چاہے تو انہیں قطع عضو کے بغیر قتل کرائے (۳) اور چاہے تو انہیں سولی دے دے [1]	کافی
۱۱	جب حاکم مجاز رہزنی کی سزا میں کسی کو سولی دینا چاہے [2] تو (ر) ظاہر روایت کے بموجب حکم یہ ہے کہ رہزن کو زندہ سولی پر چڑھایا جائے گا اور اس کا پیٹ نیزے سے پھاڑ دیا جائے گا تاکہ وہ مر جائے [3] اور امام طحاویؒ سے مروی ہے کہ رہزن کو زندہ سولی پر نہ چڑھایا جائے گا بلکہ اسے قتل کیا جائیگا اور پھر اسے سولی پر لٹکایا جائیگا اور پہلا حکم زیادہ صحیح ہے اور امام کرخیؒ کا قول بھی یہی ہے۔ (ب) پھر صحیح حکم یہ ہے کہ اسے تین دن تک سولی پر لٹکایا جائے گا پھر اس میں اور اس کے وارثوں میں رکاوٹ دور کر دی جائے گی تاکہ وہ اسے اتاریں اور اسے دفن کریں۔	کافی
۱۲	جب رہزن کو قتل یا قطع عضو کی حد لگائی دی گئی تو اسپر (لئے ہوئے مال سے ہلاک شدہ) مال کی ضمان نہیں ہے [4]	محیط
۱۳	اسی طرح (جب رہزن کو قتل یا قطع عضو کی حد لگا دی گئی تو) وہ اسکی ضمان نہ دے گا جو اس نے قتل کیا یا زخمی کیا تھا [5]	تبیین
۱۴	اگر رہزنوں کی جماعت میں سے کسی ایک نے قتل کا ارتکاب کیا (اور بطور حد قتل کی سزا لازم ہوئی) تو ان سب کو بطور شرعی حد قتل کی سزا دی جائے گی [6]	اختیار شرح مختار
۱۵	اگر رہزن نے کسی کو قتل نہ کیا اور نہ مال لیا البتہ اس نے کسی کو زخمی کر دیا تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) جس زخم میں قصاص لیا جاتا ہے اس میں اس سے قصاص لیا جائے گا۔ اور جس میں تاوان لیا جاتا ہے اس میں اس سے تاوان لیا جائیگا اور اس میں ولی کو اختیار حاصل ہے [7]	ہدایہ
۱۶	اگر ان رہزنوں نے مال بھی لیا اور زخمی بھی کیا تو انہیں قطع عضو من خلاف کی حد لگائی جائے گی (یعنی ان کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹا جائے گا) اور (ان پر حد لگنے کے بعد) ان زخموں کا حکم باطل ہو جائے گا (جو انہوں نے رہزنی میں لگائے تھے) خواہ انہوں نے عمدا (یعنی جان بوجھ کر) یا خطاء (یعنی غلطی سے) زخمی کیا تھا [8]	سراج وہاج

کو شامل ہوسکتی ہیں (مترجم) [2] حکم نمبر ۱۰/۴۷۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] جیسا کہ درمختار و ردالمحتار میں ہے۔ اور سولی دینے کے متعلق بحوالہ الجوھرہ النیرہ ردالمحتار میں لکھا ہے کہ سولی دینے کی کیفیت یہ ہے کہ (مثلا) زمین میں ایک لکڑی (عمودا) گاڑی جائے اس پر ایک لکڑی عرضا باندھی جائے اسپر رہزن کے دونوں پاؤں ہوں اور (عمودا) گاڑی ہوئی لکڑی کے اوپر کے حصہ میں ایک اور لکڑی (عرضا) باندھی جائے اور اسپر اس رہزن کے دونوں ہاتھ باندھے جائیں۔ پھر اس کے بائیں پستان میں نیزہ مارا جائے اور اسکا پیٹ نیزہ سے پھاڑ دیا جائے حتی کہ وہ مرجائے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۲۹۵ وکذا فی الجوھرۃ النیرۃ ص ۲۶۶، ص ۲۶۷ (مترجم) [4] جیسا کہ درمختار و ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اگر وہ مال (جو رہزنی کرنیوالے نے لیا تھا) تلف ہو چکا تھا تو اس رہزن پر (حد جاری ہونے کے بعد) اسکی ضمان نہیں ہے۔ اور اگر وہ مال باقی تھا تو مالک کو واپس کیا جائے اسی طرح اس رہزن پر قتل یا قطع کی حد جاری ہونے کے بعد اسپر قتل یا زخمی کرنے کی ضمان نہ ہوگی جس کا اس نے ارتکاب کیا تھا اس لئے کہ حد لگنے کے بعد اس مال کی عصمت ساقط ہو جاتی ہے جیسا کہ سرقہ صغری یعنی چوری کے حکم میں ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۲۹۵ ۔ نیز حکم نمبر ۳۵/۴۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر ۱۲/۴۷۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ وہ محاربہ میں ایکدوسرے کے مددگار تھے۔ پس سب پر حد لگے گی ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۸۹ اور جیسا کہ حکم نمبر ۹/۴۷۳ کے حاشیہ میں ہے (مترجم)

[7] اور ہدایہ میں مزید لکھا ہے کہ اسلئے کہ ان جنایات میں حد نہیں ہے۔ پس حق العبد کیلئے قصاص یا تاوان لازم ہوگا ماخوذ از ہدایہ ج ۲ ص ۲۸۹، ص ۲۹۵ (مترجم) [8] حکم نمبر ۱۳۰/۴۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ

دفعات و شق نمبر	قطاع الطریق — الباب الرابع فی قطاع الطریق	حوالہ
۴۷۳-۱۷	وان اخذ بعد ماتاب وقد قتل عمدا فان شاء الاولیاء قتلوہ وان شاء واعفوا عنہ ویجب الضمان اذا ھلک فی یدہ او استھلکہ	کذا فی الھدایۃ
۱۸	ان اخذوا قبل التوبۃ وقد قتلوا اوجرحوا عمدا ولکن ما اخذوہ من الاموال شیٔ تافۃ ولا یصیب کل واحد منھم نصاب فالامر فی القصاص بین النفس وغیرھا الی الاولیاء ان شاؤا استوفوا وان شاء واعفوا	کذا فی النھایۃ
۱۹	واذا أخذ المال ولم یصنع شیأ غیرہ فان جاء تائبا قبل ان یؤخذ فعلیہ ان یرد مااخذ وضمانہ ان ھلک	کذا فی السراجیۃ
۲۰	واذا قطع الطریق واخذ المال ثم ترک ذلک واقام فی اھلہ زمانا لم یقم الامام علیہ الحد استحسانا	کذا فی المبسوط
۲۱	وان کان من القطاع صبی او مجنون اوذو رحم محرم من المقطوع علیہ سقط الحد عن الباقین	کذا فی الکافی
۲۲	وکذا اذا کان فیھم اخرس	ھکذا فی المحیط
۲۳	واذا قطعوا الطریق علی قافلۃ عظیمۃ فیھا المسلمون والمستأمنون اقیم علیھم الحد الا ان یکون القتل واخذ المال وقع علی اھل الحرب خاصۃ فحینئذ لا یجب الحد کما لو لم یکن معھم غیرھم	کذا فی النھایۃ

[1] چنانچہ ہدایہ مع بین السطور وحواشی میں ہے کہ ہمارے ہاں دیگر تمام حدیں توبہ سے ساقط نہیں ہوتیں مگر رہزنی کی حد بموجب نص قرآنی اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَقۡدِرُوۡا عَلَیۡھِمۡ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ۔ الآیۃ ۳۴ سورۃ مائدہ۔ پ ۶ یعنی ان رہزنوں میں سے جو لوگ قابو کئے جانے سے پہلے توبہ کریں تو جانے رہو کہ بیشک اللہ تعالی بڑی مغفرت والا اور بڑی رحمت والا ہے، اس نص کی رو سے رہزنی کے جرم کی صورت میں اگر مجرم نے قابو میں آنے سے پہلے توبہ کرلی تو اسپر رہزنی کی حد قائم نہ کی جائیگی (یعنی اسلامی حکومت کیطرف سے مطالبہ رہے گا وارثوں یا مدعیوں کا مطالبہ رہے گا) پس قصاص کا ولی حق رکھتا ہے کہ وہ اس سے قصاص لے یا معاف کردے۔ اسیطرح اس رہزن نے جو مال لیا تھا اور وہ اس کے پاس تلف ہوگیا یا اس نے تلف کردیا تو حق العبد کیلئے وہ اس کا ضامن ہوگا۔ ماخوذ از ہدایہ مع بین السطور وحاشیہ ج ۲ ص ۲۹۰ نیز توبہ کرنے کے متعلق حکم نمبر $\frac{۶}{۴۷۳}$ کا حاشیہ نیز حکم نمبر $\frac{۱۸ تا ۲۰}{۴۷۳}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] تافہ یعنی کم قیمت، معمولی اور حقیر چیز، اسکے متعلق حکم نمبر $\frac{۱}{۴۶۱}$ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو اور اگر وہ مال دس درہم تک پہنچتا ہو تو اسکے متعلق حکم نمبر $\frac{۶}{۴۷۳}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] جیساکہ درمختار و ردالمحتار میں ہے، اور درمختار میں ہے کہ اگر کسی رہزن نے قتل کیا اور نصاب سے کم یعنی دس درہم یا اتنی مالیت سے کم مال لیا تو اس پر رہزنی کی حد نہ لگے گی اور یہ مسئلہ غرائب میں سے ہے اور ردالمحتار میں ہے کہ عیسی بن ابان نے طعن کیا تھا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اگر رہزن قتل کرے اور مال نہ لے تو اس پر رہزنی کی حد لگانے کا حکم ہے (جیساکہ حکم نمبر $\frac{۱}{۴۷۳}$ میں ہے) اور اگر رہزن قتل کرے اور نصاب سے کم مال بھی لے تو اسپر رہزنی کی حد لازم نہ ہو بلکہ قصاص کا حکم ہو (جیساکہ حکم نمبر $\frac{۱۸}{۴۷۳}$ میں ہے) تو اسکا جواب یہ ہے کہ رہزنی کو سرقہ کبری کہا جاتا ہے اس لئے کہ رہزنی میں قتل

دفعات شق نمبر	رہزنوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۷-۴۷۳	اگر کوئی رہزن توبہ کر لینے کے بعد پکڑا گیا اور اس نے رہزنی میں عمداً قتل کیا ہوا ہے تو (اس صورت میں) مقتول کے وارثوں کو اختیار حاصل ہے کہ چاہیں تو اسے (قصاص میں) قتل کرائیں اور چاہیں تو اسے معاف کر دیں اور اس صورت میں جو مال اس نے لیا تھا وہ اس سے تلف ہو گیا یا اس نے تلف کر دیا تو اس پر اس کی ضمان واجب ہو گی [1]۔	بدایہ
۱۸	اگر رہزنوں کی جماعت توبہ کر لینے سے پہلے گرفتار کر لی گئی اور انہوں نے عمداً یعنی جان بوجھ کر قتل کیا ہے اور عمداً زخمی کیا ہے لیکن انہوں نے جو مال لیا ہے وہ تافہ [2] یعنی معمولی ہے ۔ ان میں سے ہر ایک کو حصہ میں بقدر نصاب (یعنی دس درہم یا اس کی مالیت کو) نہیں پہنچتا ۔ تو قصاص کا معاملہ خواہ وہ جان کا ہو یا اس کے علاوہ کا (مثلاً قطع یا جرح) ہو ۔ اس قصاص کے دلیوں کو حق حاصل ہے کہ وہ چاہیں تو ان سے قصاص لیں اور چاہیں تو انہیں معاف کر دیں [3]۔	نہایہ
۱۹	اگر رہزن نے صرف مال لیا اس کے علاوہ (زخم یا قتل کرنا وغیرہ) اور کچھ نہ کیا ۔ تو اگر پکڑے جانے سے پہلے تائب ہو کر حاضر ہو گیا تو اس پر لازم ہے کہ جو کچھ اس نے لیا ہے واپس لوٹائے اور اگر تلف ہو گیا ہے تو اس کی ضمان دے [4]۔	سراجیہ
۲۰	اگر کسی شخص نے رہزنی کی اور مال لیا پھر اس نے یہ پیشہ ترک کر دیا (یعنی رہزنی سے باز آگیا) اور اپنے اہل و عیال میں ایک عرصہ تک مقیم رہا تو از روئے استحسان حاکم مجاز اس پر رہزنی کی حد قائم نہ کرے گا [5]۔	مبسوط
۲۱	اگر رہزنوں کی جماعت میں کوئی رہزن بچہ ہو یا مجنون ہو یا جس شخص پر رہزنی کی گئی ہے اس کا ذو رحم محرم ہو تو ان میں سے باقی سب رہزنوں سے بھی رہزنی کی حد ساقط ہو جائے گی [6]۔	کافی
۲۲	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر ان رہزنوں کی جماعت میں کوئی شخص گونگا تھا (تو ان سب سے رہزنی کی حد ساقط ہو جائے گی) [7]۔	محیط
۲۳	جب رہزنوں نے کسی ایسے بڑے قافلہ پر رہزنی کی جس میں مسلمان بھی ہیں اور مستأمن [8] بھی تو ان رہزنوں پر رہزنی کی حد قائم کی جائے گی ۔ لیکن اگر اس رہزنی میں قتل کرنا اور مال لینا صرف اہل حرب (یعنی کافروں) پر واقع ہوا ہو تو پھر ان رہزنوں پر رہزنی کی حد لازم نہ ہو گی جیسا کہ اگر ان مستأمن حربیوں کے ساتھ ان کے سوا (مسلمانوں میں سے) کوئی نہ ہو اور ان پر رہزنی ہو تو ان رہزنوں پر حد لازم نہیں ہوتی ۔	نہایہ

و زیادہ تر مقصد مال لینا ہوتا ہے ۔ اس میں قتل کرنا مال لینے کے ذریعہ کے طور پر ہوتا ہے (مقصود کے طور پر نہیں ہوتا) لیکن جب رہزنوں نے صرف ڈرایا یا صرف قتل کیا تو شریعت نے اس پر حد لگانے کا حکم دیا اسلئے کہ واضح ہو گیا کہ ان کا مقصود قتل کرنا تھا، مال لینا نہ تھا ۔ لیکن جب انہوں نے قتل کے ساتھ مال بھی لیا تو واضح ہو گیا کہ ان کا مقصود وہی تھا جو رہزنی کا غالب اور اصلی مقصد ہوتا ہے یعنی مال لینا ۔ پس دیکھا جائیگا کہ جو مال انہوں نے لیا ہے وہ ان میں سے ہر ایک کے حصہ میں بقدر نصاب آتا ہے تو ان پر شرط پائے جانے کی بنا پر رہزنی کی حد لازم ہو گی ورنہ حد لازم نہ ہو گی اور جب حد لازم نہ ہو گی تو قتل کی وجہ سے قصاص، دیت اور اس مال کی ضمان لازم ہو گی ۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۹۶ ۔ نیز حکم نمبر $\frac{1}{454}$ کے حاشیہ کا "د" ۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر $\frac{17}{473}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر $\frac{17}{473}$، $\frac{85 \text{ تا } 88}{464}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ یہ حکم امام ابو حنیفہؒ و امام ذفرؒ کے ہاں ہے ۔ اس لئے کہ جنایت یعنی قصور ایک ہے اور بعض کے حق میں حد کا منع ہونا باقی سب پر حد کیلئے مانع ہے ماخوذ از ہدایہ ج ۲ صفحہ ۲۹۰ ۔ نیز حکم نمبر $\frac{4}{473}$ ملاحظہ ہو ۔ اور ذو رحم محرم کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{29}{291}$، $\frac{22}{462}$ ملاحظہ ہوں ۔ (مترجم) [7] حکم نمبر $\frac{4}{473}$، $\frac{6}{461}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [8] مستأمن کے مفہوم کے متعلق حکم $\frac{81}{469}$ کا حاشیہ اور حکم نمبر $\frac{8}{473}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو ۔ نیز حکم نمبر $\frac{47}{463}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعہ وشق نمبر	الباب الرابع فی قطاع الطریق — قطاع الطریق	حوالہ
۴۷۳-۲۴	واذا قطع بعض القافلة الطريق على البعض لم يجب الحد	هكذا فى الهداية
۲۵	روى ابراهيم عن محمد فى قوم قطعوا الطريق وقتلوا ثم ولوا وذهبوا اهل يتبعونهم قال ان كان فيهم ۱؎ قتيل فاتبعهم فلهم ان يتبعوهم ومالا فلا وان اخذوا متاعا لرجل فلهم ان يتبعوهم وان لم يتبعهم صاحب المتاع وان كان المتاع مستهلكا ليس لهم ان يتبعوهم لانه صار دينا عليهم	كذا فى المحيط
۲۶	فان كان فيهم عبد فالحكم فيه كالحكم فى الرجال الاحرار	هكذا فى المبسوط
۲۷	والمرأة كذلك فى ظاهر الرواية	هكذا فى المبسوط
	ولو اشترك النساء والرجال فى قطع الطريق لاقطع عليهم فى ظاهر الرواية	كذا فى خزانة المفتين
	ولو كان منهم امرأة فقتلت وأخذت المال دون الرجال لم تقتل المرأة وقتل الرجال هو المختار عشر نسوة قطعن الطريق وقتلن وأخذن المال قتلن وضمن المال	كذا فى السراجية
۲۸	يثبت قطع الطريق بالاقرار مرة واحدة ويقبل رجوع القاطع كما فى السرقة الصغرى فيسقط الحد ويؤخذ بالمال ان كان اقر به معه	كذا فى فتح القدير

۱؎ جیساکہ ہدایہ مع حاشیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ قافلہ ایک حرز یعنی ایک محفوظ جگہ ہے جیساکہ ایک گھر ہو۔ تو جس طرح کسی گھر میں رہنے والا اسی گھر میں چوری کرے تو حد نہیں اسی طرح اس صورت میں بھی یہی حکم ہے۔ ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۲ ص ۲۹۰، ص ۲۹۱ حکم نمبر ۲۸، ۶/۴۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۳۸/۴۷۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ جیساکہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ رہزنی کے احکام میں غلام غیر غلام کی طرح ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۲۹۷ اور غلام کے لئے دیگر قابل حد جرائم کی سزا کے متعلق ۳۰ ب/۴۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ درمختار ورد المحتار میں بھی عورتوں کی رہزنی کے متعلق اسی طرح کے (اختلافی) احکام درج ہیں چنانچہ (و) درمختار میں ہے کہ ظاہر روایت کے بموجب رہزنی کے احکام میں عورت غیر عورت کی طرح ہے۔ اور اس کے متعلق رد المحتار میں ہے کہ مبسوط میں یہی منصوص ہے اور طحاویؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ البتہ امام کرخیؒ کے ہاں عورت (رہزنی کے احکام میں) بچہ کی طرح ہے مگر یہ حکم اطلاق قرآن سے متصادم ہے۔ (ب) درمختار میں ہے کہ اگر رہزن مردوں میں عورت بھی تھی اس نے مال لیا اور قتل بھی کیا تو مردوں کو قتل کی سزا ملے گی عورت کو قتل نہ کیا جائے گا یہی حکم مختار ہے۔ اور اس کے متعلق رد المحتار میں ہے کہ الشرنبلالیۃ میں ہے کہ یہ حکم غیر ظاہر روایت کا ہے (ج)

دفعات/شق نمبر	چوتھا باب ۔ رہزنوں کے احکام — رہزنوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۷۳-۲۴	اگر قافلہ والوں میں سے بعض نے بعض پر رہزنی کی تو ان پر رہزنی کی حد لازم نہ ہوگی ؎۱ ۔	ہدایہ
۲۵	ابراہیمؒ نے امام محمدؒ سے اس جماعت کے متعلق روایت کیا ہے (د) جس جماعت نے رہزنی کی اور قتل کیا پھر انہوں نے پیٹھ پھیری اور چلے گئے تو کیا قافلہ والوں کو ان کا پیچھا کرنے کا حق ہے ۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر ان لوگوں میں مقتول کا ولی موجود ہو اور اس نے ان رہزنوں کا پیچھا کیا تو قافلہ والوں کو بھی حق پہنچتا ہے کہ ان رہزنوں کا پیچھا کریں ورنہ نہیں ؎۲ (ب) اور اگر رہزنوں کی وہ جماعت کسی آدمی کا مال لے گئی تو قافلہ والوں کو حق پہنچتا ہے کہ وہ ان رہزنوں کا پیچھا کریں اگرچہ مال کے مالک نے ان کا پیچھا نہ کیا ہو ۔ (ج) اور اگر وہ مال تلف کر دیا گیا ہو تو پھر قافلہ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ان رہزنوں کا پیچھا کریں اس لئے کہ وہ مال ان رہزنوں کے ذمہ قرض ہو گیا ہے ۔	محیط
۲۶	اگر رہزنوں میں کوئی شخص غلام ہو تو رہزنی کے احکام میں اس کے لئے وہی حکم ہے جو حکم آزاد مردوں کیلئے ہے ؎۳	مبسوط
۲۷	(د) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح ظاہر روایت کے بموجب عورت کا حکم بھی یہی ہے (یعنی اگر رہزنوں میں کوئی عورت ہو تو رہزنی کے احکام میں اس کا حکم مردوں کے حکم کی طرح ہے)۔	مبسوط
	(ب) اگر رہزنی کرنے میں عورتیں اور مرد سبھی شریک ہوئے تو ظاہر روایت کے بموجب ان پر قطع عضو کی حد نہیں ہے ۔	خزانۃ المفتین
	(ج) اگر رہزن مردوں میں عورت بھی تھی اس نے قتل کیا اور مال بھی لیا مردوں نے یہ نہ کیا ۔ تو (حد میں) وہ عورت قتل نہ کی جائیگی اور مرد قتل کئے جائیں گے یہی حکم مختار ہے (د) دس عورتوں نے رہزنی کی ۔ انہوں نے قتل کیا اور مال لیا تو سب (از روئے قصاص) قتل کی جائیں گی اور لئے ہوئے مال کی ضامن ہوں گی ؎۴	سراجیہ
۲۸	(رہزنی کے اقرار کی صورت میں) رہزنی کا ثبوت رہزن کے ایکبار کے اقرار سے ہو جاتا ہے ؎۵ اور رہزن اقرار کے بعد اس اقرار سے رجوع کرلے تو رجوع قبول کیا جاتا ہے، جیساکہ سرقہ صغریٰ (یعنی چھوٹی چوری) کے احکام میں ہے ۔ پس اقرار کے بعد رہزنی سے رجوع کی صورت میں اس سے رہزنی کی حد ساقط ہوجائیگی اور اگر اس نے اقرار میں رہزنی کے ساتھ مال لینے کا بھی اقرار کیا تھا تو اس سے مال لیا جائیگا ۔	فتح قدیر

درمختار میں ہے کہ دس عورتوں نے رہزنی کی ۔ مال لیا اور قتل بھی کیا تو انہیں قتل کی سزا دی جائے گی اور وہ مال کی ضامن ہوں گی ۔ اور اس کے متعلق رد المحتار میں ہے کہ اس حکم میں مال کی ضمان لازم ہونا دلیل ہے کہ وہ عورتیں از روئے حد نہیں بلکہ از روئے قصاص قتل کی جائیں گی (کیونکہ حد اور ضمان جمع نہیں ہوتے) اور از روئے قصاص قتل کا حکم اس بنا پر ہے کہ عورت رہزن نہیں قرار پاتی ۔ اور الشرنبلالیہ میں ہے کہ یہ حکم بھی ظاہر روایت کے خلاف ہے ۔ (د) پھر صاحب رد المحتار نے لکھا ہے کہ جب (بموجب مذکورہ د) مصنف نے (یعنی صاحب تنویر الابصار نے) رہزنی کے احکام میں عورت کا غیر عورت کی طرح قرار پانے کو ظاہر روایت قرار دیا ہے تو شارح کو (یعنی صاحب درمختار کو) چاہئے تھا کہ بعد کی دونوں فروع (جو ب، ج میں مذکور ہیں انہیں) ذکر نہ کرے ۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۲۹۷ (مترجم)

؎۵ حکم نمبر ۲۱/۴۷۳ ملاحظہ ہو ۔ اور دیگر قابل حد جرائم کے اقرار کے احکام کے متعلق حکم نمبر ۴/۴۶۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع فی قطاع الطریق — قطاع الطریق	حوالہ
۴۷۳-۲۹	وبالبینة بشهادة اثنین علی معاینة القطع والاقرار	کذا فی فتح القدیر
۳۰	فلو شهد احدهما بالمعاینة والآخر علی اقرارهم به لا یقبل	کذا فی فتح القدیر
۳۱	ولا تقبل الشهادة بالقطع علی ابی الشاهد وان علا وابنه وان سفل	کذا فی فتح القدیر
۳۲	ولو قالا قطعوا علینا وعلی اصحابنا واخذوا مالنا لا یقبل	کذا فی فتح القدیر
۳۳	ولو شهدوا انهم قطعوا علی رجل من عرض الناس وله ولی یعرف اولا یعرف لا یقیم الحد علیهم الا بحضر من الخصم	کذا فی فتح القدیر
۳۴	ولو قطعوا فی دار الحرب علی تجار مستأمنین او فی دار الاسلام فی موضع غلب علیه اهل البغی ثم اتی بهم الی الامام لا یمضی علیهم الحد	کذا فی فتح القدیر
۳۵	ولو رفعوا الی قاض یری تضمینهم المال فضمنهم وسلمهم الی اولیاء القود فصالحوهم علی الدیات ثم رفعوا بعد زمان الی قاض آخر لم یقم علیهم الحد	کذا فی فتح القدیر
۳۶	واذا قضی القاضی علیهم بالقتل وحبسهم لذلک فذهب اجنبی فقتلهم لا شئ علیه وکذا لو قطع ایدیهم	کذا فی فتح القدیر
۳۷	واذا قتله رجل فی حبس الامام قبل ان یثبت علیه شئ ثم قامت البینة بما صنع فعلی قاتله القود الا ان یکون القاتل هو ولی المقتول الذی قتله هذا فی قطع الطریق فحینئذ لا لا یلزمه شئ	کذا فی المبسوط

۱ـــہ حکم نمبر ۳۰/۴۷۳ ملاحظہ ہو اور گواہی سے دیگر قابل حد جرائم کے ثبوت کے احکام کے متعلق حکم نمبر ۱/۴۶۱ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم) ۲ـــہ حکم نمبر ۳۰/۴۷۳ ملاحظہ ہو۔ اور اقرار پر گواہی سے دیگر قابل حد جرائم کے ثبوت کے احکام کے متعلق حکم ۷/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ـــہ حکم نمبر ۲۹/۴۷۳ ملاحظہ ہو اور دیگر قابل حد جرائم کے متعلق حکم نمبر ۷/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ـــہ حکم نمبر ۶۶/۴۶۴، ۱۱۴/۴۶۶، ۳۶ تا ۴۶/۴۷۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ـــہ حکم نمبر ۲/۴۰۱

دفعات شق نمبر	چوتھا باب۔ رہزنوں کے احکام	حوالہ
	رہزنوں کے احکام کا بیان	
۴۷۳-۲۹	اور (رہزنی کی صورت میں) دو گواہوں کی گواہی سے رہزنی ثابت ہو جاتی ہے جو کہ رہزنی کے معائنہ (یعنی آنکھوں دیکھی رہزنی) پر گواہی دیں [1] یا رہزنی پر رہزن کے اقرار [2] پر گواہی دیں (تو بھی رہزنی ثابت ہو جاتی ہے)	
۳۰	پس اگر رہزنی پر دو گواہوں میں سے ایک نے معائنہ (یعنی رہزنی کو خود آنکھوں سے دیکھنے) کی گواہی دی اور دوسرے گواہ نے رہزنوں کے رہزنی کرنے کے اقرار پر گواہی دی تو رہزنی کے ثبوت کے لئے ایسی گواہی قبول نہ ہوگی [3]	فتح قدیر
۳۱	رہزنی پر گواہی میں اگر گواہ نے اپنے باپ پر خواہ اوپر کے درجہ تک ہو (یعنی دادا یا پر دادا وغیرہ پر) رہزنی کی گواہی دی یا اپنے بیٹے پر خواہ نیچے کے درجہ تک ہو (یعنی پوتا و پڑپوتا وغیرہ پر) رہزنی کی گواہی دی تو یہ گواہی قبول نہ کی جائیگی [4]	فتح قدیر
۳۲	(رہزنی پر گواہی میں) اگر دو مردوں نے یہ کہا کہ ان رہزنوں نے ہم پر اور ہمارے ساتھیوں پر رہزنی کی اور ہمارا مال لے لیا۔ تو رہزنی کے ثبوت کے لئے یہ گواہی قبول نہ ہوگی [5]	فتح قدیر
۳۳	اگر (رہزنی پر گواہی میں) گواہوں نے گواہی دی کہ ان رہزنوں نے شرفا میں سے ایک آدمی پر رہزنی کی ہے۔ اور اس آدمی کا ولی یعنی قریبی رشتہ دار معروف یا غیر معروف موجود ہے تو خصم (یعنی مدعی) کے حاضر ہوئے بغیر حاکم مجاز ان رہزنوں پر رہزنی کی حد قائم نہ کرے گا [6]	فتح قدیر
۳۴	اگر رہزنوں نے دار الحرب (یعنی سلطنتِ کفار) میں مستأمن (مسلمان) تاجروں پر رہزنی کی یا دار الاسلام (یعنی اسلامی سلطنت) میں ایسے مقام پر رہزنی کی جہاں باغیوں [7] نے غلبہ حاصل کر رکھا ہے پھر وہ رہزن مسلمانوں کے حاکم مجاز کے سامنے پیش کئے گئے تو حاکم مجاز ان پر رہزنی کی حد جاری نہ کرے گا [8]	فتح قدیر
۳۵	اگر رہزن لوگ ایسے قاضی کے ہاں لائے گئے جس کا مسلک یہ ہے کہ ان رہزنوں سے مال کی ضمان لے پس اس نے ان رہزنوں سے مال کی ضمان لی اور انہیں مقتولوں کے [illegible] کے وارثوں کے سپرد کیا تو ان رہزنوں نے ان وارثوں کے ساتھ تاوان ہائے قتل دینے پر [illegible] جیسا کہ سرقہ [illegible] رہزن عرصہ بعد ایک دوسرے قاضی کے ہاں لائے گئے تو وہ قاضی ان رہزنوں پر رہزنی کی حد قائم [illegible]	فتح قدیر
۳۶	جب ان رہزنوں پر حاکم مجاز [illegible] دے دیا اور اس غرض سے انہیں قید میں رکھا تو کسی اجنبی شخص نے جا کر (بغیر امرِ حاکم) ان رہزنوں کو قتل [illegible] پر کچھ لازم نہیں ہے۔ اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر اس اجنبی نے ان رہزنوں کے [illegible] ڈالے (تو اس اجنبی پر کچھ لازم نہیں [illegible] [10]	فتح قدیر
۳۷	حاکم مجاز نے کسی رہزن کو [illegible] تھا اور ابھی ان پر رہزنی کا جرم کچھ ثابت نہ ہوا تھا کہ کسی آدمی نے اسے قتل کر دیا پھر اس رہزن کے ارتکاب رہزنی پر گواہ قائم ہوئے تو اس رہزن کے مذکورہ قاتل پر قصاص لازم آئے گا لیکن اگر مذکورہ قاتل اس مقتول کا ولی (یعنی قریبی وارث) ہو جس مقتول کو اس رہزن نے رہزنی میں قتل کیا تھا تو پھر مذکورہ قاتل پر کچھ لازم نہ ہوگا [11]	مبسوط

[illegible] ۵۰/۴۶۸، ۳۲/۴۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] حکم نمبر ۲۵/۴۷۴ کا حاشیہ، ۳۲/۴۷۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] باغی کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۳۰/۲۲۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] حکم نمبر ۳/۴۷۳ ملاحظہ ہو (مترجم) [9] حکم نمبر ۳۵/۴۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [10] اس کی نظیر حکم نمبر ۱۴۰۸/۴۷۱ میں ملاحظہ ہو (مترجم) [11] اسکے متعلق مزید احکام قصاص کے احکام میں ہیں۔ جن کا ذکر فتاوی عالمگیری کی بحث [55] میں ہے (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الرابع فی قطاع الطریق — قطاع الطریق	حوالہ
۴۷۳-۳۸	لو ان لصوصا اخذوا متاع قوم فاستغاثوا بقوم وخرجوا فی طلبهم ان کان ارباب المتاع معهم حل قتالهم	كذا فی فتح القدیر
۳۹	ولكن اذا غابوا والخارجون يعرفون مكانهم ويقدرون على رد المتاع عليهم وان كانوا لا يعرفون مكانهم ولا يقدرون على الرد عليهم لا يجوز لهم ان يقاتلوهم	كذا فی فتح القدیر
۴۰	ولو اقتتلوا مع قاطع فقتلوه لا شئ عليهم لانهم قتلوه لاجل مالهم فان فر منهم الى موضع لو تركوه لا يقدر على قطع الطريق عليهم فقتلوه كان عليهم الدية لانهم قتلوه لا لاجل مالهم	كذا فی فتح القدیر
۴۱	ولو فر رجل من القطاع فاتبعوه وقد القى نفسه الى مكان لا يقدر معه على قطع الطريق، فقتلوه كان عليهم الدية لان قتلهم اياه لا لاجل الخوف على الاموال	كذا فی فتح القدیر
۴۲	ويجوز للرجل ان يقاتل دون ماله وان لم يبلغ نصابا و يقتل من يقاتله عليه	كذا فی فتح القدیر
۴۳	من خنق رجلا حتى قتله فالدية على عاقلته عند ابى [illegible] فقتلهم لا شئ عليه المصر [illegible] قتل سياسة	كذا فی الكافی

۱؎ حکم نمبر ۲۵/۴۷۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۴۲/۴۷۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ جیسا کہ در مختار [بما صنع فعلی] ہے اور "دون ماله" کے مفہوم کے متعلق رد المحتار میں ہے کہ "دون ماله" یعنی اپنے مال کے تحت یا اپنے مال کے اوپر یا اپنے مال کے درپے یا اپنے [illegible] ہے۔ یہ "دون" کا لفظ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے ان میں مناسب وہ معانی ہیں جو ہم نے ذکر کئے اور بعض کے ہاں "دون ماله" یعنی اپنے مال پر کے مفہوم میں ہے۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۳ ص ۲۹۷ مطلب یہ کہ اپنے مال کی حفاظت کے لئے مقاتلہ جائز ہے۔ حکم نمبر ۴۰، ۴۲ب/۴۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ جیسا کہ در مختار در رد المحتار میں ہے اور بحوالہ التجنیس لکھا ہے کہ اگر کسی گھر میں چور داخل ہوا اور مال لے گیا تو گھر والے کو حق حاصل ہے کہ اس سے قتال کرے جبتک کہ وہ مال اس چور کے پاس ہے۔ اور اگر اس چور نے ان کا وہ مال پھینک دیا تو اسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس چور کو قتل کرے اور بحوالہ البزازیہ لکھا ہے کہ کسی آدمی کو گھر والے نے (گھر میں) قتل کر دیا تو اگر گھر والے نے ثابت کیا کہ وہ آدمی قہر و غلبہ سے آیا تھا (یعنی اس نے ڈاکہ ڈالا تھا) تو اس کا خون رائیگاں ہے اور اگر گھر والا مذکورہ ثبوت فراہم نہ کر سکا تو اگر مقتول چوری اور شرارت میں مشہور نہ تھا تو قاتل قصاص میں قتل کیا جائیگا اور مقتول چوری اور شرارت سے متہم تھا تو از روئے استحسان قاتل کے مال سے تاوان قتل لازم ہوگا اس لئے کہ دلالۃ

تعدادِ شق نمبر	چوتھا باب - رہزنوں کے احکام — رہزنوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۳۸-۴۷	اگر چوروں نے کسی قوم کا مال لیا پس اس قوم نے کسی اور قوم سے مدد چاہی اور ان چوروں کی طلب میں نکلے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر مال کے مالک اس قوم کے ساتھ تھے تو ان کے لئے ان چوروں سے قتال کرنا حلال ہے [1]	فتح قدیر
۳۹	(ا) اسی مذکورہ حکم کی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر مذکورہ صورت میں وہ چور غائب ہوگئے ہوں اور ان کی طلب میں نکلنے والے لوگ ان کا ٹھکانہ پہچانتے ہوں اور ان سے وہ مال واپس لینے پر قادر ہوں (تو ان چوروں سے قتال حلال ہے) (ب) اور وہ لوگ ان کا ٹھکانہ نہ پہچانتے ہوں اور ان سے وہ مال واپس لینے کی قدرت نہ رکھتے ہوں تو ان لوگوں کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ ان چوروں سے قتال کریں۔	فتح قدیر
۴۰	(ا) اگر لوگوں اور رہزن میں باہم قتال ہوا پس لوگوں نے اس رہزن کو قتل کر دیا تو ان پر کچھ لازم نہیں ہے اس لئے کہ انہوں نے اپنے مال کی حفاظت کی غرض سے اسے قتل کیا ہے [2] (ب) اور اگر وہ رہزن بھاگ کر ایسی جگہ چلا گیا کہ اگر یہ لوگ اسے اسی جگہ چھوڑ دیتے تو وہ ان پر رہزنی کرنے پر قادر نہ ہوتا تاہم انہوں نے اسے قتل کر دیا تو ان لوگوں پر اس کے قتل کا تاوان لازم ہوگا اس لئے کہ انہوں نے اسے اپنے مالوں کی حفاظت کی غرض سے قتل نہیں کیا۔	فتح قدیر
۴۱	اگر رہزنوں میں سے کوئی آدمی بھاگ گیا اور اس نے اپنے آپ کو ایسی جگہ لا ڈالا کہ اس میں وہ رہزنی پر قادر نہیں ہوسکتا ہے پھر لوگ اس کا پیچھا کر کے اس تک پہنچے اور انہوں نے قتل کر دیا تو ان لوگوں پر اس رہزن کے قتل کا تاوان لازم ہوگا اس لئے کہ ان کا اسے قتل کرنا اموال کے خوف سے واقع نہیں ہوا ہے۔	فتح قدیر
۴۲	(ا) آدمی کے لئے یہ جائز ہے کہ دون مالہ [3] یعنی اپنے مال کی حفاظت کے لئے قتال کرے خواہ وہ چوری کے نصاب کو نہ پہنچتا ہو (یعنی دس درہم یا اتنی مالیت سے کم ہو) (ب) اور اسے یہ بھی جائز ہے کہ جو شخص اس سے وہ مال لینے کے لئے قتال کرے اسے قتل کر دے [4]	فتح قدیر
[illegible]	(ا) جو شخص [illegible] آدمی کا گ[illegible] گا [5] [illegible] مار دیا تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اس قتل کا تاوان اس کی مددگار برادری [illegible] سی آدمی کا گلا گھونٹ کر مارنے کے جرم کا ارتکاب ایک سے زیادہ بار کیا تو [illegible] کے گا۔	کافی

[illegible] درمختار و رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۹۷ نیز فتاوی بزازیہ میں لکھا ہے کہ اس پر اجماع ہے کہ جس شخص پر رات کے وقت [illegible] اور ہو اور یہ اس سے خوف زدہ ہو اور یہ جانے کہ وہ اس کے قتل کا ارادہ کر رہا ہے تو اس شخص کے لئے [illegible] اگر وہ یہ جانے کہ وہ اس کے قتل کا ارادہ نہیں کر رہا تو اسے قتل کرنا حلال نہیں اور اس میں اعتبار غلبہ [illegible]

[illegible] لمگیری ج ۶ صفحہ ۲۳۳ وهكذا فی رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۷۰ حکم نمبر $\frac{۱ \text{ تا } ۹}{۴۴۷}$، $\frac{۸}{۲۲۶}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔

[illegible] ملاحظہ ہو (مترجم) [6] جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ شہر کے ذکر کی قید اتفاقی ہے اور اس وہم کو دور کرنے [illegible] طرح شہر میں یہ حکم نہ ہو۔ ورنہ یہ جرم اگر شہر کے علاوہ کیا جائے تب بھی یہی حکم ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اسی طرح کے دوسرے لوگ مثلاً لوطی، ساحر، [illegible] نیز مارنے کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۳ صفحہ ۲۹۷، صفحہ ۲۹۸۔ نیز حکم نمبر $\frac{۴۰ \text{ تا } ۴۳}{۲۲۲}$، $\frac{۶۹ \text{ ج}}{۴۴۳}$، $\frac{۳ \text{ تا } ۵}{۴۴۷}$، $\frac{۶۳ \text{ تا } ۷۱}{۴۴۸}$، $\frac{۴۳}{۴۷۳}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

اللهم انا نسئلك الاخلاص فی القول والعمل وحسن الختام عند انتهاء الاجل۔ والعون علی الاتمام۔ یاذا الجلال والاکرام والحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وآله واصحابه اجمعين